ہدیۂ مصنف

بعالیجناب فیضمآب نواب سالار جنگ بہادر

بالقابہ الشریفہ

حیدرآباد دکن - ۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء

سوامی دیانند اور انکی تعلیم

موسوم باسم تاریخی

تاریخ اہل زمانہ

سنہ ۱۳۵۰ھ

شائع کردہ

اورنٹیل پبلک لائبریری پانی پت

اعلیٰ پایہ کے علمی و مذہبی لٹریچر کا نایاب ذخیرہ

"سوامی دیانند اور انکی تعلیم" کے فاضل مصنف جناب مولنا خواجہ غلام الحسنین پانی پتی کی بعض دیگر تصنیفات و تالیفات کی فہرست نیچے درج کیجاتی ہے۔ ان میں سے ہر کتاب اپنے موضوع پر بے مثل اور لاجواب ہے جس کتاب کی ضرورت ہو طلب فرمائیں ان کتابوں کے نسخے بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئے ہیں۔ وہ صرف سب سے پہلے آنیوالی فرمائشوں کی تعمیل میں روانہ ہوسکیں گے

۱۔ اسلام اینڈ دی ڈوائن یونٹی (ISLAM AND THE DIVINE UNITY)

یعنی "اسلام اور توحید" (بزبان انگریزی) مجلد مع ضمیمہ جات و فہرست و انڈکس وغیرہ جسمیں اسلامی توحید کی فضیلت بمقابلہ دیگر مذاہب عالم بدلائل قاطعہ ثابت کیگئی ہے اس کتاب پر مسٹر مارماڈیوک پکتھال اور لارڈ ہیڈلے جیسے مستند انگریز عالموں نے نہایت عمدہ رائیں لکھی ہیں۔ جلد انگلش فیشن اور کتاب کا نام سنہری حروف میں لکھا گیا ہے۔ کتاب کی ترتیب۔ طباعت اور کاغذ نہایت اعلیٰ۔ تمام سرخیاں اور جداول سرخ روشنائی سے چھاپے گئے ہیں۔ غرضکہ کتاب ظاہری و باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بے مثل اور لاجواب ہے۔ قیمت عہ/ ۔

۲۔ معیار الاخلاق۔ اخلاق کا صحیح مفہوم اور اسلامی اخلاق کی حقیقت قدیم و جدید حکما کے اصول کی بنا پر نہایت مفید علمی و مذہبی رسالہ ہے۔ قیمت صرف تین آنے (۳/)

۳۔ مذہبی معلومات (ہندو دھرم پر سات لکچر) جسمیں چاروں ویدوں اور دیگر ہندو شاستروں اور تاریخی کتابوں کے حوالوں سے یہ بتایا گیا ہے کہ ہندو دھرم کی عالیشان عمارت صرف چار ذاتوں (برہمن چھتری۔ ویش اور شودر) کے امتیاز پر قائم کیگئی ہے جو قدیم سے چلی آتی ہیں۔ اور یہ کہ ہندو جاتی کوئی مذہبی جماعت نہیں ہے بلکہ ایک قومی جماعت ہے۔ یہ لکچر سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء میں لکھنؤ کے ایک مشہور تبلیغی ادارے میں دیئے گئے تھے قیمت ۸/

۴۔ مجموعہ رسائل حدوث مادہ یعنی آنریبل مولوی خواجہ غلام الثقلین مرحوم کے چار رسالوں کا

(بقیہ فہرست کے لئے دیکھو ٹائٹل پیج صفحہ ۳)

اَلحقُّ یَعلُو وَلَا یُعلیٰ

راست می گویم و یزداں نہ پسند جز راست

حرفِ ناراست سرودن روشِ اہرمن است

بنامِ خدائے غفور رحیم بعونِ عزیز علیم حکیم

کتابِ ہدایت انتساب

سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم

مع مقدمہ وضمیمجات وخلاصہ کتاب و انڈکس وغیرہ

موسوم باسمِ تاریخی

تاریخ اہلِ زمانہ

سنہ ۱۲۵۰ھ

مؤلفہ

بندۂ نیاز آگین خادمِ علم ودین خواجہ غلام الحسنین پانی پتی

طبع اول ۱۰۰۰ مطبوعہ جید برقی پریس بلیماران دہلی سنہ ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء

قیمت غیر مجلد ۲ ، مجلد دو روپے آٹھ آنے

تعارف

[از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی]

عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ محققانہ انداز میں ایک مکمل، مبسوط، اور مدلل کتاب لکھی جائے جسمیں آریہ دھرم کی تعلیمات اپنے اصلی رنگ میں، اور اُس کے بانی کے ذاتی حالات تنقید کی روشنی میں درج کیے جائیں، مگر یہ کام ہر کس وناکس کا نہ تھا، بلکہ اس کے لیے خاص قابلیت، بجد مطالعہ، اور وسیع تلاش وتحقیق کی ضرورت تھی، اور یہ کام سالہا سال کی فرصت کو چاہتا تھا، خدا جزائے خیر دے مولانا خواجہ غلام الحسنین صاحب کو کہ انہوں نے اس عظیم الشان کام کا بیڑا اُٹھایا۔ اور اپنی عمر کا ایک بیش بہا حصہ یعنی قریباً ۵۴ سال نہایت صبر وخاموشی کے ساتھ مذہب کے مطالعہ میں صرف کردیے، اس مقصد کے لیے ایک بڑا کتب خانہ جمع کیا، اور آریہ سماج کے متعلق جو کچھ بھی جہاں سے مل سکا، حاصل کرنے میں تلاش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا، اس لگاتار اور مسلسل سعی وکوشش کا نتیجہ موجودہ کتاب کی شکل میں آج آپ کے سامنے ہے ظاہر ہے کہ جو کتاب اس قدر جانکاہی کے بعد لکھی جائے وہ کس پایہ کی ہوگی۔ پیرایۂ بیان کی دلچسپی، دلائل کی مضبوطی، اور طریق استدلال کی عمدگی کے لحاظ سے یہ کتاب اپنا جواب نہیں رکھتی، مگر اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ساری کتاب کو پڑھ چکنے کے بعد بھی آپکو اس میں کوئی لفظ سخت یا اشتعال انگیز نہیں ملیگا اس قسم کی دوسری عام کتابوں کے برخلاف اس کتاب کا لہجہ اتنا نرم، اتنا مہذب، اور اسقدر متین وسنجیدہ ہے کہ بے اختیار فاضل مصنف کی خداداد قدرتِ تحریر، اور شرافتِ طبیعت کی داد دینی پڑتی ہے، پھر طرزِ تحریر اتنا سلیس اور عام فہم ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی تمام مطالب کتاب کو بخوبی سمجھ سکتا ہے، اس کتاب کا دوسرا کمال اسکی طرزِ کتابت ہے کہ صفحہ پر نظر پڑتے ہی تمام مضمون کا خاکہ ذہن نشین ہوجاتا ہے، اصل کتاب سے قطع نظر اس کی فہرست، اسکا مقدمہ، اسکے ضمیمے، اور اسکا انڈکس بھی بے انتہا قابلِ قدر چیزیں ہیں، مختصر یہ کہ بانی آریہ سماج کی پرائیوٹ اور پبلک لائف کا یہ کتاب ایسا بہترین مرقع ہے جسمیں انکی اصلی اور پوری تصویر ہر ناظر کو بالکل صاف نظر آئیگی۔

علاوہ مذہبی حیثیت کے یہ کتاب سیاسی لحاظ سے بھی خاص اہمیت رکھتی ہے، ملک کا سیاست پسند طبقہ جسوقت سیاسی نقطۂ نظر سے اس کا مطالعہ کریگا تو اُس پر بہت سے حیرت انگیز راز منکشف ہوں گے، تاریخی اعتبار سے بھی اس کتاب کو خاص حیثیت حاصل ہے، فن تاریخ کے شائقین اس کے مطالعہ سے بعض ایسے عجیب نکتے معلوم کریں گے جو ابتک پردۂ راز میں تھے، غرض کتاب کیا ہے مذہبی لٹریچر میں ایک مختصر سی سائیکلو پیڈیا ہے، خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے، آمین

خاکسار اسمٰعیل عفی عنہ

مورخہ ۴ر دسمبر ۱۹۳۴ء

شری ۱۰۸ رشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی دو تصویریں (متعلقہ دفعہ ۲۹۳ - صفحہ ۳۸۴)

سُبحانہٗ
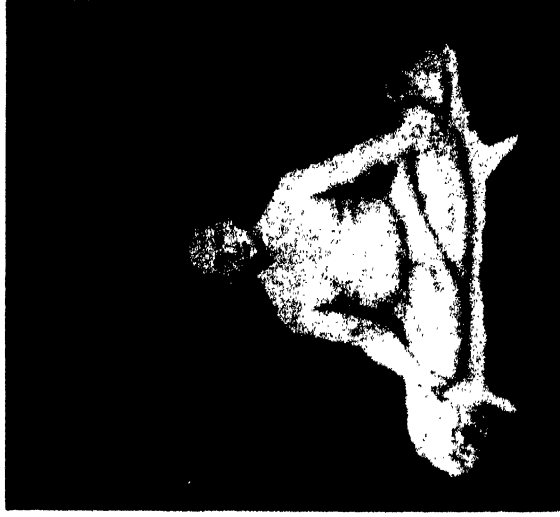
سوامی دیانند اور انکی تعلیم
کی
مفصّل فہرست مضامین

صفحہ	مضمون

نواں باب

سوامی جی کا مرض الموت اور انتقال

ضمیمجات

خلاصۂ کتاب

اِنڈکس

بسمہ سبحانہ تعالیٰ شانہ

انتساب

صادق ہوں اپنے قول میں غالب خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

یہ کتاب جو سالہا سال کی تحقیق و تفتیش اور محنت و جانکاہی کا نتیجہ ہے
اور جیسا کہ اسکے مطالعہ سے معلوم ہوگا محض تبلیغ حق اور اظہار صداقت کی غرض سے لکھی گئی ہے

میں اس کتاب کو

کسی نامور ہستی کے نام کے ساتھ منسوب کرنے کی بجائے

حق اور صداقت کے نام پر

معنون کرتا ہوں

اُمید ہے کہ حق پسند اور صداقت شعار حضرات اسکو پسند فرما کر فائدہ اُٹھائیں گے

[خاکسار مؤلف]

گذارشِ ضروری

[... ب سید محمد مہدی صاحب رضوی]

یہ امر بجائے خود صحیح ہے کہ ایک عمدہ کتاب کے لیے کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اسی وجہ سے کتاب "سوامی دیانند اور انکی تعلیم" محتاج تعارف نہیں بلکہ اپنا تعارف آپ کرتی ہے، مضامین کی ترتیب، واقعات کی تحقیق، مطالب کی تنقید، بیان کی سادگی، زبان کی شائستگی، عبارت کی سلاست، کلام کی متانت، دلائل کی قوت وغیرہ معنوی خوبیوں سے قطع نظر کرکے اس کا مقدمہ، اسکا دیباچہ، اسکی فہرست، اسکے ضمیمے، اسکا خلاصہ، اسکا انڈکس، اسکے ابواب وفصول، اسکے عنوانات، اسکی دفعات، اسکی سرخیاں، اس کے حواشی وغیرہ بھی ضرور ناظرین کی کشش کا باعث ہوں گے، اسکے علاوہ نفیس کاغذ، پاکیزہ تحریر، خوشنما طباعت، دیدہ زیب سرورق اور طریقہ کتابت کی اُن خصوصیات نے جو آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئیں، اس کتاب کی شان کو اور بھی چار چاند لگا دیے ہیں اور سرسری نظر ہی میں ناظرین اسکی خوبیوں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں،

بعض اوقات مصنف کا نام ہی خوبیٔ کتاب کی ضمانت اور تعارف کیلئے کافی ہوتا ہے،

فاضل محترم، اُستاذ الاساتذہ اُستاذی جناب مولانا مولوی خواجہ غلام الحسنین صاحب قبلہ فاضل پانی پتی کا نام، انکی علمی اور مذہبی تصانیف کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے، اور چونکہ یہ کتاب خواجہ صاحب ممدوح کے قلم حقیقت رقم کا نتیجہ ہے اس وجہ سے بھی کسی خاص تعارف کی ضرورت نہیں، لیکن اگر یہ قول صحیح ہے کہ ع

"نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول"

تو میں اس بات کے کہنے کی جرأت کرسکتا ہوں کہ یہ کتاب جو تقریباً نصف صدی کی تحقیق اور جانکاہی کا نتیجہ ہے، اور جس کی ترتیب وتالیف میں فاضل ممدوح نے سالہا سال زحمت اٹھائی

ہے اور جس کی کتابت اور طباعت ہی کے اہتمام میں کامل ایک سال گذر گیا ہے، اُن کے بہترین کارناموں میں شمار کیے جانے کے لائق ہے۔

یہ میری خوش نصیبی تھی کہ اُستادِ محترم مدظلہ العالی کی خدمت میں رہ کر اِس کتاب کی تالیف میں اُن کا ہاتھ بٹانے کا موقع نصیب ہوا، کتبخانہ سے کتابوں کا برآمد کرنا، اردو، ہندی، اور سنسکرت کے اقتباسات اور حوالجات کا نقل کر کے اُنکا مقابلہ کرانا، ترتیب مسودات میں مدد دینا، مسودات کو بار بار صاف کرنا، اِس قسم کے فرائض کی انجام دہی مجھ سے متعلق تھی، اِس کام میں برابر دو سال تک مصنف کے ساتھ محنت اُٹھانے سے مجھ کو بہت سے فوائد حاصل ہوئے، علمی ذوق میں ترقی ہوئی، علمی کام کا شوق پیدا ہوا، کام کرنیکا طریقہ معلوم ہوا، مضمون نگاری کا تجربہ ہوا، اور تصنیف و تالیف کے وہ گر ہاتھ آئے جو اپنے طور پر عمر بھر کی محنت سے بھی حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔

سوامی دیا نند سرسوتی جی کی سوانح عمری، اُنکی تعلیم اور اُن کے مشن کے متعلق اُردو میں ایک ایسی محققانہ تالیف کی ضرورت بہت مدت سے محسوس ہو رہی تھی جس سے ہر مذہب و ملت کے لوگ فائدہ اُٹھا سکیں، مگر غالباً کام کی دشواری اور ذمہ داری کی اہمیت کی وجہ سے اِس طرف توجہ نہیں کی گئی تھی، آخر

"مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"

اِس اہم کام کی تکمیل اور اشاعت کا سہرا بھی "فلسفۂ تعلیم ہربرٹ سپنسر" اور "تحقیق الجہاد" کے مولف و مترجم ہی کے سر پر باندھا جاتا تھا، اگر پبلک نے اِس کتاب کی قدر کی تو جناب خواجہ صاحب ممدوح کی دیگر تصانیف بھی انشاء اللہ بہت جلد شائع ہو سکیں گی۔

راقم۔ سید محمد مہدی رضوی رائے بریلوی
مقیم علی گڈھ (مسلم یونیورسٹی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

مقدمۂ کتاب

"سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم"

دیگراں قرعۂ قسمت ہمہ بر عیش زدند — دلِ غمدیدۂ ما بود کہ ہم بر غم زد

۱۔ مؤلف کی مذہبی تحقیقات اور دینی خدمات

ابتدائی تربیت

۱۔ راقم الحروف کی ولادت اور تعلیم و تربیت ایسے گھرانے اور ایسے ماحول میں ہوئی جہاں قَالَ اللّٰه اور قَالَ الرَّسُوْل کا ورد ہمیشہ رہتا تھا، والد بزرگوار [اَعْلَی اللّٰهُ مَقَامَهٗ] کو دینیات کا شغف بدرجۂ کمال تھا، جس کی مثالیں بہت کم نظر آتی ہیں، اُن کا مطالعہ وسیع اور حافظہ قوی تھا، مبدأ فیاض نے خدمتِ خلق کا شوق اُن کی فطرت میں ودیعت کیا تھا، اور اپنی معلومات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا اُن کا مطمح نظر تھا، مطالب قرآن مجید، احوالِ بزرگانِ دین، اور اخلاقی قصص و حکایات کا بسبیلِ تذکرہ لوگوں کو سنانا اُن کا دل پسند مشغلہ تھا، اور بالخصوص اپنی اولاد کے کانوں میں یہ باتیں ہمیشہ ڈالتے بلکہ روزمرہ کی معمولی باتوں سے بھی اخلاقی نتائج نکال کر نصیحت فرماتے رہتے تھے، جس کا سلسلہ جب تک کہ مرحوم نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، برابر جاری رہا، راقمِ آثم کو اکبر اولاد ہونے کے سبب، اور اس وجہ سے بھی کہ قدرت نے زیادہ تر اقامتِ وطن اور اُن کی خدمت میں حضوری کے اسباب فراہم کر دیے تھے، اُن کے

فیضِ تربیت سے مستفیض ہونے کا زیادہ موقع ملا، اور نسبتہً کم سنی میں دینی اور اخلاقی معلومات کا اِس قدر ذخیرہ ذہن میں محفوظ ہوگیا جو اساتذہ اور واعظین کی رسمی تعلیم اور مواعظ سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔

شوقِ تحقیق

۲- چونکہ یہ بات بھی ابتدا ہی سے گوش گذار کیگئی تھی کہ دین و مذہب کے معاملہ میں تحقیقِ حق لازم ہے اور تقلیدِ آبائی سے کام نہیں چلتا، لہذا دیگر مذاہب کی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے کا شوق بھی پیدا ہوگیا، اور ایک مدّتِ دراز کی تحقیق و تفتیش، اور کوشش و کاوش، اور کافی مطالعہ نے اِس نتیجہ پر پہنچایا کہ اسلام اکمل الادیان اور قرآن مجید نہایت ہی جامع کتاب ہے جسمیں بیشمار مضامین ہیں، مثلاً:-

(۱) اثباتِ وجودِ صانعِ عالم (۲) اثباتِ توحید (۳) احساناتِ الٰہی (۴) احسانِ عام (۵) اخلاصِ عمل (۶) آدابِ معاشرت (۷) استعمالِ عقل (۸) اِسلام مذہب امن، (۹) اسمائے حُسنیٰ (۱۰) اصولِ دین (۱۱) اصولِ مناظرہ (۱۲) اعتدال (۱۳) اعجاز القرآن (۱۴) اقتصادیات (۱۵) امامت (۱۶) اوامر و نواہی (۱۷) ایمان و عمل (۱۸) بحث و استدلال (۱۹) پیدائشِ عالم (۲۰) پیشین گوئیاں (۲۱) تبلیغِ دین (۲۲) تدبّر و تفکّر (۲۳) تدبیرِ منزل (۲۴) ترغیبِ علوم و فنون (۲۵) تقدیر و تدبیر (۲۶) تقدیسِ خداوندی (۲۷) تقویٰ (۲۸) تمدن (۲۹) تہذیبِ اخلاق (۳۰) توبہ و استغفار (۳۱) جدوجہد (۳۲) جنّت و نار (۳۳) حفظِ صحت (۳۴) حقائقِ اشیاء (۳۵) حقوق اللہ (۳۶) حقوق المخلوقات (۳۷) حقوق النفس (۳۸) حقیّتِ اسلام (۳۹) حکمتِ الٰہی (۴۰) حکمت و موعظت (۴۱) حلال و حرام (۴۲) حمدِ الٰہی (۴۳) حیات بعد الممات (۴۴) خدا کی صفاتِ ثبوتیہ (۴۵) خدا کی صفاتِ سلبیہ، (۴۶) خصوصیاتِ اسلام (۴۷) خصوصیاتِ قرآن (۴۸) خلقتِ انسان (۴۹) خیرات و مبرّات (۵۰) دعا و استجابت (۵۱) دین و دنیا کا تعلق (۵۲) دینداری کی

تاکید (۵۳)، ردِ عقائدِ باطلہ (۵۴)، سیاستِ مُدن (۵۵)، طہارتِ باطنی (۵۶)، طہارتِ ظاہری (۵۷)، عباداتِ قلبی (۵۸)، عباداتِ لسانی (۵۹)، عباداتِ بدنی (۶۰) عباداتِ مالی (۶۱)، عبرت و نصیحت (۶۲)، عدل و انصاف (۶۳)، علوم مختلفہ (۶۴)، فروعِ دین (۶۵)، فضائلِ علم (۶۶)، فطرتِ انسانی (۶۷)، قدرتِ خداوندی (۶۸)، قوانینِ صلح و جنگ (۶۹)، کسبِ معاش (۷۰)، مبدأ و معاد (۷۱)، مشاہدۂ قدرت (۷۲)، مشیّتِ باری (۷۳)، مطالعۂ فطرت (۷۴)، معاملاتِ باہمی (۷۵)، مذہبی رواداری (۷۶)، میراث (۷۷)، نبوت و رسالت (۷۸)، نعماتِ الٰہی (۷۹) ولایت (۸۰)، ہدایتِ ربانی (۸۱)، یادِ الٰہی وغیرہ وغیرہ

یہ چند اہم موضوع ہیں جن میں بہت سے عنوان اور عنوان در عنوان ہیں، ہر عنوان کے تحت میں متعدد آیات پیش کی جاسکتی ہیں اور ہر آیت سے متعدد نکات نکلتے ہیں، یہ قرآن مجید کی **حیرت انگیز جامعیت** ہے کہ علاوہ اپنی بے نظیر فصاحت و بلاغت کے اور باوجود قلیل الحجم ہونے کے مطالب لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی پر مشتمل اور حاوی ہے، اور چونکہ یہ کتاب مقدس اسلام کا ایک زندہ اور دائمی معجزہ ہے لہذا علمائے ربانی نے فرمایا ہے کہ قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور اُس سے نئے نئے نکات ہمیشہ نکلتے رہیں گے ؎

اے کتابِ آسمانی، اے مقدس یادگار
پیکرِ معنی میں ہے لاریب تو روحِ رواں
رازِ وحدت تیری ہر سورت سے ہے صورت نما
ہے تیرے ہر دائرہ میں کوثرِ معنی کا جوش
ہو گئے ہیں آج تجھ کو گو کہ تیرہ سو برس

اے جوانِ خوبصورت، اے کلامِ کردگار
جوہرِ جانِ بلاغت، ہے تیرا حسنِ بیاں
مثل تیرا لاسکا ہرگز نہ کوئی لائے گا
خود فصاحت دم بخود ہے اور بلاغت ہے خموش
معجزے کرتے ہیں ظاہر تجھ سے ابتک نکتہ رس

(عزیز لکھنوی)

آریہ سماجی تحریک

۳ - ابھی میرا بچپن ہی تھا کہ ملک میں ایک نئی تحریک نے جنم لیا، اور اس شان سے رونما ہوئی کہ سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا، یہ آریہ سماجی تحریک تھی جس نے ہندوؤں، مسلمانوں، اور عیسائیوں وغیرہ پر اپنے مخصوص انداز میں تحریری اور تقریری حملے ہی نہیں کیے بلکہ اُن سب کو جھوٹا بتا کر نہایت زور کے ساتھ للکارا، اور "ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ" کے نعرے لگا کر چیلنج پر چیلنج دینے شروع کر دیے، بالآخر وہ بھی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ کہیں شاستر ارتھ کے نام سے اور کہیں شنکا سمادھان
مباحثہ ۱۲ ازالۂ شکوک ۱۲
کے عنوان سے آریہ سماج اور دیگر مذاہب میں ایسی چلی کہ بس توبہ ہی بھلی، فتنہ و فساد کی ایسی بنیاد پڑی کہ اَلْحَذَرْ، امن وامان میں وہ خلل پڑا کہ الامان، چنانچہ اسی وجہ سے سرکار انگریزی کو بار بار مداخلت کی ضرورت پیش آئی، قصہ مختصر آریہ سماجی کو "لِمَنِ الْمُلْکُ" کی صدا ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی، اور یہ شعر آریہ سماج کا موٹو اور تکیہ کلام ہو گیا ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے | صداقت وید اقدس آزمائے جسکا جی چاہے

اور کتابوں اور رسالوں سے گذر کر اشتہاروں میں پہنچ گیا، چنانچہ آریوں کے جلسوں کے اشتہارات پر جلی قلم سے بطور عنوان آجتک درج ہوتا ہے، اور سماجی حلقوں میں ذوق و شوق اور جوش و خروش کے ساتھ گایا جاتا ہے۔

آریہ دھرم کا مطالعہ

۴ - یوں تو زمانۂ طالب علمی دہلی ہی میں آریہ سماج کے نام سے کان آشنا ہو چکے تھے مگر ۹۰-۱۸۸۹ء میں جبکہ میں گورنمنٹ ٹریننگ کالج لاہور میں زیرِ تعلیم تھا، بعض جوشیلے ہم سبق آریہ طلبہ کی مہربانی سے آریہ سماجی خیالات سے ایک حد تک واقفیت حاصل ہوئی، اور آریہ سماج کے "طبلِ بلند بانگ" کا شور بھی وقتاً فوقتاً قارعِ صماخ ہوتا رہا، بالآخر وطن واپس آنے کے بعد بعض ہموطن آریہ کرم فرماؤں اور مہاتماؤں کے خاص اصرار پر "اسلام اور ویدک دھرم" کے متعلق سلسلۂ تحقیقات شروع ہو گیا، جس کا سامان بفضلِ خداوندِ منّان ایسے عنوان سے فراہم ہو گیا جو کسی کے سان

گمان میں بھی نہ تھا ؎

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد | خمیر مایۂ دکانِ شیشہ گر سنگ است

قصہ مختصر ۱۸۹۰ء سے اِس وقت تک علاوہ علمی، تعلیمی اور اسلامی مشاغل کے مجھے "ویدک دھرم" یا "آریہ مت" کی تحقیقات سے بھی خاص دلچسپی رہی ہے، اور اِس طولانی مدت میں بفضلہ تعالیٰ حقیقتِ اسلام، اصولِ اسلام، فروعِ اسلام، فلسفۂ اسلام، تاریخِ اسلام، اخلاقِ اسلام، اعجازِ قرآن، جامعیتِ قرآن، علومِ قرآن، معارفِ قرآن، حقائقِ قرآن، نکاتِ قرآن وغیرہ مباحث کے متعلق ہندوستان اور عراق کے مختلف مقامات پر مجامعِ عام میں صدہا تقریرات کا موقع ملا، خصوصاً بنارس اور غازیپور کی اسلامی انجمنوں کے سالانہ اجلاسوں پر روزانہ ہر جلسہ میں تقریر کرنی پڑتی تھی، جسکا سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا، اسکے علاوہ بیسیوں علمی و دینی کتب و رسائل و مقالات کی تحریر و اشاعت کی توفیق مِن جانبِ اللہ عطا ہوئی جن کو اہلِ نظر نے بنظرِ استحسان دیکھا، آریہ مہاتماؤں اور دیگر غیر مسلم کرمفرماؤں کی طرف سے اُن کے مذہبی جلسوں میں "اسلام" اور "ویدک دھرم" کے تقابل، یا کسی دوسرے معیّن مبحث پر اسلامی نقطۂ نظر سے تقریرات کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً دعوت دیگئی اور انکے مشہور و معروف پنڈتوں اور نامی گرامی اُپدیشکوں سے جلسۂ عام میں بالمشافہ گفتگو کرنے کے مواقع بھی حاصل ہوئے، یہ تمام تحریرات، تقریرات، اور مکالمات بحمداللہ نہایت مفید اور کامیاب ثابت ہوئے، اور غیر مسلم پبلک پر بھی اُن کا اچھا اثر پڑا، وَھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ وَلَا فَخْرَ۔

۲۔ کتاب کی ترتیب و تکمیل

سببِ تالیف و مضمونِ کتاب | ۵۔ آریہ سماجی تصنیفات کے مطالعہ اور آریہ دھرم کی تعلیم سے کافی واقفیت حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اِس دھرم کے متعلق تاریخی اور مذہبی نقطۂ نظر سے ایک جامع کتاب جو نسبتہً مختصر بھی ہو لکھی جائے، جس کے

لیے سالہا سال سے سامان جمع کیا جا رہا تھا مگر کُلُّ اَمْرٍ مَّرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا اب ایک مدت کے بعد وہ خیال عمل کے لباس میں جلوہ گر ہوا، کتاب کا نام "سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم" رکھا گیا، اور تاریخی نام "تاریخ اہلِ زمانہ"[۱] تجویز کیا گیا ہے، جس سے ۱۳۵۰ھ نکلتا ہے اور یہی ختمِ کتاب کا سنہ ہے، اِس کتاب میں جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہے شری ۱۰۸ رشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی سوانح عمری اور اُن کی تعلیم کا بیان ہے، اگرچہ سوامی جی کی مختصر خود نوشت سوانح عمری یعنی "سوجیون چرتر" کے علاوہ اُنکی بڑی بڑی سوانح عمریاں بھی اردو، ہندی، انگریزی، گجراتی، اور دیگر زبانوں میں لکھی گئی ہیں، مگر اب بھی ایک ایسی سوانح عمری کی ضرورت ہے جسمیں سوامی جی کے واقعاتِ زندگی کو تحقیق و تفتیش و تنقید کے ساتھ تاریخی اور مذہبی نقطۂ نظر سے صاف، سلیس، عام فہم، اور سنجیدہ اُردو میں ایسے سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ درج کیا جائے کہ اخذِ نتائج میں آسانی ہو، اور سوامی جی کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر ایسی روشنی پڑے کہ اُن کے اصل مقصد کے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے، اور ہر مذہب و ملت اور ہر درجہ اور ہر طبقہ کے لوگ اِس سے فائدہ اُٹھا سکیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ کہ اِس کتاب کی اشاعت سے وہ ضرورت جو عرصۂ دراز سے محسوس ہو رہی تھی پوری ہوگئی جس کے مطالعہ کے بعد سوامی جی کی ضخیم سوانح عمریوں کی ورق گردانی کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہے گی، اور جن لوگوں کو آریہ سماج کی تعلیم کے متعلق لمبی چوڑی بحثوں یا تنقیدوں کے پڑھنے کی فرصت نہیں ہے وہ بھی اِس مختصر کتاب کے مطالعہ سے کافی اور صحیح معلومات حاصل کر سکیں گے

کتاب کے ماخذ

۶۔ اِس کتاب میں سوامی جی کے واقعاتِ زندگی خود اُنکی خود نوشت

---

[۱] سوامی جی نے ویدک دھرم کے نام سے جن سیاسی خیالات کی تعلیم دی ہے وہ آجکل ہندوستان میں عام ہو رہے ہیں اور ابنائے زمانہ اُنکے گرویدہ و دلدادہ معلوم ہوتے ہیں، اِسی مناسبت سے اِس کتاب کا دوسرا نام تاریخ اہلِ زمانہ رکھا گیا ہے (مؤلف)

سوانح عمری" اور دیگر مصنفین کی لکھی ہوئی سوانح عمریوں سے منتخب کرکے درج کیے گئے ہیں، اور انکی تعلیم کے اقتباسات خود انکی تصنیفات سے اخذ کیے گئے ہیں، اسکے علاوہ دیگر مصنفین کی تصنیفات اور اخبارات ورسائل کے انتخابات بھی جابجا دیے گئے ہیں، تقریباً تمام کتابیں جن کے حوالے درج کتاب کئے گئے ہیں مؤلف کے کتب خانے میں موجود ہیں، جو کتب اور اخبارات ورسائل موجود نہیں تھے اُنکے اقتباسات بالواسطہ حاصل کیے گئے ہیں، اِن ماخذوں کی مفصل فہرست ضمیمہ نمبر ۲ میں درج کی گئی ہے۔

۳۔ کتاب کی مختلف حیثیتیں

اختلاف نقطۂ نظر

۷۔ مختلف المذاق اشخاص ایک ہی چیز کو مختلف نظر سے دیکھا کرتے ہیں، اور چونکہ اِس کتاب کی مختلف حیثیتیں ہیں لہٰذا ناظرین کا نقطۂ نظر بھی مختلف ہوگا، بعض اُسکی تاریخی حیثیت کو اور بعض مذہبی حیثیت کو دیکھیں گے، بعض ادبی لحاظ سے اور بعض اخلاقی اعتبار سے مطالعہ کریں گے، بہر حال تاریخی، مذہبی، ادبی، اور اخلاقی حیثیت سے یا بہیئتِ مجموعی اِن چاروں حیثیتوں سے اِس کتاب کا مطالعہ کیا جائیگا۔

(۱) تاریخی حیثیت

۸۔ چونکہ اِس کتاب میں ایک ایسے نامور شخص کے واقعات اور کارناموں کا بیان ہے جس نے اُنیسویں[19] صدی عیسوی کے ربع آخر میں ہندوستانیوں کے خیالات میں انقلابِ عظیم کی بنیاد ڈالی تھی، لہٰذا جو لوگ بیوگرفی [BIOGRAPHY] یعنی تذکرہ کی نظر سے اِس کا مطالعہ کریں گے، وہ اِس سے تاریخی فوائد اخذ کریں گے، اور اُن کو معلوم ہوجائیگا کہ اہلِ دنیا عموماً کن اسباب اور وسائل سے مادّی ترقی حاصل کرتے ہیں؟ اُس کیلئے کسطرح کوشش کرتے ہیں؟ اور آیا انسانی زندگی کا نصب العین محض مادّی ترقی ہے یا کچھ اور بھی؟

(۲) مذہبی حیثیت

۹۔ سوامی جی نے "ویدک دھرم" کے نام سے جن مذہبی خیالات کی اشاعت کی ہے اُنمیں خاص قسم کے سیاسی خیالات بھی داخل کیے گئے ہیں، لہٰذا جو لوگ مذہبی

حیثیت سے اِس کتاب پر نظر کریں گے، اُن کو اِس امر پر غور کرنیکا موقع ملیگا کہ مذہب کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ مذہب کا سیاست سے کیا تعلق ہے؟ اور دینی و دنیوی سیاست میں کیا فرق ہے؟

(۳) ادبی حیثیت

۱۰ - ادبی یعنی لٹریری حیثیت کا مطلب یہ ہے کہ زبان اور انشا پردازی کے اعتبار سے یہ کتاب کس پایہ کی ہے؟ اِس کے متعلق اسی قدر بتا دینا کافی ہوگا کہ مؤلف نے مطالب کو سادہ، سلیس اور عام فہم زبان میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہر شخص فائدہ اُٹھا سکے، اور جو لوگ اُردو نوشت و خواند سے ناواقف ہیں اور جنکی مادری زبان بھی اُردو نہیں ہے اور صرف معمولی اُردو سمجھ سکتے ہیں وہ بھی اُسکی عبارت کو سُن کر مطلب سمجھ سکیں، مگر جو لوگ رنگیں بیانی کے دلدادہ اور لطفِ کلام کیلئے اُسکو ضروری سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ اُنکو اِسکی سادہ عبارت پسند نہ آئے، مگر مؤلف جو اِس کوچہ سے نابلد ہے اِس کے سوا کر ہی کیا سکتا تھا؟ ؎

کیجے کیا حالی نہ کیجے سادگی گر اختیار | بولنا آئے۔ جب رنگیں بیانوں کی طرح

(۴) اخلاقی حیثیت

۱۱ - اخلاقی حیثیت سے زبان کی نرمی و شائستگی اور بیان کی متانت و سنجیدگی مُراد ہے، مطالعۂ کتاب سے یہ بات واضح ہوگی کہ مؤلف نے اپنی طرف سے کوئی ایسی عبارت یا جملہ نہیں لکھا جو تہذیب و متانت سے گرا ہوا، یا موجبِ دل آزاری ہو اور قرآنِ حکیم نے جس حکیمانہ اخلاق کی تعلیم دی ہے اور غیر مسلموں کے ساتھ بالخصوص مذہبی امور میں جس رواداری اور نرمی کی ہدایت کی ہے حتی الامکان اُس کی تعمیل کی ہے اور تلخ گوئی اور بدزبانی سے جس کی ممانعت ہے اجتناب کیا ہے ؎

دہنِ خویش بدشنام میالا صائب | اکیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

۴ - حُسنِ اخلاق کی عظمت

اسلام کی اخلاقی تعلیم

۱۲ - حُسنِ اخلاق کی جس قدر تاکید اِسلام نے کی ہے کسی مذہب نے نہیں کی، یہانتک کہ پیغمبرِ اسلام کے دنیا میں تشریف لانے کا مقصدِ اصلی تکمیلِ اخلاق تھا،

چنانچہ آپؐ نے فضائلِ اخلاق کا نہ صرف ایک مکمل قانون یعنی قرآن مجید ہی پیش کیا، بلکہ اپنی زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنے طریقِ عمل سے ہر ایک خُلق کے بہترین عملی نمونے بھی دُنیا کی ہدایت کے لیے پیش کردیے ہیں۔

سوامی جی کا قولی اخلاق

۱۳۔ سوامی جی نے بھی اخلاق کے ایک پہلو یعنی شیریں زبانی اور مہذب کلام کی تعریف اور بدزبانی اور تلخ گوئی کی مذمت کی ہے، جیساکہ اُن کی تحریراتِ ذیل سے ظاہر ہے:۔

(۱) "غصہ وغیرہ عیوب، نیز تلخ گوئی کو چھوڑ کر باآرام اور شیریں کلام بولے"
[ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء، باب ۲، دفعہ ۳۲، ص ۳۹]

(۲) "ناصح ہمیشہ شیریں اور مہذب کلام بولے" [ایضاً باب ۳ دفعہ ۴۵ ص ۵۷]

(۳) "ہمیشہ شیریں کلامی اور سچ سے دوسرے کا فائدہ مند سخن بولے، ناگوار سچی بات یعنی کانے کو کانا نہ بولے" [ایضاً باب ۴ دفعہ ۵۲ ص ۱۲۵]

(۴) "جب کہیں وعظ یا مباحثے وغیرہ میں کوئی سنیاسی پر غصہ کرے یا اُسکی مذمت کرے تو سنیاسی کو لازم ہے کہ اُس پر آپ غصہ نہ کرے" [ایضاً باب ۵ دفعہ ۹ ص ۱۶۹]

یہ اقوال قابلِ قدر ہیں، سوامی جی نے شیریں زبانی اور مہذب کلام کو نہایت ضروری بتایا ہے اور سنیاسی کے لیے تو کسی حالت میں بھی غصہ کو روا نہیں رکھا، خواہ دوسرا شخص اُس پر غصہ کرے یا اُس کی مذمت کرے، چونکہ سوامی جی اُپدیشکوں کے رہنما، مناظروں کے مقتدا، اور سنیاسیوں کے پیشوا مانے جاتے ہیں، اور اُن کا درجہ تمام ہادیانِ مذاہب سے برتر اور بالاتر قرار دیا جاتا ہے [دیکھو دیباچۂ کتاب، دفعات ۱ – ۴] لہٰذا اِس امر کی توقع بیجا نہ ہوگی کہ اُن کا اخلاق ہر پہلو اور ہر اعتبار سے افضل و اعلیٰ اور بے مثل و بے نظیر ہو۔ اگلے عنوان کے مطالعہ سے سوامی جی کے عملی اخلاق کا صحیح اندازہ ہوجائے گا۔

۵۔ سوامی جی کی تحریرات دیگر مذاہب کے متعلق

جھوٹ کی جڑ

۱۴۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں جسقدر پنتھ یا مت رائج ہیں جھوٹے ہیں، اور انکی جڑ چار مذہب ہیں، جنکو انہوں نے پرانی، جینی، کرانی اور قرآنی کے نام سے یاد کیا ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا ستندارد و ترجمہ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء باب ۱۱ کا ضمنی دیباچہ ص ۳۶۵]

پرانی اور ان کے مختلف فرقے

۱۵۔ اٹھارہ پرانوں کے ماننے والے ہندو، جو عموماً "سناتن دھرمی" کہلاتے ہیں، ان کا نام سوامی جی نے پرانی رکھا ہے، اور انہیں برہم سماجی، بیراگی، دادو پنتھی، سادھو، شیونی، کبیر پنتھی، گوکلئے گسائیں، نانک پنتھی یعنی سکھ، ویدانتی، ویشنونی وغیرہ وغیرہ بہت سے فرقے شامل کئے گئے ہیں، اور ان سب کی تردید کے لیے ستیارتھ پرکاش کا گیارھواں باب مخصوص کیا گیا ہے۔

جینی، عیسائی اور مسلمان

۱۶۔ سوامی جی نے چارواک، بودھ، اور جین مت کو مذکورہ بالا فرقوں سے علیحدہ بیان کیا ہے، اور ستیارتھ پرکاش کے بارھویں باب میں ان کی تردید کی ہے، کرانی سے کرسچن یعنی عیسائی، اور قرآنی سے قرآن مجید کے ماننے والے یعنی مسلمان مراد ہیں، عیسائیوں کی تردید ستیارتھ پرکاش کے تیرھویں باب میں کیگئی ہے اور مسلمانوں کی تردید کیلئے اس کا چودھواں باب وقف کیا گیا ہے۔

ان چاروں مذہبوں کے متعلق جو کچھ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے اس کا لب لباب آگے درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) سناتن دھرم کے متعلق

بت پرست

۱۷۔ بت پرستوں کو سوامی جی نے یہ خطابات دیے ہیں۔ آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے، بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے، پاگل پن کی باتیں ماننے والے پھوٹی آنکھوں والے۔

بُت پرستی

۱۸- بت پرستی کے متعلق لکھتے ہیں:- پاکھنڈ مت ہے، جینیوں نے اِس کو چلایا ہے، پروہتوں کا مکروفریب ہے، پوپ مایا یعنی برہمنوں کا دھوکا ہے۔

پُران اور انکی تعلیم

۱۹- بھاگوت پران اور شیو پران وغیرہ کتابوں کو سناتن دھرمی ہندو نہایت مقدس اور ویدونکی تعلیم کا عطر سمجھتے ہیں مگر سوامی جی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی باتونکا گپوڑہ، جھوٹی کتابیں اور پرازعیب کتابیں ہیں۔

پُرانوں کے مصنف

۲۰- اِن کتابونکے مصنفوں کو سوامی جی اِن الفاظ سے یاد کرتے ہیں اندھے، بیہودہ بکنے والے، بھنگ کے لوٹے چڑھانیوالے، بھنگ کی لہر میں گپوڑہ اُڑانے والے، بھنگڑ، ہیجیا، بے شرم، پیدا ہوتے ہی مرکیوں نہ گئے، جھوٹے، لال بجھکڑ، ماں کے پیٹ ہی میں ضائع کیوں نہ ہوگئے۔

ہندوؤں کے تیرتھ

۲۱- ہندوؤنکے مقدس مقامات یعنی تیرتھوں اور مندروں وغیرہ کے متعلق سوامی جی کے خیالات کا اندازہ اِسی بات سے ہو سکتا ہے کہ اُنھوں نے بدری نارائن کو ٹھگ وڈیا کا مقام اور برندرابن کو بیسوابن فرمایا ہے۔

برہمن اور پروہت

۲۲- برہمنوں اور پروہتوں کو جن ناموں سے یاد کیا ہے اُنکا نمونہ یہ ہے اندھے پوپ، بیسوا اور بھڑوے کی مانند، بھاٹ، پاگل، جاہل، جھوٹے دکاندار، دوسرونکی دولت لوٹنے میں بڑے ہوشیار، ڈھونگ باز، فریبی، کمینے، لپّی، مال اُڑانیوالے، ناک کٹوانے کا مہورت لکھنے والے، وحشیوں کو بہکانے والے۔

بعض خاص مت اور اُنکے پیشوا

۲۳- رام سینہی مت کی بابت لکھا ہے کہ اُس نے پاکھنڈ کھڑا کیا ہے، نام رام سینہی اور کام رانڈ سینہی، رامچرن کو ان پڑھ، سیدھا سادہ آدمی، گپڑ چوتھ لکھنے والا، اور گنوار بتایا ہے، کبیر صاحب کی بابت یہ لکھا ہے:- جھوٹ بٹانگ بھاشا بنانیوالا، جاہلونکو دام میں پھنسانیوالا، جلاہے وغیرہ نیچ ذات کو سمجھانیوالا، گوکلئے گسائیوں کی بابت یہ لکھا ہے:- جھوٹ کا دام بچھانے والے، لوگونکو دام میں پھنسانیوالے،

سب سے بڑھکر خود غرض، گسائیوں کا گولوک کیا ہوا دہلی کے پادشاہ کی بیویوں کی فوج ہوگئی، سوامی نارائن مت کے لوگوں کو دولت کے لٹیرے اور مکر و فریب سے کام کرنیوالے بتایا ہے، گرو نانک جی کو جو سکھ مذہب کے بانی ہیں ان لفظوں سے یاد کیا ہے:- جاہل، خود پسند سنسکرت میں قدم رکھنے والا، عزت اور شہرت کا طالب، گنواروں کے سامنے پنڈت بننے والا مکر و فریب کرنے والا۔

(ب) جین دھرم کے متعلق

جین دھرم

۲۴- جین دھرم اور اُس کے فرقوں کی بابت یہ لکھا ہے:- بھونڈو مذہب، پاکھنڈوں کی جڑ، پاگل پن کی باتیں، ڈبونے والا مذہب، ڈھونگی بناوٹی فرقے۔

جینی اور اُنکے پیشوا

۲۵- جینیوں اور اُن کے تیرتھنکروں اور مذہبی پیشواؤں کو ان القاب سے یاد کیا ہے:- اُنکی بے علمی کی کوئی حد نہیں، اُنکی کتابوں میں جھوٹ ہی جھوٹ بھرا ہوا ہے (تین باتوں کے سوا)، اوٹ پٹانگ باتیں بنانے والے، بازاری عورت کیطرح اپنی تعریف کرنے والے، بکواس کرنیوالے، بند جائے ضرور کی مانند اُنکے منہ [منہ پر پٹی باندھنے والے جینیوں کی بابت کہا گیا ہے] بھانڈوں کے بڑے بھائی، بھانڈوں کی باتوں کو بھی مات کرنیوالے، بنئے، بیر بیچنے والے کنجڑے کی مانند، بے علمی میں مبتلا، تعصب میں مبتلا، جھوٹے، جھوٹی لمبی چوڑی گپ مارنیوالے، چانڈالوں کی سی عقل والے، دوسرے مذہبوں کو گالی دینے والے، ڈرپوک ڈھکوسلا بنانیوالے، سب سے زیادہ حاسد، کینہ ور، گمراہ اور مذمت کرنے والے۔

(ج) دینِ عیسوی کے متعلق

عیسائیوں کا خدا

۲۶- عیسائیوں کے خدا کو ان لفظوں سے یاد کیا ہے:- بڑا گنہگار، بے عقل بہروپیا، پتھر کو معبود سمجھنے والا، پوپ لیلا دکھانے والا، جاہلِ مطلق، جھوٹا، دغاباز، شیطان، گوشت خوار شریر آدمی کی مانند، لعنت کے قابل، مکار، وحشی۔

بائیبل

۲۷- بائیبل اور اُسکی تعلیم کی نسبت یہ خیالات ظاہر کیے ہیں:- اوٹ پٹانگ

باتیں، بیہودہ کہانیاں، پرانوں سے بھی بڑھکر لغویات، سب جھوٹی باتیں بھری پڑی ہیں (چند باتوں کے سوا) شعبدہ بازی، فریب کی بات، قصاب کے گھر کی سی لیلا، لاکھوں باتیں قابل تردید ہیں، لچر پوچ باتیں، لغو باتیں، لمبے چوڑے گپوڑے۔

دین عیسوی

۲۸ - سوامی جی نے دین عیسوی کو ردی مذہب، لچر مذہب اور وحشیانہ مذہب بتایا ہے

عیسائیوں کے پیغمبر اور پیشوا

۲۹ - سوامی جی فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے تمام ہادیان مذاہب موسیٰؑ سے لیکر آخر تک سب جنگلی اور جاہل تھے، جھوٹ اور مکر و فریب سے اولیا اور پیغمبر بن گئے موسیٰ زناکار، بدکار، چور، اور دروغگو تھا۔

حضرت عیسیٰ

۳۰ - خاص حضرت عیسیٰؑ کو جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اُنکا نمونہ یہ ہے:- بچوں کی سی عقل والا، پوپ لیلا کرنیوالا، جاہل، جنگلی اور کنگال، جھوٹا کراماتی، شعبدہ باز، علم سے خارج، غصہ ور۔

عیسائی لوگ

۳۱ - خود عیسائیوں کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں:- پوپ لیلا کرنے والے جھوٹے، دل کی آنکھیں پھوٹی ہوئی، سب بڑے بت پرست، سب جنگلی آدمی۔

(د) اسلام کے متعلق

مسلمانوں کا خدا

۳۲ - مسلمانوں کے خداوند رب العالمین کی شان میں سوامی جی کے کلمات ملاحظہ ہوں:- ادھرمی، آسمان پر بیٹھا ہے، بڑا بت پرست، بڑا شیطان، بڑا گڑبڑ مچانیوالا، بے انصاف بیرحم، بے سمجھ، بے شرم، تعصب اور جہالت سے پُر، جنگ و جدال کرانیوالا، ڈاکو، راون سے کچھ کم نہیں شعبدہ باز، شیطان کا سردار، شیطان کا شاگرد، شیطان کا معلم، ظالم، عورتوں کا دلدادہ، عورتوں میں غلطاں، غدر مچانیوالا، فریبی، گناہ کرنے کرانیوالا، لٹیرا، لڑائی باز، محمد صاحب کے گھر کا ملازم، محمد صاحب کے لیے بیویاں لانے والا نائی، مکار۔

قرآن مجید

۳۳ - قرآن مجید جو نہ صرف لفظی فصاحت و بلاغت بلکہ اپنی تعلیم کی خوبی و جامعیت کے اعتبار سے بھی بیمثل اور لاجواب کتاب ہے [دیکھو مقدمۂ ہٰذا دفعہ ۲] اُسکے متعلق اور

اُسکی تعلیم کی نسبت سوامی جی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:- اوٹ پٹانگ باتیں، انسان کو حیوان بنانیوالی کتاب، ایسی کتاب جس سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں، بیوقوفی اور طرفداری سے بھری ہوئی پاگلوں کی بکواس، تعصب اور جہالت سے پُر، تکلیف پھیلانے والی تعلیم، جاہل اور ادھر یسونکی تعلیم، جاہل خودغرض کی بنائی ہوئی کتاب، جھوٹی باتوں سے پُر کتاب، جنگ وجدل کرانے والی کتاب، فحش باتیں کوئیں میں ڈالنے کے لائق تعلیم، مکار فریبی کا بنایا ہوا قرآن، نااتفاقی پھیلانے والی تعلیم، وحشی لوگوں کی بنائی ہوئی کتاب۔

دینِ اسلام

۲۴ - دینِ اسلام کو بے بنیاد مذہب، جاہلانہ مذہب، ردی مذہب اور نامعقول مذہب فرمایا ہے۔

اہلِ اسلام

۲۵ - اہلِ اسلام کی نسبت اس قسم کے الفاظ لکھے گئے ہیں:- بڑے بت پرست، تاریکی میں پھنسے ہوئے، جاہل آدمی، جنگلی آدمی، ڈاکو، عقل کے اندھے، لوٹ مچانے والے۔

پیغمبرِ اسلامؐ

۲۶ - خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کی شان میں جو کلمات استعمال کیے گئے ہیں اُنکا نمونہ یہ ہے:- اُلٹی باتیں گھڑنے والا، امن میں خلل ڈالنے والا، ایسے پیغمبر سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں، بڑا شہوت پرست، بیرحم، پاکھنڈی، جاہل، جھوٹا، خودغرض، دوسروں کے کام بگاڑنے میں کامل اُستاد، ڈاکو، غدر اور لوٹ مچانیوالا، گلچھرے اڑانے والا، لڑائی باز،

۶- تحریرات مندرجۂ بالا پر ایک نظر

اختلافِ قول وعمل

۲۷ - ستیارتھ پرکاش کی وہ عبارتیں پہلے نقل ہو چکی ہیں جنمیں سوامی جی نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ہر ایک انسان اور بالخصوص واعظ اور ناصح کو ہمیشہ شیریں، ملائم، اور مہذب کلام بولنا چاہیئے، غصہ، غیظ وغضب اور تلخ گوئی وغیرہ عیوب سے بچنا چاہیئے، اور سنیاسی کو تو کسی حالت میں بھی ایسی بداخلاقی نہیں کرنی چاہیئے [دیکھو مقدمہ ہذا دفعہ ۱۳] مگر معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی خود کبھی ان ہدایات پر کاربند نہیں ہوئے، چنانچہ دیگر مذاہب اور خصوصاً مسیحیت اور اسلام پر اعتراضات کرتے وقت اُنہوں نے ان ہدایات کو یکقلم نظر انداز کر دیا ہے جسکے متعلق فاضل ڈاکٹر گرسوولڈ [GRISWOLD] نے لکھا ہے کہ

"مذہبی بحث و مباحثہ کے تمام لٹریچر یعنی تصنیفات میں مشکل ہی سے کوئی عبارت ایسی نکل سکے گی جو سوامی جی کی اِن تحریرات کے مقابلہ میں پیش کی جا سکے" [دیکھو اصل کتاب دفعہ ۳۹۶]

اِس قول کی تصدیق سوامی جی کی معترضانہ تحریروں[۵۱] کو پڑھکر بخوبی ہو جاتی ہے جو اُنہوں نے سناتن دھرمیوں، بودھوں، جینیوں، عیسائیوں، مسلمانوں وغیرہ کے متعلق اور اُن کے پیشواؤں، اوتاروں، پیغمبروں اور رہنماؤں کی شان میں لکھی ہیں، اُنہوں نے تمام مذاہب کی مقدس کتابوں اور شاستروں کو لغویات اور گپوڑوں کا مجموعہ قرار دیکر یہ جتایا ہے کہ اُن سے زیادہ بُری کتابیں دنیا میں موجود نہیں ہیں، سوامی جی نے ایک اخلاقی تعلیم یہ بھی دی ہے کہ "ناگوار سچی بات یعنی کانے کو کانا نہ بولے" مگر جن لوگوں کی دونوں آنکھیں صحیح و سالم ہیں، اُنہوں نے تو اُن کو بھی آنکھیں بند کرکے "اندھا" کہنے میں تامل نہیں کیا !!!

یہ تحریرات بلا اشتعالِ طبع لکھی گئی ہیں

۳۸ - اگر کوئی شخص سوامی جی کو غصہ دلاتا، اُنکی ذات پر حملہ کرتا، اُنکی مذمت یا تحقیر و توہین کرتا، بحث و مباحثہ میں تلخ گوئی، سختی، اور بدزبانی سے کام لیتا، تو بھی اُنکا دھرم یہی تھا کہ اُس کے قصور کو معاف کرتے، اُسکی خطا سے درگذر کرتے اور نرمی، شیریں زبانی اور تہذیب و متانت کے ساتھ جواب دیتے، کیونکہ وہ "سنیاسی" تھے، مگر یہاں تو صورتِ معاملہ برعکس ہے، جن مخالفینِ مذہب کے برخلاف سوامی جی نے قلم اُٹھایا ہے، اُنہوں نے نہ تو کبھی اُنکی شان میں کوئی گستاخی کی تھی، نہ اُنکے دھرم کے خلاف کچھ لکھا تھا، نہ اُن سے کوئی مباحثہ کیا تھا، نہ اُن کی توہین اور مذمّت کی تھی، نہ اُنکا دل دُکھایا تھا، نہ اُنکو غصہ دلایا تھا، مگر باوجود اس کے سوامی جی نے اُنکی ذات پر، اُنکے پیشواؤں پر، اُن کی مقدس کتابوں پر ایسے حملے کئے ہیں جو خود اُن کے قول کے بموجب ایک سنیاسی تو کیا معمولی انسان کے لیے بھی زیبا اور شایانِ شان نہیں ہیں۔

راجہ شیو پرشاد اور سوامی جی کی خط و کتابت

۳۹ - راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کلکتہ

[۵۱] دیکھو ضمیمہ نمبر ۳ جسمیں اس قسم کی تحریرات کی دو سو پچاس مثالیں ستیارتھ پرکاش سے نقل کی گئی ہیں (مؤلف)

اور الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو اور سوامی جی کے ہمعصر ایک مشہور آدمی تھے، انہوں نے سمت ۱۹۳۷ بکرمی میں اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے کہ آیا براہمن گرنتھ [یعنی ویدوں کی قدیم تفسیریں] بھی ویدوں کے مانند الہامی ہیں یا نہیں؟" سوامی جی سے خط وکتابت کی تھی جسکو سوامی جی نے اپنے رسالہ "بھرموچھیدن" میں اور راجہ صاحب نے اپنے رسالہ "نویدن" میں نقل کیا ہے، سوامی جی نے "بھرموچھیدن" میں راجہ صاحب کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے:-

"شیو پرشاد کم سمجھ، آلسیی (سست، کاہل)، اسکو سنسکرت ودیا (علم) میں شبدارتھ (الفاظ) سمبندھوں (تعلقات) کے سمجھنے کی سامرتھ (طاقت) نہیں، وہ ایوگیہ (نالائق)، اسکی سمجھ اَتی (بہت) چھوٹی، وہ اَودوان (جاہل)، ادھرم کرم (بیدینی یا گناہ کا کام) سے یکت (ملا ہوا)، ان ادھکاری (غیر مستحق)، اس کے نیتر (آنکھیں) پھوٹ گئے ہیں، اس کی اَلپ (تھوڑی) سمجھ، وہ شوان (کتے) کے سمان (مانند)، جیسی اسکی سمجھ ویسی کسی چھوٹے ودیارتھی (طالب علم) کی بھی نہیں، اسکی الٹی سمجھ، وہ پرمت (یعنی) ارتھات پاگل، اسکو واکیہ (جملہ) کا بودھ (سمجھ) نہیں، وہ اندھانان مدھے کانو راجا (اندھوں کے بیچ میں کانا راجہ) تاتپریارتھ (خلاصہ مطلب) گیان شونیہ (علم سے خالی) پکش پات (یا متعصب) اندھکار (تعصب کی تاریکی) سے بچار شونیہ (غور و فکر سے خالی)، اشاستروت (شاستر سے جاہل)، اودیت پن، ویرتھ (بیکار، فضول) ویتنڈک، اندھا، اس کی متھیا (جھوٹ) اڈمبر (بناوٹ سے ملی ہوئی) یکت لڑکپن کی بات، وہ واد (بحث) کے لکشن (صفت یا علامت) یکت (سے ملا ہوا) نہیں، اسکی بدھی (عقل) اور آنکھیں اندھکار اورت، وہ سنّی پاتی[۱]، وہ کوروں دے کے پڑھا، وہ اودیا یکت (جہالت سے ملا ہوا) بالک، بَدھر (بہرا)، بچارا سنسکرت ودیا (علم) پڑھا ہی نہیں۔"

["بھرموچھیدن" ص ۱۰ اور "نویدن" ص ۱۶-۱۷ طبع سوم، مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۴ء]

ان جملوں کو نقل کرنے کے بعد راجہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"ایسے ایسے شبد اور واکیوں سے پری پورن (بھرا ہوا) پایا [یعنی سوامی جی کی کتاب بھرموچھیدن کو (مولف)] کھید (رنج و افسوس) کی بات ہے، کیوں ورتھا (بے فائدہ) اتنا کاغذ بگاڑا، میں تو آپ ہی اپنے کو بڑا بے سمجھ، بڑا اودوان (جاہل) بڑا ادھرمی (بیدین)، بڑا اشاستروت (شاستر سے جاہل)، بڑا اودیت پن، بڑا اندھا، پہلے سے مانے ہوئے ہوں، یدی (اگر) انکی جگہ رام نام لکھا ہوتا کداچت (کبھی) کچھ پنیہ (ثواب) بھی ہو سکتا رام، رام، میرے شِر (سر) پر جاٹ کھاٹ اور

[۱] سنّی پات ایک مرض ہے جو بلغم، ریاح اور صفرا کے بگڑنے سے پیدا ہوتا ہے، اس کو تردوش بھی کہتے ہیں، سنّی پاتی وہ شخص جو اس مرض میں مبتلا ہو۔

کھولو چڑھایا ہے .... (بھرم اچھیدن پرشٹھ ۱۰) [THANKS] پر میں تو پہاڑ کا بھی بوجھ سہ سکتا ہوں، ہاں مجھ کو چھلی اور کپٹی جو لکھا ہے اِس کا کارن کچھ سمجھ میں نہیں آیا، یدی کہیں کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتا ہے، تو ایسی بات من میں لانیکے بھی پاپ کا بھاگی میں نہیں ہوا چاہتا، جو ہو میں تو اپنے پرشن کا اُتّر دیکھنے کو وِہوَل تھا، پرشن میرا ایک ہی اِتنا کہ .... "

سوامی جی کے طرز تحریر کی یہ ایک اور مثال ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فریق مخالف کے برخلاف بلاوجہ اور بلا اشتعال طبع ایسے سخت اور تلخ کلمات استعمال کرنے کے عادی تھے جیسے کہ اُنہوں نے راجہ شیو پرشاد صاحب کی شان میں لکھے ہیں۔

۷ - اِن تحریرات کا اثر آریہ سماجیوں کے اخلاق پر

آریہ سماج کی تحریرات اور تقریرات کے متعلق ایک معزز آریہ سماجی کا بیان

۴۰ - سوامی جی کی اِس قسم کی تحریروں نے جیسی کہ قدرتی طور پر توقع کی جاسکتی تھی آریہ سماجیوں میں بھی وہی روح پیدا کردی ہے چنانچہ وہ بھی عموماً اپنے مخالفوں یعنی غیر آریہ سماجیوں کے برخلاف تقریر اور تحریر میں ایسے ہی دل آزار کلمات استعمال کرتے ہیں جن کو سنجیدہ اور مہذب آریہ سماجی بھی ناپسند کرتے ہیں، مثال کے طور پر لالہ گھاسی رام صاحب آریہ ایم۔اے۔ ایل۔ایل۔بی، وکیل میرٹھ کے ایک انگریزی مضمون کا اقتباس[۵۱] اُردو میں درج کیا جاتا ہے، جو اگست ۱۹۰۹ء میں آریوں کے مشہور رسالہ "ویدک میگزین" [VEDIC MAGAZINE.] میں چھپا تھا۔ وکیل صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

" (۱) دشمن تو درکنار ہمارے اپنے بہت سے دوست بھی ہم کو اندھا دھند تقلید، بیجا جوش اور زیادتی کا ملزم ٹھیرا رہے ہیں (۲) غیر آریہ لوگوں اور اُن کے مذاہب کی نسبت جو الفاظ ہم

---

[۵۱] آسانی کے لیے اِس عبارت کے جملوں پر مسلسل نمبر لگا دیے ہیں، بعض الفاظ جلی کردیے ہیں اور بعض پر لکیریں کھینچ دی ہیں (مؤلف)

استعمال کرتے ہیں وہ کسی صورت سے قابلِ ستائش نہیں کہلا سکتے (۳) ہم ہر شخص کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں، اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا چودہ پندرہ سال کا بچہ بھی جسکو ابھی دنیا و مافیہا کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا شنکر اچارج، گوتم بدھ، اور یسوع مسیح جیسے ودوان لوگوں پر اعتراض اور انکی عیب جوئی کرنے سے نہیں چوکتا (۴) ہمارے **اخبارات** کی توجہ صرف اُن لوگوں تک ہی محدود نہیں جو مذہباً ہمارے مخالف ہیں، بلکہ اُن کی نظرِ عنایت اپنے آریہ بھائیوں اور دوستوں پر بھی ہو رہی ہے (۵) دوسروں کی معمولی کمزوریوں کو بڑے بڑے اخلاقی جرائم بنا کر دکھا دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو رہا ہے (۶) ہماری اعلیٰ درجہ کی صفت اسی میں رہ گئی ہے کہ ہم اپنے **مخالفین کی سیاہ تصویر** کھینچیں اور اُنکے ادنیٰ نقائص کو قابلِ نفرت گناہ بنا کر دکھائیں (۷) **ہمارے اپدیشکوں** کو جس بات سے زیادہ اُنس ہے وہ یہ ہے کہ مخالفِ مذہب کے معتقدات کو قابلِ اعتراض پیرایہ اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں (۸) ہمارے ہاں وہی **لیکچرار** کامیاب سمجھا جاتا ہے جو دوسرے مذاہب کے مسلّم اور مقدس اصولوں کو موڑ توڑ کر پیش کر کے حاضرین کو ہنسا دے (۹) ہماری **خوش طبعی اور مذاق** اگر ہے تو یہ کہ دوسرے مذاہب کی ہنسی اُڑائیں (۱۰) اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہم ان حرکات پر خوش ہوتے اور اُنکا نام ہماری اصطلاح میں **صاف گوئی** رکھا جاتا ہے (۱۱) لکچراروں کے علاوہ چونکہ **ہمارے بڑے بڑے اہلِ قلم** بھی جن سے ہمیں بہتر اُمیدیں رکھنی چاہیئے تھیں، عام مذاق کی پیروی کر کے تہذیب سے گرے ہوئے ہیں، اس لیے **جو نقص ہماری تقریروں میں ہے وہی ہماری تحریروں میں بھی موجود ہے** (۱۲) آپ آریہ سماج کا **کوئی پرچہ** اُٹھا کر دیکھیں تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اڈیٹر اور نامہ نگار سب کے سب دوسرے لوگوں کی عیب شماری اور نقص گیری کے معیوب کام میں مصروف ہیں (۱۳) ہم **اپنے بھجنوں** کو دیکھیں تو اُن میں یا تو گالیوں کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے یا ہندو، مسلمان، اور عیسائیوں کے معتقدات پر **بیجا اور بیوجہ حملے** ہوتے ہیں (۱۴) لازم تو یہ تھا کہ گائن ودّیا کی مدد سے ہمارے آتما

پرماتما کا گیان حاصل کرتے، مگر بجائے اس کے یہ بھجن ہمکو کمینگی کی طرف لیجا کر نفرت اور دشمنی کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں (۱۵) ان **بھجنوں کے مصنف** کچھ ایسے خود رفتہ اور عقل کے پتلے ہیں کہ نظم کے قواعد کا بھی پاس نہیں کرتے اور میں اُس شخص کا لوہا مان جاؤنگا جو ان بھجنوں کی **تقطیع** کرکے دکھادے ...... (۱۶) غرض ان بھجنوں سے ہمارے ادنیٰ جذبات تو سیر ہوتے ہیں لیکن غیر آریہ لوگوں سے ہم کو نفرت اور عناد ہوتا جاتا ہے (۱۷) پھر ان بھجنوں نے ہم پر ایسا قابو پالیا کہ ہمارے سالانہ جلسوں کی کامیابی کے لیے اُنکا وجود بھی قریباً اشد ضروری ہوگیا ہے (۱۸) اور چونکہ ضرورت کا بہم پہنچنا ایک لازمی امر ہوتا ہے اسلیے ہمارے کتب فروشوں کی دوکانوں میں بھجنوں کی کتابیں اس کثرت سے بھری پڑی ہیں کہ دوسری کتابوں کو جگہ ہی نہیں ملتی (۱۹) بھجنوں کے شوق سے **بھجن منڈلیاں** بنگئی ہیں جو ہمارے سالانہ جلسوں پر آتی ہیں اور سننے والوں کے دلوں میں نفرت کا **زہریلا بیج** بوتی ہیں (۲۰) ہم اس **خبیث خواہش** کے اس قدر تابع ہوگئے ہیں کہ گویا ہم میں خودداری اور **حیا کا مادہ** ہی نہیں رہا ہے (۲۱) ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم ایک تو اپنے لڑکوں لڑکیوں سے بھجن گواتے ہیں، پھر اُن کے اس فعل کی تحسین کرتے ہیں، حالانکہ منوجی نے طالبعلموں کو گانے اور ساز بجانے کی قطعی ممانعت کی ہوئی ہے[۵۱] (۲۲) ہاں اس میں تو کلام نہیں کہ ہمارے لڑکے لڑکیوں کی اس چستی سے اور پھرتی سے ایک دلچسپ منظر پیدا ہوجاتا ہے جسے والدین بھی بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔" [دیکھو رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" (REVIEW OF RELIGIONS.) جلد ۹ نمبر ۱ (اُردو اڈیشن) بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء ص ۱-۳]

ان تحریرات و تقریرات کا اصل ماخذ | ۴۱ - یہ شہادت واقعات پر مبنی اور بالکل صحیح ہے مگر دیکھنا

---

۵۱ نفس امارہ سے جو دس عیب پیدا ہوتے ہیں اُنمیں منوجی نے ان تین عیبوں کو بھی شمار کیا ہے، یعنی (۷) گانا (۸) بجانا (۹) ناچنا یا ناچ کرانا سننا اور دیکھنا" [دیکھو منوسمرتی ادھیاے ۷ شلوک ۴۷ اور ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۶ دفعہ ۱۶ ص ۱۸۷ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

یہ ہے کہ بقول لالہ صاحب موصوف یہ حالت کیوں ہے کہ آریہ اُپدیشک، لکچرار، اخبار نویس، نامہ نگار، اہل قلم، بڑے بوڑھے، نوجوان، بچے، لڑکے لڑکیاں سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں؟ کیوں اُن کی "تقریروں" اور "تحریروں" میں "غیر مہذبانہ عبارت" اور "تہذیب سے گرے ہوئے" الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں؟ کیوں آریوں کو "نفرت اور دشمنی" کی دلدل میں پھنسایا جاتا ہے؟ کیوں آریوں کو غیر آریہ لوگوں سے "نفرت اور عناد" ہوتا جاتا ہے؟ کیوں آریہ بھجنوں میں گالیوں کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے؟ کیوں "سننے والوں کے دلوں میں نفرت کا زہریلا بیج" بویا جاتا ہے؟ کیوں مخالف مذاہب کے معتقدات کو قابل اعتراض پیرایہ اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں؟ کیوں "دوسرے مذاہب کی ہنسی" اُڑاتے ہیں؟ کس کی "اندھا دھند تقلید" نے یہاں تک نوبت پہنچا دی ہے کہ ایک نابالغ آریہ بچہ بھی یسوع مسیح جیسے بزرگوں لوگوں پر اعتراض اور اُن کی عیب جوئی کرنے سے نہیں چوکتا؟ ان سب سوالات کا جواب ایک ہی ہے اور شری ۱۰۸ رشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی تصنیفات میں ملتا ہے [دیکھو مقدمۂ ہذا، دفعات ۱۴ - ۳۹ اور ضمیمہ نمبر ۳]

سوامی جی کی معترضانہ تحریرات کے متعلق ایک آریہ لیڈر کا بیان

۴۲ - مہتہ رادھا کشن صاحب نے جو پنجاب میں آریہ سماج کے بڑے کارکن اور لیڈر مانے گئے ہیں، ۱۹۱۳ء میں لاہور کے اخبار "آریہ گزٹ" میں "آریہ سماج اور پرچار" کے عنوان سے ایک سلسلۂ مضامین لکھا تھا، اس سلسلہ کے مضمون نمبر ۳ میں مہتہ جی کے یہ الفاظ جو سوامی جی کی معترضانہ تحریرات کے متعلق لکھے گئے ہیں، قابل غور ہیں:-

سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کی ہے اور ایسا کرتے ہوئے اُنہوں نے گورو نانک دیو اور گورو گوبند سنگھ کی تعلیم کے

متعلق بھی کچھ لکھا ہے، لبرل فریق یہ جانتا ہے کہ گورو صاحبان پر نکتہ چینی بے معنی ہے لیکن اُس نے کبھی یہ جرأت نہیں کی کہ سماج کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ایسا کہے، تحریر کے ذریعہ سے اِس غلط فہمی کو دُور کرے، یا یہ کوشش کرے کہ ستیارتھ پرکاش میں اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے کوئی نوٹ دیا جائے، دوسرا فریق کنسرویٹو گرو صاحبان کے متعلق اِس تحریر کو کلام الٰہی سے کم درجہ نہیں دیتا، اور اپنے پلیٹ فارم پر اُس کو صحیح تسلیم کر رہا ہے، نتیجہ کیا ہوا، جہاں سکھ پہلے سماج میں داخل ہوتے تھے اب نہیں ہوتے، اِتنا ہی نہیں، وہ سماج کے دشمن بن گئے ہیں، اِسی طرح دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے جو اعتراض سوامی جی نے اُن پر کیے ہیں وہ لفظ بلفظ اُن کی اپنی تعلیم یا دیدوں پر آسکتے ہیں، کیا آجتک کسی نے ایسی غلط فہمی کو دُور کرنے کی کوشش کی ہے؟ ہرگز نہیں، اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ست اور راست کو نہ کرنے کے اُصول کو چھوڑ بیٹھے ہیں، اپنے دل میں گورو ڈم کا پرچار کر رہے ہیں سکھوں کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور دیکھنے والوں کو دکھاتے ہیں کہ ہماری تعلیم سطح پر ہے" [اندر۔ جلد ۷ نمبر ۶-۷-۸ بابت جون۔ جولائی اگست ۱۹۱۳ء ص ۶۸]

بیان مذکورہ کی تصدیق

۴۳۔ اگرچہ یہ تحریر سیاسی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے مگر اس کے صحیح ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا۔ فی الحقیقت بقول مہتہ جی، سوامی جی نے جو اعتراضات دیگر مذاہب پر کیے ہیں" وہ لفظ بلفظ اُن کی اپنی تعلیم یا دیدوں پر آسکتے ہیں"۔ اِس بات کی تصدیق کے لیے دیکھو اصل کتاب کا آٹھواں باب، دوسری فصل (ب) [دفعات ۲۸۲ - ۳۱۵] اور گرو صاحبان وغیرہ پر بھی سوامی جی کی "نکتہ چینی بے معنی ہے"، رہی یہ بات کہ پکے اور کٹے آریہ سماجی یعنی فریق "کنسرویٹو" سوامی جی کی معترضانہ تحریر کو کلام الٰہی سے کم درجہ نہیں دیتا اور اُس کو صحیح تسلیم کر رہا ہے" اِس کی تصدیق اقتباسات مندرجۂ ذیل سے پوری طرح ہوتی ہے:-

(۱) فرقۂ "کنسرویٹو" کے پیشوا پنڈت لیکھرام صاحب نے ستیارتھ پرکاش کے متعلق یہ لکھا ہے کہ "ایک ویدک پستک ہے، اس میں سوامی جی نے ہندوستان بلکہ دنیا کے تمام ادیان کا نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مگر صحیح حال لکھا ہے"۔

[کلیات آریہ مسافر مطبوعہ ہردوار ۱۹۰۴ء ص ۱۹۵ کالم ۱، اور رسالہ "سانچ کو آنچ نہیں" ص ۲]

(۲) آریوں کے مشہور اخبار "آریہ پترکا" مورخہ ۸ جولائی ۱۹۱۸ء میں ستیارتھ پرکاش کے متعلق یہ چھپا تھا کہ "ستیارتھ پرکاش کو آریہ سماجک حلقہ میں ہر دلعزیزی کے لحاظ سے وہی درجہ حاصل ہے جو عیسائیوں میں انجیل کو، مسلمانوں میں قرآن کو، ہندوؤں میں گیتا کو، اور گرنتھ کو سکھوں میں حاصل ہے"

[دیکھو الفضل جلد ۱۹، نمبر ۱۴۹، صفحہ ۴، کالم ۲، مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۲ء]

۸۔ مؤلف کی استدعا

تحقیقِ حق

۴۴۔ اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے ناظرین با تمکین کی خدمت میں ایک دو ضروری باتوں کا عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ "سوامی دیانند اور انکی تعلیم" کی اشاعت کا مدعا جیسا کہ اصل کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے تحقیق حق اور اظہارِ حقیقت کے سوا اور کچھ نہیں، بالفاظِ دیگر بانیٔ آریہ سماج کے واقعاتِ زندگی اور اُن کی تعلیم کی روشنی میں راستی کی حمایت اور دینداری کی دعوت ہے اور بس۔

تنقیدِ واقعات

۴۵۔ سوامی جی کے واقعاتِ زندگی تو اُن کی "خود نوشت سوانح عمری" اور دیگر سوانح عمریوں سے منتخب کیے گئے ہیں، اور اُنکی تعلیم کے اقتباسات خود اُن کی تصنیفات سے لیے گئے ہیں، اور اِس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعات بعدِ تحقیق درج کیے جائیں، کوئی واقعہ غلط، یا بے سند، یا بلا حوالہ نقل نہ ہو جائے، اور جو واقعہ مشکوک یا مشتبہ نظر آئے،

اُس کی جانچ پڑتال کی جائے۔

اِس کے علاوہ اردو، ہندی، اور سنسکرت کی طباعت میں بھی بہت احتیاط کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے، مگر کاپی کی تصحیح کے وقت سہواً کسی غلطی کا رہ جانا، یا پروف کی درستی کے بعد بھی سنگ ساز کا کسی غلطی کو دُرست نہ کرنا، یا پتھر سے کسی حرف کا اُڑ جانا ممکن ہے، لہٰذا ناظرین سے التماس ہے کہ اگر اِس کتاب میں کسی قسم کی غلطی یا سہو یا فروگذاشت پائیں تو مؤلف کو مطلع فرمائیں، تاکہ اُس کی اِصلاح کی جاسکے۔

ادب واحترام

۴۶- اِس امر کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ جن اشخاص کا تذکرہ کتاب میں آئے اُن کا، اور بالخصوص کتاب کے معزز ہیرو کا واجبی ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے، اور مؤلف کی طرف سے کوئی ایسا جملہ نہ لکھا جائے جس سے جذبات کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہو، لیکن خود سوامی جی کی تحریرات میں [جن کے اقتباسات جابجا درج کیے گئے ہیں] جو اِس قسم کے جملے پائے جاتے ہیں، اُن کی وجہ سے ناظرینِ کرام راقم آثم کو عرضۂ اعتراض اور موردِ الزام نہ بنائیں، بلکہ اُن عبارات کو بنظرِ اعتبار ملاحظہ فرماکر سبق اور ہدایت حاصل کریں، اور یہ سمجھ کر کہ اِس قسم کی تحریرات کسی خاص مذہب یا فرقہ یا جماعت کے لیے مخصوص نہیں ہیں بعبارۃِ اُخریٰ سوامی جی کے ناوکِ اعتراض سے کوئی دل اَچھوتا نہیں رہا، اور ایسے کلمات عداوۃً نہیں بلکہ عادۃً اُن کے قلم سے نکلتے ہیں، عفو وتحمل سے کام لیں، اور کریمانہ اخلاق پر عمل کرکے کرامت کے ساتھ گزر جائیں اور "خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ" کے قابلِ قدر مقولہ پر کاربند رہیں، لیکن اگر اتفاقاً اِس خاکسار کے قلم سے کوئی ایسا جملہ نکل گیا ہو تو

اُس کو سہو پر محمول اور اُس کا پتہ دے کر ممنون فرمائیں، تاکہ نظرِ ثانی کے بعد حسبِ ضرورت اُس کو تبدیل یا ترمیم یا خارج کیا جاسکے، کیونکہ اِس کتاب کی اشاعت سے مقصود اظہارِ حقیقت ہے نہ کہ مکابرہ، مطلوب، وصل ہے نہ کہ فصل، مُدّعا، فائدہ پہنچانا ہے نہ کہ دِل دُکھانا، یہ وہی اخلاقی اُصول ہیں جن پر سوامی جی کی فعلی نہ سہی، قولی تصدیق ثبت ہو چکی ہے، اور یہی اپنا مسلک ہے ؎

کُفر است در طریقتِ ما کینہ داشتن
آئینِ ماست سینہ چو آئینہ داشتن

پانی پت
۲۶ صفر المظفر ۱۳۵۱ھ
مُطابِق
یکم جولائی ۱۹۳۲ء
(یوم جمعہ)

خاکسار
ابوالحسنین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم

دیباچہ

سوامی جی کی تنقیدی سوانح عمری کی ضرورت

سوامی جی کی بابت آریہ ساجیوں کے خیالات

۱۔ بانی آریہ سماج سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی چند سوانح عمریاں اردو، ہندی اور انگریزی میں مشہور و معروف آریہ سماجیوں نے شائع کی ہیں، جن میں اُنہوں نے سوامی جی کی بابت اپنے اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں، مثلاً باوا چھجو سنگھ صاحب نے سوامی جی کی سوانح عمری بزبانِ انگریزی لکھی ہے۔ جسکا نام "سوامی دیانند کی سوانح عمری اور تعلیمات" ہے، اور جس کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی سرپرستی میں شائع کیا ہے۔

(۱) لالہ دوارکا داس کا خیال

اس کتاب کے شروع میں لالہ دوارکا داس صاحب ایم۔اے۔ وکیل کا لکھا ہوا ایک مقدمہ ہے جسمیں اُنہوں نے اپنے آپ کو "سوامی جی کا ادنیٰ چیلا" بتایا ہے مقدمہ مذکور میں وکیل صاحب موصوف نے سوامی جی کی بابت یہ لکھا ہے:۔

"وہ بحیثیتِ مجموعی فرشتوں کی اُس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جو اس کرۂ ارض پر شاذ و نادر ہی نازل ہوتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں بنائے نہیں جاتے"

[دیکھو مقدمہ کتاب مذکور ص ۳]

(۲) باوا چھجو سنگھ کا خیال

۲۔ باوا چھجو سنگھ صاحب نے اِسی سوانح عمری کے آخری باب میں سوامی جی کی شخصیت اور خصلت کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے:۔

"گذشتہ صدہا سال سے آریہ ورت نے اُن سے بڑھ کر کوئی محب وطن پیدا نہیں کیا اور آئندہ قرنوں میں بھی ہم ایسے شخص کو نہیں دیکھینگے" [دیکھو سوانح عمری مذکور ص ۹۲۵]

(۳) آریہ پترکاکے اڈیٹر کا خیال

۳- سوامی جی کو بڑے سے بڑا محب وطن ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام پیغمبروں اور نجات دھندوں سے بڑھ کر کہا گیا ہے، چنانچہ نومبر ۱۹۱۲ء کے اخبار آریہ پترکا کے رشی نمبر میں [صفحہ ۲۴ پر] سوامی جی کی نسبت لکھا گیا ہے :-

"وہ اپنی نمایاں زندگی میں حقیقی عظمت اور سچی بزرگی کے اُن تمام اعلیٰ خصائل کا نمونہ تھے جنکی وجہ سے دُنیا کے تمام مشہور و معروف عقلاء، نجات دھندے پیغمبر یا مُصلح ممتاز رہے ہیں [یعنی جو جو خوبیاں دُنیا کے پیشواؤں میں فرداً فرداً پائی جاتی تھیں وہ سب سوامی جی کی ذات میں جمع تھیں] یہی وہ پیشوا ہیں جن کو زمانۂ سلف نے آئندہ نسلوں کی ہدایت کیلئے گویا وراثۃً چھوڑا ہے۔"

(۴) مسٹر درگا پرشاد کا خیال

۴- مسٹر درگا پرشاد جنہوں نے سوامی جی کی مشہور ہندی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے، اُن کی نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں "وہ ہماری تقلید کیلئے انسانی اخلاق کا مُکمل نمونہ تھے"، اور پبلک کو ان لفظوں میں نصیحت کرتے ہیں :-

"بس اے بھائیو! اگر سچ مچ اپنی بھلائی کا خیال تمہارے دل میں ہے تو سوامی جی کے اخلاقی نمونہ کو اپنے خیال، اپنے قول، اور اپنے عمل میں ہمیشہ رکھو"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ ص ۶۴]

ان خیالات کی تنقید کی ضرورت

۵- یہ ہے آریہ حضرات کا عام اعلان اور چیلنج، لہٰذا پبلک کو حق ہے کہ سوامی جی کے اخلاقی خصائل کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کرے، اور دیکھے کہ یہ مکمل اور اعلیٰ اخلاقی نمونہ، جو نوع انسان

کی تقلید کے لیے پیش کیا گیا ہے، کہاں تک قابلِ عمل ہے؟ اسمیں شک نہیں کہ صحیح نمونہ کی تقلید بہت مفید ہوتی ہے اور غلط نمونہ کی تقلید سے ملک اور نوعِ انسان کو بیحد نقصان پہنچتا ہے۔

اس کتاب کی خصوصیات

۶- ہم اس کتاب کو رفاہِ عام کی غرض سے شائع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جسمیں سوامی جی کی زندگی کے نہایت معتبر اور مستند واقعات درج کیے گئے ہیں، یہ تمام واقعات سوامی جی کے "سوجیون چرتر" یعنی "خود نوشت سوانح عمری" اور اُن کی تصنیفات سے، اور اُن سوانح عمریوں سے جو آریہ اور غیر آریہ مصنفین نے شائع کی ہیں، اور دیگر معتبر ذرائع سے اخذ کیے گئے ہیں، ہماری رائے اُن منطقی نتائج پر مبنی ہوگی جو واقعات سے برآمد ہوتے ہیں، مگر جن لوگونکی آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہوتا ہے وہ واقعات کو اُن کی اصلی روشنی میں نہیں دیکھ سکتے، اور جو نمایاں اختلافات اور صریح تناقضات اُن میں پائے جاتے ہیں، یا تو اُن کا پتہ ہی نہیں لگا سکتے، اور یا اُن پر رنگ چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں، قصہ مختصر اس کتاب کی بنیاد محض واقعات اور اُنکے منطقی نتائج کی مضبوط چٹان پر قائم کی گئی ہے، اگر ناظرین خالی الذہن ہوکر اس کا مطالعہ کریں گے تو حق ظاہر اور حقیقت منکشف ہو جائیگی، اور آریہ سماج کے معزز بانی کی زندگی کے سچے واقعات اور صحیح حالات روشن ہو جائیں گے، اور آئندہ زمانہ کے مورخین جو موجودہ زمانہ کی تاریخ لکھیں گے اُن کو بھی اس کتاب سے کافی مصالحہ ملے گا۔

سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم

پہلا باب

سوامی جی کا خاندان

پہلی فصل

سوامی جی کا نام و نسب اور جائے ولادت پردۂ اخفا میں

سوانح عمری میں سلسلۂ نسب کا بیان کیوں ضروری ہے

۱۔ اِس دنیا میں حیوانی اور نباتی زندگی کے ارتقا میں وِرَاثت کا اُصول ایک جزوِ اعظم رہا ہے، علم حیوانات و نباتات یعنی بیالوجی کے تمام عالم اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کسی شخص کے خصائل کے متعلق قطعی رائے قائم کرنے میں اُس کے سلسلۂ نسب کو بڑا دخل ہے، بیشک کسی شخص کی ترقی کا اُس کے نیک یا بد ماحول سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے، یعنی اگر گرد و پیش کے حالات اچھے ہوں تو اچھا اور بُرے ہوں تو بُرا اثر پڑتا ہے، لیکن یہ ماحول فطری قوتوں کے اچھے یا بُرے جَرَاثِیم کو جو بالعموم ہر شخص کو اپنے بزرگوں سے وراثۃً

حاصل ہوتے ہیں، صرف تقویت دے سکتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ مشہور اشخاص کی تمام سوانح عمریاں اُن کے سِلسِلۂ نَسَب اور خاندانی حالات سے شروع ہوتی ہیں۔

اپنے نام ونسب کے متعلق سوامی جی کے چند جملے

۲۔ اسی خیال سے سوامی جی بھی اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اپنے خاندان کا ذکر کرنے سے باز نہ رہ سکے، اور چند جملے لکھ ہی دیے [دیکھو سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری مشمولہ ترجمۂ انگریزی ستیارتھ پرکاش از ماسٹر درگا پرشاد صاحب ساکن لاہور]

سوامی جی اپنا اور اپنے والد کا نام تک نہیں بتاتے

۳۔ سوامی جی اپنی "خود نوشت سوانح عمری" میں لکھتے ہیں کہ میں ایک برہمن خاندان سے ہوں جو شِیومَت کا پیرو یعنی شیو جی کا پجاری ہے، اور آگے چل کر یہ بیان کرتے ہیں:۔

"ہمارے گھر میں ساہوکاری یعنی داد وستد کا پیشہ ہوتا تھا، بھکشا کی جیوکا نہیں تھی، زمینداری بھی تھی .... پشتینی عہدہ جمعداری کا بھی برابر چلا آتا تھا، جو اس ملک کی تحصیلداری کے برابر ہے۔"

[سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام حصہ اول باب اول ص۵]

مگر اس کے ساتھ ہی اُنھوں نے یہ ہوشیاری کی کہ اپنے مَقامِ پیدائش کا صحیح نام، اور اپنا اصلی نام نہیں بتایا، اَپنے بَاپ تَک کا نام چھپایا، اور مرتے دم تک کسی کو نہ بتایا، مگر جب تک یہ باتیں معلوم نہ ہوں، اُن کے بیان کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔

اپنے نام ونسب کو چھپانیکی وجوہات

۴۔ سوامی جی نے اپنی صحیح جائے ولادت اور ولدیت پر پردہ ڈالنے کے لیے جو وجوہات بیان کی ہیں، وہ اُنکے ان الفاظ سے ظاہر ہیں:۔

"پہلے دن سے ہی جو میں نے لوگوں کو اپنے باپ کا نام، اور اپنے خاندان کے مسکن کا پتہ بتانے سے عذر کیا ہے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ میرا فرض مجھ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ اگر میرا کوئی رشتہ دار اس میرے حال سے آگاہی پالیتا تو وہ ضرور میرے تلاش کرنے کی کوشش کرتا، اور اس طرح اُن سے دوچار ہونے پر میرا اُن کے ساتھ گھر جانا لازم آجاتا۔ گویا ایک دفعہ پھر مجھکو روپیہ یا زر ہاتھ میں لینا پڑتا، یعنی دُنیا دار ہوجاتا، اُن کی خدمت وٹہل بھی بہرحال میرے پر واجب ہوجاتی، اور اس طرح اُن کے موہ میں پڑکر اصلاح کُل کا وہ اُتم کام جس کے واسطے میں نے اپنی زندگی کو ارپن کیا ہے، اور جو میرا اصل مشن ہے ...... وہ دیش بدستور اندھیرے میں پڑا رہ جاتا" [سوامی کی خود نوشت سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ اول، باب اول ص ۷]

سوامی جی کی دو دلیلیں

۵ - یہ دونوں وجوہات ناقابلِ قیاس ہیں، اور یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کہ ایسی باتوں سے لوگوں کی رازجوئی اور شوقِ تجسس پر ہمیشہ کیلئے مہر لگائی جاسکتی ہے، اور آئندہ کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی! قصہ مختصر سوامی جی نے اپنی ولدیت اور جائے ولادت کی بابت بالکل خاموشی اختیار کرنے کی یہ دو دلیلیں پیش کی ہیں:-

(۱) رشتہ داروں کا خوف - جن کی بابت لکھتے ہیں کہ وہ تلاش کرکے میرا پتہ لگا لیتے اور مجھ (پچپن ۵۵ سالہ بوڑھے) پر گھر جانا لازم ہوجاتا۔

(۲) روپے کو ہاتھ لگانے کا ڈر - اُن کا قول ہے کہ گھر جاکر مجھے روپے کو ہاتھ لگانا پڑتا، اور ایک ہندو سنیاسی کو ایسا نہیں چاہیئے۔

پہلی دلیل کی تنقید

(۱) بالغ آدمی کو گھر جانے پر کوئی مجبور نہیں کرسکتا

۶ - سب لوگ اِس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قانونِ ملک کے مطابق اٹھارہ سال سے زیادہ عمر کا لڑکا خود مختار رہتا ہے،

اور اُس پر کسی کا قابو نہیں ہوتا، اور چونکہ سوامی جی اپنی "خود نوشت سوانح عمری" لکھنے سے پہلے آریہ سماج قائم کر چکے تھے، اور اُن کے گرد و پیش انگریزی تعلیم یافتہ، وکلا، اور قانون داں بھی موجود رہتے تھے، اس لیے وہ بھی اس بات کو ضرور جانتے ہوں گے کہ ملکی قانون کے مطابق اٹھارہ سال کے بالغ نوجوان کو اُس کا باپ یا اُس کے سرپرست کسی کام کے لیے مجبور نہیں کر سکتے، اور یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اُس کو زبردستی جہاں چاہیں لیجائیں، لہذا کوئی شخص قانوناً سوامی جی کو اُن کی مرضی کے خلاف گھر جانے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا، اور اُس وقت تو اُنکی عمر پچیس سال کی تھی، لیکن اگر اُن کو یہ خیال تھا کہ والدین سے دوچار ہوتے ہی گھر جانا لازم ہو جائیگا، تو کیا وجہ ہے کہ جب اُن کے باپ نے پہلے پہل اُن کو پکڑا تھا، اُسوقت اُن کے ساتھ گھر واپس نہ گئے اور سپاہی کے پہرہ سے چُپ چاپ نکل گئے؟ اگر اُن کو گھر واپس جانا منظور نہ تھا، بلکہ اپنے مقصدِ حیات کو پورا کرنا ہی اُن کا دھرم تھا، اور وہ قانوناً اور اخلاقاً آزاد تھے کہ اپنے مِشن کی دُھن میں لگے رہیں، جس کے انجام دینے کے لیے اُن کے مدّاحوں کے عقیدہ کے موافق ایشور ہی نے اُن کو مقرر کیا تھا، تو اُن کو اپنے والد کا نام، اور وطن ظاہر کر دینے میں کیا تامّل تھا؟ اور وہ کیوں اس بات سے جھجکتے تھے؟ کیا خدانخواستہ سوامی جی میں اخلاقی جرأت کی کمی تھی، کہ اپنے رشتہ داروں کی صورت دیکھتے ہی ڈر جاتے، اور اُسی وقت اپنے بچن کو توڑ کر اپنی زندگی کے مِشن کو چھوڑ بیٹھتے؟

سنیاسی اپنے رشتہ داروں کی ترغیب سے گھر واپس نہیں آیا کرتے

۷۔ کیا اس مُلک میں ہزاروں ایسے سنیاسی موجود نہیں ہیں جو اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے گئے، اور اپنے ماں باپ یا رشتہ داروں کی ترغیب سے کبھی واپس نہیں آئے؟ حالانکہ وہ معمولی سنیاسی تھے، نہ مہرشی کہلاتے تھے، اور نہ کسی مذہبی سوسائٹی کے بانی

تھے، جب یہ حالت ہے تو اس بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا کہ سوامی جی کی قوتِ ارادی اس قدر کمزور تھی کہ اُن کے ماں باپ اُن کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتے، اور وہ اپنے مشن کا کام چھوڑ کر اُن کے ساتھ ہو لیتے بہر حال ہم یقین نہیں کر سکتے کہ سوامی جی ایک ضعیف القلب انسان تھے، اور پچپن ۵۵ سال کی پختہ عمر کو پہنچ کر بلکہ مرتے دم تک بھی اُن کا دل ایسا ہی کمزور رہا ہو، جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے

ہندو بھی سنیاسیوں کو گھر واپس نہیں بُلایا کرتے

۸ - اِس کے علاوہ سوامی جی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُن کے والدین یا بزرگ زندہ و سلامت ہیں، جبکہ وہ خود پچپن ۵۵ سالہ تھے اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ لوگ اُس وقت زندہ تھے تو اُنہیں ایک بوڑھے آدمی کو گھر واپس لانے سے کونسا دُنیوی فائدہ حاصل ہو سکتا تھا؟ اِن سب باتوں کے علاوہ ہندوؤں میں عام دستور ہے کہ جو شخص باقاعدہ سنیاسی بن جائے اُسکو گرہست آشرم یعنی خانہ داری کی زندگی میں واپس نہیں لیتے، خاصکر اُسوقت جبکہ وہ پچپن ۵۵ سال کا بوڑھا ہو۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی کو ہرگز یہ خوف نہیں ہو سکتا تھا جو ظاہر کیا گیا ہے۔ المختصر! اپنے باپ کے نام کو پوشیدہ رکھنے کے لیے سوامی جی کی پہلی دلیل ہر پہلو سے کمزور اور ناقابلِ تسلیم ہے۔

دوسری دلیل کی تنقید (۱) روپیہ کو ہاتھ لگانیکا خوف صحیح نہیں ہو سکتا

۹ - سوامی جی کی دوسری دلیل یہ ہے کہ پچپن ۵۵ سال کی عمر میں اپنے والد یا کسی رشتہ دار کے ساتھ گھر واپس جانے کے بعد اُنہیں روپیہ کو ہاتھ لگانا پڑتا، اور سنیاسی ہو کر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے، یہ دلیل بھی پہلی دلیل کی طرح کمزور، اور ناقابلِ تسلیم ہے، کیونکہ سوامی جی کی مستند سوانح عمری کے بموجب، جو باوا چھجو سنگھ صاحب نے لکھی ہے، اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ۱۹۰۳ء میں شائع کی ہے "سوامی جی اپنی عمر کے چوبیسویں ۲۴ سال میں سنیاسی بن گئے تھے" [دیکھو سوانح عمری مذکور ص ۴۳] مگر بیالیس ۴۲ سال کی

عمر میں جبکہ اُن کو سنیاس لیے اٹھارہ سال ہو چکے تھے، اور بظاہر ویدمت کی اشاعت کے خیال سے اپنے گرو سوامی ورجانند سے رخصت ہو چکے تھے، اُس کے چند سال بعد کا یہ واقعہ ہے کہ سوامی جی نے اپنے گرو کی خدمت میں حاضر ہو کر "دو اشرفیاں اور ایک ململ کا تھان اُنکے چرنوں میں رکھدیا" [حوالہ سابقہ ص ۸۹] کیا دو اشرفیاں، دھن یعنی مال و زر نہیں؟ اور گرو کے چرنوں میں اشرفیاں رکھنے سے پہلے سوامی جی نے اُنکو نہیں چھوا تھا؟ اور ہاتھ میں نہیں لیا تھا؟ اصل بات یہ ہے کہ سوامی جی روپیہ کو نہ صرف ہاتھ لگاتے تھے بلکہ اُسکو جمع بھی کرتے تھے، اُنہوں نے اپنے انتقال کے وقت ایک وَصِیَّتْ نَامَہ چھوڑا جسمیں یہ بتایا تھا کہ اُن کے بعد اُنکی جائیداد اور نقد روپوں کے خرچ کا کس طرح انتظام کیا جائے، یہ جائیداد تقریباً سوا لاکھ روپے کی مالیت تھی [حوالہ سابقہ ص ۶۲۱-۶۲۲] یہاں اُس وَصِیَّتْ نَامَہ کے ایک جملہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روپیہ ضرور اُن کے قبضے میں رہتا تھا اور وہ اُس روپیہ کے مالک تھے سوامی جی یہ وصیّت کرتے ہیں:-

"میں دیانند سرسوتی دفعات مندرجہ ذیل کے بموجب اپنا تمام اثاثہ جو میرے قبضے میں ہے، میرے کپڑے، میری کتابیں، میرا روپیہ، میرا مطبع وغیرہ، تیئیس ۲۳ نیک اور شریف آریوں کی سبھا کے حوالے کرتا ہوں" [دیکھو سوانح عمری مذکور جلد دوم ص ۶۰۹-۶۱۰]

اِس کے علاوہ اگر سوامی جی کو ایسا ہی خیال تھا کہ روپیہ سے کوئی سروکار نہ رکھیں، تو اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش میں یہ کیوں لکھا کہ "طرح طرح کے جواہرات، سونا وغیرہ دولت و دکت یعنی سنیاسیوں کو دیویں" [دیکھو ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم ص ۱۳۵، اور اُس کا مستند اُردو ترجمہ پانچواں باب، دفعہ ۱۳ ص ۱۷۵ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء] جب یہ بات ثابت ہے کہ سوامی جی روپیہ کو ہاتھ میں لیتے اور اُس کو اپنے قبضہ میں رکھتے تھے، اور اُن کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ سنیاسیوں کو سونا اور جواہرات وغیرہ دینے چاہئیں، تو سوامی جی کی یہ دوسری دلیل بھی جو اُنہوں نے اپنے والد کے نام کو چھپانے، اور مقامِ پیدائش کا ٹھیک پتہ نہ دینے کے متعلق

پیش کی ہے، واقعات کے برخلاف اور بے بنیاد ہے، جب دونوں دلیلیں بے اصل اور ناقابلِ تسلیم ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا سبب ہے کہ سوامی جی نے اِن باتوں کے ذکر سے خاموشی اختیار کی؟ اور اپنا اصلی نام اور اپنے باپ تک کا نام نہ بتایا؟

(۲) آریہ سماجیوں کا ایک عذر اور اُسکا جواب

۱۰- بعض آریہ سماجی کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے مَقامِ وِلادت اور نَام وَنسَب کو اس لیے چھپایا تھا کہ اُن کو اِس عزّت اور شہرت کی پروا نہیں تھی کہ اُن کا تعلُّق ایک مُعزّز خاندان سے ہے، مگر ایسا کہدینے سے کام نہیں چلتا، اوّل تو اپنے نام ونسب کو ٹھیک بیان کر دینا کوئی بیجا یا نامناسب بات نہیں، بلکہ مفید ہے، کیونکہ اِس سے مُورّخ کو ایک بڑے آدمی کی تدریجی ترقی کا پتہ لگانے میں مدد ملتی ہے، دوسرے خود سوامی جی نے اپنے والد کے نام وغیرہ کو پوشیدہ رکھنے کی جو وجوہات پیش کی ہیں اُن میں یہ وجہ نہیں بتائی، بلکہ اپنے خاندان کی وقعت کو نہایت روشن اور چمکتے ہوئے لفظوں میں بیان کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ میرے والد ایک مُعزّز "سَاہُوکَار" خاندان سے تعلُّق رکھتے تھے اور جمعدَاری کے عہدہ پر متعیّن تھے، اور یہ عہدہ اُن کے خاندان میں "موروثی" چلا آتا تھا [دیکھو سوامی جی کی خود نوشت سوانحعمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام، حصہ اول باب اول ص۵] اگر سوامی جی کو اپنی ولادت کی عظمت اور اپنے خاندان کی عزت قائم کرنیکا خیال نہ ہوتا تو وہ اِن باتوں کا ذکر ہی کیوں کرتے؟ اگر وہ اپنے خاندانی حالات کے بیان سے بے پروا ہوتے تو اِن باتوں کے ذکر سے بالکل خاموشی اختیار کرلتے، اگر درحقیقت سوامی جی کے والد ایک معزز ساہوکار تھے، جیسا کہ اُنکا بیان ہے تو یہ بات والد کے نام کو ظاہر کرنے کے لیے ایک بڑی وجہ تھی، کیونکہ بیٹے کی شہرت سے باپ کے نام کو چار چاند لگجاتے اور بیٹے کی عزت بھی بڑھ جاتی کہ وہ ایک عالی خاندان کا چشم وچراغ ہے اپنے آپ کو جمعدار یا صوبہ دار کا بیٹا کہنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر "پرسِش نیگم" اُن صوبہ دار صاحب یا جمعدار صاحب کا نام ونشان پوچھیں اور بیٹا اُس کو اُلٹ پلٹ کر

بیان کرے ، یا شبک وجوہات پیش کر کے بات کو ٹالدے تو لوگوں پر کوئی الزام نہ ہوگا اگر انکے دل میں یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ اس معاملہ میں کوئی ایسی بات ضرور ہے جسکی وجہ سے واقعات کو اس قدر چھپانے کی ضرورت پڑی !

سوامی جی کی ابتدائی زندگی کی بابت شبہات

۱۱ - اس مقام پر ناظرین کے شبہات خود بخود قوی ہو جاتے ہیں اور اُن کے دل میں اس قسم کے سوالات پیدا ہونے لگتے ہیں ، جو بالکل معقول ہیں :-

(۱) کیا سوامی جی کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے جس کو چھپانے کی ضرورت تھی ؟

(۲) کیا اُن کی ولادت پر گھٹا ٹوپ اندھیرے کی چادر پڑی ہوئی ہے ؟

(۳) کیا ابتدا میں اُن سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی تھی جسکی وجہ سے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتے تھے ؟

(۴) کیا اُن کے والدین کے متعلق کوئی ایسی بات تھی جس کی وجہ سے اُن کا اتا پتا بتانے سے وہ ہمیشہ ڈرتے رہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا تحقیق و تفتیش اور چھان بین کر کے اس پردہ کو اُٹھا سکتے ہیں یا نہیں ؟

دُوسری فصل

اپنے خاندان کی بابت سوامی جی کا بیان اور اُس کی جانچ پڑتال

سوامی جی کا قول اپنے خاندان کے متعلق

۱۲ - پچھلی فصل میں جو کچھ بیان کیا گیا ، اُس سے معلوم ہو گیا کہ سوامی جی نے اپنا اصلی نام ، اپنے باپ کا نام ، اور اپنی جائے ولادت کا نام عمر بھر چھپایا ، اور کسی کو نہیں بتایا ، صرف اپنے والد کی حیثیت کے متعلق تھوڑا سا بیان کیا ہے ،

چنانچہ اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اپنے والد کا حال ان لفظوں میں بیان کیا ہے :-

ہمارے گھر میں ساہوکاری یعنی داد و ستد کا پیشہ ہوتا تھا، بھکشا کی جیو کا نہیں تھی۔ زمینداری بھی تھی .... پشتینی عہدہ جمعداری کا بھی برابر چلا آتا تھا، جو اس ملک کی تحصیلداری کے برابر ہے" [دیکھو سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتما رام، حصہ اول، باب اول ص۵]

پھر آگے چل کر بیان کرتے ہیں :-

"گجرات دیش میں ایک راج استھان ہے، اسکی سرحد پر مچھو کا ہٹا ندی کے کنارے ایک موروی شہر ہے، وہاں سمت ۱۸۸۱ بکرمی مطابق ۱۸۲۴ء میں میرا جنم ہوا، میں اودیچ برہمن ہوں" [حوالہ سابقہ ص۴]

اس قول کی تنقید

۱۳۔ موروی کاٹھیاوار میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے، سوامی جی اس ریاست میں اپنے بیان کے دائرہ کو اس قدر محدود کرتے چلے گئے ہیں کہ اگر ان کا بیان صحیح ہوتا تو ان کے والدین اور خاندان کا پتہ لگانا کچھ مشکل نہ ہوتا، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک برہمن خاندان میں پیدا ہوا تھا، اس سے تمام دوسری ذاتیں خارج ہو جاتی ہیں، پھر اس برہمن ذات میں اودیچ برہمن کی قید لگا کر دائرہ کو اور بھی محدود کر دیا، جس سے برہمنوں کی تمام دوسری ذاتیں بھی خارج ہو جاتی ہیں، اس کے بعد یہ کہکر کہ میرا باپ جمعدار تھا انہوں نے دائرہ کو اور بھی محدود کر دیا، اور اس جمعداری کو سرکار انگریزی کی تحصیلداری کے برابر بتایا ہے، اس بیان سے دائرہ اور بھی تنگ ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ سوامی جی یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ عہدہ میرے خاندان میں موروثی تھا، اتنا مفصل اتا پتا بتانے پر اس اودیچ برہمن کو جو موروی کا تحصیلدار اور موروثی تحصیلدار تھا، اور جس کا بیٹا اپنے ماں باپ کے گھر سے نکل کر سنیاسی بن گیا تھا، جو ایک غیر معمولی واقعہ ہے، صرف انگلی کے اشارہ سے بتا دینا کہ یہی ہے وہ جمعدار یا تحصیلدار، نہایت آسان بات بلکہ بچوں کا کھیل تھا، مگر اس کا پتہ

لگانا اِس وجہ سے ممکن نہ ہوا کہ بیان مذکور کے بُنیادی واقعات ہی غلط ھیں۔

سوامی جی کے ایک تذکرہ نویس کا قول

۱۴- سوامی جی کے چیلوں نے اُن کے بیان کو صحیح مانکر اُس پر کچھ اور بھی اضافہ کیا ہے، چنانچہ اُن کی مُستند سوانحمری میں جو باوا چھجو سنگھ صاحب نے لکھی ہے اور جسکو پنجاب آریہ پرتی ندھی سبھا لاہور نے شائع کیا ہے، اُنکے خاندان کے متعلق یہ بیان ہے :-

سوامی دیانند سمت ۱۸۸۱ بکرمی (مطابق ۱۸۲۴ء) میں کاٹھیاوار (گجرات) کے قصبہ مُوروی میں پیدا ہوئے، جو مچھو کا ہٹا ندی کے کنارے پر واقع ہے، اُنکا اَصلی نَامُ مُول شنکر اَور اُن کے وَالِدْ کَا نَامُ اَمبَا شنکر تھَا، جو اِس گاؤں کے سب سے اعلیٰ برہمن خاندان کے سربرآوردہ رئیس، دولتمند، بااقبال اور بااثر شخص تھے، امباشنکر ریاست کے ملازم تھے اور جمعداری کا عہدہ رکھتے تھے، جو اُن کے خاندان میں موروثی تھا، جمعداری بڑی ذمہ داری کا عہدہ تھا اور بہت کچھ تحصیلداری سے ملتا جُلتا تھا، اور ریاست کی مالگذاری کی وصولی اُس عہدہ دار کا بڑا فرضِ منصبی تھا، امباشنکر کے ماتحت چند سپاہی تھے، جو فرائضِ منصبی کے ادا کرنے میں اُن کو مدد دیتے تھے۔" [دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانحمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ صلہ]

ایک دیو سماجی کارکن کی تحقیقات

۱۵- اِس مکمل بیان نے میدانِ تفتیش کو بہت آسان کردیا، اِس معلومات اور دیگر معلومات کے اسلحہ سے مُسلّح ہو کر دیو سماج کے ایک کارکن نے گجرات اور بمبئی کا دَورہ کرتے کرتے مُوروی کی جانب قدم بڑھایا، اُس کا مقصد صرف اِس بات کا پتہ لگانا تھا کہ خود سوامی جی نے اور اُن کے تذکرہ نویسوں نے اُن کے خاندان اور حسب نسب کا جو بیان لکھا ہے، آیا اُس کی بُنیاد واقعات پر ہے یا نہیں؟ اِس محنت اور جانکاہی کی تفتیش کا نتیجہ ایک چٹھی میں درج کیا گیا ہے جو ۱۹۰۴ء میں لاہور کے انگریزی اخبار ٹریبیون (Tribune) مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۴ء میں اور دیگر اخبارات میں شائع

ہو چکی ہے، اور جہاں تک ہم کو معلوم ہوا ہے، اس چٹھی کے واقعات کی کوئی تردید آج تک نہیں ہوئی، ہم اس چٹھی کا ترجمہ یہاں درج کرتے ہیں :-

جناب من! میں کاٹھیاوار کی ریاست مُوروی کے دَورے سے ابھی واپس آ رہا ہوں، جہاں صرف اس غرض سے گیا تھا کہ نامی گرامی سوامی دیانند سرسوتی جی بانی آریہ سماج کی جائے ولادت کو بچشم خود دیکھ کر اُن کی ابتدائی زندگی اور ماحول کا بذاتِ خود مطالعہ کروں، یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ سرسوتی جی (آنجہانی) اپنی پیدائش کا صحیح مقام یا اپنے والدین کا نام و نشان بتانے سے ہمیشہ بچتے رہے۔ مگر اُن کے پنجابی چیلوں نے خاص شہر مُوروی کو، جو اسی نام کی ایک ریاست کا صدر مقام ہے، اُنکی جائے ولادت ہونے کی عزت بخشی ہے، اور اُن کے والد کا نام پنڈت امبا شنکر اودیچ تجویز کیا ہے۔ بعض چیلوں نے اُن کی ماں اور بہن کا نام بھی بتایا ہے، اور اُن کے والد کے لیے ریاست کی کی ملازمت میں ایک اچھا عہدہ بھی تجویز کر لیا ہے، سرسوتی جی نے بھی اپنے والد کی حیثیت کا تھوڑا سا حال بیان کیا ہے۔ اس تمام معلومات کے اسلحہ سے مُسلّح ہو کر میں مُوروی کی طرف روانہ ہوا، اور خوش قسمتی سے وہاں ایک بزرگ شاستری کا مہمان ہوا، جن کی تمام کاٹھیاوار میں سب لوگ عزت کرتے ہیں، میری مراد بوڑھے پنڈت شنکر لال شاستری جی سے ہے جن کی بابت خیال ہے کہ وہ ایسے معاملات کی بابت مُوروی میں سب سے زیادہ واقف ہیں، صاحب موصوف سے اس معاملہ میں مشورہ کرنے کے علاوہ میں قریب قریب تمام بازاروں میں پھرا، بیسیوں بوڑھے آدمیوں سے دریافت کیا، پٹیلوں اور اودیچ برہمن ذات کے مکھیا لوگوں سے تحقیق کیا، اور ریاست کے تقریباً تمام بڑے بڑے عہدہ داروں سے ملا، مگر وہ سب اس رائے پر متفق تھے کہ کوئی شخص پنڈت امبا شنکر نامی اور انکا مشہور

و معروف بیٹا گذشتہ صدی کے اندر اس ریاست
میں نہیں گزرا ، مسٹر مراری جی منگل جی پانڈے ، جو اس وقت ریاست
کے دیوان ہیں ، اور جن کو چند سال سے خود بھی اس سوال سے دلچسپی پیدا ہوگئی ہے
اور متعدد اشخاص مثلاً پنڈت لیکھرام ۔ مسٹر ڈی ، این مکرجی وغیرہ کے سوالات کے
جواب میں پہلے بھی اس معاملہ میں چند مرتبہ تحقیقات کر چکے ہیں اُن کی بھی یہی رائے
تھی کہ سوامی جی کی صحیح جائے ولادت اور خاندان کی
بابت اب تک کوئی سراغ نہیں ملا ۔ میری درخواست پر
ریاست کے دفتر کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد انہوں نے
اس بارے میں قطعی طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ کوئی اودیچ
برہمن ان صفات کا جو سوامی دیانند سرسوتی کے والد کے
متعلق بیان کی گئی ہیں گذشتہ صدی میں ریاست کا
ملازم نہیں رہا ، اور موردی میں کسی اودیچ برہمن کے
پاس کوئی معقول جاگیر یا اراضیٔ زرعی نہ اب ہے اور نہ
پہلے کبھی تھی ۔ لہذا اب میں دلی جوش کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ سوامی دیانند
سرسوتی جی کے تذکرہ نویس اصلی واقعات کے حوالے سے اپنے بیانات کی تصدیق پیش
کر کے اس اہم سوال پر بھی روشنی ڈالیں[۱]۔ احمد آباد ، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۴ء

نوٹ ۔ اصل انگریزی خط لاہور کے انگریزی رسالہ "سائنس گرونڈڈ ریلیجن" (Science Grounded Religion) کے ۱۹۱۳ء کے اپریل نمبر میں دوبارہ چھپ چکا ہے ۔

[۱] یہ چٹھی پنڈت دیورتن صاحب نے اخبار ٹریبیون میں چھپوائی تھی ، اور اپنی کتاب "دیانند چرت" حصہ اول مطبوعہ ستمبر ۱۹۱۰ء میں صفحہ ۱۲۳-۱۲۴ پر اپنا ترجمہ بھی درج کیا تھا ۔ مگر آج تک کسی آریہ سماجی نے اس ضروری سوال پر صحیح روشنی نہیں ڈالی ، متن میں جو ترجمہ لکھا گیا ہے وہ مؤلف کا ہے اور انگریزی عبارت سے براہِ راست کیا گیا ہے ۔

اس تحقیقات کا نتیجہ

۱۶- اس بیان سے وہ خیالی عمارت جس کو سوامی جی نے بنایا اور آریہ سماجیوں نے بڑھایا تھا، بالکل منہدم ہو جاتی ہے، آریہ سماجیوں سے غلطی ہو گئی کہ انہوں نے سوامی جی کے بیان کو آنکھ بند کر کے صحیح تسلیم کر لیا، ایک غیر متعصب انسان اس بیان کو جو سوامی جی نے اپنے والد اور خاندان کے متعلق لکھا ہے صحیح تسلیم کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا، جبکہ سوامی جی اپنی اور اپنے والد کی شخصیت کو چھپانا ہی چاہتے تھے تو کیا وہ دنیا کو اپنے بھید کا پتہ دے سکتے تھے؟ ہرگز نہیں، وہ تو ایسا ہی بیان دے سکتے تھے، جس سے دنیا اور بھی گہری تاریکی میں پڑ جائے، اور یہی ہوا، پس ہم کو مجبوراً واقعات کی بنا پر یہ رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ اپنے والد اور جائے ولادت کا پتہ دینے میں سوامی جی نے دنیا کے ساتھ انصاف نہیں کیا، اور اصل واقعات کا خیال نہیں رکھا، یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ "جو شخص اپنے متعلق صحیح واقعات کا پتہ دینے میں اس قدر بے احتیاطی سے کام لے، کیا وہ اس "کامل اخلاق کا نمونہ" ہو سکتا ہے جسکی دنیا کو پیروی کرنی چاہیئے؟

تیسری فصل

غیر آریہ سماجیوں کے بیان کردہ واقعات جن سے سوامی جی کے خاندان کی تاریکی پر روشنی پڑتی ہے

سوامی جی کے متعلق تین باتیں

۱۷- اس وقت تک سوامی جی کی بابت تین باتیں معلوم ہوئیں :-

(۱) اخفائے حالات- اُنہوں نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اپنے والد کا نام اپنا اصلی نام، اور اپنی صحیح جائے ولادت کا نام چھپایا۔

(۲) خلافِ قیاس عذرات۔ اُنہوں نے بے بنیاد اور خلافِ قیاس عذرات پیش کیے یعنی یہ کہا کہ اگر میں اپنے والد اور اپنی جائے ولادت کا نام ظاہر کر دیتا تو میرے رشتہ دار مجھ (پچپن سالہ بوڑھے) کو پکڑ کر گھر لیجاتے، اور اُسوقت مجھے روپیہ کو ہاتھ لگانا پڑتا۔

(۳) اپنے خاندان کی بابت بے بنیاد بیان۔ اُنہوں نے اپنی خاندانی حیثیت اور عزت کی بابت ایسی باتیں بیان کیں جو بوڑھے بوڑھے اور پکے برہمنوں، یعنی سوامی جی کے نام نہاد ذات والوں کی زبانی شہادت اور ریاست موروی کے صد سالہ دفتری کاغذات کے بالکل خلاف ثابت ہوئیں، جن پر سوامی جی کے تذکرہ نویسوں نے اور بھی حاشیے چڑھا دیے۔

لالہ کنور دیال کی تحقیقات

۱۸۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا دوسرے لوگوں نے بھی ان حالات پر کچھ روشنی ڈالی ہے یا نہیں؟ اور اگر ڈالی ہے تو کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں غیر آریہ سماجیوں نے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً ۱۸۸۸ء میں لالہ کنور دیال صاحب دہلوی نے لاہور کے اخبار دھرم جیون مورخہ ۷ ارجون میں ایک مضمون چھپوایا تھا جسمیں سوامی جی کے خاندان کی بابت یہ لکھا تھا:-

"سوامی جی ذات کے کاپڑی تھے [اس کی تفصیل آگے آتی ہے] اور سمت ۱۸۸۱ بکرمی میں ریاست موروی کے ایک گاؤں یعنی رامپور میں ہربھجن کاپڑی کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔"

اس بیان سے سوامی جی کی بابت دو باتیں معلوم ہوئیں:-

(۱) وہ رامپور میں جو ریاست موروی میں ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے

نہ کہ خاص شہر موروی میں۔

(۲) وہ کا پڑی تھے [۵۱] [اس ذات کے لوگ بھاٹوں کی طرح شادیوں وغیرہ کے موقع پر کبت گایا کرتے ہیں]

چودہری جیالال کی تحقیقات

۱۹۔ اس بیان کی تائید چودہری پنڈت جیالال صاحب رئیس و میونسپل کمشنر فرخ نگر (ضلع گوڑگانوہ) نے ایک کتاب میں درج کی ہے، جس کو اُنہوں نے "دَیَانَنْد چَھل کَپَٹ دَرپَن" کے نام سے سمت ۱۹۵۱ بکرمی میں شائع کیا تھا یہ کتاب یونین پرنٹنگ پریس احمد آباد (گجرات) میں چھپی تھی۔

پنڈت نانا جی پرشوتم کی مزید تحقیقات

۲۰۔ سوامی جی کے خاندان کے متعلق ایک بیان اور بھی ہے جو نہایت ہی مُعتبر ذریعہ سے حاصل ہوا ہے، ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ایک دیوسماجی کارکن ریاست موروی میں اسی غرض سے گیا تھا کہ موقع پر پہنچکر اس بات کی جانچ پڑتال کرے کہ سوامی جی کے حسب و نسب کی بابت خود سوامی جی یا اُن کے چیلوں کے بیان میں اصلیت اور گہرائی کہاں تک ہے؟ چنانچہ کامل تحقیقات اور چھان بین کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ ریاست کے صد سالہ دفتر اور سرکاری اور غیر سرکاری شہادتوں سے جو سوامی جی کے حسب و نسب کی بابت حاصل ہوئیں اُن تمام دعووں کی تردید ہوتی ہے جن کو سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اور آریہ سماجیوں نے اپنی شائع کردہ سوانح عمریوں میں درج کیا ہے، مگر اُس وقت اُن کے خاندان کا سُراغ آگے نہیں چل سکا تھا، لہذا کارکن موصوف نے ریاست موروی کے مشہور و معروف اشخاص

---

۵۱ اِنسان کی شرافت- خدا ترسی، دینداری اور پرہیزگاری پر منحصر ہے، خواہ وہ کسی قوم، یا کسی ذات یا کسی نسل سے تعلّق رکھتا ہو۔ البتہ ناچنا، گانا وغیرہ اسلامی نقطۂ نظر سے حرام پیشے ہیں، جن سے ایک شریف اِنسان کو بچنا چاہیئے۔ مگر سوامی جی اِن پیشوں کو ضروری سمجھتے ہیں، اور آریوں کو اُن کے سیکھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ۔ باب ۳۔ دفعہ ۱۰۲ ص ۹۱۔ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

یعنی معزز پنڈت شری شنکر لال شاستری، اور ریاست کے سب سے بڑے پروہت [راج کوی (ملک الشعرا)] پنڈت ناناجی پرشوتم سے درخواست کی کہ اس معاملہ میں تحقیقات کو آگے چلایا جائے۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں راج کوی پنڈت ناناجی پرشوتم کو سولن ضلع شملہ میں جانے کا اتفاق ہوا، اور وہ ریاست بھگاٹ کے رانا صاحب کے ہاں مہمان ہوئے، اور محض حسن اتفاق سے اُسی دیو سماجی کارکن کی اُن سے ملاقات ہو گئی پنڈت صاحب موصوف نے اپنی کامیابی کا حال اُس سے بیان کیا جو اُن کو اپنی محنت کی بدولت حاصل ہوئی تھی، کارکن موصوف نے اُس تمام معلومات کو لاہور کے اخبار جیون تتو مورخہ ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں دوبارہ شائع کرایا تھا، جسکا مضمون یہاں درج کیا جاتا ہے،

"جب میں موروی سے واپس آیا تھا تو میں نے معزز پنڈت شنکر لال شاستری جی اور راج کوی پنڈت ناناجی پرشوتم سے درخواست کی تھی کہ آپ اس معاملہ میں اپنی تحقیقات جاری رکھیں، اور اگر آپ کو کامیابی ہو جائے تو براہِ مہربانی اُس کے نتیجہ سے اطلاع دیں، ۱۳ر اپریل سنہ ۱۹۰۹ء کو اتفاقاً ریاست بھگاٹ کے رانا صاحب کے مکان پر راج کوی ناناجی پرشوتم سے میری ملاقات ہو گئی، جہاں وہ رانا صاحب کے مہمان تھے۔ اسی مقام پر اُنہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی تحقیقات میں کامیاب ہوا، اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ سوامی دیانند کا پہلا نام درحقیقت مول شنکر ہی تھا، اور وہ واقعی امبا شنکر اودیچ کے بیٹے تھے، مگر اُن کے والد خاص قصبہ موروی کے رہنے والے نہیں تھے، وہ ایک غریب کاشتکار تھے اور رام پور میں رہتے تھے جو قصبہ موروی سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، وہ ریاست کے بڑے جاگیردار یا عہدہ دار نہیں تھے اور سوسائٹی کے اعتبار سے بھی کوئی بڑے آدمی نہ تھے، اُنکی قوم نے اُنکو ذات برادری سے خارج کر دیا تھا، کیونکہ اُنہوں نے ایک

کا پڑی ذات کی عورت کو جسکا خاوند زندہ تھا اپنے گھر میں رکھ لیا تھا۔ اس کے علاوہ پنڈت ناناجی پرشوتم نے بیان کیا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ سوامی جی اپنے باپ کی بیاہتا بیوی سے پیدا ہوئے تھے یا اُس داشتہ کاپڑی عورت سے؟ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ کاپڑی ذات کے لوگوں میں ناچ گانا سیکھنے کا دستور ہے، اور وہ گانے (بجانے) اور مندروں میں رتجگا کرانے کا پیشہ کرتے ہیں، یہ لوگ رسم نیوگ کے بھی پابند ہیں جس کے ذریعے ایک عورت اپنے خاوند کی زندگی میں بھی دوسرے شخص کے ساتھ اور اسی طرح تیسرے شخص کے ساتھ اور علیٰ ہذا القیاس دیگر اشخاص کے ساتھ رہ سکتی ہے اُنہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ موضع رامپور میں مہادیو جی کا ایک مندر ہے جہاں شیوراتری کے موقع پر ابتک لوگ رتجگا کرتے ہیں"۔

چوتھی فصل

تحقیق شدہ واقعات کے نتائج

جن سے

سوامی جی کے خاندان کا عقدہ حل ہوتا ہے

پنڈت ناناجی پرشوتم کی تحقیقات کے آٹھ نتائج

۲۱۔ ریاست موروی کے سب سے زیادہ باخبر اور واقفکار بزرگ یعنی راج کوی پنڈت ناناجی پرشوتم کی اس گرانقدر

---

۵۱ ملاحظہ ہو حاشیہ دفعہ ۱۸

شہادت سے یہ آٹھ نتیجے پیدا ہوتے ہیں :-

پہلا نتیجہ - سوامی جی کا پہلا نام مول شنکر تھا۔

دوسرا نتیجہ - سوامی جی کے والد کا نام امبا شنکر تھا۔

تیسرا نتیجہ - امبا شنکر ریاست موروی کے نہ جمعدار تھے، نہ تحصیلدار، نہ اعلیٰ عہدہ دار، نہ مہاجن، نہ ساہوکار، بلکہ ایک غریب کاشتکار تھے

چوتھا نتیجہ - سوامی جی کی جائے ولادت موضع رامپور تھا نہ کہ قصبہ موروی جو اسی نام کی ریاست کا ایک گاؤں ہے۔

پانچواں نتیجہ - سوامی جی کے مقامِ ولادت یعنی رامپور میں مہادیو یعنی شیوجی کا مندر موجود ہے جہاں لوگ شیوراتری کی راتوں میں رتجگا کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔

چھٹا نتیجہ - امبا شنکر نے ایک کاپڑی عورت کو جسکا خاوند زندہ تھا اپنے گھر میں رکھ لیا تھا، اور اسی وجہ سے وہ ذات برادری سے خارج کردیے گئے تھے۔

ساتواں نتیجہ - کاپڑی لوگ نیوگ کے پابند ہیں، اور یہ اُن کے گھرانے کی ایک رسم ہے،

آٹھواں نتیجہ - اس بات کا پتہ نہیں چل سکا کہ سوامی جی امبا شنکر کی اس داشتہ کاپڑی عورت سے پیدا ہوئے تھے، یا اُنکی بیاہتا بیوی سے ؟

کیا ان نتائج کی تصدیق دیگر ذرائع سے ممکن ہے؟

۲۲ - اب سوال یہ ہے کہ آیا آریہ سماجی تصنیفات اور سوامی جی کی سوانح عمری، اور اُن کی تصنیفات، اور دیگر شہادتوں سے ہم کو تحقیقات کا ایسا کافی ذخیرہ مل سکتا ہے جسکی بنا پر یقین کیا جاسکے کہ یہ نتائج صحیح اور درست ہیں ؟ اب ہم اس بات کی تحقیق کرتے ہیں۔

پہلے۔ دوسرے اور پانچویں نتیجہ کی تصدیق

۲۳ - نتیجہ ۱ و ۲ و ۵ کی تصدیق تو خود سوامی جی کے آریہ سماجی تذکرہ نویسوں[۱] نے کردی ہے،

ساتویں نتیجہ کی تصدیق

۲۴ - ساتواں نتیجہ جس میں یہ بیان ہے کہ کاپڑیوں کے خاندان میں نیوگ کی رسم جاری ہے، اس کی بابت سب جانتے ہیں کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چوتھے باب میں اس عمل کی علانیہ حمایت کرکے معقول پسند لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، سوامی جی کو اس انیسویں صدی میں ایسی رسم کی حمایت کا خیال کیوں آیا، جس کو آجتک کسی نے ویدوں سے ثابت کرنے کی جرأت نہیں کی تھی؟ اس کی وجہ اس بات کو مان کر بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس قسم کے خیالات یا تو خاندانی اثرات کے نتائج ہیں، اور یا ابتدائی زندگی کے ماحول کا ایسا نقش اُن کے دل پر بیٹھا تھا کہ آخر وقت تک مٹ نہ سکا، پنڈت ناناجی پرشوتم کے بیان کی تائید میں واقعاتِ متعلقہ کی بابت یہ ایک قوی شہادت ہے۔

تیسرے اور چوتھے نتیجہ کی تصدیق

۲۵ - اب رہا تیسرا اور چوتھا نتیجہ کہ سوامی جی موروی میں نہیں بلکہ رامپور میں پیدا ہوئے تھے، اور اُن کے والد بزرگوار ریاست کے جمعدار (یعنی تحصیلدار) نہیں تھے بلکہ ایک غریب کاشتکار تھے، اس کی تصدیق میں پنڈت ناناجی پرشوتم کا مُدلّل اور زبردست بیان موجود ہے، جنہوں نے ان دونوں باتوں کو صحیح قرار دیا ہے، باقی رہا آریہ سماجیوں کا یہ قول کہ سوامی جی کی

---

[۱] باوا چھجو سنگھ صاحب سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری کے پہلے باب کو جن الفاظ سے شروع کرتے ہیں اُنکا ترجمہ یہ ہے "اُنکا (یعنی سوامی جی کا) اصلی نام مول شنکر اور اُن کے والد کا نام امبا شنکر تھا" آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "شیوراتری کا برت آپہنچا اور اب جبکہ سوامی جی چودھویں سال میں تھے اُن کے والد نے کہا کہ اس بات کی ہرگز کوئی وجہ نہیں کہ اُن کا لڑکا برت کیوں نہ رکھے .... جب شام ہوگئی تو باپ بیٹا شیوجی کے بڑے مندر میں گئے" [دیکھو سوانح عمری مذکور ص ۵]

جائے ولادت ریاست موروی ہے، اور اُن کے والد اُس ریاست کے موروثی تحصیلدار تھے، اِس کی تردید ریاست کے صد سالہ دفتر، عہدہ دارانِ ریاست کی شہادت، موروی کے معمر اشخاص، اور نیز اودیچ ذات کے بوڑھے بوڑھے لوگوں کے بیانات نے پوری طرح کردی ہے [دیکھو اِس باب کی دوسری فصل - دفعات ۱۲ تا ۱۶]

لالہ کنور دیال اور چودہری جیا لال کی تائید مزید

۲۶ - کوی راج ناناجی پرشوتم ساکن موروی کا یہ باوقعت اور باوزن بیان کہ سوامی جی کی جائے ولادت رامپور ہے، اور اُن کے والد غریب پیندار تھے، اِس کی تائید مزید دوسرے غیر طرفدار مصنفین کی تحریر سے بھی ہوتی ہے مثلاً لالہ کنور دیال صاحب دہلوی اور چودہری جیا لال صاحب رئیس و میونسپل کمشنر فرخ نگر ضلع گوڑگانوہ۔ اِن دونوں صاحبوں کا بیان ہے کہ سوامی جی راجپور میں پیدا ہوئے تھے، دونوں صاحبوں کا یہ بھی قول ہے کہ سوامی جی کے والد غریب آدمی تھے، اُن کا تھوڑا سا اختلاف ہے تو سوامی جی کے والد کے نام کی بابت ہے[ف ۱] - مگر اس بات پر دونوں کا اتفاق ہے کہ کاپڑیوں کی ذات سے اُن کے والد کے تعلقات ضرور تھے۔

چھٹے نتیجہ کی تصدیق

۲۷ - چھٹے نتیجہ کی تصدیق کے لیے راج کوی ناناجی پرشوتم کی قوی شہادت موجود ہے، جو خاص موروی کے رہنے والے تھے، اُن کا بیان یہ ہے کہ ایک کاپڑی عورت سے جسکا خاوند زندہ تھا سوامی جی کے والد نے نیوگ کر کے اُس کو اپنے گھر میں رکھ لیا تھا۔ اِس کے علاوہ خود سوامی جی نے بھی رسم نیوگ کی تائید اپنی تصنیفات ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں بہت زور کیساتھ کی ہے۔

ف ۱ لالہ کنور دیال صاحب دہلوی نے سوامی جی کے والد کا نام "ہربھجن کاپڑی" لکھا ہے [دیکھو دفعہ ۱۸] سوامی جی کے والد نے جس کاپڑی عورت سے نیوگ کرلیا تھا وہ ہربھجن ہی کی بیوی ہوگی، غالباً اسی وجہ سے لالہ صاحب موصوف کو سوامی جی کے والد کے نام میں مغالطہ ہوا، اُنکا صحیح نام امبا شنکر معلوم ہوتا ہے۔

دُوسرا باب

سوامی جی نے گھر چھوڑ کر سنیاس کا لباس کیوں پہنا؟

سوامی جی ترکِ دُنیا کا دعویٰ کرتے ہیں

۲۸ ۔ انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "ہر ایک چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی" جو لوگ اپنے آپ کو سنیاسی کہتے ہیں یا سنیاسیوں کا لباس پہن لیتے ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ویراگ یعنی دُنیا اور دُنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر کسی سچّے خیال یا کسی سچے مذہبی مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے اِس کام کو اختیار کرتے ہوں اکثر لوگ تو اپنی ادنیٰ خواہشوں کو پورا کرنے کے لیئے دنیا کو چھوڑ بیٹھتے ہیں، ہندوستان میں ہزاروں سادھو اور سنیاسی اِسی ادنیٰ نمونہ کے ہیں، اب ہم اِس بات کی جانچ پڑتال کرتے ہیں کہ وہ اصلی وجوہات کیا تھیں جنھوں نے سوامی جی کو اوائل عمر میں گھر چھوڑ کر سنیاسی بننے کے لیے آمادہ کیا؟ اُنھوں نے اپنی سوانح عمری میں اس بات کے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں ویراگ کے جوش اور ترکِ دنیا کے شوق میں گھر کو چھوڑ کر نکلا تھا، مگر اُن کے کام اور اُن کی تحریرات، اُنکے دعوے کے خلاف ہیں، چنانچہ اپنی بہن اور چچا کی موت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ایک رات جبکہ ہم ایک دوست کے گھر ناچ کے جلسے میں گئے ہوئے تھے [غالباً کنچنوں کا ناچ ہوگا، یا بھانڈوں کا، کیونکہ کاٹھیاوار میں مثل پنجاب

اور ہندوستان کے طوائفوں کے ناچ کا دستور نہیں ہے[۵۱]] تب اچانک آکر نوکر نے خبر دی کہ اس کو ہیضہ ہو گیا .... چار گھنٹہ میں اس کا شریر چھوٹ گیا .... اس سے میرے چت میں ویراگ کی جڑ جم گئی .... انت کو یہ ہوا کہ اس سنسار سے میرا جی ایکبارگی ہٹ گیا .... جب میری ادستھا انیس[۱۹] برس کی ہوئی تب جو مجھ سے اتی پریم کرنے والے، بڑے دھرماتما وددان میرے چچا تھے ان کو ہیضہ نے آگھیرا ...... اس کے بعد مجھے ایسا ویراگ ہوا کہ سنسار کچھ بھی نہیں .... ایک روز سائنگ کال (سرشام) سمت ۱۹۰۳ میں بلا اطلاع غیرے گپ چپ گھر سے بایں امید کہ پھر کبھی واپس نہ آؤنگا، چل نکلا۔"

[سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام
و لالہ آتما رام - حصہ اول، باب اول ص ۷ - ۹ -]

سوامی جی کے افعال انکے دعوے کے برخلاف ہیں

۲۹ - اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا سوامی جی کے کام ان کے دعوے کو ثابت کرتے ہیں ؟ اگر یہ بات صحیح ہے کہ انسانی زندگی کی بے ثباتی کا خیال سوامی جی کے دل میں بیٹھ گیا تھا اور ان کو یقین ہو گیا تھا کہ دنیوی زندگی کی کوئی چیز اس قابل نہیں ہے جس کے لیے انسان اپنی زندگی بسر کرے، یا اس کی فکر کرے، تو اس کا کیا سبب ہے کہ اس خیال اور اس یقین کے بعد سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا وہ یہی تھا کہ "روپیہ اور سونے چاندی کے زیورات، انگوٹھی چھلے کڑے وغیرہ چیزوں" پر ہاتھ ڈالا [دیکھو سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری ص ۵ مشمولہ

---

۵۱ یہ بریکٹ یعنی خطوط وحدانی مؤلفین جیون چرتر کی طرف سے ہے جسمیں بطور شک یہ بیان کیا ہے کہ سوامی جی نے طوائفوں کا ناچ نہیں بلکہ کتھکوں یا بھانڈوں کا ناچ دیکھا تھا۔ اس بے ثبوت تحریر کی یہاں کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر ناچ دیکھنا واقعی کوئی برا اور معیوب کام سمجھا جاتا ہے تو مردوں کا ناچ ہو یا عورتوں کا دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر اس کو اچھا اور غیر معیوب مانا جائے تو اس مشکوک تحریر کی جو سوامی جی کی حمایت میں لکھی گئی ہے کوئی ضرورت نہ تھی +

ترجمہ انگریزی ستیارتھ پرکاش] اور ریشمی دھوتیوں پر بھی قبضہ کیا [دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مصنفہ باوا چھجو سنگھ ص ۲۷] اور اِن سب چیزوں کو لیکر چل دیے ، یہ بات نہایت معنی خیز ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گھر سے نکلتے وقت سوامی جی کو ویراگ یا ترکِ دُنیا کا خیال نہیں تھا۔

سوامی دیانند اور مہاتما بدھ کا مقابلہ

۲۰ - اِس داستان کو زیادہ تر رنگین اور دلکش بنانے کے لیے سوامی جی کے مدّاح اُن کے گھر سے نکلنے کو مہاتما بُدھ کے ترکِ دنیا سے تشبیہ دیتے ہیں مگر درحقیقت دونوں میں کوئی مشابہت نہیں بلکہ ایک دوسرے کی نقیض ہیں، مہاتما بُدھ ایک راجہ کا بیٹا تھا، اور اُس نے اپنی فقیرانہ زندگی اِس طرح شروع کی کہ تمام زیورات، جواہرات اور اپنے راحت و آرام کی ہر چیز کو تج دیا ، یہاں تک کہ اپنی شاہانہ پوشاک کو بھی اُتار پھینکا، اور ایک ادنیٰ خدمتگار کے لباس پر قناعت کی ، لیکن سوامی جی ایک غریب کاشتکار کے بیٹے تھے ، اور اُن کا اپنے گھر سے نکل جانا [جس کو ویراگ یا تیاگ یا ترکِ دُنیا وغیرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں] دوسری حیثیت رکھتا ہے ، اُنھوں نے اپنی روانگی کو اِس طرح نمایاں کیا کہ سونا، چاندی زیورات اور ریشمی دھوتیاں وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے گئے ، کیا واقعی ترکِ دُنیا اِسی کا نام ہے جس کا نمونہ سوامی جی نے پیش کیا ہے ؟

ایک غور طلب سوال

۲۱ - اب یہ سوال قابلِ غور ہے کہ یہ قیمتی چیزیں کس کی تھیں ؟ سوامی جی لکھتے ہیں، جب میرے باپ نے[۱] مجھ کو برہمچاری کے لباس میں یکایک آن پکڑا ، اُس وقت سپاہی اُن کے ساتھ تھے ، یہ بات تو پہلے ہی غلط ثابت ہو چکی ہے کہ سوامی جی کے

[۱] سوامی جی کے الفاظ یہ ہیں۔ "میرا باپ چار سپاہیوں سمیت سدھ پور کو آیا اور میلہ میں میرا پتہ لگانا شروع کیا .... اور جھپٹ کر میرے کرتے کی دھجیاں اُڑا دیں، اور تونبا چھین کر بڑے زور سے دھرتی پر دے مارا .... میں نے کہا اب میں چلونگا تو بھی میرے ساتھ سپاہی کر دیے ، اور اُنہیں کہدیا کہ.... اس پر راتری کو بھی پہرہ رکھو، پرنتو میں بھاگنے کا اُپائے سوچتا تھا۔" [سوامی جی کی خود نوشت سوانحعمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتما رام، حصہ اول، باب اول ص ۱۰-۱۱]

والد ریاست کے عہدہ دار یا تحصیلدار نہیں تھے بلکہ ایک غریب کاشتکار تھے ، اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اُن کی اردلی کے سپاہی نہیں تھے ، اب صرف یہی خیال ہو سکتا ہے کہ وہ ریاست کی پولیس کے سپاہی تھے ، اور سوامی جی کے والد کو اس لیے ساتھ لائے تھے کہ اپنے بیٹے کو شناخت کرانے میں جو سونے چاندی کے زیورات وغیرہ لے کر نکلا تھا ، پولیس کو مدد دیں ، سوامی جی کے والد نے جن لفظوں سے اُن کو خطاب کیا تھا ، وہ بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں ، چنانچہ خود سوامی جی نے اس کی بابت یہ لکھا ہے :-

اُس سمے وہ ایسے کرودھ میں بھرے ہوئے تھے کہ میری آنکھ اُن کی طرف نہیں ہوتی تھی ، جو اُن کے جی میں آیا سو کہا ، اور مجھے دھتکارا کہ تو نے سدیو کے لیے ہمارے کُل کو دوشت کیا اور تُو ہمارے کُل کو کلنک لگانے والا اُتپن ہُوا .... اور وہاں بھی بہت کٹھن کٹھن باتیں کہکر بولے کہ تُو اپنی ماتا کی ہتھیا چاہتا ہے ۔" [حوالہ سابقہ ص ۱۰ - ۱۱]

سوامی جی نے اپنا گھر کیوں چھوڑا ؟

۳۲ - اب سوال یہ ہے کہ سوامی جی کے والد نے کیوں ایسا خیال کیا کہ اُن کے بیٹے نے ہمیشہ کے لیے خاندان کو ذلیل اور بدنام کر دیا آریہ سماجیوں کا بیان یہ ہے کہ جس وقت سوامی جی نے گھر کو چھوڑا ، اُن کی عمر اکیس سال سے زیادہ تھی [حوالہ سابقہ ص ۹] یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ لڑکپن ہی سے بہت ذہین اور سمجھدار تھے ، اور چودہ سال کی عمر میں ایک مندر میں شیو جی کی مورتی پر چوہوں کو اُچھلتے کُودتے دیکھ کر اُن کو بُت پرستی سے نفرت ہو گئی تھی ، اور اُن کی عمر سولہ سال کی تھی کہ اُن کی بہن کا انتقال ہو گیا ، اور اس واقعہ سے دنیا کی بے ثباتی کا خیال اُن کے دل میں جم گیا ، یہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے بچپن میں اس قدر زیادہ علم حاصل کر لیا تھا کہ کوئی معمولی بچہ حاصل نہیں کر سکتا ، اور لالہ لاجپت رائے صاحب نے تو سوامی جی کی خصلت کا نقشہ اِن لفظوں میں کھینچا ہے کہ وہ "بالطبع باغی" تھے [یعنی بغاوت اور سرکشی کا مادہ

ساتھ لے کر پیدا ہوئے تھے] غور کیجئے کہ ایسا غیر معمولی صاحب فہم، "عالی نفس" اعلیٰ تعلیم یافتہ اور "بالطبع باغی" نوجوان جس نے سچ مچ کسی مقصدِ اعلیٰ کی تلاش میں اپنا گھر بار چھوڑا ہو، اور جس کو ایشور نے دنیا کی ہدایت اور لوگوں کو نجات دلانے کے لیے بھیجا ہو، اپنے والد اور پولیس کی صورت دیکھتے ہی اُس کی یہ حالت کبھی نہیں ہو سکتی تھی جو سوامی جی کی ہو گئی، اگر سوامی جی ایسی ہی پختہ اور مضبوط طبیعت والے ہوتے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے تو ایسے موقع پر خاموش نہ رہتے بلکہ ایک دلیر اور دھرماتما آدمی کی طرح سچ سچ کہہ دیتے کہ "پتاجی میں خانہ داری کی ذمہ داری سے آزاد رہنا چاہتا ہوں، میں "دیش اُنتی" کی فکر میں ہوں، اور سنسار کی بھلائی چاہتا ہوں، میں گھر واپس جانا نہیں چاہتا، میری عمر اکیس[۱] سال کی ہو گئی ہے اب میں آزاد ہوں اور کوئی مجھے روک نہیں سکتا"، مگر سوامی جی نے ایسا نہیں کیا اور ایک سچے ویراگی کی طرح صافدلی سے اپنے والد کے سامنے نہیں آئے، بلکہ اُنکی حالت ہی بدل گئی اور جان پر آ بنی، جیسا کہ اُن کے مؤرخ باوا چھجو سنگھ صاحب کا قول ہے کہ اُسوقت "خوف کے مارے اُن کا دم نکلا جاتا تھا"[۱] [دیکھو سوامی جی کی سوانحعمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۲۸] اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی حالت اُس شخص کی سی تھی جو اپنے قصور کو سمجھتا ہو، اِس کے علاوہ سوامی جی نے اپنے باپ کے سامنے اقرار کیا تھا کہ میں "بُرے مشورہ کی وجہ سے" یعنی کسی کے بہکانے سکھانے کے سبب گھر سے نکلا تھا، یہ بھی کہا تھا کہ "میں تو گھر واپس آنیوالا ہی تھا کہ ایشور نے آپکو بھیجدیا" پھر اُس کے بعد رات کیوقت سپاہی کے پہرے سے چپ چاپ نکل گئے، یہ تمام واقعات سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اپنے قلم سے درج کیے ہیں، جن سے وہ لمبے چوڑے اور مبالغہ آمیز دعوے غلط ثابت ہوتے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ سوامی جی کا

---

[۱] انگریزی سوانح عمری میں لفظ "Mortal fright" ہے یعنی "مہلک خوف" ۱۲

دل دنیا سے ہٹ گیا تھا، اور ویراگ کے جوش اور ترکِ دنیا کے شوق نے اُن کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا تھا، لہذا اُن کا گھر سے نکل جانا کچھ اور معنی رکھتا تھا، سوامی جی کے واقعاتِ زندگی سے قدرتی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جب وہ گھر سے نکلے تو ضرور اُن سے کوئی قصور ہو گیا تھا، کیونکہ وہ عمر بھر اِس فکر میں لگے رہے کہ اپنی جائے ولادت نام و نسب، اور دیگر واقعات کو پوشیدہ رکھیں، تاکہ پہچانے نہ جائیں اور کسی کو اِس بات کا پتہ نہ لگے کہ وہ کون ہیں ؟

سوامی جی کے سنیاس لینے کے دو سبب

۳۳ - سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں تسلیم کیا ہے کہ اُن کے سنیاس لینے کے یہ دو سبب تھے :-

(۱) اپنا کھانا آپ پکانے کی تکلیف سے چھوٹ جائیں، کیونکہ اُن کو برہمچاری رہنے کی حالت میں اپنا کھانا خود پکانا پڑتا تھا۔

(۲) اپنے پکڑے جانے کا خوف جاتا رہے

سنیاس لینے کے متعلق سوامی جی کا بیان

۳۴ - سوامی جی اِن دونوں باتوں کو ذرا ہیر پھیر سے بیان کرتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں :-

"چونکہ میں اِس سے تک برہمچاری تھا۔ اِس لیے مجھ کو اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکانا پڑتا تھا جس کی وجہ سے میری خواندگی میں بڑا ہرج واقع ہوتا تھا، بنا بریں اس بکھیڑے سے چھوٹنے کے لیے میں نے ارادہ کیا کہ حتی الامکان کوشش کر کے سنیاس آشرم کے چوتھے درجہ میں داخل ہو جاؤں، علاوہ اِس کے مجھے یہ بھی خوف تھا کہ اگر میں برہم چرج آشرم میں بنا رہا تو کسی دن اپنے کُل کی پرسدھتا کے کارن گھر والوں کے ہاتھ پکڑا جاؤنگا، کیونکہ میرا ابھی تک وہی نام پرسدہ ہے جو گھر میں تھا، کنتو جو سنیاس آشرم لے لونگا، تب یاوت اوستھا [ساری عمر تک] نشچنت ہو جاؤنگا ایک دکھشنی پنڈت کے دوارا [جو میرا بڑا متر تھا] چدا شرم سوامی سے کہلایا کہ

آپ اُس برہم چاری کو سنیاس کی دیکشنا دے دیجئے۔"

[سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام، حصہ اول، باب اول ص۱۲]

بیان مذکور کی توضیح باوا چھجو سنگھ کی تحریر سے

۳۵- باوا چھجو سنگھ صاحب نے سوامی جی کی جو مستند سوانح عمری بزبانِ انگریزی لکھی ہے، اور جس کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے چھپوا کر شائع کیا ہے، اُس میں سوامی جی کے بیان کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے:-

"عام دستور کے مطابق سوامی جی کو برہمچاری رہنے کی حالت میں اپنا کھانا خود پکانا پڑتا تھا، اور جس سے اُن کے مطالعہ میں بڑا خلل پڑتا تھا، اس مصیبت سے چھوٹنے کے لیے اُنہوں نے سنیاس آشرم میں داخل ہونے کی ٹھان لی، اِس کے علاوہ سنیاسی بنجانا اُن کے لیے ایک اور طرح بھی مفید تھا کیونکہ سنیاس لینے پر اُن کا نام بدلجاتا اور نیا نام دیا جاتا جس سے اُن کی شخصیت بالکل پوشیدہ ہو جاتی"۔ [دیکھو سوانح عمری مذکور ص۳۲]

اِس بیان سے حقیقت بالکل بے نقاب ہو گئی اور سوامی جی کے سنیاس یعنی ترکِ دنیا کی اصلی غرض صاف ظاہر ہوگئی، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا سنیاس لینے کا مقصدِ اعلیٰ یہی ہونا چاہیئے کہ پکّی پکائی ملجائے اور گرفتاری کا خوف جاتا رہے! کیا ترکِ دُنیا اِسی کا نام ہے؟

سوامی جی کی شخصیت کے متعلق دس واقعات

۳۶- اب ہم واقعات مذکورہ بالا پر ایک نظر ڈالتے ہیں، تو اُن سے سوامی جی کی شخصیّت کے متعلق یہ دس باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

(۱) سوامی جی کے والد ایک غریب کاشتکار تھے،

(۲) جس وقت سوامی جی گھر سے نکلے تھے اُسوقت روپیہ ، سونا ، چاندی ،
زیورات اور ریشمی دھوتیاں اُن کے قبضے میں تھیں ،
(۳) پولیس نے اُن کا تعاقب کیا ،
(۴) اُن کے والد نے اُن پر یہ الزام لگایا کہ تُو نے مجھ کو ہمیشہ کے لیے ذلیل اور بدنام
کردیا ، اور ہمارے خاندان پر کلنگ کا ٹیکا لگا دیا ،
(۵) باپ نے بیٹے کو "مَادَرکُش" کہا ،
(۶) سوامی جی نے اقرار کیا کہ میں بُرے صلاح ومشورہ سے ، یعنی بدآدمیوں کے
بہکانے سکھانے سے بھاگا تھا ،
(۷) گرفتاری کے بعد بھی پولیس کے پہرے سے نکل گئے ،
(۸) سنیاسیوں کی منڈلی میں داخل ہو گئے اور سنیاس کا لباس پہن لیا ،
(۹) سنیاسی اِس لیے بنے کہ اُنکی صُورت ، حُلیہ اور نام بدلجائے اور پہچانے نہ جائیں
(۱۰) وہ مرتے دم تک "مُہلِک خَوف" میں مبتلا رہے ، اور اپنے نام ونسب ،
اور صحیح جائے ولادت کو اِسی لیے پوشیدہ رکھا کہ کسی کو اُن کا سُراغ نہ مِل سکے
اور کوئی نہ جانے کہ وہ کون ہیں ؟

اِن واقعات کو پڑھ کر ہر شخص کے دِل میں یہ خیال خودبخود پختہ ہو جاتا ہے کہ سوامی جی کے گھر سے نکلنے کی یہ وجہ نہیں تھی کہ اُن کو اپنی مُکتی یا دُنیا کی ھدایت کی دُھن لگی ہوئی تھی ، بلکہ اُن کو اِس بات کا خوف تھا کہ کھیں اُن کا پتہ نہ چل جائے اور پکڑے نہ جائیں ، اور اِس خوف نے جو مِثل کابوس ہمیشہ اُن کو دُکھ دیتا رہا ، اُن کے لبوں پر ایسی مُہرِ سکوت لگائی کہ اُنھوں نے اپنے خاندان کے صحیح حالات تو کُجا ، اپنے والد کا نام تک کبھی کسی کو نہیں بتایا ◆

سنیاس کی حقیقت

اور

سوامی جی کے سنیاس پر مفصل بحث

پہلی فصل

کیا سوامی جی اپنے مجوّزہ معیار کے مطابق سنیاسی تھے ؟

سوامی جی کے سنیاس کے جانچنے کی ضرورت

۳۷ - ہم سنیاس کے پُرانے ویدک نمونوں کے قائل نہیں ہیں، کیونکہ سنیاس دھرم، ترک دُنیا یعنی رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اگر کوئی شخص مُعلّم اور ریفارمر یعنی مصلح بن کر دنیا کی ہدایت کے لیے کھڑا ہو، اور اُس کے مُقلّد اُس کی ذات کو "ایک نمونہ" بتائیں اور اُس کی تقلید کو دوسروں کے لیے واجب قرار دیں، تو اُس سے اِس بات کی توقع بالکل واجبی اور قرینِ انصاف ہے کہ وہ اپنے قول اور عمل میں سچا ہو، اور ہمیشہ اُس کا پابند رہے، اِس لیے ضرورت ہے کہ سوامی جی کے سنیاس کو اِسی پابندی کے اُصول پر جانچا جائے، اور دیکھا جائے کہ کیا وہ خود اپنے مُقرّر کیے ہوئے ویدک معیار کے بموجب واقعی سنیاسی تھے ؟

دوسری فصل

سنیاس کا مقصد، اُسکا مُناسب وقت، اور شرائط

سنیاس کب اور کیوں لیا جاتا ہے

۳۸۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ سنیاس کے مَقصَد اور سنیاس لینے کے وَقت کی بابت سوامی جی نے کیا کہا ہے؟ اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش طبع دوم میں براہمن گرنتھوں کی ایک عبارت نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے

"جِس دِن ویراگیہ پراپت ہو۔ اُسی دِن گھر وا بَن سے سنیاس گرہن کرلیوے ...... جو پُورن وِدوان جتیندریہ وِشے بھوگ کی کامنا سے رَہت پروپکار کرنے کی اِچھا سے یُکت پُرش ہو۔ وہ برہم چریہ آشرم ہی سے سنیاس لیوے۔"	"जिस दिन वैराग्य प्राप्त हो उसी दिन घरवाबन से सन्यास ग्रहण करलेवे ...... जो पूर्ण विद्वान जितेन्द्रिय विषय भोग की कामना से रहित परोपकार करने की इच्छा से युक्त पुरुष हो वह ब्रह्मचर्याश्रम हि से सन्यास लेवे।"
[ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم ص ۱۲۶]	[सफ़ा १२६]

اُردو ترجمہ :- "جس دن ویراگ آجائے اُسی دن گھر (گرہستھ) یا جنگل (بان پرستھ آشرم) سے سنیاس لے لیوے ..... جو پُورا عالم، ضابطِ حواس، نفس پرستی کی خواہش سے آزاد، سب کی بھلائی کرنے کی خواہش رکھنے والا آدمی ہو وہ برہم چریہ آشرم ہی سے سنیاس لے لیوے۔"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مُستند اُردو ترجمہ باب ۵ دفعہ ۴ ص ۱۴۴ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

سنیاس لینے کی بابت منوجی کا قول

۳۹ - اِس کے بعد سوامی جی منوجی کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں:-

"پرجاپتی ارتھات پرمیشور کی پراپتی کے ارتھ .... یگیہ کر کے اُس میں یگیوپوت شکھادی جنہوں کو چھوڑ .... براہمن برہم وت گھر سے نکل کر سنیاسی ہوجاوے۔"	"प्रजापति अर्थात परमेश्वर की प्राप्ति के अर्थ...... यज्ञ करके उस में यज्ञोपवीत शिखादि चिन्हों को छोड़ ......ब्राह्मण ब्रह्मवित घर से निकल कर सन्यासी होजावे"।
[ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم ص ۱۲۸]	[सफा १२८]

اُردو ترجمہ:- "پرجاپتی یعنی پرمیشور کے حصول کے لیے اشٹی یعنی یگ کر کے اُس میں یگیوپویت - چوٹی وغیرہ نشانوں کو چھوڑ .... برہمن پرمیشور کو جاننے والا گھر سے نکل کر سنیاسی ہوجاوے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۵ دفعہ ۵ ص ۱۶۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۸ء]

سنیاس کے لیے چھ شرطیں

۴۰ - اِس بیان کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ برہمچریہ کی زندگی انسان کو اُسی وقت سنیاس لینا چاہیئے جبکہ وہ مفصلۂ ذیل شرائط کو پورا کردے:-

(۱) اُس کو ویراگ حاصل ہوجائے۔ یعنی دُنیا سے بے تعلقی کا خیال دل میں جم جائے۔

(۲) وہ عالم کامل ہو۔ یعنی اُس کی تعلیم پوری ہوچکی ہو۔

(۳) اپنی اِندریوں یعنی حواس کو قابو میں رکھنے والا ہو۔

(۴) دُنیا کی لذتوں سے لطف اُٹھانے کی خواہش سے آزاد ہو۔

(۵) دنیا کے ساتھ بھلائی کرنی چاہتا ہو۔

(۶) پرمیشور کا گیان حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔

سوامی جی نہ تو سنیاس لیتے وقت گیانی تھے اور نہ بعد میں

۴۱ - سنیاس لینے کے وقت سوامی جی نے ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کو بھی پورا نہیں کیا تھا، ان کے سنیاسی بننے کا سب سے پہلا سبب جیسا کہ پچھلے باب میں دکھایا گیا ہے، خود سوامی جی کے بیان کے مطابق یہ دو باتیں تھیں[۵۱]۔

(۱) برہمچاری کی حیثیت سے اپنا کھانا خود پکانے کی مصیبت سے چھوٹ جانا۔

(۲) اِس خوف سے رہائی حاصل کرنا کہ مبادا کسی کو اُن کا پتہ لگجائے۔

سوامی جی نے تو اِس بات کا اقرار یا دعویٰ بھی نہیں کیا کہ جس وقت وہ سنیاس آشرم میں داخل ہوئے اُن کا منشا پرمیشور کا گیان حاصل کرنا اور دُنیا کو فائدہ پہنچانا تھا۔ ایشور کے گیان کا تو ذکر ہی کیا، وہ تو اُس وقت ویدانتی تھے اور اپنے آپ کو ایشور سمجھتے تھے[۵۲]

[دیکھو سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتما رام، حصہ اول، باب اول، ص ۱۱]

سوامی جی کے ویراگ کی حقیقت

۴۲ - ویراگ، جس کے معنی ہیں دنیا کی چیزوں سے بے تعلقی اور بے رغبتی، اُس کی حقیقت سوامی جی کی اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ گھر سے نکلتے وقت پوشیدہ طور پر روپے، سونے چاندی کے زیورات وغیرہ اپنے ساتھ لے گئے تھے، کیا جو شخص دنیا کو چھوڑ کر بیراگی بن جاتا ہے اُس کی یہی علامتیں ہوتی ہیں؟

سوامی جی کی علمی لیاقت

۴۳ - سوامی جی کی علمی لیاقت کی بابت ظاہر ہے کہ وہ اُس وقت

---

۵۱ ہم سوامی جی کی اصل عبارت اُن کی خود نوشت سوانح عمری سے پہلے نقل کر چکے ہیں۔
[دیکھو دوسرا باب دفعہ ۳۴] ۱۲

۵۲ سوامی جی کے الفاظ یہ ہیں "مجھ کو ایسا نتیجہ اُن برہمانند آدک برہم چاریوں اور سنیاسیوں نے کرا دیا کہ برہم سے کچھ علیحدہ نہیں، میں برہم ہوں یعنی جیو اور برہم ایک ہیں، گو اول ہی وقت ویدانت شاستر کے پڑھتے وقت مجھ کو کچھ اِس بات کا خیال ہو گیا تھا مگر آخر میں اسکو اچھی طرح سمجھ گیا [حوالہ سابقہ ص ۱۱]

سنسکرت کے بھی ماہر نہیں تھے، اور اسی وجہ سے پندرہ سال تک اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد اُن کو متھرا میں سوامی ورجانند سے پانِنی کی کتاب **اشٹادھائی** اور **مہابھاشیہ** یعنی سنسکرت گرامر کی کتابیں وغیرہ پڑھنے کی ضرورت پڑی۔

سوامی جی نشہ پیتے تھے

۴۴ - یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ سوامی جی **بھنگ** پیا کرتے تھے، جو ایک نشئی چیز ہے، اور وقتاً فوقتاً رات کو ایسے مدہوش ہو جاتے تھے کہ انکی مدہوشی اگلی صبح تک قائم رہتی تھی [دیکھو حوالہ سابقہ ص۱۹] اُنہوں نے اُسی نشہ کیحالت میں شیوجی اور انکی استری یعنی زوجہ پاربتی کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپس میں سوامی جی کی شادی کی بابت بات چیت کر رہے ہیں[ف۱] [دیکھو حوالہ سابقہ ص۱۹] کہتے ہیں کہ سوامی جی بال برہمچاری اور بچپن ہی سے بڑے گیانی تھے، مگر تعجب ہے کہ سنیاس لینے کے بعد بھی نشہ کی عادت نہ چھوڑ سکے، اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُنہوں نے زندگی کی دوسری لذتوں کو کہاں تک چھوڑا ہوگا؟

خلاصہ بیان مذکور

۴۵ - اِس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ سنیاس لینے کے **مقصد** اور وقت کو دیکھا جائے تو سوامی جی خود اپنے مقرر کیے ہوئے معیاروں کے مطابق جو پہلے بیان ہو چکے ہیں **سنیاسی** بننے کے قابل نہیں تھے۔

تیسری فصل

سنیاسی کے تین اوصاف

ستیارتھ پرکاش طبع اول کے مستند ہونے کا ثبوت

۴۶ - اب ہم **سنیاسیوں** کے دوسرے اوصاف پر نظر کر کے سوامی جی کے عمل کو دیکھنا چاہتے ہیں، اور یہ اوصاف خود

ف۱ سوامی جی کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ "جب میں بحالت نشۂ بھنگ بیہوش سوتا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا اور وہ یہ تھا یعنی مجھے خیال ہوا کہ میں نے مہادیو اور اُس کی استری پاربتی کو دیکھا...... پاربتی مہادیو جی سے کہہ رہی تھی کہ بہتر ہے کہ دیانند سرسوتی کی شادی ہو جائے۔ لیکن دیوتا اس بات سے اختلاف ظاہر کر رہا تھا اُس نے میری بھنگ کی طرف اشارہ کیا" [حوالہ سابقہ ص۱۹]

سوامی جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیے تھے [لفظ "ستیارتھ پرکاش" کے معنی ہیں "سچے مطلب کا اظہار"] اس کتاب کا پہلا اڈیشن ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا تھا، اور اُسی سال سوامی جی نے بمبئی میں سب سے پہلی آریہ سماج قائم کی تھی، یہ اڈیشن سوامی جی نے خاص اہتمام کے ساتھ چھپوایا تھا، جس کے معتبر ہونے کے کئی ثبوت ہیں:-

پہلا ثبوت- کتاب کے ہر ایک باب کے خاتمہ پر جلی حروف میں لکھا ہوا ہے کہ

اس کتاب ستیارتھ پرکاش کو سوامی دیانند نے تصنیف کیا ہے [سوامی جی کے اصل الفاظ یہ ہیں- "اِتی شریمد دیانند سرستی سوامی کرتے ستیارتھ پرکاشے"]

یہ تحریر اس کے صحیح اور مستند ہونیکا پہلا قوی ثبوت ہے۔

دوسرا ثبوت- کتاب کے ساتھ چار صفحوں کا غلطنامہ بھی شامل ہے جس میں الفاظ کی بہت سی غلطیاں جو چھپائی میں رہ گئی تھیں صحیح کی گئی ہیں، اور یہ اُس کے صحیح اور مستند ہونے کا دوسرا قوی ثبوت ہے۔

تیسرا ثبوت- سوامی جی کے انتقال کے اگلے سال یعنی ۱۸۸۴ء میں جبکہ ستیارتھ پرکاش کا دوسرا اڈیشن نکلا تو اُس کے دیباچہ میں یہ عبارت درج کی گئی کہ

ستیارتھ پرکاش طبع اول کی زبان یعنی ہندی عبارت کی غلطیاں اس اڈیشن میں صحیح کی گئی ہیں، مگر اصل مضمون بدستور قائم رکھا گیا ہے،

اس تحریر سے بھی اس کتاب کے صحیح اور مستند ہونے کی پوری تصدیق ہوتی ہے، اور یہ تیسرا قوی ثبوت ہے۔

سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے دیباچہ میں اس کی بابت جو کچھ لکھا ہے اُس کا اُردو ترجمہ جو آریہ سماجیوں نے کیا ہے، یہ ہے:-

"فی زمانہ بھاشا لکھنے اور بولنے کا ربط ہوجانے پر بھاشا کی صرف و نحو کے مطابق صحت کرکے کتاب کو دوبارہ چھپوایا گیا ہے، کسی کسی موقع پر لفظ، جملے اور انشا میں فرق

ہوا ہے جو مناسب تھا، کیونکہ اس قسم کے فرق کے بغیر عبارت کی ترتیب میں درستی مشکل تھی، مگر مطلب میں کسی جگہ فرق نہیں پڑا۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ۔ دیباچہ۔ دفعہ ۱۔ ص ۱]

الختصر ستیارتھ پرکاش طبع اول کے مستند ہونے کے یہ تین ثبوت ہیں، جن سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

سنیاسیوں کو تین بندھنوں سے آزاد ہونا چاہیئے

۴۷۔ اسی ستیارتھ پرکاش طبع اول کے ص ۱۵۹ پر سوامی جی نے سچے ویدک سنیاسی کے مختلف اوصاف بیان کیے ہیں۔ اور بتایا ہے کہ سنیاسی وہی ہے جو ان تین ایشناؤں یعنی بندھنوں [لوکیشنا، وتیشنا اور پوتریشنا] سے آزاد ہو، سوامی جی کے اصلی الفاظ یہ ہیں:۔

"لوکیشنا ارتھات لوک کی جن نندا کرے واستتی کرے اور پرتشٹھا کرے تو بھی جس کے چت میں کچھ ہرش اور شوک ہوئے اور جتنے لوک کے وشے بھوگ ہیں استری دھن ہستی۔ اشو۔ چندن آدک ان سے اٹھ کے ارتھات ان کو تجھ جان کے جیسے ہرش شوک کے دینے والے ہیں، ویسے یتھاوت سمجھ کے ستیہ دھرم اور مکتی ارتھات سب دکھوں کی نورتی اور پرمیشور کی پراپتی ان میں استھر ہو کے آنند میں رہے اور کسی کا پکش پات اتھوا کسی سے بھے کبھی نہ کرے۔"

"وتیشنا ارتھات دھن کی اچھیا اور دھن کی پراپتی میں پرتین اور لوبھ، کہ مجھ کو دھن ادھک ہوئے اور جتنے دھناویہ ہیں۔ اُن سے دھن پراپتی کے واسطے بہت پریتی کرے اور دیہ کو بڑا پدارتھ جان کے نشچے کرنا اور دردروں سے دھن کے نہیں ہونے سے پریتی کا نہ کرنا اور دھناوؤں کی استتی کرنا ان سب باتوں کا جو چھوڑنا اس کا نام وتیشنا کا تیاگ ہے۔"

"پوتریشنا ارتھات اپنے پوتروں میں موہ کا کرنا، وا جیسے سیوک لوگ ہیں۔ اُن سے موہ ارتھات پریتی کرنا، اور اُن کے سکھ میں ہرش کا ہونا اور اُن کے دکھ میں شوک کا ہونا اس کا پتریشنا نام ہے۔"

"ایشنا نام اچھیا کا تین پدارتھوں میں ہونا ان تینوں ایشناؤں سے جو بدھ نہیں ہے وہی سنیاسی ہوتا ہے .... اور جو سنیاسی ہوتا ہے اس کو

کسی سنسار سمبندھی بیوہار کا کرنا اوشک نہیں"۔
[ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اردو اڈیشن
باب ۵ - ص ۱۷۲-۱۷۳ مطبوعہ سیوک سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۲ء]

عبارت مذکور کا خلاصہ مطلب | اِس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے :-

(۱) لوکیشنا - اِس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ خواہ اُس کو ملامت کریں یا اُس کی تعریف کریں، وہ رنج یا خوشی کو محسوس نہ کرے۔ اُس کو دنیا کی فانی لذتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے جیسے عورتیں، دھن، دولت، ہاتھی، گھوڑے، صندل وغیرہ، اور یہ خیال کرکے کہ یہ چیزیں ادنیٰ درجہ کا رنج و راحت دینے والی ہیں اُس کو نجات حاصل کرنی چاہیئے۔ یعنی سب قسم کے دُکھوں یا تکلیفوں اور مصیبتوں سے آزاد ہو کر ایشور کو حاصل کرنے کی خوشی میں زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اُس کو کسی کی طرفداری بھی نہیں کرنی چاہیئے اور نہ کسی سے ڈرنا چاہیئے۔

(۲) وِتیشنا - اِس سے مُراد ہے روپے یا دولت کی خواہش اور اُس کو حاصل کرنے کی کوشش، دولتمندوں سے روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اُن کی تعریف کرنا، اور اُن سے محبت کرنا، دولت جمع کرنا، اور غریبوں سے اُنکی مفلسی کے سبب محبت نہ کرنا اِن چیزوں کے ترک کرنے کو وِتیشنا سے آزاد ہونا کہتے ہیں۔

(۳) پُتریشنا - اِس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بیٹوں یا متعلقین سے محبت نہ رکھے اُنکی خوشی سے خوش ہونا اور رنج سے رنجیدہ ہونا پُتریشنا کہلاتا ہے
جو شخص اِن تین بندھنوں یا ایشناؤں میں پھنسا ہوا نہ ہو وہ سنیاسی ہے .... اور جو شخص سنیاسی ہو، اُسکو دُنیا کا کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں"۔

کیا سوامی جی اِن بندھنوں سے آزاد تھے؟ | ۴۸ - اب دیکھنا یہ ہے کہ سوامی جی میں یہ صفتیں تھیں یا نہیں؟ اور وہ اِن بندھنوں سے آزاد تھے یا نہیں؟

(۱) لوکیشنا یعنی لوگوں کی تعریف یا ملامت سے آزاد ہونا، اِس کی بابت ایک آریہ مؤرخ نے لکھا ہے کہ جب ۱۸۶۶ء میں سوامی جی اجمیر گئے تو انگریز افسروں مثلاً ڈپٹی کمشنر اور ایجنٹ گورنر جنرل وغیرہ سے ملاقات کرتے پھرے اور تعارف یا سفارش کی چٹھیاں حاصل کیں، اور مسیحی مشنریوں سے مل کر بھی اسی مضمون کی چٹھیاں یا سرٹیفکٹ حاصل

کیے کہ سوامی جی ایک عالم آدمی ہیں ، اور لوگوں کو اُن کی عزّت کرنی چاہیئے۔ [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مصنفہ باوا چھجو سنگھ ص ۸۷ - ۸۸] اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی اپنی عزّت اور تعریف چاہتے تھے۔

(۲) بِتیشنا ، یعنی مال و دولت حاصل کرنے اور جمع کرنے کی خواہش سے آزاد ہونا ، یہ خواہش تو سوامی جی میں اس قدر قوی تھی کہ اُنھوں نے دولت کو صرف جمع ہی نہیں کیا بلکہ بعض اوقات اُس کو حاصل کرنے کے لیے ایسے ذریعے اختیار کیے جن سے ایک دیانتدار آدمی کو بچنا چاہیئے ۔ اس کا تھوڑا سا بیان اس باب کے آخر میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ تعریف ، عزت ، اور ہزارہا روپے کا دان لینے کے لیے راجاؤں اور مہاراجاؤں کی سرپرستی کی تلاش میں سوامی جی کا اِدھر اُدھر گھومنا ایک مشہور واقعہ ہے اب رہا دُنیوی کاروبار سے الگ رہنا ۔ اس شرط کو ہندو سنیاسی تو پورا کر دیتے ہیں مگر سوامی جی اس کو بھی نہ نباہ سکے ، کیونکہ وہ اپنی خدمت کے لیے کئی کئی نوکر رکھتے تھے ، اور کتابیں چھپوا کر فروخت کرتے تھے جن پر لکھا جاتا کہ کوئی شخص ان کو نہ چھاپے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مذہبی یا اخلاقی لحاظ سے یہ کام ناجائز اور قابلِ اعتراض نہیں ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا وہ ویدک نمونہ کے ایسے سنیاسیوں کے لیے بھی مناسب اور جائز ہیں جن کا سوامی جی نے ذکر کیا ہے ؟

(۳) پُتر ایشنا - یعنی اولاد وغیرہ کی محبت سے آزاد ہونا ، یہاں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ، کیونکہ سوامی جی کے بال بچے تھے ہی نہیں جن سے وہ محبت کرتے۔

چوتھی فصل

سنیاسی کے تین قرض

قرضوں کی تفصیل | ۴۹ - اُسی ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے ص ۱۶۰ پر سوامی

جی یہ بھی بیان کرتے ہیں :-

"تین قسم کے رن یعنی قرضے جن کو رشی رن، پتری رن، اور دیو رن کہتے ہیں ادا کرنے کے بعد سنیاسی کو مکتی کی خواہش کرنی چاہیئے، جو شخص ایسا نہیں کرتا ہے وہ سنیاس کے درجہ سے گر جاتا ہے، اور اُس کو مکتی نہیں ملتی"[۵۱]۔

وہ تین قرض جو سنیاسی کو ادا کرنے چاہئیں، یہ ہیں :-

(۱) برھمچاری رہنا، سب ویدوں کو پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا، اسمیں جپ اور سندھیا بھی شامل ہے۔

(۲) اپنے بچوں کو تعلیم دینا اور اچھی نصیحت کرنا۔

(۳) گرہستی بننا، اگنی ہوتر یگیہ وغیرہ کا پورا کرنا[۵۲]۔

سوامی جی نے ان قرضوں کو ادا نہیں کیا

۵۰ - یہ صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی نے وہ رن یا قرضے، جن کا تعلق گرہست آشرم یعنی خانہ داری کی زندگی سے ہے، ادا نہیں کیے، کیونکہ وہ ہمیشہ برہمچاری رہے، اور اسی وجہ سے خود اپنی تحریر کے بموجب جس کی تائید میں اُنہوں نے منوجی کا حوالہ بھی پیش کیا ہے سنیاسی نہیں رہے، کیونکہ اُنہوں نے سنیاس کی شرطوں کو پورا نہیں کیا۔

---

۵۱ سوامی جی کی اصل ہندی عبارت یہ ہے۔ "تین رن اُرتھات، رشی، پتری اور دیو رن، ان کو کرکے موکش کے واسطے سنیاس میں چت پرورشٹ کرے، اور ان تینوں کو نہ کرکے جو سنیاس کی اچھیا کرتا ہے، سو نیچے گر پڑتا ہے، اُس کو موکش نہیں پراپت ہوتا" [ستیارتھ پرکاش، مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اردو ایڈیشن مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء، باب ۵ ص ۱۷۳]

۵۲ سوامی جی کی اصل عبارت یہ ہے :- "برہمچریہ آشرم کو کرکے سب ویدوں کو پڑھے ...... پھر پڑھ کے یتھاوت پڑھاوے .... اس میں جپ اور سندھیو پاسن میں جان لینا .... پتروں کو شکشا دھرم کی وِدیا پڑھنے اور پڑھانے کی کرے ...... پھر گرہ آشرم میں یتھاوت اگنی ہوترادِ کو نکا انشٹھان کرے [ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اردو ایڈیشن، مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء باب ۵، ص ۱۷۴]

پانچویں فصل

سنیاسی کی ضروری علامتیں

سنیاسی کی چار علامتیں

۵۱ - اِس کے علاوہ سوامی جی نے سچّے سنیاسی کی یہ چار علامتیں بھی بتائی ہیں :-

(۱) صرف ایک کاسۂ گدائی یعنی بھیک مانگنے کا پیالہ اپنے پاس رکھنا (۲) درخت کی جڑ میں قیام کرنا (۳) ادنیٰ درجہ کا لباس پہننا (۴) سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا۔ نہ کسی سے دوستی رکھنا اور نہ دشمنی[۵۱] [ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء ص ۱۶۳]

سوامی جی کی زندگی اِن صفتوں کے بالکل خلاف تھی، اور اِن میں سے ایک بات بھی اُنمیں نہیں پائی جاتی تھی، اگرچہ ابتدا میں اُنہوں نے ایک دو باتوں پر تھوڑا بہت عمل کیا، مگر بعد میں اُن کو بیکار اور دُشوار یا ناممکن العمل سمجھ کر بالکل چھوڑ بیٹھے، اور نام نہاد "سنیاسی" کے بجائے اچھے خاصے "گرہستی" یعنی دُنیادار بن گئے۔

سنیاسی کی پانچ اور علامتیں

۵۲ - آگے چل کر اُسی ستیارتھ پرکاش کے ص ۱۶۴ پر سوامی جی لکھتے ہیں :-

(۱) جب سنیاسی پر کوئی شخص غصہ کرے تو سنیاسی کو اُس پر غصہ نہیں کرنا چاہیئے (۲) سنیاسی کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور جھوٹ کبھی نہیں (۳) اُس کو صرف ایک برتن اور

---

[۵۱] سوامی جی کی اصل ہندی عبارت یہ ہے "کپال ارتھات بھکشا پاتر برکش کی جڑ میں نواس اور کو تسِت وستر اور سب کے اوپر سم بدھی نہ کسی سے پریتی اور نہ کسی سے ویر یہ مکت پرش ارتھات سنیاسی کا لکشن ہے" [دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن۔ باب ۵ ص ۱۷۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء]

ایک ڈنڈا رکھنا چاہیئے (۴) اُس کو ہر روز صرف ایک دفعہ بھیک مانگنی چاہیئے، اِس سے زیادہ نہیں، کیونکہ جو شخص کھانے پینے کے جھگڑے میں پھنس جائیگا، وہ دُنیوی لذّات میں مبتلا ہو جائیگا (۵) سنیاسی کو ایسے وقت پر بھیک مانگنے کے لیے نکلنا چاہیئے جبکہ چولھے کی آگ بجھ جائے اور بستی میں کسی گھر سے دُھواں نکلتا ہوا نظر نہ آئے اور موسل اور چکّی کی آواز بھی سُننے میں نہ آئے۔ کسی کے گھر میں آگ بھی جلتی نظر نہ آئے، سب گرہستی کھانا کھا کر پتلیں اور سکورے یعنی کوزے باہر پھینک دیں، جو سنیاسی اُس وقت سے پہلے بھیک مانگنے کے لیے جائیں وہ پاکھنڈی یعنی جھوٹے اور مکّار سنیاسی ہیں، کیونکہ اُس وقت گرہستیوں کو تکلیف ہوگی، جو لوگ دُنیا کو ترک کر کے کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے ہیں وہ بڑے پاکھنڈی ہیں[۱]۔

چھٹی فصل

سوامی جی کے سنیاس کا امتحان

سوامی جی کے غیظ و غضب کا نمونہ

۵۳۔ اب ہم سوامی جی کی زندگی کو ویدک سنیاسی

---

[۱] سوامی جی کی اصل ہندی عبارت یہ ہے۔ "جو کوئی کرودھ کرے اُس سے سنیاسی کرودھ نہ کرے ..... متھیا کبھی نہ کہے ارتھات سنیاسی سدا ستیہ ہی بولے، پاتری ایک ہی پاتر رکھے اور ایک ہی ڈنڈ رکھے، ایک بار بھکشا کرے اتینت بھکشا میں اسکت نہ ہوئے کیونکہ جو بھوجن میں اسکت ہوگا سو وشے میں بھی اسکت ہوگا، جب گاؤں میں دھوم نہ دیکھ پڑے موسل وا چکّی کا شبد نہ سُن پڑے کسی کے گھر میں انگار نہ دیکھ پڑے سب گرستھ لوگ بھوجن کر چکیں اور بھوجن کر کے پتری اور سکورے باہر کو پھینک دیویں اُس سمیہ سنیاسی گرہست لوگوں کے گھر بھکشا کے واسطے نسچے جائیں اور جو ایسا کہتے ہیں کہ ہم پہلے ہی بھکشا کرینگے یہ اُنکا پاکھنڈ ہی جاننا کیونکہ گرستھ لوگوں کو بڑا ہوتی ہے اور جو دو کت ہو کے بیراگی آدک ہاتھ سے لے کے کرتے ہیں وہ بڑے پاکھنڈی ہیں" [دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۱۲ء باب ۵ صفحہ ۱۷۸-۱۷۹]

کے اِن معیاروں کے مطابق جانچتے ہیں :۔

سنیاسی کے لیے سب سے پہلی لازمی شرط یہ ہے کہ وہ غصّے کے جواب میں غصّہ نہ کرے، مگر سوامی جی اِس خصلت سے بالکل بیگانہ تھے، اُن کے جاننے والے جانتے ہیں کہ وہ کیسے غصیلے تھے، اُن کی تحریروں سے اِس بات کا پُورا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ اُنکی گفتگو کس قدر سخت اور آداب مجلس کے خلاف ہوا کرتی تھی، یہاں اُنکی گفتگو کی ایک مثال درج کیجاتی ہے جو ۱۵ ؍جولائی ۱۸۸۶ء کے اخبار آریہ گزٹ میں چھپی تھی، اور جس کا مضمون یہ ہے :۔

"ایک دفعہ اجمیر میں سوامی جی کسی جگہ لکچر دے رہے تھے اور اُن کا لکچر سُننے کے لیے ہزاروں آدمی جمع تھے، منجملہ حاضرین کے وہاں ایک اعلیٰ عہدہ دار بھی بیٹھا ہوا تھا، اُس نے لکچر کے وقت نامناسب اعتراضات کرنے شروع کیے، اِس پر سوامی جی نے جو کبھی کسی سے ڈرنے اور دبنے والے نہیں تھے اُس کو یہ جوابدیا" :۔

"او آدمی سُن! تو سنسکرت زبان سے بالکل جاہل ہے، تو شاستروں کا مطلب کچھ نہیں سمجھتا، تیرے دل میں یہ جھوٹا خیال ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی صرف ایک فقیر ہے اور تو ایک بڑا آدمی ہے یعنی ڈپٹی یا اسسٹنٹ کلکٹر، مگر یاد رکھ میں تجھکو ایک کیڑے کی ٹانگ کے ہزارویں حصے کے برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں! میں اِس تمام مجمع کے سامنے تجھ سے کہتا ہوں کہ تجھ کو تیرے پچھلے نیک کرموں یعنی اعمال کی وجہ سے یہ عہدہ مِلا، ورنہ تجھ جیسے گرے ہوئے [دھرم بھرشٹ] آدمی کی صورت دیکھنی بھی مناسب نہیں ہے"۔

یہ مضمون ایک مستند آریہ سماجی اخبار سے لیا گیا ہے، جس نے اُسکو بڑے فخر سے نقل کیا ہے، یہ ہے سوامی جی کے غیظ وغضب کا نمونہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی کو اپنے نفس پر قابو نہ تھا، اور وہ اِس معیار کے اعتبار سے بھی سنیاسی نہیں تھے۔

سوامی جی کی راستی

۵۴ - دوسری شرط یہ ہے کہ سنیاسی کو ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے، جھوٹ کبھی نہیں بولنا چاہیئے، اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے باب میں سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری اور آریہ سماجی تصانیف سے جو دلائل اور واقعات اور انتخابات پیش کیے گئے ہیں، اُن پر غور کرنے کے بعد اِس باتکا یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ سوامی جی ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ مثلاً اُنھوں نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے وطن اور والد کا نام وغیرہ اِسی وجہ سے کسی کو نہیں بتایا کہ اگر میرا کوئی رشتہ دار میرا حال سن پاتا تو مجھے اُس کے ساتھ گھر واپس جانا لازم ہوجاتا، مگر یہ بات قرینِ قیاس نہیں ہے۔ اِس کے علاوہ اُن کے وید بھاشیہ یعنی تفسیرِ وید میں بے شمار ایسی تاویلیں بھری پڑی ہیں، جو ایک مقصدِ خاص کو پیشِ نظر رکھ کر قصداً کی گئی ہیں، اور جن کو سنسکرت کے کسی عالم نے صحیح تسلیم نہیں کیا [دیکھو دفعات ۲۶۳-۲۸۱]

سوامی جی کے امیرانہ ٹھاٹ اور نوابی کارخانے

۵۵ - تیسری شرط جو سوامی جی کی تحریر کے موافق سنیاسی کے لیے ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ اُس کو ایک ہی پاتر یعنی برتن رکھنا چاہیئے مگر سوامی جی تو اپنی عمر کے پچھلے حصے میں ایک راجہ یا رئیس کی سی زندگی بسر کرتے تھے اور بہت سے برتن رکھتے تھے، کھانا پکانے کے لیے خاص رسوئیا الگ اور خدمت کے لیے نوکر چاکر الگ تھے، **چوتھی اور پانچویں شرط** جو سوامی جی کے نزدیک سنیاسی کے لیے لازمی ہے، وہ یہ ہے کہ اُس کو دن بھر میں ایک ہی مرتبہ بھیک مانگنی چاہیئے، اور وہ بھی ایسے وقت پر جبکہ تمام گرہستی کھانا کھا چکیں، مگر سوامی جی نے اِن شرطوں کو بھی پورا نہیں کیا، اور اگر کسی بات کو کچھ مدت تک تھوڑا بہت پورا کیا تو اُس کو نباہ نہ سکے، اور بالکل چھوڑ بیٹھے۔

سوامی جی زرِ کثیر جمع کرکے چھوڑ گئے

۵۶ - ستیارتھ پرکاش کے اِسی اڈیشن [طبع اول] کے ص ۱۷۳ پر سوامی جی لکھتے ہیں:-

"سنیاسی کو گرہستی کی نسبت روپیہ پیسہ کی حفاظت میں زیادہ مصیبت پیش آئیگی کیونکہ گرہستی کے بیوی بچے اور نوکر چاکر اُس کے روپے پیسے کی حفاظت کے لیے موجود ہوتے ہیں مگر سنیاسی کے بیوی بچے اور نوکر چاکر نہیں ہوتے۔ اگر وہ صرف اتنا ہی اپنے پاس رکھے جو روح کو جسم میں قائم رکھنے کے لیے کافی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر جو اس سے زیادہ رکھیگا اُس کو مُکتی یعنی نجات نہیں ملیگی اور وہ اپنے درجہ سے گِر کر دُنیا کے بکھیڑوں میں پھنس جائیگا"[۵۱]

اِس معیار کے مطابق بھی سوامی جی سنیاسی نہیں تھے کیونکہ وہ عیش و آرام کی زندگی گذارنے کے بعد ایک زرِ کثیر جمع کر کے چھوڑ گئے۔[۵۲]

ساتویں فصل

سوامی جی کی حُبِّ زر پر ایک نظر

منشی اندرمن کے برخلاف مسلمانوں کا ایک مقدمہ اور اُس کا نتیجہ

۵۷۔ منشی اندرمن صاحب مرادآباد کے ایک مشہور آدمی تھے جن کو سوامی جی نے وہاں کی آریہ سماج کا پریسیڈنٹ

---

۵۱ سوامی جی کی اصل ہندی عبارت یہ ہے۔ جیسا اپدرو۔ دھن کے رکھنے میں گرہستیوں کو ہوتا ہے اس سے سنیاسی کو دھن رکھنے میں کچھ اَدھک اپدرو ہوگا، کیونکہ گرہستیوں کے استری پتر اور بھرتیہ آدک رکھشا کرنے والے ہیں اس کو کوئی نہیں، شریر کے نرواہ ماتر دھن رکھلے تب تو دِوکت کو بھی کچھ دوش نہیں اور جو اَدھک رکھے گا سو تو موکش پد کو پراپت نہو کے سنسار میں گر پڑیگا"۔ [ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن باب ۵ ص ۱۸۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء]

۵۲ سوامی جی کے انتقال کے بعد اُنکی نقدی اور جائیداد کا جو تخمینہ کیا گیا تو اُسکی مقدار ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) روپیہ تک پہنچی تھی [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مصنفہ باوا چھجو سنگھ ص ۶۲۲]

مقرر کیا تھا، منشی صاحب اپنی تصانیف کی وجہ سے جو اُنہوں نے مسلمانوں کے برخلاف شائع کی تھیں، مصیبت میں پھنس گئے تھے، مسلمان بھی اُس زمانہ میں بہت کچھ ہندوؤں کے خلاف لکھ رہے تھے، منشی اندرمن صاحب نے اسلام کی اُن باتوں پر جن کو وہ اپنے نزدیک قابل اعتراض سمجھتے تھے، سخت حملے کیے، اور اسی لیے اپنے ہم مذہب ہندوؤں اور آریوں میں بہت ہر دلعزیز ہو گئے، مگر مسلمانوں کی شکایت پر ۲۲ر جولائی ۱۸۸۰ء کو یکایک اُن کے برخلاف وارنٹ جاری ہو گیا، مجسٹریٹ نے غیر معمولی جلدی سے کام لیا، اور تین چار دن میں مقدمہ کو ختم کر کے منشی صاحب پر پانسو روپیہ جرمانہ کر دیا، اور حکم دیدیا کہ اُن کی تمام کتابیں ضائع کر دی جائیں، اس سے ہندوؤں میں بڑی شورش پیدا ہوئی، چنانچہ اس حکم کا اپیل کیا گیا، اور پبلک سے چندہ کی امداد طلب کی گئی،

چندہ کی مقدار جو سوامی جی نے اس مقدمہ کے لیے جمع کرایا

۵۸ - سوامی جی نے منشی اندرمن صاحب کے مقدمہ کے لیے سرمایہ جمع کرنے کی غرض سے ایک گشتی چٹھی جاری کر کے یہ ہدایت کی کہ چندہ کی رقمیں براہِ راست سوامی جی کے پاس یا اُن کے چیلے رام سرن داس صاحب کے پاس بھیجی جائیں، ہندوؤں نے دل کھول کر اس میں چندہ دیا، سوامی جی کے چیلے منشی بختاور سنگھ صاحب شاہجہانپوری نے ایک آریہ رسالہ میں جسکا نام "آریہ درپن" تھا یہ اعلان کیا تھا کہ اس پرچے کی اشاعت کے وقت تک تقریباً چار ہزار روپے وصول ہو چکے ہیں؛ اس کے بعد منشی کنھیا لال صاحب الکھ دھاری نے جو خط منشی اندرمن صاحب کو لکھا، اُس میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ چھ ہزار روپے وصول ہو چکے ہیں، اُس خط کی نقل نیچے درج کیجاتی ہے

نوازش و عنایت فرمائے منشی اندرمن صاحب زاد عنایتہ'

بعد سلام و نیاز کے گذارش ہے کہ بدریافت منظوری اپیل کے کچھ بھروسہ ہوتا ہے مگر جب تک یہ بات نہ ہو کہ جیسے آپ کی کتابیں چاک کی گئی ہیں، مخالفین کی بھی جلا دیجاویں اور جرمانہ معاف ہو کر طرفین سے مچلکہ لیا جاوے، تب تک میرا دل خوش نہ ہو گا، بحکم آخری

سننے کا منتظر ہوں، سوامی دیانند سرسوتی جب آگرہ میں تھے، بذریعہ اپنے ایک عزیز کے میں نے اُن سے دریافت کیا کہ چندہ کا کیا حال ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ چھ ہزار روپیہ میرٹھ میں ایک دوکان پر جمع ہے .... ۱۵ر جنوری ۱۸۸۱ء

[دیانند چرت، حصہ اول، مطبوعہ ستمبر ۱۹۱۰ء رفاہ عام سٹیم پریس لاہور]

منشی کنھیا لال الکھ دھاری کی شخصیت

۵۹۔ منشی کنھیا لال صاحب الکھ دھاری ایک بڑے آدمی تھے اور اپنے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کی راستبازی اور دیانتداری کی وجہ سے بہت مشہور تھے، وہ سوامی جی کا بڑا ادب کرتے تھے، منشی اندرمن صاحب کے ساتھ جو آریہ سماجی تھے، الکھ دھاری صاحب کی ہمدردی اُن کے اِسی خط سے ظاہر ہے، لہٰذا اُن کا بیان نہایت قابلِ قدر اور معتبر ہے۔

منشی اندرمن کو کسقدر رقم وصول ہوئی

۶۰۔ اب دیکھیے کہ سوامی جی نے اُس رقم کی بابت جو منشی اندرمن صاحب کے لیے جمع کی گئی تھی، حقِ امانت کس طرح ادا کیا؟ اول اول تو اُنھوں نے اور اُن کے چیلے رام سرن داس صاحب نے کوئی حساب دیا ہی نہیں مگر جب منشی صاحب نے سخت دبایا، تو سوامی جی نے منشی صاحب کے اقرار کے بموجب اُن کو صرف چھ سو روپے دیے، سوامی جی کو کچھ نہ کچھ حساب دینا پڑا، اور چھ ہزار روپے کی جو رقم ایک ہی دوکان پر جمع ہوئی تھی، اُس کو اُنھوں نے تسلیم نہیں کیا، بلکہ اُس کے بجائے یہ کہا کہ مجھے اور میرے ایجنٹ کو صرف ۱۵۱۴ [ایکہزار پانسو چودہ روپے] وصول ہوئے ہیں۔ "آریہ درپن" کی تحریر کے بموجب بعض رقوم بمبئی، راولپنڈی، کانپور لکھنؤ، اور الہ آباد وغیرہ مقامات سے وصول ہوئی تھیں، مگر وہ حساب میں نہیں دکھائی گئیں، سوامی جی نے جو حساب پیش کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ۹۶۳ ۱۴ ۹ [نو سو تریسٹھ روپے چودہ آنے نو پائی] منشی اندرمن صاحب کو مقدمہ کے خرچ کے لیے

دیے گئے، اور باقی رقم ۵۵۲ [پانسو باون روپے ایک آنہ تین پائی] چندہ دہندگان کو واپس کی گئی۔

سوامی جی کی کارروائی پر منشی اندر من کا غصہ

۶۱ - ہم اس بات کو تسلیم کیے لیتے ہیں کہ جو رقم منشی اندر من صاحب کو وصول ہوئی، وہ صحیح ہے، اور جو رقوم چندہ دہندگان کو واپس دی گئیں وہ بھی صحیح ہیں، مگر منشی الکھ دھاری صاحب کی چٹھی کے بموجب سوامی جی کے ایجنٹ کے پاس جو چھ ہزار روپے میرٹھ میں امانت رکھوائے گئے تھے، اُن میں سے صرف ۱۵۱۴ ... [ایک ہزار پانسو چودہ روپے] کا حساب سوامی جی نے دیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ باقی روپیہ جو ساڑھے چار ہزار کے قریب تھا کہاں گیا؟ جبکہ سوامی جی نے کوئی حساب نہیں دیا، سنیاسی کے اس فعل نے منشی اندر من صاحب کو بہت صدمہ پہنچایا، انہوں نے ایک کتاب چھاپ کر سوامی جی کی اس کارروائی کا اچھی طرح اعلان کر دیا، اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بڑے بڑے نوٹس چھپوا کر بھی اس بات کو طشت از بام کر دیا، ایک سنیاسی جس کا یہ دعویٰ ہو کہ مجھے روپے سے ایسی نفرت ہے کہ اُس کو ہاتھ لگانا بھی مکروہ سمجھتا ہوں، اُس کی طرف سے روپے کے معاملہ میں ایسی کارروائی نہایت عجیب معلوم ہوتی ہے۔

آریہ درپن کے اڈیٹر کا رنج و افسوس

۶۲ - منشی بختاور سنگھ صاحب سابق پریسیڈنٹ آریہ سماج شاہجہان پور نے ۱۸۸۹ء میں اپنے رسالہ "آریہ درپن" میں آریہ سماجیوں کی ایسی ایسی کارروائیوں پر سخت رنج و الم ظاہر کیا ہے، اور سوامی جی کی اس کارروائی کا ذکر بھی کیا ہے جو منشی اندر من صاحب کے معاملہ میں کی گئی تھی، منشی بختاور سنگھ صاحب کے الفاظ یہ ہیں:-

" ماسوائے اس کے سوامی جی نے جو سلوک منشی اندر من صاحب مراد آبادی کے ساتھ کیے، طشت از بام ہیں، ہائے افسوس! افسوس!! "

[دیانند چرت حصہ اول مطبوعہ ستمبر ۱۹۱۰ء رفاہ عام سٹیم پریس لاہور]

منوسمرتی کے نام سے ایک جعلی شلوک

۶۳ - مگر معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا، آگے بھی چلتا ہے، جب ہندوؤں نے سوامی جی پر سخت اور لاجواب اعتراضات کرنے شروع کیے کہ آپ خود اپنی تحریر اور اپنی تعلیم اور ویدک احکام کے برخلاف باوجود سنیاسی ہونے کے روپے کو ہاتھ لگاتے اور جمع بھی کرتے ہیں تو اُنھوں نے منوسمرتی کے نام سے ایک قول نقل کر دیا اور اس تدبیر سے اپنی کارروائی کو جس کی تائید کسی طرح ممکن نہ تھی، صحیح قرار دے لیا، مگر وہ عبارت منوسمرتی میں کہیں موجود نہیں ہے، بہرحال وہ شلوک یہ ہے :-

"विविधानि च रत्नानि विविक्तेषु पपादयेत् ।
मनु ।" [ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم ص ۱۳۵]

اُردو ترجمہ۔ "جواہرات سونا وغیرہ دَولت وِی وِکت یعنی سنیاسیوں کو دیویں" [ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۵ دفعہ ۱۳ ص ۱۷۵]

منوسمرتی کا ایک شلوک مع ترجمہ و تشریح

۶۴ - ستیارتھ پرکاش ہندی طبع پنجم ص ۱۴۰ کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ یہ عبارت منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۶ سے لی گئی ہے، مگر وہ منوسمرتی میں نہیں ملتی، وہاں تو یہ شلوک ہے :-

"धनानि तु यथा शक्ति विप्रेषु प्रतिपादयेद
वेद वित्सु विविक्तेषु प्रेत्य स्वर्गं समश्नुते।
मनु अ०११।६।" [منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۶]

اُردو ترجمہ :- "جو برہمن زن و فرزند کی پرورش میں ہو، اور وید پڑھتا ہو، راجا ایسے برہمن کو اپنی طاقت کے موافق دولت دیوے، وہ راجہ اس لوک اور پرلوک کو حاصل کرتا ہے۔"

[منوسمرتی کا اُردو ترجمہ از لالہ سوامی دیال، ادھیائے ۱۱ شلوک ۹ ص ۴۸۱۔ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ، سنہ ۱۹۰۸ء]

سنیاسیوں کو جواہرات اور مال و دولت دینا تو الگ رہا، یہاں تو سنیاسیوں کا ذکر ہی نہیں، لہٰذا سوامی جی نے جو شلوک منوجی کے نام سے اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے، اُس کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ اُن کو روپیہ پیسہ سے بہت محبت تھی، اور وہ لوگوں سے بڑے بڑے نذرانے لینا چاہتے تھے، مگر ویدک سنیاسی کا یہ دھرم نہیں، اور جو اس دھرم کو چھوڑ بیٹھے، وہ بقول سوامی جی سنیاسی نہیں [دیکھو دفعہ ۵۲۔ اور اُسکا حاشیہ]

آٹھویں فصل

سوامی جی کا یوگ

سنیاسیوں کو کس طرح اپنی زندگی ختم کرنی چاہیئے

۶۵۔ سوامی جی کے قول کے مطابق سنیاسی کو یوگ کے ذریعہ سے اپنی جان دینی چاہیئے، یعنی حبسِ دم وغیرہ ریاضتیں کر کے اور مراقبہ میں بیٹھ کر اپنی زندگی کو ختم کرنا چاہیئے، جیسا کہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے ص ۱۶۷ پر لکھا ہے کہ "سنیاسی یوگابھیاس کے ذریعہ سے اِس جسم کو چھوڑے جو تمام مادّی عناصر سے بنا ہوا ہے"[۵۱]۔

سوامی جی نے اپنی زندگی کس طرح ختم کی؟

۶۶۔ اِس معیار کے مطابق بھی سوامی جی سنیاسی نہیں تھے، کیونکہ اُنہوں نے یوگابھیاس کے ذریعہ سے اپنے جسم کو

---

[۵۱] سوامی جی کی اصل ہندی عبارت یہ ہے :۔ "اور سب بھوتوں کا نواس ایسا جو یہ دیہہ ہے اس کو سنیاسی یوگابھیاس سے چھوڑ دے۔"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن باب ۵ ص ۱۸۲ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۱۲ء]

نہیں چھوڑا بلکہ اُنسٹھ سال کی عمر میں باوجود ڈاکٹروں کے پورے علاج معالجہ کے ایک مہینے کی سخت علالت کے بعد انتقال کیا، حالانکہ یوگیوں کی بابت کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ عرصہ تک زندہ رہتے ہیں[۵۱]۔

نویں فصل

سوامی جی کے برہمچریہ اور سنیاس پر مزید روشنی

سوامی جی کے برہمچریہ اور سنیاس کی بابت آریہ سماجیوں کا دعویٰ

۶۷ - اِسی باب کی پچھلی فصلوں میں بیان ہو چکا ہے کہ ویدک سنیاسی کی جو علامتیں سوامی جی نے بتائی ہیں وہ اُن میں نہیں پائی جاتی تھیں، اور سنیاس دھرم اور سوامی جی کے طریقِ عمل میں زمین آسمان کا فرق تھا، مگر ایک دو باتیں اور بھی قابلِ ملاحظہ ہیں، جن سے آریہ سماجیوں کے اُن دعووں پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ بال برھمچاری اور آدرش سنیاسی[۵۲] یعنی سنیاس کا مکمل نمونہ تھے!

سوامی جی ایک سائل کے سوال کا جواب کن لفظوں میں دیتے ہیں؟

۶۸ - جو شخص بال برہمچاری اور سنیاس کا مکمل نمونہ یعنی آدرش سنیاسی کہلاتا ہو، ضرور ہے کہ اُس کی تصنیفات اعلیٰ پاکیزگی اور پاکبازی کی رُوح پھونکنے والی ہوں، اور ازدواجی تعلّقات کی بابت خلافِ اخلاق تحریرات سے بالکل پاک ہوں، مگر سوامی جی کی تصنیفات میں یہ بات نہیں ہے، اُنہوں نے ازدواجی تعلقات کے متعلق ایسے الفاظ لکھے ہیں جو نامناسب ہیں بلکہ اُنہوں نے ناجائز تعلقات کی حمایت کی ہے

---

۵۱ سوامی جی کی تحریر کے موافق صرف اڑتالیس[۴۸] سال کا برہمچریہ رکھنے ہی سے چار سو سال کی عمر ہو سکتی ہے، [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۳ دفعہ ۳ ص ۵۲ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

۵۲ دیکھو اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر، مورخہ ماہ کاتک سمت ۱۹۸۰ بکرمی

مثلاً سوامی جی کی مستند سوانح عمری میں لکھا ہے کہ جب وہ بمقام گجرات جلسۂ عام میں لکچر دے رہے تھے اُسوقت کسی شخص نے اُن سے یہ سوال کیا :-

سوال "آپ نے فرمایا کہ استری کو اُچت ہے کہ ایک ہی بار اپنے پتی کے پاس جائے یعنی وبھچار نہ کرے، مگر جسکا پتی طوائف [کنجری] کے پاس جائے اُسکی عورت کیا کرے"

[سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ دوم، باب سوم فصل دوم ص ۳۵۵]

سوامی جی کا جواب - سوامی جی کے جواب کو مؤلفینِ جیون چرتر نے اِن الفاظ میں نقل کیا ہے :-

"اُنھوں نے کہا کہ اُس کی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھ لے" [حوالہ سابقہ ص ۳۵۵]

اس جواب پر ایک نظر

۶۹ - کیا ایک سنجیدہ اور متین الّسان ایسی بات اپنی زبان پر لا سکتا ہے جس کے نقل کرنے سے بھی زبانِ قلم کو لغزش ہوتی ہے؟ ایک بداخلاق اور بدکردار خاوند کی بی بی کے لیے بداخلاقی اور بدکرداری کی عام پروانگی دے دینا حیرت انگیز ہے! اور جو شخص سنیاسی اور بال برہمچاری بھی کہلاتا ہو، اُس کی زبان سے ایسے الفاظ کا نکلنا اور بھی حیرت انگیز ہے۔!

سوامی جی کی تعلیم نیوگ کی بابت

۷۰ - سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چوتھے باب میں نیوگ کے بیان میں جہاں اور بہت سی باتیں لکھی ہیں وہاں یہ بھی لکھا ہے :-

"(سوال) جب ایک بیاہ ہوگا ایک مرد کے لیے ایک عورت، اور ایک عورت کے لیے ایک مرد رہے گا، اِس عرصہ میں عورت حاملہ دائم المریض، یا مرد دائم المریض ہو جائے، اور دونوں کا عالمِ شباب ہو اور رہا نہ جائے تو پھر کیا کریں؟"

"(جواب) اِس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں، اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد

سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اُس کے لیے اولاد پیدا کر دے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مُستند اُردو ترجمہ، باب ۴ دفعہ ۱۴۶ ص ۱۵۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

ایک جواب طلب سوال

۷۱- اِس تحریر میں خاوند کو اُس کی زوجہ کے ایام حمل میں اور زوجہ کو خاوند کی علالت کے زمانہ میں آزادانہ نفس پرستی کی پُوری اجازت دی گئی ہے! کیا کوئی غیر تمند انسان ایسی تعلیم کو قبول کر سکتا ہے؟ اور کیا ایک سنیاسی اور بال برہمچاری مردوں اور عورتوں کو ایسی آزادی کی تعلیم دے سکتا ہے؟ ناظرین خود ہی اس سوال کا جواب دیں۔

دسویں فصل

آریہ سماج قائم کرنے سے پہلے اور پیچھے سوامی جی کے سنیاس کے مختلف رُوپ

سوامی جی کے سنیاس میں عجیب وغریب تبدیلی

۷۲- آریہ سماج قائم کرنے سے پہلے اور پیچھے سوامی جی کے سنیاس میں عجیب وغریب اختلاف نظر آتا ہے، اور جو شخص اُن کی سوانح عمری کو بغور مطالعہ کریگا، اُس کو یہ بات صاف نظر آئیگی، سوامی جی اول اول بالکل برہنہ صرف لنگوٹی باندھے ایک رمتے بھکاری کی صورت میں نظر آتے ہیں، اور کامل تین سال تک دریائے نربدا کے کنارے گھومتے رہتے ہیں [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مصنفہ باوا چھجو سنگھ ص ۵۳] یہ اُس زمانہ سے پہلے کی بات ہے جبکہ وہ تحصیل علم کے لیے متھرا گئے تھے، اور بھنے ہوئے چنوں یا چنے کی روکھی سوکھی روٹی پر گذارہ کرتے تھے، اور یہ خوراک

اُن کو ایک کھتری کے گھر سے ملتی تھی [حوالۂ سابقہ ص۲۷] تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بھی دریائے گنگا کے کنارے تین دن تک بھوکے پھرتے رہے، اس کے بعد ایک کسان سے کچّے بینگن مانگ کر کھائے اور اپنی بھوک کو رفع کیا، رات کو پتلی زمین پر جہاں جگہ مل گئی بغیر بستر کے پڑ رہے [حوالۂ سابقہ ص۹۹] سخت سردی کی راتوں میں بھی پھوس پیال کے سوا کسی بستر کے طالب نہیں ہوئے [حوالۂ سابقہ ص۱۱۳] مگر رفتہ رفتہ جب سوامی جی کو پوری عزت اور شہرت حاصل ہوگئی، اور وہ ریفارمر بن گئے، اور آریہ سماج کی بنیاد قائم کر چکے تو اس نام نہاد عبادت اور نفس کشی کو چھوڑ بیٹھے [حوالۂ سابقہ ص۱۱۳] مگر جب ان کٹھن منزلوں کو طے کر چکے، تو رئیسوں اور دولتمندوں کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے، روکھی سوکھی روٹی اور چنوں وغیرہ پر گذارہ کرنے کے بجائے نج کے ملازم رکھنے لگے، جن میں رسوئیا، کہار اور دوسرے نوکر چاکر بھی تھے۔

سوامی جی اپنی خوراک کے دام نقد لینے لگے تھے

۳۷ - اب سوامی جی پُرتکلف اور لذیذ کھانے کھانے لگے، ایک پُرانے آریہ سماجی جو "ست است پرکاش" کے مصنف ہیں، اُن کا بیان یہ ہے کہ جب سوامی جی پہلے پہل لاہور میں آئے تو اپنے کھانے پینے کا خرچ فی ہفتہ بارہ" روپے یعنی تقریباً دو روپے روزانہ لیا کرتے تھے، جس مہمان کو اپنی پوزیشن کا خیال ہوتا ہے وہ اپنی خوراک کے نقد دام[ف۱] نہیں مانگا کرتا، اور سنیاسی کا تو ذکر ہی کیا؟ اُس کا دھرم تو یہی سکھاتا ہے کہ بھیک کے ٹکڑوں ہی پر گذارہ کرے اور

ف۱ "دیانند چرت" حصہ اول مطبوعہ ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء رفاہ عام سٹیم پریس لاہور ص۵۷-۵۸ پر پنڈت بھیم سین صاحب شرما کی تحریر کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ سوامی جی رسوئیے کے سوا اپنے دوسرے ملازموں کو خوراک نہیں دیتے تھے، مگر اپنے میزبانوں سے سب ملازموں کے نام سے خوراک کے نقد دام لے لیتے تھے، اور اگر کوئی شخص جنس بھیج دیتا تھا تو اسکو ملازموں کے حوالے کر کے اُنکی تنخواہ میں سے روپے کاٹ لیتے تھے

روپیہ پیسہ کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔

حقہ اور تمباکو کا استعمال

۷۴ - لذیذ کھانوں کے علاوہ سوامی جی حقہ یا ناریل بھی پیتے تھے، جو عیش و آرام کے لوازمات میں شمار کیا جاتا ہے [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ دوم ص ۳۱۳] اور تمباکو کھاتے اور سونگھتے بھی تھے [حوالہ سابقہ ص ۱۱۴]

سوامی جی کا قیمتی اور امیرانہ لباس

۷۵ - سوامی جی اوّل اوّل ایک کوپین یعنی لنگوٹہ باندھے اِدھر اُدھر گھوما کرتے تھے، مگر اب پالکی، لینڈو وغیرہ میں سوار ہو کر سیر کرنے، اور ریل کے فرسٹ اور سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے لگے۔ دوشالے، پشمینے، رنگ برنگ کے ریشمی اور بھڑک دار لباس بھی پہننے لگے، اُن کے لباس کی ایک لمبی چوڑی فہرست، جو اُن کے انتقال کے بعد "آریہ سماچار" میرٹھ میں چھپی تھی، اُس میں سے چند چیزوں کے نام نیچے درج کیے جاتے ہیں، جس سے معلوم ہوگا کہ سوامی جی کیسے بیراگی اور نمونہ کے سنیاسی تھے۔

سوامی جی کے لباس کی ایک فہرست

سرخ دوشالہ کامدار ایک عدد	زرد دوشالہ (شال) ایک جوڑی	سرخ دوشالہ ایک عدد	چادر پشمینہ ایک عدد
پشمینے کا چوغہ ایک عدد	سفید بانات کا چوغہ ایک عدد	ریشمی دوشالہ ایک جوڑی	ریشمی دوپٹہ دھوپ چھاؤں ایک عدد
ریشمی زرد چوغہ ایک عدد	ریشمی چوغہ انگرا ایک عدد	سبز چوغہ ایک عدد	ریشمی کوٹ دو عدد	سرخ پٹکا
ریشمی کنارے کی دھوتیاں	کلابتو کا دوپٹہ ایک عدد	وغیرہ وغیرہ	

ایک غور طلب سوال

۷۶ - اِن واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی مفلسی اور محتاجگی کی زندگی کو چھوڑ کر ایک دولتمند رئیس یا راجہ کی سی زندگی

بسر کرنے لگے تھے، اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ترکِ دُنیا اور ویراگ اسی کا نام ہے جس کا نمونہ "ویدک سنیاسی" بن کر سوامی جی نے دکھایا ہے؟ ناظرین خود اس سوال پر غور کریں +

چوتھا باب

سوامی جی کا نام نہاد یوگ وِدیا کی تلاش میں اُنیس۱۹ سال تک اِدھر اُدھر پھرنا اور وام مارگیوں وغیرہ سے میل جول اور اُس کا نتیجہ

سوامی جی کی بے نتیجہ سیر و سیاحت

۷۷ - سوامی جی کے بیان کے بموجب اُن کا سنہ ولادت سمت ۱۸۸۱ بکرمی یعنی سنہ ۱۹۲۴ء تھا [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ اول، باب اول ص ۱] اور سمت ۱۹۰۳ بکرمی کی شام کو جبکہ اُن کی عمر اکیس۲۱ سال سے زیادہ تھی، چُھپ کر گھر سے نِکلے [حوالہ سابقہ ص ۹] اور سمت ۱۹۱۷ بکرمی میں سوامی درجانند سے اشٹادھیائی اور مہابھاشن وغیرہ پڑھنے کے لیے متھرا میں رہنے لگے تھے، [حوالہ سابقہ ص ۲۲، اور سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۷۶] اس تمام مُدّت میں یعنی تقریباً پندرہ سال تک بغیر کسی مقصد اور ارادہ کے اِدھر اُدھر پھرتے رہے جیسا کہ اکثر سادھو کرتے ہیں، اور اس عرصہ میں ہندوؤں کے تیرتھوں یعنی مقدس مقاموں کے درشن کرتے، میلوں میں شریک ہوتے، اور ہر قسم کے آدمیوں سے جن کا اخلاق قابلِ اعتراض تھا، مِلتے جُلتے رہے، جن میں سادھو بھی تھے اور عام آدمی بھی، ان لوگوں کی بابت سوامی جی

نے خود لکھا ہے کہ وہ شراب، گانجا، بھنگ وغیرہ نشیلی چیزوں کے عادی تھے، بعض گوشت خوار، اور بعض اُس بدچلنی میں مبتلا تھے جسکا رواج وام مارگیوں میں ہے [سوامی جی کی سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ اول، باب اول ص۱۴۷]

یوگیوں کی تلاش میں سوامی جی کی ناکامیابی

۴۸- اِس سیر و سفر کا حال بیان کرتے ہوئے سوامی جی یوگ ودیا کا ذکر بار بار کرتے ہیں، یوگ ودیا اور یوگیوں کی تلاش میں اُن کی دوڑ دھوپ غالباً اِس غرض سے تھی کہ کرنیل الکاٹ اور میڈم بلیوسکی بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی کی نظر میں اپنی عزت بڑھائیں، جس زمانہ میں سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری رسالہ "تھیاسوفسٹ" میں شائع کرائی تھی، اُس وقت اِن کرنیل صاحب اور اِن میم صاحبہ کے ساتھ اُن کے تعلقات نہایت گہرے اور دوستانہ تھے، اور دونوں فریق اپنا اپنا مطلب نکالنے اور اپنی سوسائٹی کو ہردلعزیز بنانے کے لیے ایک دوسرے سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے، سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں یوگ ودیا کی بابت جو کچھ لکھا ہے، اُس کی جانچ پڑتال سے اصل حقیقت کھلتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اِس علم میں کہاں تک ترقی کی تھی؟ اِس بارہ میں ایک موقع پر یہ لکھتے ہیں:-

"آخرش مقام رامپور پر پہنچ گیا، اور وہاں پہنچ کر میں نے مشہور رام گری کے مکانِ رہائش پر قیام کیا، یہ شخص اپنی زندگی کی بہت بڑی پوترتا اور روحانی زندگی کے بڑے پاکیزہ پن کے باعث بہت مشہور و معروف تھا، میں نے بھی اُس کو عجیب طرح کا آدمی دیکھا، یعنی وہ سوتا نہیں تھا، بلکہ راتوں کی راتیں تمام وقت بڑے زور کی آواز سے باتیں کرنے میں گذارتا تھا، اور وہ باتیں ظاہرا وہ اپنے ساتھ کرتا ہی معلوم ہوتا تھا، اکثر ہم نے بڑی اُونچی آواز سے اُس کو چیخ مارتے ہوئے سُنا، اور پھر کئی دفعہ ہم نے اُس کو روتے ہوئے اور چیخ یا نعرہ مارتے ہوئے سُنا، حالانکہ جب اُٹھ کر دیکھا تو وہاں اُس کے کمرہ میں سوائے اُس کے کوئی اور آدمی دکھائی نہ دیا، میں اِس بات سے حد سے زیادہ حیران اور متعجب ہوا تو میں نے اُس کے چیلوں اور شاگردوں وغیرہ

سے دریافت کیا، اور پوچھا تو اُن بیچاروں نے صرف یہی جواب دیا کہ اسکی ایسی ہی عادت ہے، مگر کوئی مجھ کو یہ نہ بتا سکا کہ اس کے معنیٰ کیا ہیں، آخرش جب میں نے کئی دفعہ اِس سادھو سے نجی کے طور پر خلوت میں ملاقات کی تو مجھ کو معلوم ہو ہی گیا کہ وہ کیا بات تھی، اور اِس طرح سے میں اِس بات کے نتیجہ کرنے کے قابل ہو گیا کہ ابھی وہ جو کچھ کرتا ہے وہ پُوری پُوری یوگ ودیا کا نتیجہ نہیں، بلکہ پُوری میں اُس کو ابھی کمی ہے، اور یہ وہ چیز نہیں ہے کہ جسکی میں تلاش کرتا ہوں، اور نہ یہ پورا یوگی ہے، بلکہ قدرے یوگ میں مہارت رکھتا ہے۔"

[دیکھو سوانح عمری مذکور حوالہ سابقہ ص۱۸]

رام گری کی اِن حرکتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس بیچارہ کا دماغ خشک ہو گیا تھا، اور بیخودی کی حالت میں یہ حرکتیں اُس سے سرزد ہوتی تھیں، مگر سوامی جی ایک خشک دماغ سادھو کو "یوگی" بتاتے ہیں، "پورا یوگی" نہیں تو ادھورا ہی سہی، اِس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود اُنھوں نے یوگ ودیا میں کہاں تک ترقی کی ہوگی!

یوگ ودیا کی لمبی چوڑی داستان کا مقصد

۷۹ - یہ بات غور طلب ہے کہ سوامی جی نے یوگ ودیا کی تلاش اور جستجو کی بابت اپنی خود نوشت سوانح عمری میں اتنا لمبا چوڑا بیان کیوں کیا ہے؟ اِس کا مختصر جواب سوامی جی کی اُس سوانح عمری میں جو بھائی تیجا سنگھ صاحب نے شائع کی ہے، یہ دیا گیا ہے:-

"یوگیوں کی تلاش کا شوق جو ظاہر کیا گیا ہے وہ میڈم بلیوسٹکی اور اُن کی سوسائٹی کے ممبروں کو خوش کرنے کی تجویز تھی، اور بس!"

[دیکھو سوانح عمری مذکور ص۱۷]

یوگ ابھیاس کی بابت سوامی جی کا دعویٰ

۸۰ - سوامی جی نے بعض سادھوؤں سے خواہ کیسی ہی یوگ ودیا کیوں نہ حاصل کی ہو مگر اُن کے واقعاتِ زندگی پر غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر اُنھوں نے کبھی یوگ ودیا کی مشق کی ہوگی تو بہت ہی کم کی ہوگی، مگر اُن کا دعویٰ یہ ہے کہ "میں نے چنڈال گڈھ میں ....

دس دن گذارے .... دن رات یوگ ودیا کے پڑھنے اور اُس کی مشق میں مصروف رہا" [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام حصہ اول، باب اول صفحہ ۱۹]

سوامی جی کا بدن یوگیوں جیسا نہیں تھا

۸۱ - اول تو سوامی جی کا موٹا تازہ بدن جیسا کہ اُن کے فوٹو سے ظاہر ہے، اُن کے یوگی ہونے کی نسبت قوی شکوک اور شبہات پیدا کرتا ہے سب جانتے ہیں کہ یوگی دُبلے پتلے ہوا کرتے ہیں اور موٹے تازے نہیں ہوتے، اِس کی بابت سوامی جی کی اُسی سوانح عمری میں جو بھائی تیجا سنگھ صاحب نے شائع کی ہے، ایک معنی خیز عبارت ہے، جس کا مضمون یہ ہے :-

"پنڈت صاحب! ذرا ایمان سے بتائیے گا کہ آپ نے اپنی عمر کے پچھلے حصہ میں یوگا بھیاس کو کیوں چھوڑا تھا؟ کیا آپ نے اُس کو بیکار یا بے نتیجہ کام سمجھا تھا، یا کبھی یوگا بھیاس کیا ہی نہ تھا؟ کیا یوگ ودیا کے متعلق آپ کا نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے؟ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زمانۂ سفر میں آپ کو ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہو جو یوگا بھیاس کرتے تھے۔ مگر آپ کے موٹے تازے اور لحیم شحیم جسم کو دیکھ کر اس بات کا یقین کرنا کہ آپ نے کبھی یوگا بھیاس کیا ہو، نہایت ہی مشکل ہے۔" [سوانح عمری مذکور صفحہ ۱۷]

سوامی جی کے یوگا بھیاس کی بابت باوا نارائن سنگھ کی تحقیق

۸۲ - یہ بات ظاہر ہے کہ سوامی جی کا بدن ایسا نہیں تھا جیسا کسی یوگی کا ہوتا ہے، بلکہ ایک اچھے خوش خوراک انسان کا سا تھا، اِس بارہ میں آریہ سماج کے ایک سابق عہدہ دار کی بلاواسطہ شہادت موجود ہے کہ جب سوامی جی نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی تھی اُسوقت یوگا بھیاس کی بابت اُنکے دعوے صحیح نہیں تھے، مثلاً باوا نارائن سنگھ صاحب وکیل امرتسر نے جو ایک زمانہ میں آریہ سماج کے ذمہ دار عہدہ دار تھے اور سوامی جی سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے، اپنی ایک تحریری شہادت میں جو اُسی زمانہ میں ایک رسالہ میں شائع ہوئی تھی، یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سوامی جی مکان کی بالائی منزل پر بظاہر سندھیا اور یوگا بھیاس کرنے کی غرض سے گئے تھے، مگر

جب وکیل صاحب موصوف اوپر گئے تو انہوں نے سوامی جی کو آغوش خواب میں پایا، باوا نارائن سنگھ صاحب کی چٹھی جو انگریزی رسالہ "دیانند ان ویلڈ" حصہ اول ص ۸ و ۹ پر چھپی تھی اُس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

"مجھے پورا یقین ہے کہ وہ [یعنی سوامی دیانند] اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے پالیسی سے کام لیتے تھے، اُنہوں نے امرتسر میں سکھوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی غرض سے اُن کے گرو صاحبان[۵۱] کی بہت تعریف کی تھی .... وہ کہا کرتے تھے کہ میں پرانایام[۵۲] کرنے کے لیے مکان کی چھت پر جاتا ہوں، مگر درحقیقت وہاں جاکر سویا کرتے تھے اور پرانایام وغیرہ کچھ نہیں کرتے تھے، مجھے یہ بھی یقین ہے کہ [آریہ سماج میں] بہت سے ممبر ایسے ہیں جو ویدوں کو ایشور کا الہام نہیں مانتے، اور خدا کے وجود کے بھی منکر ہیں"۔

سادھوؤں اور وام مارگیوں سے سوامی جی کی ملاقات اور اُسکا نتیجہ

۸۳ - الغرض یہ دعویٰ کہ سوامی جی یوگا بھیاس کیا کرتے تھے ماننے کے لائق نہیں، اور یہ بات تو بالکل سچ ہے کہ جس زمانہ میں سوامی جی اِدھر اُدھر سیر کرتے پھرتے تھے، اور جس کا نام "یوگ دیا کی تلاش" رکھا گیا ہے، اُس وقت بہت سے ایسے سادھوؤں سے اُن کی ملاقات ہوئی جن کا اخلاق نہایت قابل اعتراض تھا، سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں گوشت خوار پنڈتوں سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا ہے۔ "ایک پنڈت کو مانس کاٹتے اور بناتے" اور "بہت سے پنڈتوں کو مانس اور ہڈیوں کے ڈھیر اور جانوروں کے

---

۵۱ مگر ستیارتھ پرکاش میں سوامی جی نے اُن بزرگوں کی بہت مذمت کی ہے، اور گرو نانک صاحب کی بابت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اُنہوں نے دین و مذہب میں دمبھ یعنی مکر و فریب سے کام لیا ہوگا [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۹۸ ص ۴۷۰ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹]

۵۲ پرانایام ایک مشق ہے جسمیں ایک خاص طریقہ سے سانس کو اندر داخل کرتے، باہر نکالتے، اور روک لیتے ہیں۔

بھنے ہوئے سروں پر کام کرتے دیکھا" [دیکھو سوانح عمری مذکور: مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ اول، باب اول ص ۱۴۰] پھر آگے چل کر وام مارگیوں سے ملاقات اور اُن کے تنتروں کی بیہودہ اور فحش تعلیم کی کیفیت بیان کی ہے [حوالہ سابقہ ص ۱۴۱]

لالہ دلپت رائے آریہ نے سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری کا جو اُردو ترجمہ شائع کیا ہے اُس میں اُنہوں نے لکھا ہے کہ ان لوگوں میں جہاں اور رسمیں جاری ہیں وہاں نیوگ کی رسم بھی ہے [دیکھو کتاب مذکور ص ۳۹] سوامی جی نے بھی اپنی عمر کے آخری حصے میں نیوگ کی تعلیم ایک اور طریقہ سے دی تھی، اِس بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ اِن تانترکوں یا وام مارگیوں کی رسم نیوگ کا کس قدر اثر سوامی جی پر پڑا، مگر اُن کی خود نوشت سوانح عمری سے اتنی بات یقیناً ثابت ہے کہ وہ کم از کم بتیس ۳۲ سال کی عُمر تک ایک نشیلی بوٹی [بھنگ] کا استعمال کرتے رہے، اور یہاں تک اُس کی عادت پڑگئی تھی کہ اُس کو پی کر مدہوش ہو جاتے تھے اور اسی مدہوشی کے عالم میں پوری پوری راتیں گذار دیتے تھے!

اپنی بھنگ نوشی کی کہانی سوامی جی کی زبانی

۸۴۔ سوامی جی نے اپنی بھنگ نوشی کا حال اِن لفظوں میں بیان کیا ہے :-

"بدقسمتی سے اِس جگہ مجھے ایک بڑا عیب لگ گیا، یعنی مجھ میں بھنگ کے استعمال کرنے کی عادت ہوگئی، چنانچہ بعض اوقات اُس کے اثر سے میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے جب میں مندر سے نکل کر ایک گاؤں کی طرف جا رہا تھا، جو چنڈال گڈھ کے قریب ہے، وہاں مجھ کو پچھلے دنوں کا جانکار میرا ایک ساتھی ملا، گاؤں کے دوسری طرف کچھ فاصلہ پر ایک شوالہ تھا، جہاں میں نے جاکر رات گذاری، وہاں جب میں بحالت نشۂ بھنگ بیہوش سوتا تھا، تو میں نے ایک خواب دیکھا، اور وہ یہ تھا، یعنی مجھے خیال ہوا کہ میں نے مہادیو اور اُس کی استری پاربتی کو دیکھا، پاربتی مہادیو جی سے کہہ رہی تھی، اور اُن کی باتوں کا مضمون میں ہی تھا، یعنی وہ

میری بابت باتیں کر رہے تھے، پاربتی مہادیو جی سے کہہ رہی تھی کہ بہتر ہے کہ دیانند سرسوتی کی شادی ہوجائے، لیکن دیوتا اس بات سے اختلاف ظاہر کر رہا تھا، اُس نے میری بھنگ کی طرف اشارہ کیا، یعنی بھنگ کا ذکر چھیڑا، جب میں جاگا، اور اس خواب کا خیال کیا، تو مجھے بڑا دُکھ اور کلیش ہوا، اُس وقت سخت بارش ہو رہی تھی، اور میں نے اُس برآمدے میں جو کہ مندر کے بڑے دروازہ کے مقابل تھا، آرام لیا، اِس جگہ ساندڈ یعنی دیوتا نندی کی مورتی کھڑی ہوئی تھی، اپنے کپڑوں، اور پُستک کو اُس کی پیٹھ پر رکھ کر میں بیٹھ گیا، اور اپنی بات کو سوچنے لگا، جوں ہی اچانک میں نے اِس مورتی کے اندر کی طرف نظر ڈالی، تو مجھ کو ایک آدمی اُس میں چھپا ہوا نظر پڑا، میں نے اپنا ہاتھ اُس کی طرف پھیلایا، جس سے وہ بہت ڈر گیا، کیونکہ میں نے دیکھا کہ اُس نے جھٹ پٹ چھلانگ ماری، اور چھلانگ مارتے ہی گاؤں کیطرف سرپٹ دوڑ گیا، تب میں اُس کے چلے جانے پر اُس مورتی کے اندر گھس گیا، اور باقی رات بھر وہیں سو رہا، صبح کے وقت ایک بوڑھی عورت وہاں پر آئی، اور اُس نے اُس ساندڈ دیوتا کی پوجا کی، جس حالت میں کہ میں بھی اُس کے اندر ہی بیٹھا ہوا تھا، اُس کے تھوڑی دیر بعد وہ گڑ اور دہی لے کر واپس آئی اور میری پوجا کر کے اور مجھ کو غلطی سے دیوتا سمجھ کر اُس نے کہا کہ آپ اِسے قبول فرمائیے، اور کچھ اس میں سے تناول کیجئے، میں نے اُس کو بسبب بھوکا ہونے کے کھا لیا، دہی چونکہ بہت کھٹا (ترش) تھا، اِس واسطے بھنگ کے نشہ کے اُتارنے میں ایک اچھا علاج ہوگیا، اِس سے نشہ جاتا رہا، جس سے مجھے بہت آرام معلوم ہوا۔"

[دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتما رام حصہ اول ص ۱۹-۲۰]

ناظرین خود اِس بات پر غور کریں کہ نشہ کی عادت اور مدہوشی، کیا سچے یوگی اور سچے سنیاسی کی علامت ہے؟

تحریر اور تقریریں سوامی جی کا اخلاق

۸۵ - پندرہ ۱۵ برس تک سوامی جی اِدھر اُدھر پھرتے رہے، اور ادنیٰ درجہ کے سادھوؤں سے ملتے جلتے رہے انکی صحبت کا یہ اثر

ہوا کہ اُن کو بھی بھنگ وغیرہ کی لت لگ گئی، آریہ سماجی کہتے ہیں کہ سوامی جی نے آخر عمر میں بھنگ چھوڑ دی تھی، مگر پان تمباکو کی عادت تو مرتے دم تک بھی نہیں چھوٹی، جس کو سب مانتے ہیں، اِس کے علاوہ اُن کی تحریر میں سنجیدگی نہیں ہوتی تھی اور تقریر میں بھی ایسے الفاظ اُن کی زبان سے نکل جاتے تھے جو ایک مہذب انسان کی شان سے بعید ہیں۔

سوامی جی کی تقریر کی دو مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں:۔

پہلی مثال۔ اُنہوں نے ایک ڈپٹی کلکٹر سے ہزاروں آدمیوں کے بھرے مجمع میں کہا، کہ تو **بھرشٹی یعنی دھرم سے گرا ہوا ہے اور تیری صورت بھی نہیں دیکھنی چاہیئے**، وغیرہ وغیرہ۔ بچارے ڈپٹی صاحب کا صرف اتنا ہی تصور بتایا جاتا ہے کہ اُنہوں نے سوامی جی پر کچھ اعتراضات کیے تھے [تفصیلی بیان کیلئے دیکھو دفعہ ۵۳]

دُوسری مثال۔ ایک شخص نے سوامی جی سے سوال کیا کہ جس عورت کا خاوند بدچلن ہو، وہ کیا کرے؟ اُس کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ اُس کی عورت بھی ایک اور مضبوط سا آدمی رکھ لے۔" [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتما رام، حصہ دوم، باب سوم ص ۳۵۵، اور کتاب ہذا دفعہ ۶۸]

اب سوامی جی کی تحریر کے چند نمونے ستیارتھ پرکاش سے درج کیے جاتے ہیں:۔

پہلا نمونہ۔ سوامی جی نے اپنے مخالفین کو ایک مقام پر جن الفاظ سے یاد کیا ہے، اُن کا ترجمہ ستیارتھ پرکاش کے انگریزی اڈیشن میں ص ۱۲۶ پر انگریزی محاورہ کے مطابق اِس طرح کیا ہے:۔

"ڈیم یُور آئیز" | "Damn your eyes"

جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے:۔ "تمہاری آنکھوں پر پھٹکار" [یعنی پھٹے منہ، ڈوب مرد]

سوامی جی کے اصلی الفاظ یہ ہیں:۔

"تم کنویں میں پڑو"	"तुम कुआं में पड़ो"

دوسرا نتیجہ۔ اُسی انگریزی اڈیشن کے ص ۱۶۳ پر لکھا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ "اس شعر کا بنانے والا کیوں فضول بھونکتا ہے"۔

تیسرا نتیجہ۔ بھاگوت وغیرہ پُران بنانے والوں کی بابت یہ لکھا ہے:۔

"ان بھاگوت وغیرہ پُرانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ رحم ہی میں ضائع ہو گئے یا پیدا ہونیکے وقت مر کیوں نہیں گئے"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۴۷، ص ۴۴۳ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

چوتھا نمونہ۔ آگے چل کر برہمنوں کو جن کا نام چڑانے کے لیے سوامی جی نے "پوپ" رکھا ہے، ان لفظوں سے یاد کرتے ہیں:۔

"پوپ جی...... بکے ہونگے"	"पोप जी...बके होंगे"
[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۵۰، ص ۴۴۳ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]	[ستیارتھ پرکاش طبع پنجم، ہندی اڈیشن ص ۳۵۶]

پانچواں نمونہ۔ ہندی ستیارتھ پرکاش، طبع پنجم ص ۳۵۵ پر شیو پُران کے مصنف کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

"برکش اور بھسم کا گولا کیا تمہارے بابا کے گھر میں سے آگرے"	"वृक्ष और भस्म का गोला क्या तुम्हारे बाबा के घर में से आ गिरे ?"

اُردو ترجمہ:۔ "درخت اور راکھ کا گولا کیا تمہارے باباکے گھر میں سے آگرے"۔ [ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۴۷ ص ۴۴۲ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء].

کامل سنیاسی کی تہذیب اور اخلاق

۸۶ - ناظرین ان الفاظ پر غور کریں جو "آدرش سنیاسی" اور "آدرش رشی" کے قلم سے نکلے ہیں، جبکہ سوامی جی اپنی تحریرات میں ایسے کرخت الفاظ اپنے مخالفین کے برخلاف استعمال کرتے ہیں، تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ زبانی بات چیت میں کیا کچھ سختی نہ کرتے ہوں گے!

پانچواں باب

سوامی جی اپنے سیر و سفر کو ترک کر کے متھرا میں سوامی ورجانند کے چیلے بنتے ہیں، اور اپنے گرو سے جو مقدس وعدے کیے تھے اُن کو پورا نہیں کرتے

سوامی ورجانند کے عادات و خصائل

۸۷ - سوامی جی اپنا گھر بار چھوڑ کر چودہ[۱۴] پندرہ[۱۵] سال تک اِدھر اُدھر گھومتے پھرے، مگر اس طویل مدت میں انہوں نے نہ تو سنسکرت ہی میں عمدہ لیاقت حاصل کی، اور نہ اُس یوگ وِدیا ہی میں قابلِ اطمینان ترقی کی، جس کا ذکر اپنی خود نوشت سوانح عمری میں بہت کچھ کیا ہے، آخر کار چھتیس[۳۶] سال کی پختہ عمر کو پہنچ کر [سمت ۱۹۱۷ بکرمی میں] انہوں نے اپنے بیکار اور بے نتیجہ سیر و سفر کو چھوڑا، اور ایک سنیاسی عالم سے جن کا نام سوامی ورجانند سرسوتی تھا، جو متھرا میں رہتے تھے اور اپنی پاٹھ شالا میں سنسکرت پڑھایا کرتے تھے، سنسکرت گریمر (صرف و نحو) پڑھنے بیٹھ گئے! یہ سنیاسی جی نابینا تھے اور باوجود بہلنڈ سنیاسی

ہونے کے روپے سے بہت محبت کرتے تھے اُن کو بحث مباحثہ کا بھی شوق تھا، جس کا بڑا مقصد دولت پیدا کرنا تھا، چنانچہ اُنھوں نے سرکاری دباؤ ڈال کر ایک سیٹھ سے روپے کا مطالبہ کیا، باوا چھجو سنگھ صاحب نے اِس واقعہ کو اِس طرح بیان کیا ہے:-

"سوامی جی [یعنی ورجانند] مسٹر الگزنڈر کلکٹر سے ملے، اور اُن سے درخواست کی کہ آپ یا تو میرے اور کرشن شاستری کے درمیان مباحثہ کرا دیں، یا اگر مباحثہ نہ ہو سکے تو سیٹھ کو مجبور کریں تاکہ وہ پانسو ۵۰۰ روپے کی پوری رقم میرے [یعنی ورجانند کے] حوالے کردے"

[دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۶۵]

سوامی ورجانند کے مزید حالات

۸۸ - سوامی ورجانند لوگوں سے نقد روپے اور اشرفیاں بھی لیتے تھے، اُن کو ایک راجا صاحب کی طرف سے پندرہ ۱۵ روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا، [حوالہ سابقہ ص ۶۸] اُنھوں نے تین سو ۳۰۰ روپے نقد بھی جمع کر لیے تھے اور وہ اِس رقم کو، اور اپنے سامان واسباب کو جس کی قیمت دو سو پچیس ۲۲۵ روپے تھی، اپنے ایک شاگرد کے لیے چھوڑ گئے [دیکھو سوامی دیانند کی سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام، حصہ دوم، باب دوم، فصل دوم ص ۸۸۸] ہلند و سنیاسیوں کی طرح ورجانند بھی شیومت کے پیرو تھے، کہتے ہیں کہ جب سے اُنھوں نے ایک ویشنو آچاریہ یعنی ویشنو مت کے عالم سے مباحثہ میں شکست کھائی تھی، اُسی وقت سے ویشنو لوگوں سے سخت عداوت اور بُغض رکھنے، اور اُن کے شاستروں سے نفرت کرنے لگے تھے، باوا چھجو سنگھ صاحب کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے، "وہ اُن کتابوں سے اِس قدر سخت نفرت کرنے لگے تھے کہ بھاگوت کو [جو ویشنویوں کی مقدس کتاب ہے] اپنی چارپائی کے پائے کے نیچے رکھتے تھے" [دیکھو سوامی دیانند کی سوانح عمری مرتبہ

باوا چھجو سنگھ ص ۶۸-۶۹] اور اپنے انتقامی جوش اور نفرت کو اِس طریقہ سے تسکین دینے کی کوشش کرتے تھے ۔ یہی نہیں بلکہ اپنے تمام چیلوں کو حکم دیتے تھے کہ سدّھانت کومدی کے مصنف کے نام اور اُس کی تصویر پر بھی جوتیاں لگائیں ، [دیکھو سوامی دیانند کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام ص ۲۶ و ۸۸] اِنتقام اور نفسانیت کی کیسی بھیانک تصویر ہے ، تقریباً ڈھائی سال تک سوامی دیانند نے سوامی ورجانند سے اشٹادھائی ، مہابھاش ، ویدانت سوتر ، اور دُوسری کتابیں پڑھیں اور متھرا میں رہ کر اپنے گُرو کے خصائل کو بھی جذب کیا ۔ یعنی اپنے مخالفوں کو نہایت ذلیل وحقیر سمجھنا ، اُن سے اِنتقام لینے کا جوش اور جذبہ اور شاستر ارتھ وغیرہ کے ذریعہ سے روپیہ کمانے اور جمع کرنے کی محبّت ۔

سوامی جی کی رخصت اپنے گُرو سے اور گُرو کا دکشنا طلب کرنا

۸۹ ۔ جب سوامی جی کی مُدّتِ تعلیم ختم ہوگئی تو انہوں نے خیال کیا کہ اب گُرو سے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے ، سوامی جی کے آریہ مؤرّخ کا بیان ہے کہ وہ زمانہ قدیم کے دستور کے مطابق "اپنے گُرو کے پاس پہنچے ، اور آدھ سیر لونگیں اُن کے سامنے پیش کرکے عرض کی کہ اب مجھے جانے کی اجازت دیجئے" ۔ سوامی ورجانند نے اُن کو دعا دیکر مناسب **دکشنا** یعنی نذرانہ طلب کیا ، جیسا کہ پُرانے زمانہ سے دستور چلا آتا ہے کہ شاگرد اُستاد سے رخصت ہوتے وقت اُس کو نذرانہ پیش کیا کرتے ہیں ۔

سوامی جی کا جواب کہ میں دکشنا دینے کے قابل نہیں ہوں

۹۰ ۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ "میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسکو اپنے مُعزّز و مکرّم گُرو کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کر سکوں" ۔ گُرو نے جواب دیا "کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں تم سے ایسی چیز طلب کروں گا جو تمہارے پاس نہیں ہے" ؟ اِس محبت آمیز دھمکی کو سُن کر سوامی جی خاموش ہوگئے ، اور پھر یہ کہا ۔ اے مقدّس ترین بزرگ ! جو چیز آپ سمجھتے ہیں

کہ میرے پاس موجود ہے میں اُس کو آپ کے چرنوں (قدموں) میں رکھنے کیلئے تیار ہوں"

ورجانند نے کس قسم کی دکشنا طلب کی تھی

۹۱ - سوامی ورجانند نے جواب دیا "پیارے بیٹے! پیارے چیلے! جو چیز مجھے مطلوب ہے، تمہارے پاس موجود ہے، اور وہ سچا علم ہے، اگر تم مجھے **دکشنا** دینا چاہتے ہو تو اس گیان کو اپنے دیس میں پھیلاؤ بھارت ورش یعنی ہندوستان میں ویدوں کی تعلیم مدتوں سے متروک ہے، جاؤ اور لوگوں کو ویدوں کی تعلیم دو، سچے شاستروں کی تعلیم دو، اور اُن کی روشنی سے اُس تاریکی کو دُور کرو جو جھوٹے متوں نے پھیلا رکھی ہے" [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۷۶-۷۷]

سوامی جی اس دکشنا کا دینا منظور کرتے ہیں

۹۲ - کہا جاتا ہے کہ سوامی جی نے اپنے گُرو کے اِس آخری حکم کی تعمیل کا پکا وعدہ کیا تھا، اِس کے متعلق باوا چھجو سنگھ صاحب لکھتے ہیں :-

"سوامی جی نے سرِ تسلیم خم کیا اور اپنے گُرو کو یقین دلایا کہ جو کام میرے لیے مقرر کیا گیا ہے اُس کے پورا کرنے کے لیے جہاں تک ممکن ہے پوری کوشش کروں گا، اِس پر گُرو نے دوبارہ دُعا دیکر اُن کو رخصت ہونے کی اجازت دے دی۔"

[حوالہ سابقہ ص ۷۷]

اِس بیان کی تنقید

۹۳ - یہ بیان ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ سوامی ورجانند تو شیومت کے ماننے والے تھے، اِس لیے یہ بات ناممکن ہے کہ اُنھوں نے "ویدک دھرم" کے پھیلانے کا حکم دیا ہو، یہ مورخ کا ایسا ہی بے بنیاد خیال ہے جیسے وہ کہانی جو سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں درج کی ہے، اور جس کا مضمون یہ ہے کہ جب اُنھوں نے دیکھا کہ مورتی کے آگے دھرے ہوئے چڑھاوے کو چوہے لے جا رہے ہیں تو اُسی وقت سے اُن کو یقین ہو گیا کہ بت پرستی یعنی شیو جی کی پوجا جھوٹ اور لغو ہے،

مگر واقعات تو کچھ اور ہی کہانی سناتے ہیں جو اس بیان کے بالکل خلاف ہے۔

سوامی جی بہت مدت تک شیومت کو سچا مانتے اور اس کی تعلیم دیتے رہے

۹۴ - جب سوامی جی، سوامی ورجانند سے سنسکرت پڑھنے کے لیے متھرا پہنچے، اُس وقت رُدراکش کی مالا وغیرہ پہنے ہوئے تھے، [دیکھو سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ اول، باب اول ص ۲۵] اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بھی اسکو پہنتے رہے، جو شیوجی کے پجاریوں کی خاص علامت ہے [دیکھو حوالہ سابقہ ص ۲۳] اس سے معلوم ہوا کہ متھرا پاٹھ شالا میں داخل ہونے سے پہلے، اور تعلیم پانے کے زمانہ میں، اور تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بھی سالہا سال تک سوامی جی شیومت کو سچا مانتے رہے اور لوگوں کو بھی اسی مت کی تعلیم دیتے رہے، اگر سوامی جی کو بچپن ہی سے اس بات کا پورا یقین ہو گیا تھا کہ شیوجی کی پوجا یا بت پرستی فضول اور لغو ہے، اور گرو نے بھی اُنکو رخصت کرتے وقت صاف طور پر حکم دے دیا تھا کہ "بیٹا! ہندوستان سے ویدوں کی تعلیم اُٹھ گئی ہے، جاؤ اور لوگوں کو وید مت کی تعلیم دو" تو یہ بات ممکن ہی نہ تھی کہ وہ وید مت کو چھوڑ کر لوگوں کو شیومت کی تعلیم دیتے۔

اس کے متعلق باوا چھجو سنگھ کا بیان

۹۵ - ۱۸۶۵ء میں سوامی جی جے پور گئے، اُس وقت کی حالت باوا چھجو سنگھ صاحب نے اس طرح بیان کی ہے:-

"سوامی جی کے جسم پر شیومت کی نشانیاں اب تک موجود تھیں اور اُنھوں نے ہزاروں آدمیوں کو شیومت کا پیرو بنایا اور اپنے تمام مداحوں کو رُدراکش کی مالائیں تقسیم کیں، اور اُنھوں نے ہی مہاراجہ رام سنگھ [والئے جے پور] کو اس مت میں داخل کیا تھا"

[دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۸۳]

بعض آریہ سماجی کہتے ہیں کہ "شیومت" سے مراد "خالص شیومت" ہے، اور یہ وہی "ویدک دھرم" ہے جسکی سوامی جی تعلیم دیتے تھے، مگر سوامی جی کے واقعاتِ زندگی کی چھان بین سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس وقت تک اُسی شیومت کے پَیرو تھے جو اُن کے والدِ بزرگوار اور گروجی مہاراج کا مت تھا۔

خود سوامی جی کا اقرار

۹۶ ۔ قصہ مختصر سوامی جی ابھی تک شیومت کے پَیرو اور شیوجی کے پُجاری تھے، اور لوگوں کو شیومت ہی کی تعلیم دیتے تھے، یہ مت ویشنو مت سے [جو وِشنو دیوتا کی پُوجا کا حکم دیتا ہے] بالکل جُدا ہے، اور سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری سے اِس بات کی پُوری تصدیق ہوتی ہے، سوامی جی نے اِس بارہ میں یہ لکھا ہے:۔

"وہاں سے آگے جے پور کو گیا......... وہاں میں نے پرتھم ویشنو مت کا کھنڈن کرکے شیومت کی استھاپنا کی، جے پور کے راجہ مہاراج رام سنگھ نے بھی شیومت کو گرہن کیا، اِس سے شیومت کا پھیلاؤ ہو کر ہزارہا رُدراکش مالائیں میں نے اپنے ہاتھ سے دیں، وہاں شیومت اِتنا پکا ہوا کہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ سب کے گلے میں بھی رُدراکش کی مالا پڑ گئی۔"

[دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ اول باب اول ص ۲۳]

اِس بیان سے کیا ثابت ہوا

۹۷ ۔ یہاں سوامی جی نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ میں نے ویشنومت کے برخلاف شیومت کا پرچار کیا، یعنی ویشنومت کی تردید کرکے شیومت کی تعلیم دی، یہ نہیں کہا کہ خالص شیومت یا ویدمت کی تعلیم دی تھی، یہ سچ ہے کہ سوامی جی نے بعد میں بمقام پُشکر، شیومت کو چھوڑ دیا تھا اور لوگوں کو بھی یہی تعلیم دینے لگے تھے کہ رُدراکش کی مالا کو جو شیومت کی خاص علامت ہے اُتار کر پھینک دیں، اور اِس مت سے کوئی تعلق نہ رکھیں [دیکھو سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۸۵]

اِس عبارت سے ثابت ہوا کہ سوامی جی جے پور میں شیومت کی تعلیم دیتے تھے نہ کہ "ویدمت" کی۔

شیومت کی حقیقت بقول سوامی جی

۹۸۔ ناظرین سوال کر سکتے ہیں کہ "شیومت آخر ہے کیا؟" ہم شیومت کی حقیقت خود سوامی جی کے بیان کے مطابق لکھتے ہیں جس کو اُنھوں نے ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے:۔

"(سوال) شیومت والے تو اچھے ہوتے ہیں؟

(جواب) اچھے کہاں سے ہوتے ہیں "جیسے پریت ناتھ ویسے بھوت ناتھ" جیسے وام مارگی، منتر کے اُپدیش وغیرہ سے اُن کا مال اُڑاتے ہیں، ویسے شیو بھی (کرتے ہیں)

"اوم نمہ شوائے"[۱] | "ओं नमः शिवाय"

وغیرہ پانچ اکھشر [حروف] والے منتروں کا اُپدیش کرتے، رُودراکھش بھسم لگاتے، مٹی اور پتھر وغیرہ کے لنگ بنا کر پوجتے اور ہر ہر، بم بم، اور بکرے کی آواز کی مانند بڑ بڑ بڑ منہ سے آواز کرتے ہیں .... شیوراتری پردوش کا فاقہ کرتے (اور) اِس قسم کی باتوں سے نجات مانتے ہیں"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۹۳ ص ۴۶۷-۴۶۸]

سوامی جی کے اقرار سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

۹۹۔ جبکہ سوامی جی خود اِس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ میں نے اپنے گرو سے رخصت ہونے کے تقریباً ایک سال بعد [یعنی سمت ۲۱-۱۹۲۰ بکرمی میں] "ویشنومت کا کھنڈن کر کے شیومت کی استھاپنا کی" [دیکھو دفعہ ۹۶] تو اِس سے اِن دو نتیجوں میں سے ایک **نتیجہ** ضرور نکالا جائے گا:۔

پہلا نتیجہ۔ یا تو سوامی جی نے اپنے گرو سے ویدوں کا سچا علم حاصل کیا ہی نہ تھا، اور

---

[۱] اِس کا ترجمہ یہ ہے "اوم۔ شیو جی کو ہمارا سلام"

یہ جو مشہور ہے کہ گرو نے اُن کو رخصت کرتے وقت حکم دیا تھا کہ " ویدوں کی تعلیم بھارت ورش یعنی ہندوستان میں بہت عرصے سے بند ہوگئی ہے، جاؤ، لوگونکو ویدوں کی تعلیم دو، اور جھوٹے متوں نے جو تاریکی پھیلا رکھی ہے، اُس کو سچے شاستروں کی روشنی پھیلا کر دُور کرو۔" یہ ایسی ہی بے بنیاد کہانی ہے جیسے " رشی بودھ " کا قصّہ، جس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ سال کی عمر میں سوامی جی کو ایشور کا گیان حاصل ہوگیا تھا، اور اُسی وقت سے اُن کو بُت پرستی سے نفرت ہوگئی تھی، اور شیومت یعنی شیوجی کی پُوجا کو چھوڑ بیٹھے تھے۔

دُوسرا نتیجہ۔ یا یہ بات ہے کہ اُنھوں نے ویدوں کا سچّا علم حاصل تو کیا، اور اپنے گرو سے " ویدمت " کی تعلیم کی اشاعت کا وعدہ بھی کیا، مگر دیدہ و دانستہ وعدہ خلافی کی اور شیومت کو سچا مان کر اُس کی تعلیم دینے لگے!

اب ناظرین کو اختیار ہے، دونوں باتوں میں سے جس بات کو چاہیں قبول کریں، اور جس کو چاہیں رد کریں، کیونکہ کوئی تیسری صورت خیال میں نہیں آسکتی ◆

چھٹا باب

سوامی جی کی پبلک زندگی آریہ سماج قائم کرنے سے پہلے

پہلی فصل

عزت، شہرت، اور زر کی تلاش میں

ہندوستان کا دورہ

سوامی جی نے ویدمت کو چھوڑ کر شیومت کی تعلیم کیوں دی

۱۰۰۔ آریہ سماجی مورخین کا بیان ہے کہ سوامی جی نے اپنے گرو سے ویدوں کا سچا علم حاصل کر کے ویدوں کی اشاعت کا پکا وعدہ کر لیا تھا [دیکھو دفعہ ۹۲] مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ادھر سوامی جی اپنے گرو سے رخصت ہوئے، اور اُدھر ویدوں کے برخلاف شیومت وغیرہ کی تعلیم دینے لگے! اب دیکھنا یہ ہے کہ اُنہوں نے کیوں ایسا کیا؟

بات یہ ہے کہ جب سوامی جی متھرا میں تعلیم پاتے تھے، اُسی وقت اُنہوں نے سمجھ لیا تھا کہ اُن کے گرو سوامی ورجانند کو بحث و مباحثہ سے بہت دلچسپی ہے، اور جو پاٹھ شالا اُنہوں نے قائم کر رکھی ہے، اُس کے ذریعہ سے شہرت، عزت اور دولت حاصل کرنی چاہتے ہیں، اور راجاؤں مہاراجاؤں سے دان لینے کا بہت شوق رکھتے ہیں سوامی جی نے بھی اپنے گرو کے خیالات کی پیروی کی، بلکہ اُن کو اور زیادہ ترقی دی، جیسا کہ اُن کے کاموں سے جن کا ذکر آگے آتا ہے یہ بات صاف ظاہر ہے۔

(۱) آگرہ کا سفر

امی جی دیوی بھاگوت
یرہ کی کتھا سُناتے ہیں

۱۰۱- سوامی جی متھرا سے روانہ ہوکر آگرہ پہنچے تو وہاں لوگوں کو سنسکرت پڑھانے لگے، جس کی وجہ سے کچھ روپیہ مل گیا، پھر پنچ دَشی
ی کتھا کہنی شروع کی، یہ ویدانت مت کی ایک کتاب ہے جس میں جیو اور برہم کی ایکتا
ینی مسئلہ "ہمہ اوست" کا بیان ہے، اور دیوی بھاگوت پُران کی کتھا بھی سُنانے لگے،
اگر یہ بات سچ ہے کہ سوامی جی نے "سچے ویدمت" کا علم اپنے گرو سے حاصل کیا تھا، اور
وگوں کو اُسی مت کی تعلیم دینے کا وعدہ بھی کیا تھا، تو کیا وجہ ہے کہ ویدوں کو چھوڑکر
ویدانت مت اور دیوی بھاگوت وغیرہ پرانوں کی تعلیم دینے لگے؟ اس سوال کا
واب یہی ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے ویدوں کا سچا علم کبھی حاصل ہی نہیں کیا تھا، اور اگر
حاصل کیا تھا تو صرف ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے، اور شہرت، عزت اور دولت
حاصل کرنے کی غرض سے ویدوں کو چھوڑکر دیوی بھاگوت وغیرہ کی کتھا سنانے لگے تھے!

(۲) ہندوستانی ریاستوں کا سفر- دھولپور اور گوالیار

ھولپور اور گوالیار
ے کچھ ہاتھ نہ لگا۔

۱۰۲- آگرہ میں تقریباً دو سال تک قیام رہا، مگر کچھ زیادہ روپیہ ہاتھ نہ لگا، اب سوامی جی کو خیال آیا کہ زیادہ شہرت، عزت اور دولت
حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستانی ریاستوں میں جانا چاہیئے، پہلے دھولپور گئے مگر
جب یہ سُنا کہ مہاراجہ صاحب گوالیار نے بھاگوت سپتاہ کی کتھا کے لیے بڑا
اہتمام کیا ہے، اور کاشی، پونا، احمدآباد وغیرہ مقامات سے مشہور پنڈت بُلائے گئے ہیں
تو دھولپور میں دو ہفتے ٹھیر کر گوالیار چلے گئے، وہاں مہاراجہ صاحب کی طرف سے
گووند بابا کو دو لاکھ روپے دیے گئے۔" ایک اور پنڈت کو پانچ ہزار روپے دیتے تھے

مگر اُس نے نہیں لیے [سوامی جی کی سوانح عمری، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام ص ۴۳-۲۴۷]

(۳) سوامی جی، جے پور میں شیومت کی تعلیم دیتے ہیں

شیومت کے پرچار سے سوامی جی کی کامیابی

۱۰۳- سوامی جی قرولی سے جے پور گئے، جہاں اُنکو کامیابی ہوئی، مگر یہ کامیابی اُس "ویدمت" کی تعلیم سے نہیں ہوئی، جس کا سچا علم بقول آریہ صاحبان اُنہوں نے اپنے گرو سے حاصل کیا تھا، بلکہ اُسی شیومت کی تعلیم سے ہوئی جو پشتہا پشت سے اُن کا خاندانی دھرم چلا آتا تھا، اور جس کی نشانیاں ابھی تک اُن کے جسم پر موجود تھیں، مثلاً رُدراکش کی مالا جس کو وہ پہنے ہوئے تھے، اُنہوں نے رُدراکش کی مالائیں دوسرے لوگوں کو بھی تقسیم کی تھیں، اور مہاراجہ صاحب کو بھی شیومت ہی میں [نہ کہ ویدمت میں] داخل کیا تھا۔

گیتا اور اُپنشدوں کی کتھا سے روپیہ پیدا کرنا

۱۰۴- اِس کتاب کے پانچویں باب میں سوامی جی کے وہ الفاظ پہلے نقل کیے جا چکے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی شیومت کے پیرو تھے، اور دوسروں کو بھی اُسی مت کی تعلیم دیتے تھے [دیکھو دفعہ ۹۶] اِس کے علاوہ سوامی جی گیتا اور اُپنشدوں کی کتھائیں بھی سُناتے تھے، اور اِس ذریعہ سے بھی نذرانے حاصل کرتے تھے۔

(۴) پشکر اور اجمیر کا سفر

انگریزوں سے سوامی جی کی ملاقات اور ایک عجیب درخواست

۱۰۵- اِس کے بعد سوامی جی پشکر کے میلے میں گئے اور وہاں چند مہینے رہ کر اجمیر چلے گئے، اجمیر میں چند پادریوں سے ملاقات کی، اور ایک پادری سے اِس مضمون کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا کہ

سوامی جی ایک عالم آدمی ہیں اور لوگوں کو ان کی عزت کرنی چاہیئے [دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۸۷] بڑے بڑے انگریز عہدہ داروں یعنی ایجنٹ نواب گورنر جنرل اور صاحب ڈپٹی کمشنر وغیرہ سے بھی ملاقات کی اور نہایت سادگی سے یہ درخواست کی کہ "بادشاہ رعیت کا باپ ہے اِس لیے سرکار انگریزی کو چاہیئے کہ لوگوں کو جھوٹے متوں کی پیروی سے بچائے" [دیکھو حوالہ سابقہ ص ۸۷] صاحب ڈپٹی کمشنر نے اِس کا یہ معقول جواب دیا کہ "مذہبی معاملات میں سرکار کی پالیسی بالکل غیر جانب داری کی ہے"۔ آریہ سماجی کہتے ہیں کہ وید ایشور کا کامل گیان ہیں، اور سوامی جی ویدوں کے پُورے ماہر اور بےمثل عالم تھے، مگر تعجب ہے کہ وہ مذہبی رواداری کے اُصول سے بالکل بےخبر تھے! یہاں سوالات کا ایک سلسلہ پیدا ہوتا ہے:

(۱) کیا ویدوں میں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ تمام دینی اور دُنیوی علوم وفنون کے اُصول اُن میں بھرے پڑے ہیں، مذہبی آزادی اور رواداری کا اصول بھی موجود ہے یا نہیں (۲) اگر موجود ہے تو سوامی جی اُس سے بےخبر کیوں تھے؟ (۳) اگر موجود نہیں ہے تو ویدوں کو تمام علوم وفنون کے اصول کا مخزن قرار دینا کیا معنی؟ (۴) وہ کون سے جھوٹے مت ہیں جن کی پیروی سے لوگوں کو بچانے کے لیے سوامی جی نے درخواست کی تھی؟ (۵) کیا مسیحیت، اسلام اور سناتن دھرم (یعنی قدیم ہندو مذہب) وغیرہ سب کو سوامی جی نے جھوٹے متوں میں شمار کیا ہے؟ (۶) اگر مسیحیت بھی اُن میں شامل ہے تو مسیحی گورنمنٹ سے ایسی درخواست کے کیا معنی؟

(۵) دربارِ آگرہ

بھاگوت، پران اور وشنو مت کے برخلاف پرچار اور اُسکا نتیجہ

۱۰۶- سوامی جی کو معلوم ہوا کہ نومبر ۱۸۶۶ء میں بمقام آگرہ ایک بڑا دربار ہونے والا ہے، جہاں بہت سے راجہ

مہاراجہ جمع ہوں گے، اِس لیے وہاں پہنچ گئے، اور بھاگوت پران اور وشنومت کے برخلاف ایک رسالہ لکھ کر کچھ ہلچل پیدا کی اور کچھ نقد نذرانے مل گئے، دربار کے بعد متھرا جاکر اپنے گرو سوامی ورجانند سے ملے اور دو اشرفیاں اور ایک ململ کا تھان اُنکی خدمت میں پیش کیا +

(۶) سوامی جی کا دوبارہ جے پور جانا اور اُنکی پالیسی کا ظاہر ہو جانا

سوامی جی شیومت چھوڑنے کے بعد بھی اُسکی حمایت پر آمادہ ہیں

۱۰۷ - سوامی جی متھرا سے دوبارہ جے پور گئے تاکہ شیو مت کی تائید اور وشنومت کی تردید میں رنگاچاریہ نامی وشنومت کے ایک بڑے عالم کے ساتھ شاستراتھ یعنی مباحثہ کرکے معقول نذرانہ حاصل کریں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سوامی جی کی اِس پالیسی کی اطلاع مہاراجہ صاحب کو دیدی کہ سوامی جی شیومت کو چھوڑ چکے ہیں[۵۱] مگر دان لینے کی خاطر وشنومت کے برخلاف شیومت کی تائید اور حمایت میں مباحثہ کرنے کے لیے آرہے ہیں، یہ سُن کر مہاراجہ صاحب کو بہت رنج ہوا، اور اُنہوں نے یہی ٹھان لی کہ "سوامی جی کو اپنے سامنے حاضر ہونے کی اجازت نہ دیں"۔ چنانچہ جب سوامی جی ملاقات کے لیے گئے تو اُن کو یہ اطلاع ملی کہ حضور مہاراجہ صاحب باہر تشریف لے گئے ہیں۔

[دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۸۹-۹۰]

(۷) ہردوار کمبھ کے میلے پر جانا اور ایک نئی پالیسی سے کام لینا

سوامی جی کا صرف لنگوٹی باندھ کر ننگا پھرنا

۱۰۸ - جے پور سے مایوس ہوکر سوامی جی کمبھ کے میلے میں گئے جو ۱۸۶۷ء میں بمقام ہردوار ہونے والا تھا، وہاں اُن کو

---

۵۱ باوا چھجو سنگھ صاحب اپنی مرتبہ سوامی جی کی سوانح عمری کے ص ۸۵ پر لکھتے ہیں:- "معلوم ہوتا ہے کہ جب سوامی جی پُشکر میں رہتے تھے اُس زمانہ میں شیومت کے برائے نام پیرو بھی نہیں رہے تھے۔"

امید تھی کہ راجاؤں مہاراجاؤں اور دوسرے لوگوں سے جو گنگا اشنان کے لیے آئیں گے بڑے بڑے نذرانے مل جائیں گے، مگر کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی، اب یہ خیال آیا کہ ایک پرم ھنس سادھو کی شکل بنا لینے سے سناتن دھرمی ہندو اُن کے گُن گائیں گے، چنانچہ میلے کے ختم ہوتے ہی "کپڑے، برتن اور نقدی" جو کچھ اُن کے پاس تھا سب لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کر دیا [دیکھو باوا چھجو سنگھ کی مرتبہ سوانحمری ص ۹۸] اور صرف ایک کوپین یعنی لنگوٹی باندھ کر گنگا کی ریت اپنے بدن پر ملنے لگے، اور صرف سنسکرت بولنا اختیار کر لیا، اِس ترکیب سے مُلک میں دُور دُور اُن کی شہرت پھیلنے لگی کہ سوامی جی "بڑے مہاتما" اور وِدوان پنڈت ہیں، سوامی جی نے ایک پرم ھنس سادھو کی صورت تو بنالی مگر تمباکو کے استعمال کی عادت عُمر بھر نہیں چھوٹی، وہ تمباکو کھاتے بھی تھے اور سُونگھتے بھی تھے [دیکھو سوامی جی کی سوانحمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام، حصہ دوم، باب اول ص ۱۱۴] اگر کسی شخص سے نشیلی چیزیں نہ چھوٹ سکیں تو اس سے کیا فائدہ کہ وہ لباس کو چھوڑ کر ننگا پھرنے لگے! کیلاس پربت سوامی جو ایک ہوشیار اور عقلمند سادھو تھے، اُنہوں نے سوامی جی کی اِس یکایک تبدیلی لباس کو شبہ کی نظر سے دیکھا اور خیال کیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ بات ہے چنانچہ اُنہوں نے سوامی جی سے سوال کیا کہ "اِس عجیب وغریب وضع قطع اور بھیس اختیار کرنے کے کیا معنی؟" سوامی جی نے جواب دیا۔

"میں بالکل آزاد رہنا، دُنیا کے اُلجھیڑوں سے سبکدوش ہونا، اور پُوری پُوری سادہ زندگی بسر کر کے بغیر کسی رکاوٹ کے آزادی کے ساتھ تعلیم دینا چاہتا ہوں"

[دیکھو باوا چھجو سنگھ کی مرتبہ سوانحمری ص ۹۸]

یہ جواب نہایت عجیب ہے، کیا سوامی جی کی کتابیں، برتن بھانڈے، اُن کو سچائی کی تعلیم دینے سے روکتے تھے؟ اگر یہی بات تھی تو ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ

وہ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں جبکہ برتن بھانڈے، کپڑے لتّے وغیرہ سب کچھ اُن کے پاس موجود تھا، سچّائی کی تعلیم کس طرح دیتے تھے؟ کیا پرم ھنس کا بھیس بدل لینا ایک دلخوش کُن بات یا دلچسپ مشغلہ ہی نہیں تھا؟

(۸) سوامی جی کا میرٹھ جانا اور اِس راز کا فاش ہو جانا کہ وہ کُشتے رکھتے اور کھاتے تھے

پنڈت گنگارام سے ملاقات اور کشتوں کی بابت گفتگو

۱۰۹ ۔ ہردوار کے میلے کو جاتے ہوئے سوامی جی چندروز میرٹھ ٹھیرے، جہاں ایک مشہور واقعہ پیش آیا، جس کی مختصر کیفیت یہ ہے :۔

"کئی روز کے بعد بارادۂ ہردوار میرٹھ روانہ ہوئے، وہاں جاکر پنڈت گنگارام جی رئیس میرٹھ سے ملے اور ایک دیوی کے مندر میں ٹھیرے ...... لباس اُس وقت یہ تھا یعنی دو شالہ اوڑھے ہوئے، جراب پہنے ہوئے اور سپٹھک کی مالا پہنے ہوئے تھے، پنڈت گنگارام جی کہتے ہیں کہ اُس وقت سوامی جی نے کہا کہ ہم آگرہ سے آئے ہیں، گئو رکھشیا اور وید کے پڑھنے کے بہت شائق تھے، ہم کو کہا کہ ہم آگرہ وغیرہ کے رئیسوں سے بندوبست کر آئے ہیں، وہ اِس بات میں ہماری سہایتا کریں گے تم بھی مدد کرو، ہم نے کہا کہ اگر راجوں کی سمتی نج کے طور پر لکھو کر لادو، تب ہم بھی راضی ہیں اور خوشی سے شریک ہیں، اُسوقت یہاں ۷ یا ۸ روز رہے تھے، ہم نے کہا کہ کرشن ابرک ہم نے ایک برہمچاری سے لیا تھا، جس کے ایک چاول سے بوڑھے کو طاقت جوانی کی ہوتی ہے، سات دن کی خوراک ہے فرمایا کہ کرشن ابرک میرے پاس ہے لے لینا، چنانچہ اُنہوں نے پوڑیا باندھ کر دی، میں نے نہیں لی، میں نے کہا مجھے سب دکھلا دو، اُنہوں نے انکار کیا، آخر الامر میرے ضد کرنے پر میرے روبرو رکھ دیا، پھر مجھے راضی کر کے دے دیا،

تب میں نے کہا کہ کام دیوتو سب کو خراب کرے ہے تم کیونکر بچے ہو؟ فرمایا کہ اِسکی ترکیب ہے۔"

[دیکھو سوامی جی کی سوانحعمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام حصہ دوم باب اول ص۴۹]

سوامی جی کی حرکتوں سے اُن کے گُرو کی ناراضی

۱۱۰- سوامی جی کے اِس بیان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ جس کشتہ کو وہ ساتھ لیے پھرتے تھے خود بھی اُس کو کھایا کرتے تھے، جب وہ متھرا میں طالب علم تھے اُس زمانہ میں بھی ابرق کا کشتہ اور پارہ کی گولیاں تیار کیا کرتے تھے [حوالہ سابقہ حصہ دوم باب اول ص۲۷] سوامی جی کی بعض حرکتوں کی وجہ سے اُن کے گرو ورجانند جی نے ناراض ہو کر کئی دفعہ اُن کو اپنے پاس سے نکال دیا تھا، اُس کے بعد سوامی جی نے چند با اثر لوگوں سے سفارش کرائی، تب کہیں گُرو جی نے معافی دی [حوالہ سابقہ حصہ دوم باب اول ص۲۷-۲۸] سوامی جی کا کُشتے پھونکنا اور پارہ کی گولیاں بنانا گرو جی سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا اور اُن کی ناراضی کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے۔

بال برہم چاری اور کشتجات کا استعمال

۱۱۱- سوامی جی کشتہ ابرق کا خود بھی استعمال کیا کرتے تھے، چنانچہ اُن کے الفاظ یہ ہیں:- "ہم کبھی کبھی ابرک کا کشتہ کھایا کرتے ہیں" [حوالہ سابقہ حصہ دوم باب اول ص۱۳] یہ ایک مشہور مقوی دوا ہے جیسا کہ سوامی جی کی اس گفتگو سے جو رئیس میرٹھ کے ساتھ ہوئی تھی معلوم ہوا، اور سوامی جی گرہستی لوگوں کو بھی جو ضرورت مند ہوتے تھے، وہی کُشتہ دیا کرتے تھے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ کشتے وغیرہ تیار کرکے اپنے پاس رکھنے سے سوامی جی کی غرض کیا تھی؟ اور کیا ایک بال برہم چاری کے لیے ایسی چیزوں کا خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا زیبا ہے؟

ناظرین خود اِس سوال کو حل کریں۔

(۹) سوامی جی کا کانپور جانا اور اِس مضمون کا اشتہار دینا کہ اکیس[۲۱] شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں +

سوامی جی کے قول کے مطابق سب سے پہلی مذہبی سچائی

۱۱۲ - دریائے گنگا کے کنارے پھرتے پھرتے سوامی جی جولائی سنہ ۱۸۶۹ء میں کانپور پہنچے، وہاں پہنچ کر اُنہوں نے **ایک اعلان** بزبانِ سنسکرت جاری کیا جو شعلۂ طور پریس میں چھپا تھا، اور جس میں یہ لکھا تھا کہ آٹھ باتیں سچی ہیں اور آٹھ جھوٹی، پہلی سچائی اُنہوں نے یہ بتائی کہ اکیس[۲۱] شاستر [جن میں چاروں وید شامل ہیں] ایشور کے بنائے ہوئے ہیں مگر بعض آریہ سماجیوں نے اِس اعلان کی عبارت کو بدل دیا جس کی کیفیت اس باب کی دوسری فصل میں بیان کی جائیگی +

(۱۰) سوامی جی کا بہار جانا

سوامی جی ننگا پھرنا چھوڑ دیتے ہیں

۱۱۳ - سوامی جی صرف ایک لنگوٹی باندھ کر دریائے گنگا کے کنارے چند سال تک پھرتے رہے، اُس زمانہ میں صرف سنسکرت بولتے تھے، اور اِسی وجہ سے لوگ اُن کو بڑا عالِم اور مہاتما سمجھتے تھے، اِس کے بعد بہار کے بعض مقامات کی سیر کرتے ہوئے کلکتہ چلے گئے، پٹنہ میں ایک ڈپٹی کمشنر صاحب نے تیس[۳۰] روپے اور آرہ میں ایک وکیل صاحب نے سَو روپے اُن کی نذر کیے، اب اُنہوں نے برتن بھانڈے دوبارہ جمع کر لیے، کھانا پکانے کے لیے ایک رسوئیا، اور دوسرے کاموں کے لیے دوسرے خدمتگار بھی رکھ لیے، کلکتہ جاتے ہوئے بھاگلپور میں ٹھیرے، اور برہمو سماج کے ممبروں سے ملاقات کی +

(۱۱) سوامی جی کا کلکتہ جانا اور اُن کی حالت میں تبدیلی کا پیدا ہونا

برہمو سماجی لیڈروں سے سوامی جی کی ملاقات

۱۱۴ - دسمبر ۱۸۷۲ء میں سوامی جی کلکتہ پہنچے تو انکو برہمو سماجی لیڈروں مثلاً مہرشی دیبندر ناتھ ٹگور، بابو کیشب چندر سین، بابو راج نرائن بوس وغیرہ سے ملاقات کا موقع ملا، اُنہوں نے برہمو سماج کے سالانہ جلسہ کو بھی دیکھا، جو مہرشی دیبندر ناتھ ٹگور کے مکان میں منعقد ہوا تھا، ان سب باتوں کا اُن کے دِل پہ گہرا اثر ہوا، آدمی تھے ذہین بہت سی باتیں چُن لیں۔

اس ملاقات کا اثر اور نتیجہ

۱۱۵ - باوا چھجو سنگھ صاحب اِس بارہ میں یہ لکھتے ہیں:-

"کلکتہ میں سوامی جی کو ضرورت محسوس ہوئی کہ آئندہ سنسکرت میں لکچر دینا موقوف کیا جائے ...... کہتے ہیں کہ بابو کیشب چندر سین نے اُن کو یہ مشورہ دیا تھا، اور اُنہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ آئندہ سے جہاں تک ممکن ہو اُن کے عام لکچر ہمیشہ آریہ بھاشہ یعنی ہندی میں ہوں اور غالباً کلکتہ ہی میں اُنہوں نے کپڑے پہننے شروع کر دیے تھے۔"

[سوامی جی کی انگریزی سوانحمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص۱۹۷]

اِس سے سوامی جی کا حلقہ اثر وسیع ہو گیا، اور جب انگریزی تعلیم یافتہ ہندوؤں کو جو اپنے پُرانے دھرم کی بُت پرستی اور اُس کی بعض رسموں کو ناپسند کرتے تھے، یہ بات معلوم ہوئی کہ سوامی جی ویدوں اور قدیم شاستروں کی بنا پر توحید کی حمایت کرتے ہیں، تو وہ اُنکے گرویدہ ہو گئے اور گُن گانے لگے، سوامی جی برہمو سماج کی حالت کو دیکھ کر فوراً ہی سمجھ گئے تھے کہ بعض تعلیم یافتہ ہندو اُس سماج کو اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ وہ عیسائی مذہب کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے، اور اُس نے عیسائیوں کے بعض طریقے اختیار کر لیے ہیں، اور یہ لوگ ہندو قومیت کو قائم رکھ کر مذہبی اور تمدنی اصلاح چاہتے تھے، اس لیے سوامی جی کو خیال پیدا ہوا کہ قومی لائن پر ایک نئی سماج قائم کرنی چاہیئے، مگر اُس کے لیے مناسب وقت بعد میں

آنے والا تھا۔

(۱۲) سوامی جی کا بنارس اور الہ آباد جانا

ستیارتھ پرکاش کی طباعت کی تجویز

۱۱۶۔ سوامی جی کلکتہ سے بنارس گئے، یہاں اُنہوں نے ہندی میں لکچر دینے شروع کیے، الہ آباد بھی گئے، اور ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن کا مسودہ راجہ جے کرشن داس صاحب سی، ایس، آئی کے حوالے کیا، تاکہ وہ اُس کو اپنے خرچ سے چھپوادیں، اِس سفر میں سوامی جی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ویدک پاٹھ شالائیں قائم کرنے، پنڈتوں کے ساتھ شاستر ارتھ یعنی مباحثے کرنے، اور پُرانی کتابوں یعنی پُرانوں وغیرہ کی کتھائیں سُنانے کی بدولت اگرچہ اُنکو روپوں کے نذرانے ملے، اور کچھ ناموری اور شہرت بھی حاصل ہوئی، مگر اُس کو کافی نہ سمجھ کر وہ کوئی دوسری تدبیر سوچنے لگے۔

(۱۳) سوامی جی کا بمبئی اور مہاراشٹر جانا

ایک سنہری موقع سے فائدہ اُٹھانا

۱۱۷۔ سوامی جی الہ آباد سے روانہ ہوکر رستے میں ناسک اور جبلپور ٹھیرتے ہوئے، اکتوبر ۱۸۷۴ء میں بمبئی پہنچے، یہاں اُن کو معلوم ہوا کہ بلبھ آچاری فرقہ کے کسی لیڈر سے لوگ بدظن ہوگئے اور اُس کی قلعی کھل گئی ہے، اور اِس وجہ سے تعلیم یافتہ ہندوؤں میں بہت بےچینی اور ہلچل پیدا ہوگئی تھی، سوامی جی اِس بات کو جانتے تھے کہ "جس وقت لوہا گرم ہو، اُسی وقت اُس پر چوٹ لگانی چاہیئے"۔ چنانچہ اُنہوں نے اِس موقع کو غنیمت سمجھ کر اِس فرقہ کے خلاف لکچر دینے شروع کردیے، اور اِس مضمون کا ایک رسالہ بھی شائع کیا، اِس کارروائی سے اکثر تعلیم یافتہ ہندو اُن کی طرف مائل ہوگئے، سوامی جی نے کوشش کی کہ اِن لوگوں کو آریہ سماج کے نام سے ایک نئی سوسائٹی قائم کرنیکی ترغیب دی جائے، مگر اُس وقت اس کے قائم کرنے میں اِس وجہ سے ناکامیابی ہوئی کہ جن لوگوں نے سوامی جی کے اثر سے آریہ سماج کی ممبری کے لیے اپنے نام پیش کیے تھے، وہ برادری کے خوف

سے کھسک گئے۔

(۱۴) سوامی جی کا احمد آباد اور راج کوٹ جانا

احمد آباد اور راجکوٹ کا قیام

۱۱۸۔ اس کے بعد ایک مرہٹہ جج رائے بہادر پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ کے بلانے پر سوامی جی احمد آباد گئے اور تقریباً ایک مہینہ تک وہیں رہے اس کے بعد راج کوٹ گئے اور پھر احمد آباد واپس آگئے۔

(۱۵) سوامی جی کا دوسری مرتبہ بمبئی جانا اور سب سے پہلی آریہ سماج قائم کرنا

آریہ سماج قائم کرنے میں سوامی جی کا مقصد

۱۱۹۔ آخر جنوری ۱۸۷۵ء میں سوامی جی دوبارہ بمبئی واپس آئے اور اسی سال اپریل کے مہینہ میں سب سے پہلی آریہ سماج بمبئی میں قائم کی اگلے باب میں مفصل بیان کیا جائیگا کہ مرہٹہ قوم کے سیاسی لیڈروں کے ساتھ میل جول رکھنے سے سوامی جی سیاسی آدمی کیسے بن گئے؟ اور اُنہوں نے اپنا سیاسی مقصد پورا کرنے کے لیے آریہ سماج کو کس طرح اپنا وسیلہ بنایا؟ اور یہ بھی دکھایا جائیگا کہ ہندوستانیوں کو متحد کر کے ایک قوم بنانے اور دنیا میں آزادی اور امن وامان قائم کرنے کے بارہ میں اس سیاسی جماعت کے خیالات کیا ہیں؟

[دیکھو دفعات ۱۶۳ - ۲۴۳]

دوسری فصل

(۱) سوامی جی کے کان پور والے اعلان میں ایک نمایاں تحریف

سوامی جی اول اول اکیس شاستروں کو الہامی مانتے تھے

۱۲۰۔ اس باب کی پہلی فصل میں بیان ہو چکا ہے کہ

سنہ ۱۸۶۹ء میں جبکہ سوامی جی کانپور پہنچے تو انہوں نے ایک مطبوعہ نوٹس یا اعلان بزبان سنسکرت شائع کیا جس میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا تھا کہ اکیس[۲۱] شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں۔ ان شاستروں میں چاروں ویدوں کے علاوہ اپ نشدیں، منوسمرتی، مہابھارت، شاریرک سوترا اور کاتیائن سوتر وغیرہ بھی شامل ہیں، جن کی فہرست آگے درج کی جائیگی، مگر ایک مدت کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ اتنی بہت کتابوں کو "ایشور کرت" مان کر ہندو پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ کرنے میں بڑی بڑی مشکلیں پیش آتی ہیں، اور یہ بھی خیال کیا کہ ویدک دھرم پرچار کے نام سے اپنے مقصد کا جاری رکھنا مناسب اور ضروری ہے، تو اسی وقت یہ اعلان جاری کردیا کہ چاروں وید ہی ایشور کا الہام ہیں، پھر یہ عقیدہ بھی بدل گیا، اور اس کی جگہ یہ رائے قرار پائی کہ ویدوں سے مراد ویدوں کا وہی حصہ ہے جس کو منتر بھاگ کہتے ہیں، یعنی صرف منتروں کا مجموعہ وید ہے اور براہمن بھاگ [یعنی ویدوں کی تفسیریں] وید نہیں ہیں[۵۱]، حالانکہ سناتن دھرمی ہندو ان تفسیروں کو بھی مثل ویدوں کے الہامی اور ویدوں ہی کا ایک جزو سمجھتے ہیں، ستیارتھ پرکاش [طبع اول] کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ۱۸۷۵ء تک سوامی جی کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ براہمن بھاگ بھی شرتی یعنی مثل منتر بھاگ کے الہامی کلام ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا پہلا اڈیشن ص ۳۰۲-۳۰۳]

آریہ سماجیوں کی بے چینی

۱۲۱- معلوم ہوتا ہے کہ جب معترضین نے یہ اعتراض اٹھایا کہ "سوامی جی تو اپنے گرو ورجانند سے چاروں ویدوں کا سچا گیان حاصل کر چکے تھے اب چاروں ویدوں کے علاوہ اور سترہ کتابوں یعنی اکیس[۲۱] شاستروں کو ایشور کا بنایا ہوا "پرمیشور رچتانی" [परमेश्वर रचितानि] کیوں مانتے ہیں؟" تو اس اعتراض سے آریہ سماجیوں کو بہت پریشانی ہوئی، اور اس سے رہائی پانے کی کوئی صورت اُن کو نظر نہ آئی، یہ پریشانی اُس وقت اور بھی بڑھ گئی جبکہ

۵۱ دیکھو اردو ترجمہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا [تمہید تفسیر وید] مصنفہ سوامی دیانند و مترجمہ لالہ نہال سنگھ صاحب باب اصطلاح وید ص ۵۵ مطبوعہ میرٹھ سنہ ۱۸۹۰ء

سوامی جی کے اعلان کی نقل مطابق اصل، اُردو ترجمہ کے ساتھ ایک رسالہ میں چھاپ دی گئی جس کا نام "پنڈت دیانند اور اُن کا نیا پنتھ" ہے۔ اس رسالہ کو دیوسماج نے ۱۸۹۰ء میں چھپوا کر شائع کر دیا تھا، یہ ایسی مصیبت تھی جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی تھی۔

سوامی جی کے اعلان میں تحریف

۱۲۲۔ کامل سات سال تک غور و فکر کے بعد ہوشیار آریہ سماجیوں کو اس مصیبت سے چھوٹنے کی تدبیر سوجھ گئی، یعنی سوامی جی کے اعلان میں تحریف کی گئی، اور جب اس کی نقل سوامی جی کے "جیون چرتر" یعنی سوانح عمری میں چھاپی گئی تو اُسی تحریف شدہ صورت میں درج کی گئی۔

(۲) ایک دیوسماجی اخبار نے اس تحریف کی حقیقت کھول دی

اخبار جیون تتو کا ایک طولانی انتخاب

۱۲۳۔ لاہور کے ایک اُردو اخبار "جیون تتو" میں سوامی جی کی سوانح عمری کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین چھپا تھا، اور اخبار مذکور کے ۲۸ فروری ۱۹۱۰ء کے پرچہ میں اس تحریف کی حقیقت پورے طور پر ظاہر کی گئی تھی، یہاں اُس کا مطلب کسی قدر تشریح کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"گنگا کے کناروں پر گھومتے گھومتے جولائی ۱۸۶۹ء میں سوامی جی کان پور پہنچے، اور ایک مطبوعہ اعلان بزبان سنسکرت شائع کیا، جس میں اُنہوں نے اپنا دہی عقیدہ ظاہر کیا جو اُس وقت تھا، وہ یہ کہ اکیس شاستر یعنی مقدس کتابیں ایشور کی بنائی ہوئی اور باقی کتابیں انسانوں کی بنائی ہوئی ہیں، جن شاستروں کو اُنہوں نے ایشور کرت ظاہر کیا تھا اُن کے نام یہ ہیں (۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھر وید (۵) آیور وید (۶) دھنر وید (۷) گندھرو وید (۸) ارتھ وید (۹) شکشا وید (۱۰) کلپ (۱۱) ویاکرن (گرامر) (۱۲) نرکت (۱۳) چھند (۱۴) جوتش (۱۵) بارہ اُپنشدیں[1] (۱۶) شاریرک سوتر (۱۷) کاتیائن آدی سوتر،

[1] چونکہ بارہ اُپنشدیں بارہ مختلف کتابیں ہیں، اس لیے "ایشور کرت" کتابوں کی کل تعداد خود سوامی جی کی تحریر کے موافق بجائے ۲۱ کے ۳۲ ہو جاتی ہے۔

(۱۸) یوگ بھاشیہ (۱۹) واکو واک (۲۰) منوسمرتی (۲۱) مہابھارت۔
اِن اکیسؔ شاستروں کے نام درج کرنے اور آٹھ گپوں یعنی جھوٹی باتوں کا ذکر کرنے کے بعد سوامی جی آٹھ سچائیوں کا ذکر شروع کرتے ہیں، اور پہلی سچائی کو ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں:۔

"رگوید آدی نیک وِشنتی شاستراݨی پرمیشور رچِتانی پرتھم سَتیم۔"	"ऋग्वेदादी न्येक विंशति शास्त्राणि परमेश्वर रचितानि प्रथम सत्यम्"

ترجمہ:۔ "رگوید وغیرہ اکیسؔ شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں (یہ) پہلی سچائی ہے۔"

اِس وقت سوامی جی کی عمر تقریباً پینتالیسؔ سال کی تھی، اور اُن کو اپنے گرو سے ویدوں کا سچا علم حاصل کیے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے تھے، مگر باوجود اِس کے انہوں نے نہ صرف چاروں ویدوں کو الہامی بتایا، بلکہ یہ بھی دعویٰ کیا کہ کاتیاین رشی کے سوتر۔ منوسمرتی، مہابھارت، جوتش (علمِ نجوم) اور ویاکرن [سنسکرت گرامر] وغیرہ یہ سب کتابیں بھی ایشور کی بنائی ہوئی ہیں! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی اُس زمانے میں اِن عقائد کو صرف زبانی تسلیم کرتے تھے ....

چند سال کے بعد اُن کے گہرے تعلقات ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گئے جو ایسے غلط عقائد کو چھوڑ بیٹھے تھے، اور دولت، ناموری، شہرت، راج [سلطنت] اور معاشرت کی لذتوں کو اپنی زندگی کا مقصدِ اعلیٰ سمجھ کر یہ چاہتے تھے کہ غیر اقوام اور غیر مذاہب کے برخلاف نفرت پھیلائیں، اور اس پالیسی کی بدولت ہندوؤں کے مُروّجہ مذہبی عقائد سے فائدہ اُٹھائیں، اور سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لیے ایک جتھا بنائیں؛ اب سوامی جی نے اُن خیالات کو چھوڑ کر یہ ظاہر کیا کہ صرف چار وید ہی ایشور کرت ہیں اِس سے اُن کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مذہب کی ظاہری صورت کو قائم رکھ کر اپنے سیاسی مقاصد حاصل کریں، مگر سوامی جی کے بعض چیلے جو اُنکی حکمت عملی پر

فریفتہ تھے، یہ دیکھ کر کہ دیو سماجیوں نے کان پور والے اعلان کی نقل مطابق اصل چھاپکر شائع کر دی ہے، اِس واقعہ سے انکار تو نہ کر سکے، اور نہ اُن کو یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ سوامی جی نے کوئی ایسا اعلان جاری نہیں کیا تھا، مگر سوامی جی کی اُس سنسکرت عبارت میں جو اُوپر درج کی گئی ہے، تحریف کر دی گئی، یہ کوئی عجیب بات نہیں، کیا آریہ سماج کے ایک سب سے بڑے عہدہ دار نے کُھلم کُھلا اِس بات کا اِعلان نہیں کیا تھا کہ میں آریہ سماج کے فائدے کے لیے جھوٹ بولنے اور چوری کرنے کے لیے بھی آمادہ ہوں [دیکھو دفعہ ۱۴۹] سوامی جی کی ایک ضخیم سوانح عُمری پنڈت لیکھرام صاحب [مشہور آریہ اُپدیشک] اور لالہ آتما رام صاحب [سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب] نے مرتب کی تھی اور وہ اُسی سبھا کے حکم سے شائع ہوئی تھی، اِس سوانح عمری میں اعلانِ مذکور کو درج کرتے وقت مؤلفین نے صرف ایک لفظ [رشی] بڑھا کر مطلب کو بالکل بدل دیا تحریف شدہ جملہ حسبِ ذیل ہے:-

"رِگوید آدی نیک وِشنتی شاستراَنی پرمیشور رِشی رَچِتانی پرَتھم سَتیَم"	"ऋग्वेदादी न्येक विंशति शास्त्राणि परमेश्वरर्षि रचितानि प्रथम सत्यम्"

اُردو ترجمہ:- "رگوید آدی اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور اور رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں، یہ پہلا ست ہے۔" [دیکھو سوانح عمری مذکور حصہ دوم باب پنجم ص ۵۹۸]

اِس مقام پر اُن صاحبوں نے لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رشی" بڑھا دیا ہے اور اِس تحریف سے یہ مطلب نکالنا چاہا ہے کہ "رگوید وغیرہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور اور رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں" [دیکھو حوالہ سابقہ ص ۶۰۰]

[اصلی اعلان میں لفظ رشی ہرگز موجود نہیں ہے، وہاں تو یہ بیان ہے کہ اکیس[۲۱] کتابیں جن کے نام اُوپر درج کئے گئے سب کی سب ایشور کی بنائی ہوئی ہیں]

کیا یہ نمایاں تحریف نہیں ہے؟

مگر جو لوگ مصلحت پسندی اور "حکمت عملی" کے دلدادہ ہیں، اُن سے اس کے سوا اور کیا توقع ہو سکتی تھی ؟

[دیکھو اخبار جیون تتو، مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۱۰ء]

تحریف کا ایک قوی ثبوت

۱۲۴ - اس بات کی معتبر شہادت موجود ہے کہ سوامی جی نے واقعی اکیس[۲۱] شاستروں کو ایشور کرت ظاہر کیا تھا، اور یہ شہادت اخبار شعلۂ طور کانپور سے حاصل ہوئی ہے، جس کی ایک عبارت باوا چھجو سنگھ صاحب کی مرتبہ سوانح عمری میں ضمناً نقل ہوئی ہے، اس اخبار میں اُس مباحثہ کا ذکر ہے جو ۳۱ر جولائی ۱۸۶۹ء کو یعنی اعلانِ مذکور کی اشاعت سے چند روز بعد سوامی جی اور ایک سنیاسی پنڈت ہلدر اوجھا صاحب کے درمیان ہوا تھا، اخبار مذکور کا مضمون یہ ہے :-

"سوامی جی کی تعلیم کا حال سُنکر شہر کے رئیس و ودوان پنڈت بھی اُن کے پاس گئے اور مورتی پوجا کی تائید میں شاستروں کے حوالے سے ہر قسم کے ثبوت پیش کیے، اس پر سوامی جی نے بیان کیا کہ صرف اکیس[۲۱] شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں، اور باقی کتابیں فضول بکواس کے سوا کچھ نہیں اور ماننے کے لائق نہیں ہیں۔"

[دیکھو باوا چھجو سنگھ کی مرتبہ انگریزی سوانح عمری صہ ۱۴۳]

آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اس تحریف کی ذمہ دار ہے

۱۲۵ - یہ ایک ہمعصر اخبار کی شہادت ہے جو اُسی شعلۂ طور پریس سے نکلتا تھا جس میں سوامی جی کا اعلان چھپا تھا، اس شہادت سے اعلانِ مذکور کے اصلی الفاظ کی جو اخبار جیون تتو میں نقل کیے گئے ہیں [دیکھو دفعہ ۱۲۳] پوری تائید ہوتی ہے، مگر ہم راستی کے ثبوت کو مکمل کرنے کی غرض سے ناظرین کو اُس اعلان کی عبارت کی طرف توجہ دلاتے ہیں

جس کی نقل مع ترجمہ اِس کتاب میں درج کی گئی ہے، جس میں صرف ایک لفظ بڑھا کر سوامی جی کے مطلب کو پلٹ دینے کی کوشش کی گئی ہے! یہ **تحریف** اِس وجہ سے اور بھی زیادہ قابلِ افسوس ہے کہ وہ سوامی جی کی ایسی معتبر سوانح عمری میں درج کیگئی ہے جو آریوں کی نمائندہ جماعت یعنی **آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب** کے حکم سے شائع ہوئی ہے، اور جس پر اُس جماعت کی مُہر تصدیق بالواسطہ ثبت ہو چکی ہے۔

دو قابلِ غور باتیں

۱۲۶ - اِس بارہ میں ناظرین کو یہ دو باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں

(۱) سوامی جی کے **اصلی سنسکرت اعلان** میں جس کی مطبوعہ نقل ضمیمہ کتاب میں، اور اُردو ترجمہ دفعہ ۱۲۸ میں درج کیا گیا ہے، سنسکرت کی کئی غلطیاں موجود ہیں، اور جب پنڈت ہلدر ادجھا صاحب نے کان پور میں سوامی جی کے ساتھ مباحثہ کیا تھا اُسی وقت اُنہوں نے سب لوگوں کے سامنے یہ بات کہدی تھی، یہ مباحثہ اِس اعلان کے شائع ہونے سے چند روز بعد ہوا تھا [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۱۴۱]

(۲) ناظرین کو خاص طور پر توجہ دلانے کے لیے اعلانِ مذکور کا اصلی جملہ جس میں آریہ سماجیوں نے تحریف کی ہے مطبوعہ نقل میں **بخطِ جلی** چھاپا گیا ہے +

(۳) کان پور والے اعلان کی نقل مطابق اصل اور اُس کا اُردو ترجمہ

اعلان کی اصل عبارت

۱۲۷ - سوامی جی نے جو اعلان بمقام کانپور بزبانِ سنسکرت شائع کیا تھا، اور جس میں یہ لکھا تھا کہ اکیس ۲۱ شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں، اُس کی نقل مطابق اصل اِس کتاب کے آخر میں **بطور ضمیمہ** درج کی گئی ہے، ناظرین اُس ضمیمہ کو ملاحظہ کریں۔

اعلان کا اُردو ترجمہ

۱۲۸ - اعلان مذکور کا اُردو ترجمہ سوامی جی کی اُس سوانح عمری سے جس کو پنڈت لیکھرام اور لالہ آتمارام نے مرتب کیا ہے نقل کرکے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"کلیان ہو، رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھر وید، ان چاروں ویدوں میں کرم اُپاسنا گیان کانڈ کا نچے ہے، سندھیا اُپاسنا سے لے کر اشومیدھ تک کرم کانڈ جاننا چاہیئے، یم کے آدسے سمادھی تک اُپاسنا کانڈ جانیں، نش کرم سے لے کر پرم برہم کے ساکھشیات کار (معرفت کامل) تک گیان کانڈ سمجھیں، پانچواں آیورویدہے اُس میں چکتسا ودیا (علم حکمت و سرجری) ہے جس کے دو گرنتھ[ف] ست جانو، چھٹا دھنر وید اس میں شستر استر ودیا (علم اسلحہ و جنگ) ساتواں گندھرب وید اُس میں علم موسیقی ہے، آٹھواں ارتھ وید اُس میں کاریگری شلپ ودیا کلا کوشل اور عمارت بنانے کا علم ہے، یہ چاروں ویدوں کے سلسلہ وار چار اُپ وید ہیں، نواں شکھشا جس میں ورن اچارن کی ترکیب ہے، دسواں کلپ اُس میں وید منتروں کے انوشٹھان کی ودھی ہے، گیارھواں دیاکرن اُس میں شبد ارتھ اور اُن کے باہمی سمبندھ کا نچے ہے، اُس کے مستند گرنتھ اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ دو ہیں دونوں کو ست جاننا چاہیئے بارھواں نروکت اس میں وید منتروں کی نرو کتی ہے، تیرھواں چھند اس میں گاتیری آدی چھندوں کے لکھشن ہیں، چودھواں جیوتش اس میں ماضی، حال، مستقبل کا گیان ہے اُس میں صرف ایک ہی گرنتھ بھرگو سنگتا ست جاننی چاہیئے، یہ چھ وید انگ ہیں، یہی چودہ ودیا ہیں، پندرھواں اُپ نشد یعنی ایش، کین، کٹھ، پرشن، منڈک، مانڈوکیہ تیتری، ایتری، چھاندوگیہ، برھد، ارنیکیہ، شویتا شوتر، کیولیہ، یہ بارہ اُپ نشدیں ہیں، ان میں برہم ودیا ہے، سولھواں

[ف] ان کتابوں کے نام "چرک" اور "سشرت" ہیں جو ویدک یعنی علم طب کی کتابیں ہیں۔

شاریرک سوتر اس میں اپ نشدوں کی تشریح ہے، ستارھواں کاتیائن آدی سوتر ان میں جنم سے لے کر شمشان تک سنسکاروں کی ویاکھیا ہے اٹھارھواں یوگ بھاشیہ اس میں اُپاسنا اور گیان کے سادھن ہیں، اُنیسواں واکو واک اس ایک گرنتھ میں ویدوں کے انوکول دلیل کرنے کی بدھی ہے، بیسواں منوسمرتی اس میں ورن آشرم دھرموں کے ویاکھیان ہیں اور ورن شنکروں کے بھی، اکیسواں مہابھارت اس میں اچھے لوگوں اور دشٹ جنوں کے لکشن ہیں۔

ان اکیس۲۱ شاستروں کو ست جانو، مگر ان اکیس شاستروں میں بھی ویاکرن اور وید اور شششٹ آچار کے خلاف جو بچن ہو وہ ان میں بھی است ہے ان اکیس شاستروں سے جو علاوہ گرنتھ ہیں اُن سب کو گپا شٹ جانو، گپ کہتے ہیں جھوٹھی گفتگو کو، اور پھر جس میں آٹھ گپ ہوں اُسکو بُدھی مان گپا اشٹک کہتے ہیں، اور جس میں آٹھ سینہ ہوں اُس کو ست آشٹک کہتے ہیں، اب آٹھ گپ کون سی ہیں۔

اوّل - شُنش کے بنائے ہوئے سب برھم ویورت سے لیکر پوران آدک گرنتھ یہ پہلی گپ ہے۔

دوم - پتھروں وغیرہ کی پوجا کرنا دیوتا کی بُدھی (بھاونا) رکھ کر کے یہ دوسری گپ ہے

سوم - شیو، شاکتک، ویشنو، گانپت آدی سمپروائے یہ تیسری گپ ہے۔

چہارم - تنتر گرنتھوں میں کہا ہوا بام مارگ مذہب چوتھی گپ ہے

پنجم - بھانگ سے لے کر باقی نشوں کا استعمال کرنا یہ پانچویں گپ ہے

ششم - پراستری گمن کرنا، یہ چھٹویں گپ ہے۔

ہفتم - چوری کرنا، یہ ساتویں گپ ہے۔

ہفتم۔ چھل، ایمان، دروغ گوئی، یہ آٹھویں گپ ہے۔
یہ آٹھ جو گپیں ہیں اُن کو چھوڑ دینا چاہیئے۔
اب آٹھ ست کون ہیں وہ کہتے ہیں:۔
اوّل۔ رگ وید آدی اکیس شاستر پرمیشور[۱] کے بنائے ہوئے ہیں، یہ پہلا ست ہے۔
دوم۔ برہم چرج آشرم سے گورو کی سیوا اپنے دھرم کے انوشٹھان کے مطابق ویدوں کا پڑھنا دوسرا ست ہے،
سوم۔ ویدوکت ورن آشرم کے مطابق اپنے اپنے دھرم سندھیا بندھنا، اگنی ھوتر کا انوشٹھان تیسرا ست ہے۔
چہارم۔ شاستر کے مطابق اپنی استری سے سمبندہ کرنا اور پنچ مہایگوں کا انوشٹھان، رتو کال میں اپنی استری سے صحبت کرنا، شرتی اور سمرتی کے مطابق چال چلن رکھنا یہ چوتھا ست ہے۔
پنجم۔ دم، تپ اشچرن، یم آدی سے لے کر سمادھی تک اُپاسنا اور ست سنگ پوربک بان پرست آشرم کا انوشٹھان کرنا پانچواں ست ہے۔
ششم۔ وچار، ببیک، ویراگ، پراودیا کا ابھیاس اور سنیاس اگرہن کر کے سب کرموں کے پھل کی خواہش نہ کرنا یہ چھٹا ست ہے
ہفتم۔ گیان اور وگیان سے تمام ازتھ سے اُتپن ہونے والے مرن جنم، ہرش، شوک، کام، کرودھ، لوبھ، موہ، سنگ دوش کے تیاگنے کا انوشٹھان ساتواں ست ہے۔
ہشتم۔ اِدیا، اَسمتا، راگ، دویش، ابھی نویش، تم، رج

۱؎ یہی وہ جملہ ہے جس میں تحریف ہوئی ہے، یعنی لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رِشی" بڑھایا گیا ہے، مگر یہاں اصلی اعلان کے مطابق اس جملہ کا صحیح ترجمہ لکھا گیا ہے اور سوامی جی کے جیون چرتر سے غلط ترجمہ نقل نہیں کیا گیا

ست سب کلشیوں کی نورتی، پنچ مہابھوتوں سے اتیت ہوکر موکھش سروپ اور آنند کو پراپت ہونا آٹھواں ست ہے۔

یہ آٹھوں ست گرہن کرنے چاہئیں، فقط، دیانند سرسوتی نے یہ پتر رچا، یہ بھی سجنوں کو جاننا چاہیئے "

"مطبع شعلہ طور میں چھپا"

[دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ دوم، باب پنجم، فصل اول ص ۵۹۹-۶۰۱]

تیسری فصل

ایک غلط کہانی کی تردید جو اعلانِ مذکور کی تحریف کو چھپانے یا صحیح قرار دینے کے لیے بنائی گئی ہے

(۱) سوامی جی کی سوانح عمری میں اِس کہانی کا درج کیا جانا

ایک کہانی پنڈت ہردے نارائن کی زبانی

۱۲۹ - سوامی جی کے اعلان میں جو سخت تحریف ہوئی ہے اُس کا ذکر پہلے آچکا ہے [دیکھو اسی باب کی دوسری فصل] اس تحریف کو صحیح قرار دینے کے لیے ایک کہانی سوامی جی کی اُس سوانح عمری میں درج کی گئی ہے، جس کو پنڈت لیکھرام صاحب اور لالہ آتمارام صاحب نے مرتب کیا تھا اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنے حکم سے سوامی جی کے انتقال سے تقریباً چودہ[۱۴] سال بعد شائع کیا تھا۔

کہانی کے اصلی الفاظ

۱۳۰ - اِس کہانی کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

پنڈت ہردے نارائن صاحب وکیل نے بیان کیا کہ ایک اشتہار سوامی جی کے حکم سے میں نے مُستند پُستکوں کا سنسکرت میں چھپوایا تھا، یہ خود سنسکرت میں سوامی جی نے لکھ کر دیا تھا، جب چھپ کر آیا تو اُس کی مطبوعہ غلطیوں کو سوامی جی نے خود شودھا تھا، اور فرمایا کہ دیکھو مورکھ نے چھاپنے میں کتنی غلطی کر دی، ایک کاپی سوامی جی کی شودھی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے، باقی اُس وقت تقسیم کر دی تھیں جو آپ کو دیتا ہوں۔"

[دیکھو سوانح عمری مذکور حصہ دوم، باب پنجم فصل اول ص ۵۹۷]

(۲) اِس کہانی کی جانچ پڑتال

اِس کہانی کے غلط ہونے کی آٹھ دلیلیں

۱۳۱- یہ کہانی کہ "سوامی جی نے مطبوعہ اعلان کی غلطیوں کو صحیح کر دیا تھا" غلط معلوم ہوتی ہے، جس کے دلائل نیچے درج کیے جاتے ہیں:-

پہلی دلیل جس شخص نے سوانح عمری میں یہ نوٹ دیا ہے اُس نے سوامی جی کی کسی تحریر کی ایک سطر بھی نقل نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اُنہوں نے مطبوعہ اعلان میں غلطیوں کا رہ جانا تسلیم کیا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اُس اعلان کی تردید یا نام نہاد تصحیح سوامی جی کی زندگی میں کبھی شائع نہیں ہوئی، اگرچہ وہ اُس کے بعد چودہ[۱۴] سال تک زندہ رہے، لہذا اِس قصّہ کی تصدیق کے لیے ایک بڑے آدمی یعنی خود مُصنّف کی شہادت مفقود ہے۔

دوسری دلیل **۱۳۲**- پنڈت ہردے نارائن صاحب وکیل کو پنجاب میں کوئی نہیں جانتا، اور یہ کہانی اُن کے کسی مُستند یا تحریری بیان پر مبنی نہیں، بلکہ اُس کی بنیاد اُس گفتگو پر ہے جس کا اُن کے اور پنڈت لیکھرام صاحب کے درمیان واقع ہونا بیان کیا جاتا ہے، اور جب ماسٹر آتمارام صاحب نے سوامی جی

کے جیون چرتر کو جسمیں یہ قصہ درج ہے شائع کیا، اُس وقت پنڈت لیکھرام صاحب کا انتقال ہو چکا تھا۔ جیسا کہ جیون چرتر کے دیباچہ میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ کتاب ابھی زیر طبع ہی تھی کہ پنڈت لیکھرام صاحب کا انتقال ہو گیا، اور اِسی وجہ سے پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اس کے چھپوانے کا کام ماسٹر آتمارام صاحب کے سپرد کر دیا[۹۱]۔ اگر آریہ صاحبوں کو کوئی تحریری ثبوت مل جاتا تو وہ اِس کہانی کی بُنیاد سُنی سُنائی گفتگو پر قائم نہ کرتے اور جن دو شخصوں کے درمیان گفتگو کا ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن میں سے ایک تو غیر معروف ہے یعنی پنڈت ہردے نارائن، اور دوسرے شخص یعنی پنڈت لیکھرام کا اُس وقت انتقال ہو چکا تھا جبکہ سوامی جی کی سوانح عمری لکھی جا رہی تھی، المختصر اِس کہانی کا کوئی تحریری ثبوت موجود نہیں ہے۔

تیسری دلیل

۱۲۳۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے بھی پنڈت ہردے نارائن صاحب کے اصل الفاظ نقل نہیں کیے، اور نہ کوئی ایسا نشان لگایا جس سے معلوم ہوتا کہ یہ اُن کے الفاظ ہیں، بلکہ اِس نام نہاد گفتگو کو جو اُن کے اور پنڈت ہردے نارائن صاحب کے درمیان واقع ہوئی، گول مول کر کے اپنے لفظوں میں بیان کر دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ کہانی اور بھی مشتبہ ہو جاتی ہے۔

چوتھی دلیل اور اُسکے متعلق دو خیال

۱۲۴۔ اِس کہانی کی جانچ پڑتال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی عبارت مشکوک اور مبہم ہے، جس سے اُس کے صحیح ہونے کے متعلق اور بھی شبہات پیدا ہوتے ہیں، مثلاً اُس میں یہ بیان ہے کہ اُس کی مطبوعہ غلطیوں کو سوامی جی نے خود شودھا تھا۔ اگر اِس بیان کو جو بالکل ناقابلِ قیاس ہے، تسلیم کر لیا جائے تو اِس کے متعلق دو خیال ہو سکتے ہیں (۱) آیا سوامی جی نے اُس مطبوعہ اعلان کو عام طور پر

[۹۱] دیکھو سوامی جی کے جیون چرتر کا دیباچہ صفحہ ۳، یہ دیباچہ لالہ منشی رام صاحب وکیل کا لکھا ہوا ہے جو لبعد میں سنیاسی بن کر سوامی شردھانند کے نام سے مشہور ہوئے۔

تقسیم کرنے سے پہلے اُس کی کل کاپیوں کو صحیح کیا تھا ؟ (ب) یا صرف چند کاپیوں کو ؟

دوسرا خیال قرینِ قیاس نہیں ہے

۱۳۵ - یہ خیال کہ اُنہوں نے صرف چند ہی کاپیوں کو درست کیا تھا" صحیح نہیں ہوسکتا ، اور سوامی دیانند جیسے عقلمند انسان سے یہ بات بالکل بعید تھی کہ اپنے اعلان کی سینکڑوں ہزاروں غلط کاپیوں کو بغیر صحیح کیے خاموشی کے ساتھ تقسیم کرادیں ، اور اپنے اصول وعقائد کے متعلق لوگوں میں غلط خیالات پیدا کردیں ، کیونکہ اعلان صاف صاف بتا رہا ہے کہ سوامی جی اکیس[۲۱] شاستروں کو ایشور کا کلام یقین کرتے ہیں ، مگر سوامی جی کے آریہ مؤرخوں نے جو کہانی درج کی ہے اُس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اُن کا یہ اعتقاد ہی نہ تھا ، اس کے سِوا وہ اعلان سنسکرت میں تھا اور خود سوامی جی کا بنایا ہوا تھا ، اور وہ یہ عذر پیش نہیں کرسکتے تھے کہ میں اس کی عبارت نہیں سمجھ سکتا ، لہٰذا یہ بات قیاس میں نہیں آسکتی کہ سوامی جی نے اعلان کی بہت سی کاپیاں صحیح کیے بغیر تقسیم کرادی ہوں -

پہلے خیال پر بحث

۱۳۶ - اب ہم پہلے خیال کی جانچ پڑتال کرتے ہیں کہ اعلان کی کُل کاپیاں صحیح کرنے کے بعد تقسیم کی گئیں ، اور جو کاپیاں "سوامی جی کی شودھی ہوئی" یعنی صحیح کی ہوئی تھیں ، اُن میں سے ایک کاپی پنڈت ہر دے نارائن صاحب نے اِس واقعہ کے اٹھائیس[۲۸] سال بعد پنڈت لیکھرام صاحب کے حوالے کردی تھی -

اِس خیال کے ناقابلِ تسلیم ہونے کے دو وجوہ

پہلی وجہ

۱۳۷ - یہ بات بھی صریحاً غلط ہے ، کیونکہ اگر ایسا ہوتا کہ اعلان کی کُل کاپیاں پہلے صحیح کی جاتیں ، اور اِس کے بعد تقسیم کی جاتیں تو ایک صحیح شدہ کاپی مقامی اخبار یعنی "شعلۂ طور" کے اڈیٹر کو ضرور بھیجی جاتی ، یہ وہی اخبار ہے جس کے ۲۷ جولائی ۱۸۶۹ء کے پرچہ میں سوامی جی کے کانپور پہنچنے کے بعد اُن کی بہت تعریف کی گئی تھی ، اور یہ لکھا گیا تھا کہ وہ "سچے گرو" اور "لاثانی فاضل" ہیں وغیرہ وغیرہ [دیکھو سوامی جی کی سوانحعمری مرتبہ

باوا چھجو سنگھ ص۱۳۵] اعلان کی اشاعت کے ایک ہفتہ بعد اُسی اخبار کے ۳ اگست ۱۸۶۹ء کے پرچہ میں یہ لکھا گیا تھا کہ "فاضل پنڈتوں" اور "رؤسائے شہر" کے جواب میں سوامی جی نے زبانی بیان کیا کہ :-

"صرف اکیس شاستر ہی ایشور کے بنائے ہوئے ہیں، اور باقی کتابیں محض بیہودہ گپ ہیں اور ماننے کے لائق نہیں" [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص۱۴۳]

سوامی جی کے جیون چرتر میں اِس مطلب کو اِن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے :-

"تس پر سرستی جی نے بیان کیا کہ اکیس شاستر ایشر کے بنائے ہوئے ہیں اور باقی سب گپ ہیں، قابلِ عملدر آمد نہیں۔

[سوامی جی کا جیون چرتر، حصہ دوم، باب پنجم، فصل اول ص۶۰۴]

اِس عبارت کے متعلق جیون چرتر کے مؤلف نے حسبِ ذیل فٹ نوٹ دیا ہے :-

یہ ایک مغالطہ ہے جو سنسکرت اشتہار میں لفظ "پرمیشور" کے آگے "رشی" परमेश्वरर्षि کے نہ چھپنے سے ہوا ہے، اُنہوں نے اصل شُدہ کی ہوئی کاپی کو نہیں پڑھا، غلطی سے مغالطہ کھایا اور لکھ مارا، حالانکہ سوامی جی نے اُسی وقت مشورہ دیا تھا[۵۱] (المؤلف) [حوالہ سابقہ حاشیہ ص۶۰۴]

---

۵۱ اگر سوامی جی "شعلہ طور" کے اڈیٹر کو ایسا مشورہ دیتے اور وہ سوامی جی کے مشورہ کے برخلاف ایک غلط بیان کو درجِ اخبار کر کے خواہ مخواہ سوامی جی کی طرف منسوب کر دیتا تو اُن کا فرض تھا کہ فوراً اِس بات کا اعلان کرتے اور اُسی اخبار میں اور دیگر اخبارات میں نوٹس چھپواتے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں کہا کہ اکیس شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں، میرا یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ کبھی پہلے تھا" اپنے اصول و عقائد کے معاملہ میں اِس طرح خاموش ہو کر بیٹھ رہنا اور لوگوں کے دلوں میں غلط خیالات بٹھا دینا سوامی دیانند جیسے دانشمند آدمی کا کام نہیں ہو سکتا تھا، لہذا مولف کا یہ نوٹ ایک خیال ہی خیال ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

المختصر، خود سوامی جی کے بیان سے جس کو باوا چھجو سنگھ صاحب اور مولف جیون چرتر
نے نقل کیا ہے، صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی اکیس شاستروں کو ایشور کا بنایا ہوا مانتے تھے
اور مولف موصوف کا حاشیہ بالکل بے اصل اور بے ثبوت ہے، اور یہ کہانی کہ نوٹس کی
چھپی ہوئی کاپیاں پہلے سوامی جی کے پاس آئیں اور صحیح کرنے کے بعد تقسیم کی گئیں غلط ہے

دوسری وجہ

۱۳۸ - شعلہ طور کانپور کا مقامی اخبار تھا، جس نے سوامی جی کی
آمد اور اُن کے مباحثہ کی کیفیت شائع کی تھی، تعجب ہے کہ اِس اخبار کے اڈیٹر کو بھی
اعلان کی صحیح شدہ کاپی نہیں ملی! بلکہ وہی چھپا ہوا اصلی اعلان ملا، حالانکہ اخبار کے
دفتر میں اُس کاپی کا بھیجا جانا ضروری تھا، اُسی زمانہ میں ایک اور ہندو بزرگ بھی اتفاق
سے کانپور گئے تھے، اُن کو بھی وہی اصلی مطبوعہ اعلان ملا تھا جس کی نقل مطابق اصل
اِس کتاب کے ضمیمہ میں درج ہے، اور جس میں کسی تصحیح یا ترمیم کا کوئی نشان نہیں ہے
اِس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ کہانی کہ سوامی جی نے خود اعلان کو صحیح کیا تھا، اور اُسکی
صحیح شدہ کاپیاں ہی اُس وقت تقسیم کی گئیں غلط ہے اور بہت مدت کے بعد بنائی گئی ہے۔

پانچویں دلیل

۱۳۹ - اگر یہ کہا جائے کہ سوامی جی نے صرف ایک کاپی صحیح
کی تھی اور باقی کاپیوں کو صحیح کیے بغیر ہی تقسیم کرا دیا تھا، تو یہ بات بھی قرینِ قیاس نہیں
ہے، کیونکہ صرف ایک شخص کو صحیح کی ہوئی کاپی دیدینے سے کوئی مطلب نہیں نکلتا، جبکہ
سینکڑوں ہزاروں غلط کاپیاں عام طور پر تقسیم کردی جائیں اور لوگ اُن کو پڑھ پڑھ کر
گمراہ ہوجائیں! اِس کے علاوہ اگر واقعی پنڈت ہردے نارائن صاحب کو صحیح شدہ کاپی
اِسی غرض سے دی گئی تھی کہ لوگوں کو جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے اُس کو دُور کیا جائے تو
اُنھوں نے اُس صحیح شدہ اعلان کو اُسی وقت یا کسی دوسرے وقت چھپوا کر کیوں نہ شائع
کیا؟ جہاں تک ہم کو معلوم ہے سوامی جی کی کسی مستند سوانح عمری میں کہیں یہ ذکر نہیں
ہے کہ پنڈت ہردے نارائن صاحب نے کبھی کوئی ایسا نوٹس چھپوا کر شائع کیا ہو جس میں

مطبوعہ اعلان کی غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہو، یا کم از کم اتنا ہی بتایا گیا ہو کہ اُس اعلان میں لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رشی" چھپنے سے رہ گیا تھا!

چھٹی دلیل ۱۴۰۔ اگر اِس تحریف شدہ جملہ پر نظر ڈالیں جس میں لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رشی" بڑھایا گیا ہے تو اُس کے کچھ معنی نہیں بنتے کیونکہ اُس صورت میں جملہ کا ترجمہ یہ ہوگا:-

"رگوید وغیرہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور اور رشیوں کے بنائے ہوئے ہیں، یہ پھلاسست ہے۔"

[دیکھو دفعہ ۱۲۳ کا آخری حصّہ]

ذرا غور کیجئے اِس جملہ کا مطلب کیا ہے؟ (۱) کیا پرمیشور اور رشیوں نے چاروں ویدوں اور باقیماندہ سترہ کتابوں کو جن کے نام اعلان میں درج ہیں مِل جُلکر بنایا تھا؟ (۲) اگر یہی مطلب ہے تو کون اِس بات کا فیصلہ کرے گا کہ فلاں مضمون پرمیشور کا اور فلاں مضمون رشیوں کا بنایا ہوا ہے؟ (۳) اگر ویدوں کو پرمیشور اور انسانوں نے مِل جُل کر بنایا تھا تو انہوں نے بعد میں صرف ویدوں کو پرمیشور کا گیان اور غلطی سے پاک کیوں بتایا؟ (۴) اگر اِس جملہ کا یہ مطلب مان لیا جائے کہ اُن اکیس[۲۱] کتابوں میں سے بعض کتابیں ایشور کی اور بعض رشیوں کی بنائی ہوئی ہیں تو سوامی جی نے اِس عقیدہ کو واضح کیوں نہیں کیا، اور صاف صاف کیوں نہیں لکھا کہ فلاں فلاں کتابیں ایشور کی اور فلاں فلاں رشیوں کی بنائی ہوئی ہیں؟ (۵) اگر اُس وقت بھی اُن کا یہی عقیدہ تھا کہ صرف چاروں وید ہی پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں تو وہ اِس عقیدہ کو صاف لفظوں میں بیان کر سکتے تھے، اور ویدوں کے ساتھ دو ڈیڑھ درجن کتابوں کے ناموں کی پریٹ لگا کر الہامی اور غیر الہامی کتابوں کو ایک جملہ میں

گڈ مڈ کر دینے کی کیا ضرورت تھی؟ جس سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا اور عبارت بالکل بے معنی ہو جاتی ہے، کیا کوئی مصنف جو اس بات کو بتانا چاہتا ہے کہ چاروں وید ایشور کا گیان ہیں، اس قسم کی عبارت لکھ سکتا ہے کہ "اکیس کتابیں [جن میں چاروں وید بھی شامل ہیں] ایشور اور رشیوں کی بنائی ہوئی ہیں"! ایک معمولی جاہل آدمی بھی ایسی بے معنی عبارت نہیں لکھ سکتا، اور سوامی جی تو بڑے عالم آدمی تھے، اس سے بھی صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سوامی جی اُس زمانہ میں اکیس۲۱ شاستروں کو الہامی ماننے کا دعویٰ کرتے تھے۔

سوامی جی بہت مدت تک ویدوں کی طرح دوسرے شاستروں کو بھی مستند مانتے رہے

۱۴۱۔ سوامی جی نے ویدک رسموں کی بابت ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "سنسکار بدھی" ہے، اُنہوں نے اس کتاب کا پہلا اڈیشن کان پور والے اعلان کی اشاعت سے چند سال بعد چھپوایا تھا، جس کے ٹائیٹل پیج یعنی سرورق پر یہ الفاظ چھپے ہوئے موجود ہیں:-

"وید آدی ستیہ شاستر بچن پرمانڑہ"	"वेदादि सत्य शास्त्र बचन प्रमाणे :"

اُردو ترجمہ۔ "وید وغیرہ سچے شاستروں کے بچن پرمان یعنی مستند ہیں"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی اُس زمانہ میں ویدوں کے سوا اور کتابوں کو بھی سچا مانتے تھے جن کے پرمان [प्रमाण] یعنی حوالے اُنہوں نے سنسکار بدھی میں دیے ہیں، مثلاً منوسمرتی، پاراسکر، کاتیائن سوتر وغیرہ، ان ہی شاستروں کے نام کان پور والے اعلان میں بھی درج ہیں، جن کو سوامی جی نے سچا اور پرمیشور کا بنایا ہوا مانا ہے۔

ساتویں دلیل

۱۴۲۔ ایک اور نہایت عجیب واقعہ یہ ہے کہ اِس

اعلان کی اشاعت کے چند روز بعد سوامی جی کا مباحثہ پنڈت بلدراو جھا صاحب کے ساتھ ہوا، جس کی رپورٹ پنڈت جی کے مداحوں کی طرف سے اخبار شعلۂ طور مورخہ ۳ اگست ۱۸۶۹ء میں شائع ہوئی، اُس وقت پنڈت ہردے نارائن صاحب وکیل نے ایک ھینڈ بل یعنی اشتہار شائع کیا تھا، جس کی ہزاروں کاپیاں عام طور پر تقسیم کی گئیں، وکیل صاحب موصوف نے اِس اشتہار میں سناتن دھرمیوں کی فتح سے انکار کرکے یہ دعویٰ کیا ہے کہ شاستراتھ میں سوامی جی فتحیاب ہوئے [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری، حصہ دوم، باب پنجم، فصل اول ص ۱۱۲] مگر یہ بات قابلِ غور ہے کہ اُنھوں نے سوامی جی کے اِس عقیدے کی بابت اخبار شعلۂ طور کی اس نہایت ھی ضروری تحریر کو رد نہیں کیا جس میں صاف لکھا ہے کہ جن پنڈتوں اور رئیسوں نے سوامی جی سے مورتی پوجا کی بابت گفتگو کی تھی، اُن کے روبرو سوامی جی نے زبانی کہا تھا کہ "اکیس ۲۱ شاستر پرمیشور کے بنائے ھوئے ھیں" اِس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ اُس وقت اکیس ۲۱ شاستروں کو ایشور کا بنایا ہوا یعنی الہامی بتلاتے تھے، اور یہ کہانی کہ "سوامی جی نے مطبوعہ اعلان کی غلطیوں کو صحیح کردیا تھا" اُنکے انتقال سے بہت مدت کے بعد اعتراضات سے بچنے کے لیے اُس وقت بنائی گئی ہے جبکہ اِس عقیدہ پر سالہا سال تک اعتراضات ہوتے رہے۔

آٹھویں دلیل **۱۴۳**۔ اعلان کے صحیح کیے جانے کی بابت جو کہانی بنائی گئی ہے، خود سوامی جی کے اقرار نے اُس پر ایسی سخت اور کاری ضرب لگائی ہے کہ اُسکو صحیح قرار نہیں دے سکتے، مباحثہ کے شروع ہی میں پنڈت بلدراو جھا نے سوامی جی کو صاف طور پر یہ بات جتادی تھی کہ "جو اعلان آپ نے شائع کیا ہے اُس میں صرفی و نحوی غلطیاں پائی جاتی ہیں" مگر اُس وقت سوامی جی نے مجمع کے سامنے یہ نہیں کہا کہ "ہاں اِس میں چھاپے کی غلطیاں ہیں، اور میں نے اُن کو صحیح کردیا ہے، اگر تمہارے پاس

غلط چھپی ہوئی کاپی پہنچی ہے تو لو یہ صحیح کی ہوئی کاپی موجود ہے" اور کہا تو یہ کہا:-

"اگر تم خیال کرتے ہو کہ میرے اعلان میں صرف و نحو کی غلطیاں موجود ہیں تو کل جبکہ میری اور آپ کی فرصت کا وقت ہو، آپ میرے پاس آئیں اور میں ہر ایک بات آپ کو سمجھا دوں گا" [دیکھو سوامی جی کی سوانحمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۱۴۱]

اگر سوامی جی کو اس بات کا یقین تھا کہ اعلان میں چھاپے کی غلطیاں موجود ہیں، تو اُس وقت سب لوگوں کے سامنے اِس بات کے ظاہر کر دینے کا بہت ہی اچھا موقع تھا، جبکہ فریق مخالف نے اُن کو موقع دیا تھا، اگر وہ ایسا کرتے تو ہزاروں آدمیوں کے دلوں سے اِس غلط فہمی کو (اگر دراصل کوئی غلط فہمی تھی) فوراً ہی دُور کر دیتے، مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت اُن کو اس بات کا یقین نہیں تھا کہ اعلان میں چھاپے کی غلطیاں ہیں، اور اِسی وجہ سے یہ دعویٰ کہ سوامی جی نے اُس کی غلطیوں کو صحیح کر دیا تھا، صحیح نہیں ہو سکتا، اور جہانتک سوامی جی کے عقائد کا تعلق تھا اُس اعلان میں کوئی بات قابل اصلاح تھی ہی نہیں، کیونکہ اُس میں اُن کا یہ تحریری بیان موجود ہے کہ "اکیس ۲۱ شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں" اِس کے علاوہ کانپور کے مشہور پنڈتوں اور رئیسوں کے سامنے بھی اُنہوں نے اپنے زبانی اقرار سے اِس بات کی تصدیق کی کہ "میں اکیس ۲۱ شاستروں کو پرمیشور کا بنایا ہوا مانتا ہوں" چنانچہ کانپور کے اخبار "شعلۂ طور" مورخہ ۳ اگست ۱۸۶۹ء میں مباحثہ کی رپورٹ میں اُن کا یہ قول چھپا ہوا ہے +

[دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۱۴۳ اور سوانحمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ دوم، باب پنجم، فصل اول ص ۶۰۳-۶۰۴]

تصحیح اعلان کی کہانی مصنوعی ہے

۱۴۴- اِس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا کہانی جس کا مضمون یہ ہے کہ جس وقت اعلان چھپ کر آیا تھا، اُسی وقت

سوامی جی نے اُس کی غلطیوں کو خود درست کر دیا تھا، اور صحیح شدہ کاپیاں اُسی وقت عام طور پر تقسیم کرا دی تھیں، جن میں سے ایک کاپی کو تقریباً اٹھائیس[۲۸] سال تک پنڈت ہردے نارائن صاحب نے محفوظ رکھا، اور آخر کار پنڈت لیکھرام صاحب کے حوالے کر دیا" بالکل مصنوعی ہے۔

نتیجہ دلائل مذکورۂ بالا

۱۴۵- اِن تمام دلائل اور واقعات سے یہ **نتیجہ** نکلا کہ ۱۸۶۹ء میں سوامی جی کا یہی عقیدہ تھا کہ رگوید وغیرہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں جیسا کہ اِن لفظوں سے جو سوامی جی کے اصلی اعلان میں چھپے ہوئے ہیں صاف ظاہر ہے:۔

"رگوید آدی ئیک وِشنتی شاستر انی پرمیشور رچتانی۔"	"ऋग्वेदादी-एकविंशति शास्त्राणि परमेश्वर रचितानि"

اُردو ترجمہ:۔ "رگوید وغیرہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں۔"

مگر سوامی جی کے جیون چرتر میں اِس اعلان کی جو نقل درج ہے اُس میں لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رشی" بڑھایا گیا ہے، یہ ایک خالص تحریف ہے، جس کے ثبوت کے لیے یہ آٹھ قوی دلیلیں بالکل کافی ہیں۔

آریہ سماجی حکمتِ عملی کی چار مثالیں

۱۴۶- سوامی جی نے اپنے واقعاتِ زندگی کے بیان کرنے میں بعض اوقات صاف گوئی سے نہیں بلکہ **حکمتِ عملی** سے کام لیا ہے جس پر آریہ سماج بھی عمل کرتی ہے، یہاں اِس کی چار مثالیں بیان کیجاتی ہیں:۔

پہلی مثال

۱۴۷- کرنیل الکاٹ اور میڈم بلیوسٹکی [بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی] کے ساتھ سوامی جی کے نہایت گہرے تعلقات تھے، اور سوامی جی نے تھیوسافیکل سوسائٹی کی ممبری بھی قبول کر لی تھی، مگر ۱۸۸۲ء میں جبکہ اُنھوں نے کسی وجہ سے

اِس سوسائٹی سے اپنے تعلقات کا قطع کرلینا مناسب سمجھا[۱]، تو اس بات سے صاف اِنکار کر گئے، اور یہ کہا کہ میں کبھی اِس سوسائٹی کا ممبر نہیں رہا، مگر جب کرنل الکاٹ صاحب نے تھیوسافیکل سوسائٹی کی جنرل کونسل کی ممبری کے اُس پراکسی فارم کی نقل مطابق اصل یعنی فوٹو اپنے رسالہ میں شائع کردیا جس پر خود سوامی جی نے بخطِ دیوناگری اپنے قلم سے دستخط کیے تھے، اُس وقت سب لوگوں پر اصل حقیقت کھُل گئی، اور سوامی جی کو خاموش ہونا پڑا -

دوسری مثال ۱۴۸ - سوامی جی کو ویدک سنیاسی ہونے کا دعویٰ تھا، اور اس وجہ سے اُن کو روپیہ لینا، روپیہ کا لین دین کرنا، بلکہ روپے کو ہاتھ لگانا بھی نہیں چاہیئے تھا، اُنھوں نے خود بھی سنیاسی کا یہی دھرم بتایا تھا [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصۂ اول، بابِ اول ص ۴۰] مگر اُنھوں نے اِس دھرم پر خود عمل نہیں کیا، اور روپیہ وغیرہ کے نذرانے قبول کرنے کی تائید میں منوجی کے نام سے ایک مصرع یعنی آدھا شلوک ستیارتھ پرکاش طبع دوم میں درج کردیا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ طرح طرح کے جواہرات سونا وغیرہ دولت وِی وِکت یعنی سنیاسیوں کو دلویں [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۵، دفعہ ۱۴ ص ۱۷۵ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء] مگر یہ شلوک منوسمرتی میں کہیں نہیں ملتا، غیر آریہ سماجی برابر اس اعتراض کو پیش کرتے رہتے ہیں، اور سنہ ۱۹۱۰ء میں اخبار "جیون تتو" لاہور نے بھی یہی اعتراض کیا تھا، مگر آج تک اِس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا، اور سچ یہ ہے کہ کوئی جواب ہو بھی نہیں سکتا، ۱۸۸۴ء سے اِس وقت تک ستیارتھ پرکاش کے بیسیوں اڈیشن ہندی، اُردو، انگریزی وغیرہ مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں، مگر وہ جعلی شلوک

---

[۱] اُن دنوں یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ یہ لوگ مُلکِ روس کے جاسوس ہیں، اور گورنمنٹ بھی اِن کو جاسوس سمجھتی ہے +

ہر ایک اڈیشن میں برابر درج ہوتا چلا آتا ہے [۵]۔

تیسری مثال

۱۴۹۔ ایک بہت بڑے آریہ مہاتما نے جو کسی زمانہ میں آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ تھے، ایک درجن سے زیادہ آدمیوں کی موجودگی میں صاف صاف کہدیا تھا کہ "میں آریہ سماج کی تائید میں نہ صرف جھوٹ بولنا بلکہ چوری کرنی بھی جائز سمجھتا ہوں" یہ بیان آریوں کے ایک پرچہ یعنی پتندر مورخہ ۳ر اگست ۱۹۰۹ء میں [جو اَب بند ہوگیا ہے] چھپ چکا ہے۔

چوتھی مثال

۱۵۰۔ ڈنگا ضلع گجرات کے ایک آریہ وکیل نے ۱۰ر اگست ۱۹۰۹ء کے اُسی آریہ پرچہ یعنی پتندر میں کھلم کھلا یہ بیان کیا تھا کہ جھوٹے الزامات کا گھڑ لینا آریہ سماج میں ایک ہنر ہوگیا ہے۔

تصحیح اعلان کی کہانی کا بنایا جانا معمولی بات ہے

۱۵۱۔ جب آریہ صاحبوں کی طبیعت کی یہ حالت ہے، تو اعلان مذکور کی تحریف کو چھپانے کے لیے اِس کہانی کا بنالینا کہ "سوامی جی نے اعلانِ مطبوعہ کی غلطیوں کو خود صحیح کر دیا تھا" ایک معمولی بات ہے۔

(۳) آریہ سماجیوں سے اِس بات کے ثابت کرنے کی درخواست کہ تحریف مذکور جعلی نہیں ہے

آریہ سماجیوں سے ایک درخواست

۱۵۲۔ جو واقعات اور دلائل اُوپر بیان کیے گئے ہیں، اُن کی بنا پر یہی ایک نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ کان پور والے اعلان میں

---

[۵] آریہ سماجی مجبور ہیں کہ اِس جعلی شلوک کو قائم رکھیں، کیونکہ ویدوں اور شاستروں میں سنیاسیوں کو کہیں اجازت نہیں دی گئی کہ روپیہ پیسہ کو ہاتھ بھی لگائیں، لے دے کے یہی جعلی شلوک ہاتھ آیا تھا، جس سے سوامی جی کے "نئے سنیاس" کی پوزیشن کو سنبھالنے اور سہارا لگانے کی بیفائدہ کوشش کی جاتی ہے۔

لفظ "پرمیشور" کے بعد لفظ "رشی" بڑھایا گیا ہے، اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا، اب جن صاحبوں کا اس معاملہ سے تعلق ہے اُن کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ اگر وہ اِس نتیجہ کو غلط سمجھتے ہوں تو دلائل مندرجہ بالا کو غلط ثابت کر دکھائیں اور اگر مطبوعہ اعلان کی کوئی ایسی کاپی اُن کے پاس موجود ہو جسکی غلطیوں کو تقسیم سے پہلے جولائی ۱۸۶۹ء میں سوامی جی نے اپنے قلم سے صحیح کیا ہو تو پبلک کو اس بات کا اطمینان دلادیں کہ اُن کا بیان صحیح ہے۔ جسکا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اِس کتاب کی تاریخ اشاعت سے تین مہینے کے اندر، یا جس قدر جلد ممکن ہو اِس اعلان کی صحیح شدہ کاپی کی نقل مطابق اصل یعنی اُسکا فوٹو چھاپ کر شائع کر دیں۔

دو باتیں جن کا ثبوت مطلوب ہے۔

۱۵۳۔ قصہ مختصر ہم کو دو باتوں کا ثبوت مطلوب ہے:۔

(۱) اعلان کی صحیح شدہ کاپی واقعی موجود ہے اور اصلی مطبوعہ اعلان کی غلطیوں کو سوامی جی نے اپنے قلم سے صحیح کیا تھا

(۲) یہ اصلاح جولائی ۱۸۶۹ء میں خود سوامی جی نے کی، اور اعلان کی کاپیوں کو تقسیم کرنے سے پہلے اصلاح کی گئی نہ کہ بعد میں،

اگر آریہ صاحبان نے اِن دونوں باتوں کا ثبوت پیش کر دیا، یا کم از کم ہمارے دلائل کو رد کر دیا، تو اُن کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا، اور اُن کی تحریر کی بابت جو رائے قائم کی گئی ہے وہ واپس لے لی جائے گی، ورنہ ہماری رائے بدستور قائم اور ہمارا نتیجہ بالکل صحیح سمجھا جائے گا۔

اعلان کی نقل مطابق اصل اِس کتاب کے ضمیمہ میں، اور اُس کا ترجمہ دفعہ ۱۲۸ میں درج ہے ◆

چوتھی فصل

سوامی جی کے متناقض عقائد

اور اُن کا معصوم قرار دیا جانا

سوامی جی کی دو نمایاں خصلتیں

۱۵۴ - اگر سوامی جی کی پبلک زندگی کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اُن کی خصلت میں یہ دو باتیں صاف طور پر نظر آتی ہیں :-

(۱) اُنہوں نے مختلف موقعوں پر اپنے مذہبی خیالات یا عقائد کو **مصلحۃً** تبدیل کیا -

(۲) اُنہوں نے اپنے خیالات کی تبدیلی کو صاف دلی سے کبھی تسلیم نہیں کیا ، اور نہ اُس کی صحیح وجوہات پیش کیں ، بلکہ ہمیشہ اِس بات پر قائم رہے اور یہی کہا کیے کہ میرے خیالات تو وہی ہیں ، اور اُن میں کوئی فرق نہیں ہوا مگر جب اُن کو یہ بات جتائی جاتی تھی کہ پہلے آپ فلاں فلاں عقائد یا مسائل کو مانتے تھے ، پھر اُن کو چھوڑ کر آپ نے نئے عقائد اور نئے مسائل اختیار کیے جیسا کہ آپ کی فلاں فلاں تحریروں سے ثابت ہے ، تو وہ یہ جواب دیتے تھے کہ یہ اختلاف کمپوزیٹروں ، لکھنے والوں ، چھاپنے والوں یا صحیح کرنیوالوں کی غلطی کی وجہ سے ہوگیا ہے ، جس کا مطلب **یہ ہُوا کہ سوامی جی بالکل معصوم ہیں** ، یعنی اُن سے کوئی غلطی نہیں ہوسکتی ، اور نہ اُن کی رائے میں کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے !

سوامی جی کو معصوم ثابت کرنیکی کوششیں

۱۵۵ - الغرض سوامی جی کو اپنی پوزیشن کے

سنبھالنے کے لیے اِس قسم کی تدبیروں سے کام لینا پڑتا تھا، اور جو لوگ اُن کی پالیسی کے دلدادہ اور قدردان ہیں وہ بھی اِسی بات کی کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو کسی نہ کسی حیلہ سے سوامی جی کی ہر بات کی حمایت کی جائے اور لوگوں سے منوالیا جائے کہ اُن سے کوئی غلطی نہیں ہوسکتی تھی اور نہ اُن کی رائے بدل سکتی تھی۔

سوامی جی بار بار اپنے عقائد بدلتے رہے

۱۵۶۔ سوامی جی کے تبدیلیٔ عقائد کی ایک عمدہ مثال تو کان پور والا اعلان ہی ہے جسمیں اُنھوں نے صاف لکھا تھا کہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں، اور بعد میں اِس عقیدے کو چھوڑ بیٹھے تھے جیسا کہ پچھلی فصل میں ثابت کیا گیا ہے، مگر اِس کے علاوہ اور بھی نمایاں مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے بار بار اپنے اُصول اور عقائد کو بدلا، اور اُنمیں عجیب و غریب تبدیلیاں ہوتی رہیں، اِس کا بیان آگے آتا ہے۔

سوامی جی نے اپنے تبدیلِ عقائد کو کبھی تسلیم نہیں کیا

۱۵۷۔ ستیارتھ پرکاش کا پہلا اڈیشن ۱۸۷۵ء میں اور دوسرا ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا تھا، اِن دونوں اڈیشنوں کا مقابلہ کرنے سے سوامی جی کے بُنیادی عقائد میں عجیب و غریب تبدیلیاں صاف صاف نظر آتی ہیں، مگر باوجود اُن اختلافات کے اُنھوں نے دوسرے اڈیشن کے دیباچہ میں یہ لکھ دیا کہ میں نے صرف زبان اور محاورہ کی غلطیوں کو صحیح کیا ہے، مذہبی اُصول بدستور وہی ہیں جن میں کوئی فرق نہیں پڑا، سوامی جی کے الفاظ کا اُردو ترجمہ یہ ہے:۔

"جن ایام میں کہ میں نے یہ کتاب ستیارتھ پرکاش تیار کی تھی، اُس وقت اور اُس سے پہلے سنسکرت میں گفتگو کرنے، پڑھنے پڑھانے میں سنسکرت ہی بولنے اور جائے پیدائش کی زبان گجراتی ہونے کے باعث مجھ کو خاص طور پر واقفیت اِس بھاشا کی نہ تھی، اِس لیے بھاشا [یعنی اُس زبان کی عبارت] غلط بن گئی

تھی، فی زمانہ بھاشا لکھنے اور بولنے کا ربط ہو جانے پر بھاشا کی صرف ونحو کے مطابق صحت کر کے کتاب کو دوبارہ چھپوایا گیا ہے، کسی کسی موقعہ پر لفظ، جملے، اور انشاء میں فرق ہوا ہے جو مناسب تھا، کیونکہ اس قسم کے فرق کے بغیر عبارت کی ترتیب میں درستی مشکل تھی، مگر مطلب میں کسی جگہ فرق نہیں پڑا"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، دیباچہ، دفعہ ا ص ا]

سوامی جی کی تبدیلی عقائد کی چھ مثالیں

۱۵۸ - یہ بیان کہ "مطلب میں کسی جگہ فرق نہیں پڑا" غلط ہے، اُصول وعقائد کی بابت بہت سے اختلافات ہیں، جن کی چھ مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں:-

پہلی مثال - سناتن دھرمی ہندوؤں کی طرح اول اول سوامی جی کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ ویدوں کی قدیم تفسیریں جن کو براہمن گرنتھ کہتے ہیں شرتی ہیں [دیکھو ستیارتھ پرکاش، طبع اول ص ۳۰۳] سنسکرت لغات اور عام استعمال کے بموجب "شرتی" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سوامی جی اِن کتابوں کو بھی الہامی یعنی ویدوں کا ایک حصہ سمجھتے تھے، مگر بعد میں اُنھوں نے اِس عقیدہ کو بدل کر یہ کہنا شروع کیا کہ ویدوں کے صرف سنگھتا بھاگ کو شرتی کہتے ہیں، اور براہمن گرنتھ شرتی نہیں ہیں۔

[دیکھو تمہید تفسیر وید (اُردو ترجمہ رگوید بھاشیہ بھومکا) مضمون "اصطلاح وید" ص ۵۵ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۹۸ء، اور ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۷، دفعہ ۷۸، ص ۲۷۰ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

کیا یہ اُصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے؟

ف۱ ستیارتھ پرکاش طبع اول میں سوامی جی نے براہمن گرنتھوں اور اپنشدوں کو جابجا شرتی کے نام سے یاد کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اُس زمانہ میں مثل ویدوں کے ان کتابوں کو بھی الہامی مانتے تھے +

دوسری مثال۔ سوامی جی نے اوّل اوّل یہ تعلیم دی کہ ہر شخص کو شرادھ کرنا چاہیئے اور مُردہ پتروں کے لیے مانس کے پنڈ دینے چاہییں۔[۵۱] [دیکھو ستیارتھ پرکاش، طبع اول ص ۱۴۸-۱۴۹] مگر اُسی کتاب کے دوسرے اڈیشن سے اِس مضمون کو نکال کر مسئلہ شرادھ کی تردید کی۔

کیا یہ اصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے؟

تیسری مثال۔ سوامی جی نے اوّل اوّل یہ تعلیم دی کہ ہر شخص کو مُردہ پتروں کے لیے ترپن کرنا یعنی اُن کو جل دینا چاہیئے، اور ترپن کا طریقہ بیان کرتے وقت وید منتروں کے حوالے بھی بطور سند درج کیے، اور آگے چل کر ترپن کے فائدے بھی بیان کیے[۵۲] [دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول ص ۴۲ و ۴۷-۴۸] مگر اُسی کتاب کے دوسرے اڈیشن سے اِس تمام مضمون کو نکال کر مسئلہ ترپن کی تردید کی۔

کیا یہ اصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے؟

چوتھی مثال۔ سوامی جی نے اول اول یہ تعلیم دی کہ پرمیشور نے دُنیا کو پیدا کیا، جس میں مادہ بھی شامل ہے، اور پرمیشور کے ساتھ کوئی شے موجود نہیں تھی[۵۳] [دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول ص ۲۵۷]

---

۵۱ سوامی جی کے اصلی الفاظ یہ ہیں "اور مانس کے پنڈ دینے میں تو کچھ پاپ نہیں...... اس میں مانس کے پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں" [ستیارتھ پرکاش طبع اول کا مستند اردو اڈیشن، باب ۴ ص ۱۵۹-۱۶۰]

۵۲ ترپن کے مفصل بیان کے لیے دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول کا مستند اردو اڈیشن، باب ۳ ص ۵۳-۵۹

۵۳ سوامی جی کے اصل الفاظ یہ ہیں:- "ویدآدک کی شرتیوں سے یہ نشچت جانا جاتا ہے کہ ایک آدوتیہ سچدانند سوروپ پرمیشور ہی سناتن تھا، اور جگت لیش ماتر بھی نہیں تھا...... وہ پرمیشور ایک ادوتیہ تھا، دوسرا کوئی نہیں تھا" [ستیارتھ پرکاش طبع اول کا مستند اُردو اڈیشن، باب ۸ ص ۲۷۶ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۱۲ء]

ایشور سرو شکتی مان ہے جو سرو شکتی مان ہوتا ہے اسمیں اننت سامرتھ سامگری ہوتی ہے، سو وہ سامگری سوبھاوک ہے جیسا کہ

(بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

مگر اسی کتاب کے دوسرے اڈیشن میں انہوں نے یہ لکھا کہ مادہ اور روح ہمیشہ سے پرمیشور کے ساتھ ساتھ موجود چلے آئے ہیں [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ، باب ۸، سوامی جی کے عقائد ص ۲۴۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

کیا یہ اُصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے ؟

پانچویں مثال سوامی جی نے اول اول یہ تعلیم دی کہ گومیدھ یعنی حیوانوں کی قربانی جائز ہے، اور بیلوں اور بانجھ گایوں کو بھی اس قربانی کیلئے قتل کرنا چاہیئے۔[۵۱] [دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول ص ۳۰۲] مگر اسی کتاب کے دوسرے اڈیشن سے اس مضمون کو نکال کر مسئلہ قربانی کی تردید کی،

کیا یہ اُصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے ؟

چھٹی مثال۔ سوامی جی نے اول اول یہ تعلیم دی کہ ہر شخص کو روزانہ یگیہ یا ھوم کر کے کچھ گوشت آگ میں ڈالنا اور اس کے بعد گوشت کھانا چاہیئے[۵۲] [دیکھو ستیارتھ پرکاش، طبع اول ص ۳۰۳] مگر اسی کتاب کے دوسرے اڈیشن سے اس مضمون کو نکال کر اس مسئلہ کی تردید کی،

کیا یہ اصول وعقائد کی تبدیلی نہیں ہے ؟

سوامی جی ایک ہی عقیدہ کو کبھی سچا کہتے ہیں اور کبھی جھوٹا

۱۵۹۔ سوامی جی نے اِن تمام احکام کی، اور

[بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ] سوبھاوک گن، گنی کا سمبندھ ہوتا ہے، وہ دوسرا پدارتھ نہیں ہے اور ایک بھی نہیں، اس سامگری سے سب جگت کو پرمیشور نے بنایا...... اس سے جگت کا نمت کارن پرمیشور ہی ہے انیہ کوئی نہیں" [حوالہ سابقہ ص ۲۷۹-۲۸۰]

۵۱ دیکھو دفعہ ۲۸۸ جس میں سوامی جی کی اصل عبارت بخط دیوناگری معہ ترجمہ اُردو نقل کی گئی ہے۔

۵۲ سوامی جی کے اصل الفاظ یہ ہیں:- "سو جو مانس کھائے، اتھوا گھرت آدکوں سے نرواہ کرے، وے بھی سب اگنی میں ہوم کے بنا نہ کھائیں" [ستیارتھ پرکاش طبع اول کا مستند اردو اڈیشن، باب ۱، ص ۳۲۸]

اِن کے سِوا دوسرے متناقض احکام کی تعلیم بھی ویدوں ہی کے حوالے سے دی ہے، اور اُن کا دعویٰ ہے کہ میں نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ویدوں کے سچے معنی ظاہر کردیے ہیں [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ] مگر صاف دلی سے کبھی اِس بات کا اقرار نہ کیا کہ اب میرے عقائد بدل گئے ہیں، اُنھوں نے کبھی تو یہ کہا کہ فلاں فلاں عقائد سچے ہیں اور وید اُن کو سچّا بتاتے ھیں، اور اُنہی عقائد کی بابت کبھی یہ کہدیا کہ وہ جھوٹے ہیں اور وید اُن کو جُھوٹا بتاتے ھیں۔

سوامی جی کے متناقض عقائد کی تاویلیں

۱۶۰ - یہ ہیں سوامی جی کے تبدیلِ عقائد کی چند مثالیں، اب سوال یہ ہے کہ ویدوں میں ایسی متناقض تعلیم کیوں ہے؟ کیا اِس کا سبب یہ ہے کہ پرمیشور ناقص ہے جس کے قول میں اِس قسم کی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کیا وہ پہلے غلط تعلیم دیتا ہے اور بعد میں اپنی غلطی کی اصلاح کرتا ہے؟ مگر آریہ سماجی ایسے پرمیشور کو نہیں مانتے جو ناقص اور قابلِ تغیُّر ہو، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر سوامی جی کی تصنیفات میں اُصول و عقائد کی تبدیلیاں کیوں ہوئیں؟ کیا اِس کا سبب یہ تھا کہ پہلے سوامی جی کا علم ویدوں کے متعلق ناقص اور ادھورا تھا، اور اُن کی رائے غلط ہوا کرتی تھی؟ اگر یہی سبب تھا تو سوامی جی نے صاف دلی سے کبھی اپنی غلطیوں کو کیوں نہیں تسلیم کیا؟ اور اِس بات کا اقرار کیوں نہیں کیا کہ میں نے ویدوں کا مطلب غلط سمجھا تھا مگر برخلاف اِس کے وہ تو ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ میری تحریروں میں اُصولی مسائل کا کوئی اختلاف نہیں ہے! اور آریہ سماجی یہ کہتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنے گُرو سے ویدوں کا سچّا علم حاصل کیا تھا، اور گُرو نے اُن کو تاکید کی تھی کہ بیٹا! دُنیا کو اِس سچے علم کی تعلیم دو [دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانحعمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص۲۷ اور اُردو سوانحعمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ دوم، باب اول ص۲۸] حقیقت یہ ہے کہ سوامی جی اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے، اور آریہ سماجی بھی اُن کی عصمت

کا یقین دلانا چاہتے ہیں ۔ آریہ سماجیوں نے یہ خیال اپنے دل میں قائم کر لیا ہے کہ سوامی جی کوئی غلطی کر ہی نہیں سکتے تھے ، مگر جب اُن کی تصنیفات میں اُصولی اختلافات اور متناقض عقائد نظر آئے تو اُن کو یہی کہنا پڑا کہ یہ سوامی جی کی غلطیاں نہیں ہیں بلکہ چھاپنے والوں ، صحیح کرنے والوں ، اور دوسرے لوگوں کی ہیں ، اور سوامی جی اُن کے ذمہ دار نہیں ہیں ، یہی بات سوامی جی بھی کہا کرتے تھے ، اب اگر سوامی جی کو معصوم منوانے کے لیے اُن کی تحریروں میں تحریف کر دی جائے ، اور ایسی ایسی کہانیاں بنالیجائیں جیسی تصحیح اعلان کانپور کی کہانی ، تو کوئی تعجب کی بات نہیں ! کیا یہ باتیں اِس قابل نہیں ہیں کہ اُن کے برخلاف آواز بلند کی جائے اور اُن کی تردید کر کے اصل حقیقت کو ظاہر کر دیا جائے ؟

مسٹر ہیوم کا لاجواب چیلنج سوامی جی کو

۱۶۱ ۔ اِس کے علاوہ جس کتاب کو غلطیوں سے پاک اور الہامی مانا جائے ، اُس کا مُفسّر بھی صاحب الہام اور سہو وخطا سے پاک ہونا چاہیئے ورنہ خیالات میں گڑبڑ اور رائے میں اختلاف پیدا ہو جائیگا ، اور اِس بات کا فیصلہ کیونکر کیا جائے گا کہ فلاں معنی خدا کے مقصد کو صحیح طور پر بیان کرتے ہیں اور فلاں معنی ایسے نہیں ہیں ، اِس بارہ میں مسٹر اے ، او ، ہیوم کی مندرجۂ ذیل عبارت کا مطالعہ دلچسپ اور مفید ہوگا ، صاحب موصوف انڈین نیشنل کانگریس کے جنم داتا یعنی بانی تھے ، اور وہ عبارت اُن کے ایک خط سے لی گئی ہے ، جو سوامی جی کی زندگی ہی میں مارچ ۱۸۸۳ء کے انگریزی رسالہ تھیا سوفسٹ میں شائع ہو گیا تھا ، اور بعد میں ایک رسالہ کی شکل میں علیحدہ بھی چھاپا گیا تھا [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام حصۂ دوم ، باب ششم ، فصل سوم ص ۸۰۹] بہر حال مسٹر ہیوم کی انگریزی عبارت کا ترجمہ یہ ہے :-

"جو غلط عقائد بد نصیب نسل انسان پر لعنت برساتے رہے ہیں ، اور جن سے عاشقان

صداقت کو نفرت کرنی چاہیئے، اُن میں سے کسی عقیدہ سے اِس قدر مضر نتائج پیدا نہیں ہوئے جتنے کہ کتبِ مقدسہ کو غلطیوں سے پاک مان لینے سے پیدا ہوتے ہیں، خواہ وہ بائیبل ہو، یا قرآن، وید ہوں یا اور کتابیں[۱]، یہ عقیدہ نقصان اور دھوکا دینے والا ہے، یہ عقیدہ ایک خراب زمین ہے جس سے پروہتوں کے فریب کا وہ خوفناک اور زہریلا درخت اُگتا اور پھلتا پھولتا رہا ہے جس نے انسانی تاریخ کے ہر صفحے کو ذلت، مصیبت، خون اور آگ سے آلودہ اور داغدار کر دیا ہے۔"

"کیونکہ ہر ایک شاستر میں ایسی عبارتیں ہوتی ہیں جن کے مختلف معنی ہو سکتے ہیں، گو وہ معنی متناقض نہ ہوں، شاستروں کی بعض تحریریں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے مختلف نسخے ہوتے ہیں اور جن میں اختلافات اور تناقضات ہوتے ہیں، اور جن کے مفہوم کی بابت ہر زمانہ کے عقلا اور قابل ترین انسانوں کی رایوں میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔"

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ:۔

"کوئی شاستر خواہ وہ کیسے ہی صاف الفاظ میں لکھا جائے اُس میں ہمیشہ بعض عبارتیں ضرور ایسی ملیں گی جن کے کم از کم دو معنی ہو سکتے ہیں، اور اس بات کے

---

[۱] کتبِ مقدسہ جو بذریعہ انبیاء خاص خاص قوموں کی ہدایت کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی رہیں، اپنے زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے کامل اور یقیناً غلطیوں سے پاک تھیں، کیونکہ سچے خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا، مگر جب انسانی تعلقات میں وسعت اور ترقی ہوئی، اور تمدنی ضرورتیں بڑھ گئیں، نیز کتبِ سابقہ میں تحریف ہو گئی، اور وہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہیں اُسوقت قرآن مجید نازل ہوا، جو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب اور پیغمبر آخرالزمانؐ کا دائمی معجزہ ہے، یہ مقدس کتاب باوجود نہایت مختصر ہونے کے کتبِ سابقہ کی تمام صداقتوں پر حاوی، اور زمانۂ موجودہ و آئندہ کی تمام دینی و دنیوی ضروریات کی کفیل ہے، کیونکہ علاوہ فصاحت و بلاغت کے اپنی جامعیت کے لحاظ سے بھی یہ مقدس کتاب بےمثل، بے نظیر اور لاجواب ہے، اور یہ وہ خصوصیت ہے جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی، اس کے متعلق علمائے اسلام نے نہایت مفصل اور مدلل کتابیں لکھی ہیں۔

فیصلے کے لیے کہ دونوں معنی میں سے کونسے معنی قبول کیے جائیں پروہت ثالث قرار دیا جاتا ہے"۔

[نوٹ :۔ دیکھئے ان نام نہاد خطاسے بری الہامی کتابوں کے معنی کی بابت شبہات پیدا ہوتے ہیں، اور ان شبہات کے علاوہ اُن کتابوں کا الہامی ہونا خود اُن کے معتقدین کی نظر میں بھی مشکوک ہو جاتا ہے، مثلاً آریہ گزٹ مورخہ ۱۳ ماہ پوش سمت ۱۹۸۵ بکرمی میں ایک آریہ سماجی نے ایک مضمون میں جسکا عنوان تھا "آریہ سماج اور وید" صاف صاف بیان کر دیا تھا کہ آریہ سماج کے بعض لیڈروں کو بھی ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق شبہات ھیں، مثلاً بھائی پرمانند صاحب ایم، اے اپنی نئی کتاب "ہندو سنگھٹن اور آریہ سماج" میں یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ "کون جانتا ہے کہ آیا اُن چار رشیوں نے [جن کی بابت مانا جاتا ہے کہ اُن کو ویدوں کا الہام ہوا تھا] ویدوں میں اپنا علم ظاہر کیا تھا یا پرمیشور کا"]

"ویدوں کا غلطی سے پاک ہونا یہی معنی رکھتا ہے کہ وہ پروہت جن کی پیروی ہر ایک دنیا دار کرتا ہے، معصوم اور خطا سے محفوظ ہیں۔[۵۱]

آگے چل کر مسٹر ہیوم نے سوامی دیانند کو خطاب کر کے اپنے اُسی خط میں جو مارچ ۱۸۸۳ء کے رسالہ تھیاسوفسٹ میں چھپا تھا، دلیری کے ساتھ یہ الفاظ

ف۵۱ ویدوں کو الہامی ماننے یا سوامی دیانند اور ویدک رشیوں کو معصوم قرار دینے کی بابت جو سوال ہے اُس کے جوابدہ آریہ صاحبان ہیں، ہمکو قرآن مجید کے متعلق صرف اس قدر بیان کرنا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ جو اس کتاب مقدس کے لانیوالے ہیں، اُن کا صاحب وحی والہام اور معصوم ہونا اہل اسلام کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ قرآن کا ایک حصہ اُس کے دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے، لہٰذا قرآن مجید کا وہی مطلب صحیح سمجھا جائیگا جو تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بکلام المعصوم کے معیار پر پورا اُتر جائے، اور اُصولِ دین کے برخلاف نہ ہو، جن کا قطعی اور یقینی ہونا قرآن اور عقل دونوں سے ثابت ہو چکا ہے، اس مبحث پر علمانے بہت کچھ لکھا ہے۔

لکھے ہیں:-

"اور میں بلا خوفِ تردید ان کو چیلنج دیتا ہوں کہ یا تو اس خرابی پیدا کرنے والے عقیدے کو کہ وید الہامی ہیں صحیح ثابت کریں یا خود اپنے صاحبِ الہام ہونے کا ثبوت پیش کریں۔"

مگر سوامی جی اِس مطالبہ کو پُورا نہ کرسکے اور مسٹر ہیوم کے چیلنج کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے، نہ تو اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ وید الہامی ہیں، اور نہ اپنا صاحبِ الہام ہونا ثابت کیا۔

سوامی جی معصوم مفسر مان لیے گئے

۱۶۲ - ویدوں کو الہامی مان لینے کے ساتھ ہی سوامی جی کے معتقدین اُن کے وید بھاشیہ [تفسیر وید] کو سہو و خطا سے پاک ماننے لگے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوامی جی معصوم مفسر ہیں، اِسی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ نیوگ[۵۱] جیسے مسائل کو بھی رد نہیں کرسکتے، جس کی تعلیم سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں ویدوں کے حوالہ سے دی ہے، مگر یہ مسئلہ ویدوں میں نہیں ہے اور نہ آج تک کسی شخص نے اس کو ویدوں سے ثابت کرنے کی جرأت کی تھی، لہٰذا یہ مسئلہ سوامی جی کی اوّلیات میں سے ہے۔

---

[۵۱] نیوگ کا مطلب یہ ہے کہ شادی شدہ مَردوں کو خاص خاص موقعوں پر دوسرے آدمیوں کی بیویوں سے [جنھوں نے اپنے خاوندوں سے قطع تعلق نہیں کیا] یا بیوہ عورتوں سے عارضی تعلق پیدا کرکے اولاد پیدا کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

ساتواں باب

سوامی جی کی سیاسی پالیسی اور اُن کے سیاسی مِشن کی حقیقت

پہلی فصل

سوامی جی سیاسی آدمی کیسے بن گئے ؟ اور اُنہوں نے آریہ سماج کے ذریعہ سے اپنا پوشیدہ مقصد کس طرح پُورا کیا؟

سوامی جی کے خیالات پر مرہٹہ لیڈروں کا اثر

۱۶۳ - پچھلے باب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ سوامی جی بہت مدت تک ناموری اور عزت اور دولت کی طلب میں مختلف مقامات پر بحث و مباحثہ کرتے پھرتے رہے ، یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ کلکتہ گئے ، تو برہمو سماج کے لیڈروں سے اُن کی ملاقات ہوئی ، جس کا یہ اثر ہوا کہ اُن کے کام کا طریقہ بدل گیا ، اور لباس وغیرہ میں بھی تبدیلی ہو گئی ، اور بجائے سنسکرت کے ہندی میں لکچر دینے لگے ابھی تک سیاسی خیالات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں تھا ، مگر احاطہ بمبئی کے مرہٹہ لیڈروں سے ملاقات کرنے کے بعد اُن کے خیالات میں ایک عجیب وغریب انقلاب پیدا ہو گیا ،

جن لوگوں نے سوامی جی کو پہلے پہل بمبئی میں بلایا تھا، اُن میں پرارتھنا سماج بمبئی کے ممبر بھی تھے [دیکھو باوا چھجو سنگھ کی مرتبہ سوانح عمری ص ۲۱۷] اور سب سے پہلی آریہ سماج قائم کرنے کی بابت سوامی جی کو صلاح ومشورہ اور مدد دینے میں پرارتھنا سماج کے مشہور ممبر، جسٹس مہادیو گوبند راناڈے کا ہاتھ تھا، سوامی جی کے ایک مدّاح نے اِس کے متعلق یہ لکھا ہے :-

"پرارتھنا سماج بمبئی کے ممبر جسٹس راناڈے صاحب نے آریہ سماج کے قائم کرنے میں عملی طور پر اُن کو [یعنی سوامی جی کو] مدد دی، سوامی جی نے اِس مشورہ کو معقول سمجھ کر ۱۸۷۵ء میں بمبئی میں پہلی آریہ سماج قائم کی" [دیکھو اخبار آریہ پتر کا رشی نمبر، مورخہ ۹ ر نومبر ۱۹۱۲ء ص ۹۵]

مسٹر راناڈے سوامی جی کے مشیر خاص

۱۶۴ - مسٹر راناڈے کی شہرت کا ایک سبب تو یہ تھا کہ وہ "سوشل ریفارمر" [اصلاح تمدن کے حامی] تھے، اِس کے علاوہ وہ ایک سیاسی آدمی بھی تھے، اور اِس وجہ سے بھی اُن کی شہرت بہت تھی، اور مسٹر گوکھلے نے بھی اُن کو اپنا اُستاد یعنی پولیٹیکل گرو مانا ہے، مسٹر راناڈے سوامی جی کی زندگی میں اُن کے مشیرِ خاص تھے، اور اُن کے اِنتقال کے بعد اُن کے کام کو جاری رکھنے کے لیے ٹرسٹی بھی مقرر کیے گئے تھے -

پنڈت گوپال راؤ سوامی جی کی پروپکارنی سبھا کے ممبر

۱۶۵ - ایک اور مرہٹہ جج یعنی راؤ بہادر پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ [ساکن پونا] ممبر بمبئی کونسل و پریسیڈنٹ آریہ سماج بمبئی کا نام بھی سوامی جی کے "بورڈ آف ٹرسٹیز" یعنی پروپکارنی سبھا کے ممبروں میں ذکر کیا گیا ہے [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۶۱۲]

سوامی جی کا سیاسی مقصد

۱۶۶ - اِن مرہٹہ لیڈروں سے ملاقات کرنے کے علاوہ سوامی جی پونا بھی گئے جو احاطۂ بمبئی کے مرہٹہ لیڈروں کا مرکز ہے، اور جس سال

بمبئی میں پہلی آریہ سماج قائم ہوئی ہے اُسی سال یعنی ۱۸۷۵ء میں تقریباً دو مہینے تک وہاں رہے، معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹہ قوم کے سیاسی لیڈروں کے ساتھ میل جول رکھنے سے سوامی جی نے اُن کے سیاسی خیالات جذب کر لیے تھے اور اس کے بعد اُن کا سیاسی مقصد یہی تھا کہ آریوں کو "سروبھومک چکرورتی راج" یعنی تمام دنیا کی حکومت اور اقتدار مطلق حاصل ہو جائے۔

سوامی جی اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنے کے لیے ویدوں کی آڑ لیتے ہیں

۱۶۷۔ اِس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے آدمیوں کی ضرورت تھی اور روپیہ کی بھی، سیاسی لیڈروں کا قاعدہ یہ ہے کہ عوام الناس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرنے کے لیے اُن کے مذہبی خیالات یا توہمات کی طرف جھک جاتے ہیں اور اُن ہی کی پیروی کرنے لگتے ہیں، سوامی جی نے بھی یہی پالیسی اختیار کی، کیونکہ سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھیہ کی ایک تحریری اور مطبوعہ شہادت موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ سوامی جی نے ایک دن سردار صاحب سے

"ایسے لفظوں میں جن کا مطلب سمجھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی تھی صاف صاف کہدیا کہ جب تک کسی مذہب میں کوئی تَوَہُّم [یعنی غلط عقیدہ] موجود نہ ہو، وہ مذہب زندہ نہیں رہ سکتا، اور میں نے اپنی تحریک یعنی آریہ سماج کی بنیاد کے لیے ویدوں کو منتخب کیا ہے، کیونکہ ہندو سوسائٹی کی اصلاح کی بنیاد قائم کرنے کے لیے اِس سے بڑھ کر یا اِس سے زیادہ موزوں کوئی غلط عقیدہ مجھ کو نہیں مل سکا [کہ ویدوں کو الہامی مان لیا جائے]"

سردار صاحب موصوف کی اِس شہادت کی تصدیق دیگر مشہور و معروف اشخاص کی تحریری اور مطبوعہ شہادت سے بھی ہوتی ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن سے سوامی جی راز و نیاز کی باتیں کیا کرتے تھے، تاکہ اُن کو اپنی طرف مائل کر لیں، سوامی جی نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے پولیٹکل پروپیگنڈا یعنی سیاسی خیالات کی اشاعت کے لیے

ویدوں کی آڑ لے کر ویدوں کے نام سے اپنا کام شروع کریں، کیونکہ اس طریقہ سے اُن بے شمار ہندوؤں کی تائید اور مدد حاصل ہو سکتی تھی جو ویدوں کو الہامی مانتے ہیں، سوامی جی نے اپنے نئے خیالات کی اشاعت کے لیے اور تمام ہندوؤں کو جنہیں پکے سناتن دھرمی اور مُذبذب خیالات والے تعلیم یافتہ ہندو بھی شامل تھے، ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کی غرض سے یہی مناسب سمجھا کہ وید وغیرہ شاستروں کے معنی بدل دیے جائیں اور اُن کے اصلی الفاظ کو بالکل نئے معنی پہنا دیے جائیں جو زمانہ حال کے نئے خیالات اور نئی تحقیقات اور ایجادات کے مطابق ہوں۔

یہ پالیسی مسٹر راناڈے نے بتائی تھی

۱۶۸ - یہ پالیسی سوامی جی کو اُن کے مشیر خاص اور سیاسی لیڈر مسٹر راناڈے نے بتائی تھی، اُنہوں نے نیشنل سوشل کانفرنس منعقدہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں اپنی ایک تقریر میں اس پالیسی کا اعلان کیا تھا، اُن کی تقریر کا خلاصہ ایک اخبار نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:-

"اوّلاً اُنھوں نے طریقۂ روایت کی تعریف کی جس کا مطلب یہ تھا کہ پُرانی [مذہبی] کتابوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا [یعنی اُن پر اعتقاد رکھنا] مگر نئی تحقیقات اور ایجادات اور علم کی روشنی میں جو روز بروز ترقی کر رہا ہے اُن کے نئے معنی اور نئی تفسیر بیان کرنا۔"

[دیکھو اخبار انڈین مرر (INDIAN MIRROR) مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء]

سوامی جی کا سیاسی پروگرام

۱۶۹ - سوامی جی نے اسی پالیسی پر عمل کیا، اور اپنے پوشیدہ سیاسی مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے، ایک پروگرام بنایا جیسا کہ اُن کی سوانح عمری، اُن کی تعلیم اور اُن کے کاموں

سے صاف ظاہر ہے، وہ پروگرام یہ تھا:-

(۱) **ویدوں کی نرالی تفسیر** - یعنی ویدک الفاظ کے معنوں کو ادل بدل کر کے ویدوں کا نیا ترجمہ اور نئی تفسیر تیار کی جائے، تاکہ اُن لفظوں سے جو معنی نکالنا چاہیں نکال سکیں۔

(۲) **مورتی پوجا کی تردید** - مورتی پوجا اور ہندو سوسائٹی کی بعض رسمیں جن سے بقول سوامی جی سیاسی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اُن کی زور شور سے تردید کی جائے۔

(۳) **برہمنوں کا زور توڑنا** - سوامی جی نے سمجھ لیا تھا کہ برہمنوں کا اثر اُن کے سیاسی مقصد کی اشاعت اور مذہبی و تمدنی اصلاح کے کام میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے، اس لیے پروہتوں کی طاقت کو توڑا جائے، جن کو چڑانے کے لیے سوامی جی "پوپ" کے نام سے یاد کرتے ہیں

(۴) **انگریزی تعلیم** - سنسکرت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم کا شوق دلایا جائے کیونکہ موجودہ زمانہ میں کوئی جاہل قوم، سیاسی طاقت حاصل نہیں کر سکتی، اور نہ ترقی کر سکتی ہے۔

(۵) **ہندوؤں کا ایک جتھا بنانا** - حب الوطنی، دیش اُنتی یا قومی ترقی کے نام سے تمام سربرآوردہ ہندوؤں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا جائے، اور اس بات کی کچھ پروا نہ کی جائے کہ اُن کا دھرم کرم یعنی عقائد اور اعمال آریہ سماج کے بتائے ہوئے مذہبی اصول کے مطابق ہیں یا نہیں

(۶) **غیر اقوام کی مخالفت** - غیر ملکیوں [عیسائیوں اور مسلمانوں] اور اُن کی حکومت کی مخالفت ہندوؤں کے دل میں پیدا کی جائے، اور اُس کو ترقی دی جائے۔

المختصر ممبران آریہ سماج کی تعداد بڑھانے، اور اُن کے اثر کو ترقی دینے اور اپنے سیاسی مقصد کی اشاعت کی غرض سے ہر قسم کے وسائل اختیار کیے جائیں۔

اِس پروگرام کی کامیابی

۱۷۰۔ اِس سیاسی پروگرام کی تعمیل کے لیے سوامی جی نے اپنی نئی جماعت یعنی آریہ سماج کی مدد سے جوش اور سرگرمی کے ساتھ کام شروع کیا، اور وید پرچار کے نام سے اپنے خیالات کی اشاعت کرنے لگے۔ یعنی ہندوؤں کے دل میں غیر ملکیوں کی طرف سے نفرت بٹھادی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو لوگ آسانی سے سوامی جی کے چیلے بن گئے، اور اِس ذریعہ سے اُن کو دولت اور عزت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔

یہ تمام باتیں واقعات پر مبنی ہیں

۱۷۱۔ ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ سوامی جی کے سیاسی پروگرام کا جو خاکہ اُوپر درج کیا گیا ہے وہ محض قیاس اور گمان ہے، یہ بات نہیں ہے بلکہ ان تمام نتائج کی بُنیاد اُن **معتبر** اور **مضبوط واقعات** پر ہے، جو خود سوامی جی کی سوانح عمری سے لیے گئے اور اُن کی تصنیفات سے جمع کیے گئے ہیں، اور جن کی تائید میں آریہ اور غیر آریہ معزز گواہوں کی قوی شہادتیں موجود ہیں، چنانچہ اِس باب کی باقیماندہ تین فصلوں میں یہ مضامین ہوں گے:-

دُوسری فصل۔ سوامی جی کے چار مشہور و معروف مداحوں یا چیلوں کی **شہادت** اُن پوشیدہ سیاسی مقاصد کی بابت جو آریہ سماج کے قائم کرنے میں سوامی جی کے پیش نظر تھے۔

تیسری فصل۔ وہ **عملی تجویزیں** جو سوامی جی نے اپنے سیاسی مقصد کو پُورا کرنے کے لیے اختیار کیں، جیسا کہ خود اُن کی تصنیفات سے صاف ظاہر ہے۔

چوتھی فصل۔ آریہ چکرورتی راج کے سیاسی منصوبہ کی نمایاں خصوصیتیں اور انکی جانچ پڑتال

دوسری فصل

سوامی جی کے سیاسی مشن کی بابت اُن کے بڑے بڑے چیلوں اور مداحوں کے متناقض بیانات

۱۔ آریہ سماج کا مشن سیاسی نہیں ہے

سوامی شردھانند کا بیان

۱۷۲۔ اس باب کی پہلی فصل میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ احاطہ بمبئی کی مرہٹہ قوم کے انگریزی تعلیم یافتہ سیاسی لیڈروں سے میل جول رکھنے کے بعد اُن لوگوں کے سیاسی خیالات سوامی جی کے دل میں بس گئے، اور وہ آریہ سماج کے ذریعہ سے اپنے سیاسی مقصد کی اشاعت کرنے لگے، جن لوگوں نے سوامی جی کی تصنیفات کو غور سے پڑھا ہے وہ اُن کی پالیسی کو سمجھتے ہیں، بانی دیو سماج بھی اپنی عام تحریروں اور تقریروں میں برابر یہی کہتے رہے ہیں، اور ایک موقع پر عدالت میں بھی اُن کا یہ بیان قلمبند ہو چکا ہے، چنانچہ اُنہوں نے سولن [علاقہ کوہستانِ شملہ] کے رانا صاحب کی عدالت میں جو ریاست بھگاٹ میں واقع ہے، بمقدمہ سردار سرکھ سنگھ وکیل موگا، بنام ماسٹر لچھمن داس آریہ ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء کو دورانِ شہادت میں یہ بیان کیا تھا کہ آریہ سماج کے قائم کرنے میں کچھ سیاسی مقاصد بانئ سماج کے پیشِ نظر تھے، جن کو اُنہوں نے افسروں کے خوف سے بہت مدت تک چھپایا، اور بڑے بڑے ذمہ دار آریہ سماجی بھی پبلک لکچروں اور اخباروں میں اس بچی بات سے صاف انکار کرتے رہے، مثلاً ۱۹۰۹ء میں جبکہ پٹیالہ کے کئی سربرآوردہ آریہ سماجی بغاوت کے الزامات میں گھسیٹے گئے تو سوامی شردھانند نے [جو اُس زمانہ میں گروکل والے "مہاتما"

منشی رام کہلاتے تھے] ایک پبلک لکچر میں جو لاہور کے اخبار "ہندوستان" مورخہ ۳ر دسمبر ۱۹۰۹ء میں چھپا تھا، یہ بیان کیا کہ آریہ سماجی برٹش راج کے خلاف نہیں ہیں چنانچہ اُن کے اصل اُردو الفاظ یہ ہیں:-

"ہم نہ باغی ہیں، نہ انگریزی راج کے خلاف، جو شخص اس راج کے اندر جس میں وہ شانتی اور آرام پاتا ہے گڑبڑ پیدا کرنا چاہتا ہے، وہ آریہ سماجی ہی نہ ہوگا۔" [منقول از اخبار جیون تتو، مورخہ ۷ر فروری ۱۹۲۲ء]

اسی اخبار میں سوامی جی کی زبانی یہ جملہ بھی نقل کیا گیا ہے:-

"سوامی دیانند نے کہا تھا کہ اگر انگریز آج چلے جائیں تو کل ہی ہماری گردنیں کٹ جائیں۔" [حوالہ سابقہ]

پروفیسر بالکرشن کا بیان ۱۷۴- گروکل کانگڑی کے ایک مشہور اُستاد، یعنی مسٹر بالکرشن صاحب ایم، اے، پروفیسر اقتصادیات نے بھی یہاں تک کہہ دیا تھا کہ آریہ سماج کو سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں، مثلاً ۱۹ر پھاگن سمت ۱۹۶۶ بکرمی، مطابق ۲ر مارچ ۱۹۱۰ء کے اخبار ست دھرم پرچارک میں جس کے اڈیٹر اُس زمانے میں مہاشہ منشی رام جگیاسو [یعنی سوامی شردھانند] تھے، پروفیسر بالکرشن صاحب ایم، اے کی ایک تقریر چھپی تھی، جو اُنہوں نے بمقام ملتان، دیوان نرندر ناتھ صاحب کی صدارت میں کی تھی، یہ دیوان صاحب [جو اَب راجہ نرندر ناتھ کہلاتے ہیں] اُس زمانہ میں ملتان کے ڈپٹی کمشنر تھے، اس تقریر کے متعلق اخبار مذکور میں یہ لکھا گیا تھا:-

"شری بالکرشن جی نے دیوان صاحب اور گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ جس طرح آریہ سماج صرف مذہبی اور تمدنی کام میں مصروف رہی ہے، وہ آئندہ بھی اسی میں مصروف رہے گی، اور سیاسیات کے دھوکا دینے والے

جال میں پھنس کر اپنی طاقت کو ضائع نہیں کرے گی" [اخبار ست دھرم پرچارک نے پروفیسر صاحب موصوف کے قول کو ان لفظوں میں نقل کیا ہے۔

آریہ سماج آج تک کیول دھارمک تتھا سماجک کاریوں میں لگی رہی ہے، اسی پرکار بھوشیّت میں [آئندہ] بھی لگی رہے گی اور اپنی شکتیوں کو پالیٹکس کے بھرم جال میں نشٹ نہیں کرے گی]

آگے چل کر پروفیسر بالکرشن صاحب کی تقریر کے متعلق ستیہ دھرم پرچارک کے اصلی الفاظ یہ ہیں:-

"آریہ سماج کو پالیٹکس سے واسطہ ہی کیا ہے ....

بشواش پوربک کہا کہ آریہ سماج کا کوئی سمبندھ پالیٹکس سے نہیں، آریہ سماج شریمان سر لوئی ڈین تتھا دیوان صاحب کا دھن باد کرتا ہے کہ آپتی کے سمے انہوں نے اسے ڈھارس دی ہے۔"

آریوں کے ایک وفد اور پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور کا بیان

۱۷۴ - الغرض بڑے بڑے آریہ لیڈروں نے کھلم کھلا کہدیا کہ پالیٹکس کے ساتھ آریہ سماج کا کوئی تعلق ہی نہیں، اور یہ اُن کی پالیسی تھی، اس کے سوا کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ۱۹۰۷ء میں جبکہ مشہور و معروف آریہ لیڈر لالہ لاجپت رائے کو سیاسی وجوہات سے جلاوطن کیا گیا تو اس وقت بڑے بڑے آریہ سماجیوں کا ایک ڈیپوٹیشن یعنی وفد ہز آنر سر ڈنزل ایبٹسن صاحب کی خدمت میں جو اُس زمانہ میں پنجاب کے لفٹنٹ گورنر تھے، بمقام کالکا حاضر ہوا، جس نے یہ بیان کیا کہ کوئی سیاسی مشن آریہ سماج کے پیشِ نظر نہیں ہے؟ اس کے سوا کیا یہ بھی امر واقعہ نہیں ہے کہ دسمبر ۱۹۰۹ء میں آریہ سماج لاہور کے

پریسیڈنٹ نے سرکاری عہدہ داروں کو اپنے موافق بنانے کے لیے سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی تھی، اور یہ بیان کیا تھا کہ آریہ سماج کے کوئی سیاسی اغراض و مقاصد نہیں ہیں؟ مگر اب تو لفظ سوراج کی ممانعت نہیں رہی، اور سیاسیات زمانہ کا فیشن ہو گیا ہے، اس لیے بڑے بڑے آریہ سماجی بھی اپنی عام تحریروں میں سوامی جی کے سیاسی مشن کی تصدیق کر رہے ہیں، اب ہم اس بات کے ثابت کرنے کے لیے سوامی جی کے بڑے بڑے چیلوں اور ان کے گن گانے والوں کی چند شہادتیں درج کرتے ہیں۔

۲- آریہ سماج کا مشن سیاسی ہے

(۱) سوامی شردھانند کا بیان جو پرانے آریہ سماجی، آریوں کے بڑے لیڈر اور آریہ گروکل کانگڑی کے بانی تھے اور اپنی آخری عمر میں پولٹیکل کام کرتے تھے

سوامی شردھانند وغیرہ کے متناقض بیانات

۱۷۵- ناظرین سوامی شردھانند اور ان کے ساتھیوں کا یہ بیان تو پہلے پڑھ ہی چکے ہیں کہ آریہ سماج اور اس کے بانی کو سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں تھا، اور ان کا یہ قول بھی ملاحظہ کر چکے ہیں کہ "خود سوامی جی نے یہ بات کہی تھی کہ سرکار انگریزی کے راج کے بغیر ہماری جان تک محفوظ نہیں ہے"۔ اب ان ہی سوامی شردھانند اور ان کے دوستوں کے ان اہم بیانات کو پڑھیں جو آگے درج کیے جاتے ہیں، اور جن سے آریہ سماج اور سوامی جی کے سیاسی مشن کی تصدیق ہوتی ہے، ناظرین دونوں قسم کے خیالات کا مقابلہ کر کے دیکھیں کہ ان میں کس قدر زمین آسمان کا فرق ہے!

سوامی شردھانند کی ایک تقریر صدارت

۱۷۶- سوامی جی کی صد سالہ برسی کے موقع پر آریہ سوراج کانفرنس کا جلسہ متھرا میں ہوا تھا، جس کے صدر سوامی شردھانند تھے

اس جلسہ کی رپورٹ ۲۵ فروری ۱۹۲۵ء کے روزنامہ اخبار پرتاپ میں درج ہوئی تھی، جو ایک آریہ مہاشے مسٹر کرشن بی، اے کی اڈیٹری میں شائع ہوتا ہے، سوامی شردھانند کی تقریرِ صدارت کا خلاصہ مضمون آگے درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) "آریہ سوراج سبھا کا مقصد سوراج حاصل کرنا ہے" [نوٹ۔ پنڈت رام گوپال شاستری سکرٹری آریہ سوراج سبھا کی چٹھی کے مطابق اس سبھا کا مقصد ویدک سوراج کا قائم کرنا ہے [دیکھو اخبار ٹربیون مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۲ء]

(۲) "دھرم یعنی مذہب سے سیاسیات کو جدا کرنے کی وید اجازت نہیں دیتے" [یعنی وید مذہب میں سیاسی امور داخل ہیں]

(۳) "جو شخص سیاسی آزادی نہیں چاہتا ہے، اُسے اپنے آپ کو آریہ نہیں کہنا چاہیئے" [نوٹ۔ اخبار ٹربیون لاہور کے ایک خاص نمائندہ کی طرف سے سوامی شردھانند کی سپیچ کی جو رپورٹ ۲۴ فروری ۱۹۲۵ء کے پرچہ میں درج ہوئی ہے اُس کا مضمون یہ ہے:۔ کسی آریہ سماجی کو اُس وقت تک آریہ سماجی نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وہ سوراجی نہ ہو]

(۴) "آریہ تمام دُنیا پر حکومت کریں گے" [اصل اُردو الفاظ یہ ہیں "سارے سنسار میں آریوں کا راج ہوگا"] آگے چل کر کہتے ہیں "رشی دیانند نے اَدھرمی کے ساتھ نان کوادپریشن یعنی ترکِ موالات یا عدمِ تعاون کی تعلیم دی ہے، خواہ وہ چکرورتی راجہ ہی کیوں نہ ہو۔" [اصل اُردو الفاظ یہ ہیں۔ "رشی دیانند نے لکھا ہے .... کہ اَدھرمی خواہ چکرورتی بھی کیوں نہ ہو اُس سے اسہیوگ کرنا چاہیئے"]

(۲) ایک پُرانے لیڈر لالہ لاجپت رائے کا بیان

چار نتائج جو لالہ لاجپت رائے کی تحریرات سے برآمد ہوتے ہیں	۱۷۷۔ لالہ لاجپت رائے صاحب پنجاب میں نان کوادپریشن یعنی تحریک ترکِ موالات یا عدمِ تعاون کے لیڈر ہی نہیں بلکہ

آریہ سماج کے ایک پُرانے اور سربرآوردہ ممبر بھی تھے، اور اپنے آپ کو آریہ سماج کا پُرانا سیوک یعنی خادم کہتے تھے، اور آریہ سوراج سبھا کی اِنتظامی کمیٹی کے ایک مطبوعہ رزولیوشن میں اُن کو "آریہ سماجی" کہا گیا ہے۔ وہ سوامی جی کی جس قدر تعریف و توصیف کرتے ہیں اُس کا اندازہ اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ وہ عام تحریرات میں اپنے آپ کو سوامی جی کا چیلا کہتے رہے [دیکھو اخبار پرکاش لاہور کارشی نمبر بابت ماہ نومبر ۱۹۲۳ء] لالہ صاحب موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں جنہیں سے ایک سوامی دیانند کی سوانح عمری بھی ہے، اُن کے بہت سے مضامین دیسی اخبارات میں چھپ چکے ہیں جن کا خلاصہ آئندہ درج کیا جائیگا، اُن مضامین سے یہ چار نتائج برآمد ہوتے ہیں:-

پہلا نتیجہ- سوامی دیانند ہی وہ شخص تھے جن سے آریہ سماج کے سب سے پہلے لیڈروں نے نان کو آپریشن کی سیاسی پالیسی سیکھی تھی، جس کا مطلب ہندوستان کی موجودہ برٹش حکومت کو اُلٹ دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

دُوسرا نتیجہ- اِس بات کی کوشش میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا کہ آریہ سکول اور کالج کو گورنمنٹ کے اِنتظام اور معائنہ سے آزاد رکھا جائے، تاکہ اُن درسگاہوں کے سیاسی کام میں خلل واقع نہ ہو؛ جن کے نصاب میں میزنی اور گیری بالڈی کی پولٹیکل سوانح عمریاں بھی داخل تھیں، یہ کتابیں جن کا ترجمہ لالہ لاجپت رائے نے اُردو میں کیا تھا دیانند ہائی سکول لاہور میں درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی تھیں۔

تیسرا نتیجہ- دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کے کُل مصارف کا سواں حصہ بھی اِس نام نہاد مذہبی یا ویدک تعلیم پر خرچ نہیں ہوتا۔

چوتھا نتیجہ- بانیٔ آریہ سماج کی زندگی میں آریہ سماج کی بُنیاد قائم کرنے اور اُس کے موجودہ

اصول کو مرتب کرنے میں جن سربرآوردہ ممبروں کا ہاتھ تھا وہ مذہبی زندگی کے اعتبار سے بالکل صفر تھے اور آریہ سماج کے اصول اور عقائد پر بھی ایمان نہیں رکھتے تھے، اور زیادہ تر "قومی" یا سیاسی وجوہ سے آریہ سماج میں داخل ہوئے تھے! یہ اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ آریہ سماج کا جو پروگرام خود بانی آریہ سماج کی زندگی میں ممبران آریہ سماج کے سامنے رکھا گیا تھا وہ سیاسی پروگرام تھا جس کو دھرم یعنی مذہبی عقائد سے کوئی تعلق نہیں تھا، اس بارہ میں اس سے زیادہ صاف اور صریح شہادت اور کیا چاہیئے؟

نتائج مذکورۂ بالا کے تین ثبوت

۱۷۸ - اب ہم لالہ لاجپت رائے صاحب کے اصلی الفاظ کا خلاصہ لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ یہ نتائج بالکل صحیح ہیں

پہلا ثبوت - لالہ لاجپت رائے کی کھلی چٹھی

لالہ جی نے ایک کھلی چٹھی لاہور کی کالج پارٹی کے لیڈر یعنی لالہ ہنس راج صاحب کے نام لکھی تھی جو ۱۵ر جنوری ۱۹۲۱ء کے اخبار بندے ماترم میں چھپی ہے[۵۱]، جس میں اس بات پر زور دیا تھا کہ ڈی، اے، وی کالج کو [مسٹر گاندھی کے سیاسی مفہوم کے بموجب] قومی کالج بنایا جائے، اس چٹھی کا مضمون یہ تھا:-

"جن اصولوں کی تعلیم سوامی دیانند نے دی تھی، اور جن کو آریہ سماج کے ابتدائی لیڈروں نے اپنے نوجوان دوستوں کے دل پر نقش کیا تھا ان کو اب عام طور پر سب نے قبول کر لیا ہے، آریہ سماجیوں نے "سودیشی" اور "نان کواپریشن" یعنی ترکِ موالات یا عدم تعاون کے اصول مہاتما گاندھی کے میدانِ عمل میں آنے سے بہت پہلے سوامی دیانند سے سیکھے تھے۔"

دوسرا ثبوت - لالہ لاجپت رائے کا ایک مضمون

۱۷۹ - اخبار پرکاش لاہور کے رشی نمبر

[۵۱] یہ چٹھی اخبار جیون تتو لاہور مورخہ ۲۵ر جنوری ۱۹۲۱ء میں بھی چھپی ہے۔

مورخہ ۱۵ ماہ کاتک سمت ۱۹۷۸ بکرمی مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں [یعنی اُس خاص نمبر میں جو سوامی جی کے نام سے منسوب کیا گیا تھا] لالہ لاجپت رائے صاحب نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں اُنہوں نے یہ بیان کیا تھا :-

"آریہ سماج کے مذہبی کام کا سب سے بڑا رکن یہ تھا کہ لوگوں میں قومیت کا احساس پیدا کرا یا جائے .... آریہ سماج ۱۸۷۷ء میں [پنجاب میں] قائم ہوئی تھی، اور اُس کے موجودہ اُصول لاہور میں بنے تھے جن کو موجودہ صورت میں ڈھالنے والے ایسے لوگ تھے جو علم سنسکرت اور مذہبی زندگی کے اعتبار سے محض صفر تھے .... اُس زمانہ میں آریہ سماج کے کاموں کو ترقی دینے میں ایسے لوگوں کا تعلق بھی تھا جو آریہ سماج کے مذہبی اُصول اور مسائل پر تو ایمان واعتقاد نہیں رکھتے تھے مگر آریہ سماج کے قومی کام سے پوری ہمدردی رکھتے تھے۔ اِس کے علاوہ ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے دستور العمل کی ترتیب اور آریہ سماج کی تعلیمی پالیسی کی تشکیل میں ایسے لوگوں کا سب سے زیادہ تعلق تھا جو بہ نسبت اپنے مذہبی خیالات کے قومیت اور حُبِ وطن کا احساس بہت زیادہ رکھتے تھے ! ویدوں اور شاستروں کے مطالعہ اور تعلیم کی تاکید، اور اُن کی تفسیر اور تاویل کرنے میں بھی وہی قومیت کا احساس غالب تھا[ف۱]، حقیقت میں آریہ سماج کا مذہب یہی تھا کہ ہندوؤں میں اعلیٰ درجہ کی قومیت کا احساس پیدا کرا دیا جائے۔"

[دیکھو اخبار جیون تتو لاہور مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۲ء]

ف۱ یہی وجہ ہے کہ سوامی دیانند نے ویدوں کی نئی تفسیر مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سیاسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر لکھی تھی۔

اس مضمون سے کیا ثابت ہوتا ہے

۱۸۰ - جو لوگ لالہ لاجپت رائے صاحب کی ان تحریروں کا بغور مطالعہ کریں گے، اور جن کو آریہ سماج کے اندرونی خیالات کا علم ہے، اور جنھوں نے اُن کی تصنیفات کو پڑھا ہے اُن کے لیے یہ شہادت اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ آریہ سماج کا اصلی اور ابتدائی مقصد بالکل سیاسی تھا اور اب بھی ہے۔ جس کا نام لالہ لاجپت رائے صاحب نے "قومیّت" رکھا ہے۔ مگر جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا وہ قومیت یہی ہے کہ صرف آریہ سماجیوں کو "چکرورتی راج" مل جائے، اس مقصد کے سوا آریہ سماج کا کوئی مذہب نہیں ہے، اور مذہب کی جو ظاہری صورت اب تک قائم ہے وہ اِسی مقصد کے حاصل کرنے کا ایک وسیلہ ہے اور بس!

تیسرا ثبوت۔ لالہ لاجپت رائے کا ایک اور مضمون

۱۸۱ - اِس کے علاوہ اپنے اخبار "بندے ماترم" مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون کے سلسلہ میں جس کا عنوان ہے "آریہ سماج میں مذہب اور پالیٹکس کا درجہ" لالہ صاحب موصوف نے یہ لکھا تھا:-

دیانند سکول اور کالج کو گورنمنٹ کے اِنتظام اور معائنہ سے آزاد رکھنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ میزنی اور گیریبالڈی[۵۱] کی سوانح عمریاں دیانند سکول کے تعلیمی نصاب میں شامل تھیں .... اگر دیانند ویدک کالج کے حسابات کی جانچ پڑتال کی جائے تو یہ بات معلوم ہوگی کہ اُس کے کُل اخراجات کا ایک سواں حصّہ بھی مذھبی یا ویدک تعلیم کی اشاعت کے لیے خرچ نہیں ہوتا! ہماری رائے میں اب مُلک کی حالت بدل گئی ہے، اول اول جن باتوں کے تذکرے

[۵۱] یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ملکِ اٹلی میں سیاسی انقلاب پیدا کیا تھا۔

دروازے بند کر کے ہوا کرتے تھے، اب سڑکوں اور شاہ راہوں پر کھلم کھلا اُن کا ذکر ہوتا ہے۔"

اِس تحریر سے معلوم ہوگیا کہ سوامی جی کی پولٹیکل سکیم یعنی سیاسی تجویز نے جو اب کھلم کھلا تسلیم کی جاتی ہے، پوشیدہ طور پر جنم لیا تھا۔

(۳) پروفیسر رام دیو بی۔اے کا بیان جو اُس زمانہ میں گروکل کانگڑی کے پرنسپل تھے

پروفیسر رام دیو کا مضمون

۱۸۲ - پروفیسر رام دیو بی۔اے گروکل والی آریہ سماجی پارٹی کے بڑے جوشیلے کارکن ہیں، اور ہردوار کے نزدیک کانگڑی میں جو گروکل ہے، اُس کے نہ صرف پروفیسر بلکہ پرنسپل بھی رہ چکے ہیں، لاہور کے آریہ اخبار "پرکاش" مورخہ ۲۳ر کاتک سمت ۱۹۷۷ بکرمی [مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۲۰ء] میں اِن ہی پروفیسر صاحب کا ایک مضمون چھپا تھا، جس کا عنوان ہے "رشی دیانند اور نان کوآپریشن" [اَسہیوگ] اِس مضمون میں اُنہوں نے یہ لکھا تھا:-

"اِس بات کا معلوم کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ نان کوآپریشن کے مختلف مدارج جو آج مہاتما گاندھی نے تجویز کیے ہیں وہ سب سوامی دیانند کی پولٹیکل فلاسفی [فلسفۂ سیاست] سے لیے گئے ہیں......... ہندوستان کی پولٹیکل بیداری کے جنم داتا یعنی بانی مبانی بھی دیانند آچاریہ ہیں، مہاتما گاندھی تو سوامی جی کی پولٹیکل فلاسفی کو صرف عملی صورت دے رہے ہیں" [دیکھو اخبار جیون تتو۔ مورخہ ۷ر فروری ۱۹۲۲ء]

(۴) پنجاب کے مشہور و معروف آریہ سماجی اور سیاسی کام کرنے والے ڈاکٹر ستیہ پال بی۔اے۔ایم۔بی کا بیان

ڈاکٹر ستیہ پال کی ایک تقریر

۱۸۳ - ۲۴ر فروری ۱۹۲۵ء کے اخبار ٹریبیون میں

ڈاکٹر ستیہ پال کی ایک تقریر چھپی ہے جو انہوں نے آریہ سوراج کانفرنس متھرا میں کی تھی، اِس تقریر میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ "ویدک تہذیب کے قیام اور اشاعت کی غرض سے سوراج حاصل کرنا نہایت ضروری ہے!" ["ویدک تہذیب" سے تمام دنیا کی سلطنت یعنی "سروبھومک چکرورتی راج" مراد ہے، دیکھو ستیارتھ پرکاش، باب ۱۱]

ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک مضمون

۱۸۴ - ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک مضمون اخبار ٹریبیون مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء میں چھپا تھا، جس کا عنوان یہ ہے۔ "ہمارا نجات دہندہ دیانند" اس مضمون میں سوامی جی کے سیاسی مشن کی بابت یہ خیالات ظاہر کیے گئے ہیں :-

"جو محبانِ وطن اِس سرزمین (ہند) میں کبھی پیدا ہوئے ہیں، اُن میں سب سے بڑے محبِ وطن رشی دیانند ہیں، وہ تحریکِ آزادی کے رستہ کو صاف کرنے والے ہیں (؟) ...... انہوں نے ایسے صاف صاف لفظوں میں جن کا مطلب سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی، کہدیا ہے کہ غیروں کا سوراج خواہ کیسا ہی مفید ہو پھر بھی ہمیشہ کے لیے ایک لعنت ہے اور کسی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے کا کوئی حق[1] نہیں ہے۔"

اِس کے بعد ڈاکٹر صاحب یہ لکھتے ہیں :-

"سوامی جی کی گرجنے والی آواز نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ ہندوستان اور ویدک دھرم کی حفاظت اِسی میں ہے کہ مادرِ وطن کو آزادی

[1] بہت خوب! مگر سوامی جی نے جو آریوں کے لیے چکرورتی راج، یعنی تمام عالم کی حکومت تجویز کی ہے کیا وہ دوسری قوموں پر "ہمیشہ کے لیے ایک لعنت" نہیں ہوگی، آخر آریوں کی سلطنت میں بمقابلہ دوسری قوموں کی سلطنت کے کونسی خوبی ہے ؟

مل جائے، سوامی جی کی دُعائیں، اُن کے اُپدیش، اُن کے وعظ، اور اُنکی تعلیمات وغیرہ تمام باتیں ایک ہی مقصد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں، یعنی ہندوستان کا مستقبل صرف اسی صورت میں روشن ہو سکتا ہے جبکہ وہ آزاد ہو"
آگے چل کر اُسی مضمون میں یہ بھی لکھتے ہیں :-
"رشی دیانند صرف ایک کامل نمونہ ہی نہ تھے، بلکہ اُنہوں نے ایک مفصّل اور مکمّل پروگرام یعنی دستورالعمل بھی پیش کر دیا ہے"۔

اِس تقریر اور اِس مضمون سے کیا ثابت ہوا؟

۱۸۵ - اِن بیانات سے اصل حقیقت ظاہر ہو گئی، اور چھپا ہوا بھید کھُل گیا، ڈاکٹر ستیہ پال صاحب صاف صاف اقرار کرتے ہیں کہ سوامی جی نے مذہب کے نام سے جو کام کیے، اور جو سوشل (تمدنی) اصلاحیں کیں، "یہ تمام باتیں ایک ہی مقصد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں"۔ اور وہ سیاسی مقصد تھا اُن کے تمام اصلاحی کام اُس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے محض ایک وسیلہ تھے، ڈاکٹر صاحب کا قول بالکل صحیح اور دُرست ہے، ہم بھی برابر یہی کہتے رہے ہیں، اور ہم کو اُن کی اِس رائے سے بھی اتفاق ہے کہ "سوامی جی نے اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنے کے لیے "ایک مفصّل اور مکمّل پروگرام" بنا لیا تھا، جس کی بعض ضروری باتیں اِس باب کی پہلی فصل میں مفصل بیان ہو چکی ہیں [دیکھو دفعات ۱۶۳ - ۱۷۱] مگر یہ جو ڈاکٹر صاحب کا دعویٰ ہے کہ سوامی جی کے سیاسی پروگرام کا مقصد ھندوستان کو آزاد کرانا تھا! واقعات اِس دعوے کی پُوری تردید کرتے ہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پروگرام صرف اِسی غرض سے بنایا گیا تھا کہ دیگر مذاہب جو آریہ سماجی نہیں ہیں، یعنی سناتنی ھندو، عیسائی، جینی، بودھ، سکھ، برھمو، دیو سماجی وغیرہ وغیرہ جو ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر تمام دُنیا میں رہتے ہیں اُن کے جائز حقوق اور آزادی کو نقصان پہنچا کر صرف

آریہ سماجیوں کو ناجائز فائدے پہنچائے جائیں ، اس باب کی چوتھی فصل میں سوامی جی کی سیاسی تجویز پر پوری بحث کی گئی ہے [دیکھو دفعات ۲۱۴-۲۴۳]

(۵) ڈاکٹر جواہر لال کانپوری پریسیڈنٹ آل انڈیا آریہ کانفرنس متھرا کا بیان

ڈاکٹر جواہر لال کی تقریر صدارت

۱۸۶ - فروری ۱۹۲۵ء میں سوامی جی کی صد سالہ برسی بمقام متھرا منائی گئی ، اس موقع پر آریہ سماجیوں کی ایک عظیم الشان کانفرنس بھی منعقد ہوئی تھی ، جس کے صدر سوامی شردھانند تھے ، اور جس میں سوامی جی کے سیاسی پروگرام پر بحث کی گئی تھی [اس پروگرام کا بیان آئندہ آئے گا] اور اسی موقع پر آریہ سماجیوں کی ایک اور آل انڈیا کانفرنس بھی زیر صدارت ڈاکٹر جواہر لال صاحب کانپوری منعقد ہوئی تھی ، اس مشہور و معروف آریہ سماجی بزرگ کے پریسیڈنشل ایڈریس یعنی تقریر صدارت کی جو رپورٹ ۲۰ر فروری ۱۹۲۵ء کے اخبار ٹریبیون میں درج کی گئی ہے اس کے وہ الفاظ جن کا ترجمہ نیچے درج کیا جاتا ہے ، نہایت معنی خیز ہیں :-

"سوامی دیانند کو سوراج کا نہایت ہی جوش تھا ، اور اُن کے اس مشن کو پورا کرنے کی غرض سے تمام ملک میں آریہ سماجیوں کی تنظیم ضروری تھی۔"

یہ ایک اور صاف شہادت ہے ، اور اس سے بھی یہ بات کھل گئی کہ سوامی جی اور اُن کی جماعت کا مشن سیاسی ہے ۔

(۶) مسٹر شیام جی کرشن ورما ایم ، اے کا بیان جو سوامی جی کی زندگی میں اُنکے مددگار اور ٹرسٹی اور اُنکے پرجوش مدّاح تھے

مسٹر شیام کرشن ورما کے خاص تعلقات سوامی جی کیساتھ

۱۸۷ - جو لوگ سوامی جی کی زندگی میں اُنکے

معین و مددگار تھے اور اُن کے انتقال کے بعد بھی اُن کے کام کو چلاتے رہے ، اُنہیں ایک صاحب مسٹر شیام جی کرشن ورما ایم ، اے بھی ہیں ، جو ایک لائق گریجویٹ اور سنسکرت کے فاضل ہیں ، اُنہوں نے سوامی جی کی زندگی میں اُن کی ایک سنسکرت کتاب کا گجراتی میں ترجمہ کیا تھا ، اور اپنی ایک پبلک تحریر میں اِس بات کا اقرار کیا تھا کہ مجھے شروع ہی سے آریہ سماج کے اغراض و مقاصد کو سمجھنے کے خاص خاص موقعے ملتے رہے ہیں ، صاحب موصوف کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے :-

" آریہ سماج کے معزز بانی سوامی دیانند آنجہانی کے ساتھ سالہا سال تک میرے نہایت ہی دوستانہ تعلقات رہے ہیں ، اور میں نے اُن کی عنایات کا سالہا سال تک لُطف اُٹھایا ہے ۔"

سوامی جی کو مسٹر ورما پر بہت بھروسا تھا ، جن کو اُنہوں نے اپنی زندگی ہی میں پروپکارنی سبھا کا ممبر بنایا تھا ، یعنی اپنے وصیّت نامہ کی رو سے ٹرسٹی مقرر کیا تھا ،

سوامی جی کے سیاسی مشن کی تشریح مسٹر ورما کے قلم سے

۱۸۸ - مسٹر ورما اکسفورڈ یونیورسٹی میں کچھ عرصے پروفیسر بھی رہے تھے ، اور اُس زمانہ میں سوشل اور پولٹیکل خیالات میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے ، اُنہوں نے ایک رسالہ "انڈین سوشیالوجسٹ" [INDIAN SOCIOLOGIST.] بھی نکالا تھا ، یہ فاضل مردِ شریف جو سوامی جی کے کام میں برابر کے شریک تھے اور عمر بھر اُن کے دوست اور مداح رہے ، کھلم کھلا اِس بات کی تصدیق کرتے اور صاف صاف کہتے ہیں کہ میں جن خیالات کی تائید اور اشاعت کرتا ہوں اُن کو میں نے سوامی جی سے حاصل کیا تھا ، اُنہوں نے سوامی جی کی یادگار میں ہندوستانی طالب علموں کو وظائف دینے کے لیے کئی ہزار روپے چندہ بھی دیا تھا ، مسٹر ورما کا ایک مضمون لاہور کے ایک انگریزی رسالہ "سائنس گراؤنڈڈ ریلیجن" [SCIENCE GROUNDED RELIGION] کے مارچ اور اپریل ۱۹۰۹ء کے

نمبر میں چھپا تھا جس میں اُنہوں نے یہ بیان کیا تھا ۔

"بانی آریہ سماج کی جو عزت اور عظمت ہمارے دل میں ہے، اُس کا تصور اِس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ ہم نے خوش قسمتی سے چند سال قبل اُن کی یادگار اِس طرح قائم کی تھی کہ اپنی تجویز کے بموجب اُن کے نام کو "انڈین ٹریولنگ فیلوشپ" [INDIAN TRAVELLING FELLOWSHIP.] کے نام سے منسوب کر دیا تھا، جن سیاسی خیالات کی اشاعت ہم اب کر رہے ہیں، وہ بہت کچھ اُن ابتدائی نصیحتوں کا نتیجہ ہیں جو سوامی دیانند کی عنایت سے ہم کو حاصل ہوئی تھیں"

صاحب موصوف آگے چل کر یہ بیان کرتے ہیں :-

اِس بات کے ثابت کرنے کے لیے قطعی دلائل موجود ہیں کہ جس سوسائٹی [یعنی آریہ سماج] کا اعلان اُس کے بانی نے کیا تھا اُس کا مقصد یہی تھا کہ کامل آزاد اور خودمختار نیشنل گورنمنٹ [یعنی قومی سلطنت] قائم کی جائے" [نوٹ - ناظرین اِس بات پر غور کریں کہ اِس قومی سلطنت سے ہوم رول نہیں بلکہ کامل آزاد حکومت مُراد ہے، دوسرے لفظوں میں اِس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں آریہ سماج کا راج ہو جائے جس میں کسی غیر آریہ سماجی کے لیے کوئی رعایت یا حقوق نہیں ہیں]

اِس کے بعد مسٹر ورما یہ لکھتے ہیں :-

اُن کی [یعنی سوامی جی کی] بہت سی کتابیں .... چھپ چکی ہیں، جنمیں سے بعض کتابوں کا گجراتی میں ترجمہ کرنے کی عزت ہم کو بھی حاصل ہوئی ہے، یہ ترجمہ ۱۸۷۵ء میں اُس وقت کیا گیا تھا جبکہ بمبئی میں پہلی آریہ سماج قائم ہوئی تھی، یہ کتابیں صاف صاف شہادت دیتی ہیں کہ سوامی جی کی زندگی کے مشن کا بڑا اُمدعا یہی تھا کہ اپنے ہموطنوں کے دل میں ایک کامل یعنی عالمگیر حکومت قائم کرنے کی

پُرجوش خواہش پیدا کی جائے، یعنی ایسی حکومت جو مہا بھارت کے زمانہ تک رائج تھی ["مہا بھارت پرینت چکرورتی سرو بھومک راجیہ"] جس کی تشریح اُنھوں نے اپنی مشہور و معروف کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں باب میں کی ہے اِس کتاب میں بہت سے غمناک اور درد انگیز اشارات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان اپنی سیاسی آزادی کھو بیٹھا ہے، اور ہندوستانی آجکل پردیسیوں کے غلام بنے ہوئے ہیں"

آگے چلکر مسٹر ورما یوں لکھتے ہیں:-

سوامی دیانند ہندوستان کی آزادی[۵۱] کے حامی تھے، خواہ وہ آزادی جنگ یا انقلاب کے نقصانات اُٹھا کر ہی کیوں نہ حاصل ہو! سوامی جی نے اپنے سیاسی خیالات کو پبلک طور پر پیش نہیں کیا تھا جسکی وجوہ صاف ظاہر ہیں۔"

سوامی جی کے پوشیدہ سیاسی مشن اور انقلابی پروپیگنڈا کی بابت اِس سے زیادہ صاف اور صریح شہادت اور کیا ہوسکتی ہے؛ وہ اُس زمانہ میں افسروں[۵۲] کے خوف سے اپنے مشن کی اشاعت ویدمت اور قومیّت کے نام سے پوشیدہ طور پر کرتے تھے۔

سوامی جی کے سیاسی مشن کی بابت آریوں کے متناقض بیانات کیوں ہیں؟

۱۸۹- لالہ لاجپت رائے صاحب نے بھی اپنی تحریر میں جو اُوپر درج کی گئی، یہ بیان کیا ہے کہ "جو باتیں پہلے زمانہ میں گھر کے دروازے بند کرکے کہی جاتی

---

۵۱ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ سوامی جی "ہندوستان کی آزادی" کے حامی تھے، اُن کا مقصد تو یہ تھا کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دُنیا میں صرف آریوں کا راج ہوجائے، اور غیر آریہ قومیں یا تو غلام بن کر رہیں یا صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں [دیکھو دفعات ۲۱۳ - ۲۴۳]

۵۲ ۱۸ فروری ۱۹۲۵ء کے اخبار ٹریبیون میں ڈاکٹر ستیہ پال لکھتے ہیں کہ "سوامی دیانند کے زمانہ میں آزادی کی سرگوشی بھی انقلاب اور بغاوت کے برابر سمجھی جاتی تھی۔"

تھیں وہ اب سڑکوں اور شاہراہوں پر لکھی جاتی ہیں" یہی وجہ ہے کہ اوّل اوّل آریہ سماجی، آریہ سماج اور اُس کے بانی کے سیاسی مشن کو کھلم کھلا تسلیم نہیں کرتے تھے، مگر اب جب سے سلطنتِ برطانیہ کے ماتحت ہندوستان کو آہستہ آہستہ اور بتدریج سلف گورنمنٹ یعنی حکومتِ خود اختیاری دینے کا اُصول سرکاری طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے اور مسٹر گاندھی سیاسیات میں بڑی عزّت اور شہرت حاصل کرچکے ہیں، اور "سوراج" کی چیخ پکار کو حب الوطنی کا ایک نشان سمجھا جاتا ہے، بہت سے آریہ سماجیوں نے بھی ایک "آریہ سوراج سبھا" بنائی ہے، اور سوامی جی کی صد سالہ برسی کے موقع پر متھرا میں ایک "آل انڈیا آریہ پولیٹیکل کانفرنس" بھی قائم کی ہے، جس کے صدر نشین سوامی شردھانند تھے اور مضمونِ بحث یہ تھا "سوامی دیانند کا سوراجی پروگرام اور اُن کے مشن کی سیاسی وسعت" [دیکھو مسٹر ستیارتھی سکرٹری "آریہ سوراج سمیلان" متھرا کا تار جو ۸ رفروری ۱۹۲۵ء کے اخبار ٹریبیون میں چھپا ہے] غرض سوامی جی کے سیاسی مشن کو اب آریہ سماجی کھلم کھلا تسلیم کرنے لگے ہیں کیونکہ اس سے پبلک کی نظروں میں اُن کی عزت اور وقعت قائم ہوتی ہے۔

آریہ سماج کے سیاسی مشن کی بابت بانی دیوسماج کا قول

۱۹۰ - بانی دیوسماج نے اپنی بہت سی تقریروں اور تحریروں میں پہلے ہی یہ بات جتا دی تھی کہ سوامی جی ویدا پرچار کے بھیس میں اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں، جسکی اب پوری تصدیق ہوگئی، اور اوّل اوّل آریہ سماجیوں نے اس کے برخلاف جو بیانات کیے تھے واقعات نے اُن کی تکذیب کردی ؂

تیسری فصل

اپنے پوشیدہ سیاسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے

سوامی جی کی تجاویز

سوامی جی کی آٹھ تجویزیں

۱۹۱ - اگر سوامی جی کی تحریروں کو غور سے دیکھا جائے، اور اُن کی جانچ پڑتال کی جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُنہوں نے اپنے سیاسی مقصد کو جاری رکھنے کے لیے **آٹھ عملی تجاویز** اختیار کی تھیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں

پہلی تجویز

چکرورتی راج کی دعائیں ویدوں میں داخل کی گئیں

۱۹۲ - سوامی جی نے اپنے چیلوں کو اپنے سیاسی مقصد یعنی آریہ چکرورتی راج کی طرف توجہ دلانے کے لیے اِس مضمون کو جابجا دعاؤں کی صورت میں ویدوں کے اندر داخل کر دیا ہے، مثلاً اُن کی کتاب "رگوید آدی بھاشیہ بھومکا" یعنی تمہید تفسیر وید میں سب سے پہلی دُعا یہ ہے:-

"ہے سرو شکتی من ہے ایشور آپ کی کرپا رکشا اور سہائے سے ہم لوگ پرسپر ایک دوسرے کی رکشا کریں، اور ہم سب لوگ پرم پریتی سے	"हे सर्व शक्तिमन् हे ईश्वर आपकी कृपा रक्षा और सहाय से हम लोग परस्पर एक दूसरे की रक्षा करें और हम सब लोग परम प्रीति से

مل کے سب سے اُتم ایشوریہ ارتھات چکرورتی راجیہ آدی سانگری سے آنند کو آپ کے انوگرہ سے سدا بھوگیں" [ہندی بھومکا صفحہ ۱]	मिल के सब से उत्तम ऐश्वर्य्य अर्थात चक्रवर्ति राज्य आदि सामग्री से आनन्द को आप के अनुग्रह से सदा भोगें।" (सफा ९)

اُردو ترجمہ :۔ اے قادر مطلق پرمیشور! آپ کی ظلِ حمایت میں ہم آپ کی مدد و عنایت سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کریں، اور ہم سب بڑی محبت سے مل کر اعلیٰ درجہ کی حشمت و اقبال یعنی تسخیرِ عالم [چکرورتی راج] وغیرہ سامان (راحت) حاصل کرکے ہمیشہ آپ کے فضل و کرم سے آنند بھوگیں۔"

[اردو ترجمہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا از بابو نہال سنگھ آریہ مطبوعہ مطبع ودیا درپن میرٹھ ۱۸۹۸ء ص ۱]

سوامی جی کی تصنیفات میں اسی قسم کی دعائیں مختلف مقامات پر پائی جاتی ہیں [دیکھو کتاب "آدرش ویدک راج" بزبان ہندی مصنفہ پنڈت رام گوپال شاستری سکرٹری آریہ سوراج سبھا لاہور]

دوسری تجویز

توپ، بندوق وغیرہ کے حاصل کرنے کی دعائیں ویدوں میں داخل کی گئیں

۱۹۲ - آریوں کے راج کو تمام دنیا میں قائم کرنے کے لیے توپوں اور بندوقوں کی ضرورت ہے اس لیے سوامی جی نے اِن ہتھیاروں کے حاصل کرنے کی دعائیں بھی ویدوں کے نئے اور پرانے ترجمے میں جسکو اُنھوں نے آہستہ آہستہ چھپوا کر شائع کیا تھا داخل کر دیں، مثلاً اپنی کتاب آریہ بھِونے میں جو آریوں کے لیے دعاؤں کی کتاب ہے اس اشیرباد یعنی دُعا کو ویدک پرمیشور کی زبان سے اس طرح ادا کیا ہے،

[دیکھو وید منتر نمبر ۲۲ مندرجہ آریہ بھونے، پاکٹ اڈیشن، طبع دہم صفحہ ۷۴-۷۵]

"ہے جیوو! تمہارے لیے ایُدھ ارتھات شت گھنی (توپ) بھشنڈی (بندوق) دھنش، بان، کروال (تلوار) شکتی (برچھی) آدی شستر ستھر اور درڑھ ہوں۔ کس پریوجن کے لیے؟ تمہارے شترؤوں کے پراجے کے لیے۔"	"हे जीवो! तुम्हारे लिए आयुध अर्थात शतघ्नी (तोप) भुशुन्डी (बन्दूक) धनुष्, बाण, करवाल (तलवार) शक्ति (बरछी) आदिशस्त्र स्थिर और दृढ़ हों। किस प्रयोजन के लिए? तुम्हारे शत्रुओं के पराजय के लिए"

[رگ وید ۱-۳-۱۸-۲] (ऋ० १।३।१८।२)

اردو ترجمہ:- اے انسانو! تمہارے لیے ایُدھ یعنی توپ، بندوق کمان، تیر، تلوار، برچھی وغیرہ ہتھیار پختہ اور مضبوط ہوں، کس غرض کے لیے؟ تمہارے دشمنوں کی شکست کے لیے [رگوید ۱-۳-۱۸-۲]

اس قسم کی بہت سی دعائیں ویدوں میں داخل کی گئیں

۱۹۴- الغرض سوامی جی نے ہتھیار، فوج اور خزانہ [یعنی مال و زر] وغیرہ حاصل کرنے کی غرض سے اس قسم کی بہت سی دعائیں اپنے نئے وید بھاشیہ یعنی تفسیر وید میں درج کی ہیں، ہم اُن سب کو اس خوف سے نقل نہیں کرتے کہ اس کتاب کا حجم بہت بڑھ جائیگا۔

تیسری تجویز

مورتی پوجا کی تردید سیاسی بنا پر

۱۹۵- سوامی جی نے خدائے واحد کی پرستش کی آواز بلند کرکے مورتی پوجا کی سخت مذمت اور تردید کی ہے جس کے دو سبب تھے

ایک یہ کہ تعلیم یافتہ ہندوؤں کو اپنا ہم خیال اور ہمدرد بنایا جائے **دوسرے** اُن کو یقین تھا کہ بت پرستی اُن کے سیاسی مقصد کے حاصل کرنے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے مثلاً سوامی جی کے نزدیک بت پرستی سے جو سیاسی نقصان ملک کو پہنچا ہے اُس کو اُنہوں نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے :-

"آزادی اور دولت کا آرام اُن کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے" [ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۵۰ ص ۴۱۹ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اور اِسی وجہ سے [بقول سوامی جی] بت پرستی کو چھوڑ دینا چاہیئے۔

اِس بارہ میں ایک آریہ مصنف کا قول

۱۹۶۔ ایک آریہ سماجی نے جن کا نام ستیہ دیو ودیا النکار ہے حال ہی میں سوامی جی کی صد سالہ برسی کے موقع پر ایک کتاب یعنی "دیانند درشن" شائع کی ہے جس کا دیباچہ سوامی شردھانند نے لکھا ہے، اِس کتاب کے ص ۲۵ پر خیال مذکورہ بالا کی تائید اِن الفاظ میں کی گئی ہے :-

"मूर्ति पूजा के खण्डनात्मक प्रकरण में महर्षि ने सोलह कारण मूर्ति पूजा के खंडन में दिए हैं, इन में अधिकतर कारण राष्ट्रीय भावना प्रधान हैं" ।

"مورتی پوجا کے کھنڈن آتمک پرکرن میں مہرشی نے سولہ کارن مورتی پوجا کے کھنڈن میں دیئے ہیں، ان میں ادھکتر کارن راشٹریہ بھاونا پردھان ہیں۔"

اُردو ترجمہ :- "مہرشی (دیانند) نے مورتی پوجا کی تردید میں سولہ وجوہات پیش کی ہیں، اُن میں زیادہ تر پولیٹکل خیال مقدم ہے۔"

اِس تحریر سے معلوم ہوا کہ بت پرستی کے خلاف جو آواز اُٹھائی گئی تھی، وہ بھی اُسی

سیاسی مقصد کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا!

چوتھی تجویز

بعض سوشل رسموں کی مذمت

۱۹۷ - سوامی جی نے بعض سوشل خرابیوں مثلاً بچپن کی شادی اور چوکا وغیرہ کے برخلاف بھی آواز اٹھائی تھی، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سوشل رسمیں پولیٹیکل طاقت کو نقصان پہنچانے والی ہیں، چنانچہ انہوں نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے :-

"اسی جہالت کے باعث اِن لوگوں نے چوکا لگاتے لگاتے اور مخالفت کرتے کراتے تمام آزادی، خوشی، دولت، حکومت، علم اور ہمت پر چوکا پھیر دیا" [ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ باب ۱۰ دفعہ ۱۳ ص ۳۵۵]

برہم چریہ کو ترک کرنے اور بچپن کی شادی کے نقصانات

۱۹۸ - اس کے علاوہ ستیارتھ پرکاش کے دسویں باب میں سوامی جی لکھتے ہیں :-

"آریہ ورت میں غیر ملک والوں کے راجہ ہونے کا باعث .... برہم چریہ نہ رکھنا .... بچپن میں بلا سوئمبر (رضامندی) کے شادی کا ہونا .... وغیرہ .... بُرے کام ہیں"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ باب ۱۰ دفعہ ۲۹ ص ۳۵۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اسی لیے سوامی جی کو ان تمدنی خرابیوں کی اصلاح[۵۱] کی ضرورت بھی محسوس ہوئی۔

پانچویں تجویز

آریہ سماج کا سیاسی مقصد

۱۹۹ - ایک آریہ مصنف پنڈت ستیہ دیو نے اپنی ہندی

---

۵۱ ہر قسم کی خرابیوں کی اصلاح کی کوشش اچھی بات ہے، بشرطیکہ مقصد صحیح ہو، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" [اعمال کا نتیجہ نیت پر ہوتا ہے] لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ چکرورتی راج حاصل کر کے تمام قوموں کے حقوق کو پامال کیا جائے، تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔

کتاب "دیانند درشن" میں سوامی جی کے سیاسی مقصد کی بابت یہ لکھا ہے:۔

"महर्षि दयानन्द ने उच्चतम राष्ट्रीय भावना से प्रेरित होकर हि १८७५ इंस्वी सन् में आर्य समाज की स्थापना बंबई शहर में की थी। राष्ट्रीय-शब्दकोष में 'स्वराज्य' शब्द का अभी समावेश भी न हुआ था।" (पृ० २)	"مہرشی دیانند نے اُچتم راشٹریہ بھاونا سے پریرت ہوکرہی ۱۸۷۵ عیسوی سن میں آریہ سماج کی ستھاپنا بمبئی شہر میں کی تھی، راشٹریہ شبد کوش میں سوراجیہ شبد کا ابھی سماویش بھی نہ ہوا تھا۔ [صفحہ ۲]

اُردو ترجمہ:۔ "مہرشی دیانند نے اعلیٰ درجہ کے پولیٹیکل خیال ہی کی تحریک سے ۱۸۷۵ء میں شہر بمبئی میں آریہ سماج قائم کی تھی، پولیٹیکل ڈکشنری میں ابھی لفظ سوراج داخل بھی نہیں ہوا تھا" [دیانند درشن ص ۲]

سوامی جی کے حملے مختلف مذاہب پر

۲۰۰ ۔ "آریہ چکرورتی راج" حاصل کرنے کے لیے سوامی جی کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ دیگر عقائد کی جڑ اُکھاڑ دی جائے اور تمام ہندوستان کو ایک ویدامت کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا جائے، اس لیے سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں کُل مذاہب پر اور خصوصاً اسلام اور عیسائیت پر نہایت سخت الفاظ میں حملے کیے، اس کے متعلق سوامی جی کا جو کچھ خیال تھا، وہ پنڈت ستیہ دیو کی اس تحریر سے ظاہر ہے:۔

"विदेशियों के आर्यावर्त में राज्य होने का कारण	"بدیشیوں کے آریہ ورت میں راجیہ ہونے کا کارن

آپس کی پھوٹ، مت بھید، برہم چریہ کا سیون نہ کرنا، ودیا نہ پڑھنا...... آدی کوکرم ہیں" اور "جب تک ایک مت ..... نہ مانیں تب تک اُنتی ہونا کٹھن ہے۔"

आपस की फूट, मत भेद, ब्रह्मचर्य्य का सेवन न करना, विद्या न पढ़ना........ आदि कुकर्म्म हैं" और "जब तक एक मत.....न मानें तब तक उन्नति होना कठिन है"

اُردو ترجمہ:۔ "آریہ ورت میں غیر ملک والوں کے راج ہونیکا سبب آپس کی پھوٹ، مذہب کا اختلاف، برہم چریہ پر عمل نہ کرنا، علم نہ پڑھنا...... وغیرہ بداعمالیاں ہیں" اور "جب تک ایک مذہب .... نہ مانیں، تب تک [ملکی] ترقی ہونی مشکل ہے۔"

[دیانند درشن مصنفہ ستیہ دیو ص ۳۴]

اِن حملوں کی وجہ اور ویدک دھرم کے عالمگیر نہ ہونے کے وجوہ

۲۰۱ - سوامی جی نے اس بات کی کوشش کی کہ "ویدک دھرم" کے سوا جو مذہب ہیں، یعنی جن کی تعلیم آریہ سماجی عقائد کے برخلاف ہے اُن کو مٹا دیا جائے۔ اور اسی لیے خاص کر سیاسی وجوہ سے اُنہوں نے اسلام اور عیسائیت پر بُری طرح حملے[1] کیے۔ اُن کا خیال تھا کہ دوسرے مذہبوں کی اِس طرح "پول کھولنے" سے لوگ "ویدک دھرم" کی طرف مائل اور اُس کی خوبیوں کے قائل ہو کر آریہ سماجی بن جائیں گے، اور تمام ہندوستان میں بلکہ تمام دُنیا میں "ایک مت" (एक मत) قائم ہو جائیگا، مگر یہ خیال کئی

[1] سوامی جی کی عام طرزِ تحریر اور مختلف مذاہب پر اُن کے حملوں کے نمونے مقدمۂ کتاب میں درج کیے گئے ہیں، ناظرین اُس مقدمہ کا مطالعہ کریں۔

وجوہ سے غلط ہے :-

پہلی وجہ - ویدک دھرم سنیاس یعنی رہبانیت اور ترکِ دنیا کی تعلیم دیتا ہے، جسکے بغیر مکتی نہیں مل سکتی، یہ تعلیم خلافِ فطرت اور ناقابلِ عمل ہے، یہاں تک کہ سوامی جی بھی اِس دھرم کو پورا نہ کر سکے، اور مجبور ہو کر چھوڑ بیٹھے۔

[دیکھو تیسرا باب، دفعات ۳۷ - ۷۶]

دُوسری وجہ - سوامی جی نے ناستکوں یعنی دہریوں وغیرہ کو آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدے دیکر، اور اپنی دوسری کارروائیوں سے یہ بات ثابت کردی کہ آریہ سماجی بننے کے لیے ویدوں کا الہامی ماننا، بلکہ ایشور کا ماننا بھی ضروری نہیں ہے [دیکھو آٹھواں باب، دفعات ۳۱۶ - ۳۶۱]

تیسری وجہ - دوسروں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے کے لیے ضرورت اِس بات کی ہے کہ اُن کے ساتھ رواداری برتی جائے اور اِس باہمی نفرت کو جو اختلافِ عقائد کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے دُور کیا جائے، مگر سوامی جی کے بتائے ہوئے "ویدک دھرم" میں نام کو بھی رواداری نہیں ہے - [دیکھو اِسی باب کی چوتھی فصل، دفعات ۲۲۸ - ۲۴۳]

چھٹی تجویز

غیر ملکیوں سے آریوں کو نفرت دلانا

۲۰۲ - سوامی جی نے غیر ملکیوں کے برخلاف قومی نفرت پھیلانے کی ایک تجویز یہ بھی اختیار کی کہ اُن کو "بندر"، "دسیو" اور "ملیچھ" وغیرہ ناموں سے یاد کیا[ف۵] ، [دیکھو ہندی ستیارتھ پرکاش، پانچواں اڈیشن صفحہ ۲۴۰] اور "گائے کے مارنے والے" اور "مدھ پانی" (मद्य पानी) یعنی

ف۵ بعض اہلِ یورپ ہندوستانیوں کو "ہاف سولائزڈ" (HALF CIVILIZED) یعنی نیم وحشی کہا کرتے ہیں، سوامی جی نے غالباً اِنہی لوگوں کے جواب میں یہ مضمون بنایا ہے۔

شراب خوار وغیرہ کے نام سے اُن کو یاد کیا [دیکھو ہندی ستیارتھ پرکاش، پانچواں اڈیشن ص ۲۸۶] اور یہ بھی کہا کہ اُن کی سلطنت میں بُرائیاں ہی بُرائیاں ہیں، اور بھلائی کا نام ونشان بھی نہیں، یہ باتیں سوامی جی کی تصنیفات میں جابجا موجود ہیں، ایک دو مثالیں یہاں بھی لکھی جاتی ہیں:-

سوامی جی اہلِ یورپ کو بندر کہتے ہیں

۲۰۳ - ستیارتھ پرکاش کے دسویں باب میں سوامی جی نے یورپین قوموں کا نام بندر رکھا ہے، اُن کی عبارت کا اُردو ترجمہ آریہ سماج نے اِن لفظوں میں کیا ہے:-

"میرو یعنی ہمالیہ سے شمال مشرق وشمال وشمال مغرب گوشوں میں جو ملک آباد ہیں اُن کا نام "ھری ورش" تھا، یعنی "ھری" نام بندر کا ہے، اُس ملک والے لوگ اب بھی سرخ چہرہ یعنی بندر کی طرح بھوری آنکھوں والے ہوتے ہیں جن ملکوں کا نام اس وقت یورپ ہے انہیں کو سنسکرت میں "ھری ورش" کہتے ہیں [ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۰ دفعہ ۸ ص ۳۵۳ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

سوامی جی آریوں کے سوا سب قوموں کو ڈاکو اور وحشی بتاتے ہیں

۲۰۴ - ہندی ستیارتھ پرکاش باب ۸ ص ۲۴۰ پر سوامی جی لکھتے ہیں کہ آریہ ورت کے علاوہ جو ملک ہیں وہ "دسیو دیش" یا "ملیچھ دیش" کہلاتے ہیں [ستیارتھ پرکاش کے انگریزی ترجمہ میں ص ۲۵ پر لفظ "دسیو" کا ترجمہ "ROBBER" [رابر] یعنی ڈاکو اور ص ۱۵۱ پر "دسیو" اور "ملیچھ" کا ترجمہ "BARBARIAN" [باربیرین] یعنی وحشی کیا گیا ہے]

ساتویں تجویز

ایک سیاسی اصول کی تعلیم

۲۰۵ - سوامی جی نے ایک عجیب سیاسی اصول بتایا ہے، اگر اس کی تعمیل کی جائے تو ملک میں فساد پھیل جائے اور نہایت خوفناک انقلاب پیدا ہو جائے، ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب میں یہ اصول اِن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے:-

"بد اعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا، خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ، کیونکہ غضب والے کو غضب سے مارنا گویا غضب کی غضب سے لڑائی ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۶ دفعہ ۴۷ ص ۲۲۴ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

اِس اصول کی تعمیل کا نتیجہ کیا ہوگا؟

۲۰۶ - اِس اصول کے مطابق اگر ایک شخص دوسرے شخص کو دشٹ یعنی بد اعمال سمجھ کر قتل کر ڈالے تو وہ اپنے آپکو گنہگار نہیں سمجھ سکتا، اور اگر لوگ اِسی طرح ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں، تو نتیجہ ملک کی تباہی اور بربادی ہے، مفسدوں کو ایک بہانہ ہاتھ آجائیگا اور اُسکی تعمیل سے ملک میں فتنہ و فسا د پھیل جائیگا۔ اور وہ پردیسیوں یا غیر ممالک کے باشندوں کو جو ویدک دھرمی نہ ہوں قتل کر دینے کے لیے آمادہ ہوجائینگے، یہ دشٹ اور بد اعمال وہی لوگ تو ہیں جن کو سوامی جی نے "ملیچھ" اور "دسیو" وغیرہ ناموں سے یاد کیا ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۸ دفعہ ۴۹ ص ۲۹۷ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

آٹھویں تجویز

سرکار انگریزی کے راج میں خرابیاں ہی خرابیاں بتانا

۲۰۷ - ہندی ستیارتھ پرکاش کے پانچویں اڈیشن باب ۱۰ ص ۲۸۲ میں سوامی جی لکھتے ہیں:-

"परदेशी स्वदेश में व्यवहार वा राज्य करें तो बिना दरिद्र और दुख के दूसरा कुछ भी नहीं होसकता!"	"پردیشی سودیش میں ویوہار وا راجیہ کریں تو بنا دَرِدْر اور دُکھ کے دُوسرا کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔"

اُردو ترجمہ :- "غیر ملک والے اُن کے ملک میں تجارت یا حکومت کریں تو بجز افلاس اور دُکھ کے دوسرا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۰، دفعہ ۱۱ ص ۳۵۴ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوامی جی کے نزدیک سرکار انگریزی کے راج میں بُرائیاں ہی بُرائیاں ہیں اور کوئی خوبی نہیں۔ عجب یک طرفہ فیصلہ ہے!

غیر ملکی راج سے ہندوؤں کو نفرت دلانا

۲۰۸ - آگے چل کر ہندی ستیارتھ پرکاش کے پانچویں اڈیشن میں ص ۲۸۶ پر سوامی جی نے لکھا ہے :-

"जब से विदेशी मांसाहारी इस देश में आके गो आदि पशुओं के मारने वाले मद्यपानी राज्य अधिकारी हुए हैं, तब से क्रमशः आर्यों के दुख की बढ़ती होती जाती है।"

"جب سے بدیشی مانساہاری اس دیش میں آ کے گئو آدی پشوؤں کے مارنیوالے مدیہ پانی راجیہ ادھیکاری ہوئے ہیں تب سے کرم شہ آریوں کے دُکھ کی بڑھتی ہوتی جاتی ہے"

[ہندی ستیارتھ پرکاش، پانچواں اڈیشن ص ۲۸۶]

اُردو ترجمہ :- "جب سے غیر ملک کے گوشت خور لوگ اس ملک میں آ کر گائے وغیرہ جانوروں کے مارنے والے شراب خور حکمراں ہوئے ہیں تب سے برابر آریوں کا دُکھ بڑھتا جاتا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۰، دفعہ ۲۲ ص ۳۵۹ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

یہ بات خاص کر انگریزوں کی بابت کہی گئی ہے، جن کی وجہ سے بقول سوامی جی آریوں کا دُکھ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور "گوشت خور" اور "گائے کے مارنے والے" وغیرہ الفاظ بھی ہندوؤں پر اثر ڈالنے کے لیے خاص "مصلحت" سے لکھے گئے ہیں ورنہ ہندوستان میں لاکھوں کروڑوں ہندو خصوصاً بنگالی اور کشمیری برابر گوشت کھاتے ہیں، اور گائے بیل کو مار کر اُن کا گوشت کھانے اور گوشت سے روزانہ دو وقت ہوم کرنے یعنی اُس کو آگ میں پھونکنے کا حکم پرانے شاستروں کی سند اور حوالے سے سوامی جی صاف طور پر پہلے ہی دے چکے تھے [دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء]

آریہ چکرورتی راج کے متعلق بے اصل بیانات

۲۰۹ ۔ اسی سلسلہ میں آگے چل کر سوامی جی لکھتے ہیں :-

"ابتداء دنیا سے لے کر مہابھارت تک چکرورتی یعنی روئے زمین کے راجہ آریہ کُل میں ہی ہوئے تھے، اب ان کی اولاد اپنی بدبختی کے باعث راج کھو کر غیر ملک والوں کے پاؤں تلے دب رہی ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۴
ص ۳۶۹ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

سوامی جی کا یہ قول کہ "شروع دنیا سے [جس کو اُن کے حساب سے تقریباً دو ارب[۵۱] سال کا زمانہ گذر چکا ہے] زمانہ مہابھارت تک [یعنی اب سے پانچ ہزار برس پہلے تک] تمام دنیا میں صرف آریہ راجہ ہی راج کرتے تھے، ایک دل خوش کن خیال ہے، جسکی کوئی اصل نہیں، اس کے علاوہ جس گورنمنٹ کے ماتحت رہ کر ہندوستانیوں نے قومیّت

---

۵۱ دیکھو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کا اُردو ترجمہ (تمہید تفسیر وید) "ویدوں کی پیدائش کا بیان" ص ۱۴ مطبوعہ میرٹھ ۱۸۹۸ء

ھوم رول اور ذمہ داری کی حکومت وغیرہ کے خیالات حاصل کیے ہیں اور جو اُن کو آہستہ آہستہ منزلِ مقصود تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے ، اور جس نے اُس منزل کی طرف کچھ نہ کچھ ابتدائی قدم بڑھایا بھی ہے ، اُس کی نسبت یہ حکم لگا دینا کہ وہ صرف ہماری تباھی اور بربادی کے لیے کام کر رھی ھے کیسا یکطرفہ فیصلہ ہے !

حیوانات کے ذبح کرنے والوں کی بابت سوامی جی کا فیصلہ

۲۱۰ - ہندی ستیارتھ پرکاش میں سوامی جی لکھتے ہیں :-

"اِن پشوؤں کو مارنے والوں کو سب منشیوں کی ہتیا کرنے والے جانئے گا۔"	"इन पशुओं को मारने वालों को सब मनुष्यों की हत्या करने वाले जानियेगा।"

[ہندی ستیارتھ پرکاش ، پانچواں اڈیشن ص ۲۸۵]

اُردو ترجمہ :- "اِن جانوروں کے مارنے والوں کو سب انسانوں کی ھتیا کرنے والا (قاتل) سمجھے گا۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ ، باب ۱۰ ، دفعہ ۲۲
ص ۳۵۹ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

اہلِ یورپ اور انگریزی سلطنت کی بابت سوامی جی کے خیالات

۲۱۱ - سوامی جی اہلِ یورپ کو بندر ، وحشی ڈاکو اور ملیچھ وغیرہ ناموں سے یاد کر چکے ہیں [دیکھو دفعات ۲۰۳ - ۲۰۴] اب اُن کو اور دوسرے گوشت خوار لوگوں کو "سب منشیوں کی ھتیا کرنے والے" یعنی تمام انسانوں کے قاتل بتاتے ہیں ، اور انگریزی حکومت کے متعلق صاف کہہ چکے ہیں کہ اُس میں کوئی خوبی نہیں اور اُس سے "مفلسی اور

مصیبت کے سوا" جو برابر بڑھتی رہتی ہے، کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوا،
[دیکھو سوامی جی کی اصل ہندی عبارت جو دفعہ ۲۰۸ میں نقل کی گئی ہے]

سوامی جی کس قسم کی سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے

۲۱۲ - اس قسم کی تحریروں سے اس کے سوا اور کیا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے؟ کہ قومی نفرت بڑھے! اور غیر ملکی حکومت سے لوگوں کے دلوں میں مخالفت پیدا ہو!! ان عبارتوں سے ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ سوامی جی ہندوستانیوں یا دوسری قوموں کے لیے سچی قومی سلف گورنمنٹ یعنی حکومتِ خود اختیاری چاہتے تھے، اُن کا یہ خیال ہرگز نہیں تھا وہ تو صرف آریہ سماجی چکرورتی راج یعنی تمام دُنیا میں آریہ سماجیوں کی سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے اور بس، جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائیگا [دیکھو دفعات ۲۱۳ - ۲۴۳]

چوتھی فصل

آریہ چکرورتی راج کی بابت سوامی جی کا منصوبہ

پہلا عنوان - سوامی جی کے سیاسی منصوبہ کا خلاصہ

سوامی جی کے راج دھرم کی فہرست مضامین

۲۱۳ - اب ہم سوامی جی کے "سرو بھومک چکرورتی راج" کی مختصر سی کیفیت بیان کرتے ہیں، سوامی جی نے ہندی میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جسکا نام ستیارتھ پرکاش ہے اور اُن کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں ویدوں کا صحیح مطلب بیان کیا گیا ہے، چنانچہ دیباچہ میں لکھتے ہیں:-

"اس کتاب کی تصنیف سے میرا مقدم منشا صحیح صحیح معانی کو جلوہ گر کرنا ہے، نیز میں نے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ہی ثابت کرنا صحیح صحیح معانی کا روشن کرنا سمجھا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، دیباچہ، دفعہ ۳ ص۲، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء]

اس کتاب کے پورے ایک باب یعنی چھٹے باب میں صرف راج دھرم یعنی ویدک سیاست کی تشریح کی گئی ہے، اور یہ مضمون کتاب مذکور کے ہندی اڈیشن میں ۲۲×۲۹/۸ کی تقطیع کے چوالیس[۴۴] صفحوں پر [یعنی ص۱۴۲ سے ص۱۸۶ تک] درج ہے[۱]،

ستیارتھ پرکاش کے انگریزی ترجمہ میں اس باب کے مضامین کی جو سرخیاں دی گئی ہیں اُن کا اُردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے، جس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا کیا مضامین ہیں:-

(۱) راجاؤں کے فرائض (۲) بڑے بڑے عہدہ دار (ارکانِ سلطنت)
(۳) سبھائیں یعنی کونسلیں (۴) ممبرانِ کونسل (۵) وزراء
(۶) بیرونی اور اندرونی انتظام کرنیوالے وزرا [فارن منسٹر اور ہوم منسٹر]
(۷) خراج یا مالگذاری (۸) سیاسی تدبیر (پالیسی)
(۹) سلطنت کی تباہی اور بربادی (۱۰) ٹیکس یا محصول
(۱۱) چھ[۶] قسم کی تدبیریں (۱۲) جنگ (۱۳) حملہ (۱۴) سپہ سالاری
(۱۵) جنگ میں فوج کی صف بندی (۱۶) عہد و پیمان (۱۷) مددگار اور غیر طرفدار سلطنت
(۱۸) قیدیوں سے کیا سلوک کرنا چاہیئے (۱۹) سزا کا طریقہ (۲۰) عدالتی کارروائی
(۲۱) محصولات کی کس (۲۲) سیاسیاتِ ملکی کا بیان سنسکرت کی کتابوں میں۔ وغیرہ وغیرہ

---

[۱] ستیارتھ پرکاش کے مستند اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۸۹۹ء میں راج دھرم کا مضمون اکیاسی[۸۱] صفحوں پر [illegible] سے ص۲۲۸ تک چلا گیا ہے۔

عالمگیر حکومت کے لیے ایک دُعا

۲۱۴ - ستیارتھ پرکاش کا یہ باب سوامی جی کی اِس مقدس دُعا پر ختم ہوتا ہے، جس کے اصلی الفاظ یہ ہیں :-

"वह (ईश्वर) कृपा करके अपनी सृष्टि में हम को राज अधिकारी करे"	"وہ (ایشور) کرپا کر کے اپنی سرشٹی میں ہم کو راج ادھیکاری کرے"

اُردو ترجمہ :- "وہ از راہِ شفقت ہم کو اپنی مخلوق میں حکمرانی کے لائق کرے" [ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۶، دفعہ ۸۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

دُوسرا عنوان۔ سوامی جی کے سیاسی خیالات اور اُن پر ایک نظر

ان خیالات کا خلاصہ

۲۱۵ - سوامی جی کے سیاسی خیالات کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) جنگ مہابھارت سے پہلے ہندوستان کے آریہ تمام دُنیا کے حاکم تھے اور یورپ، امریکہ، چین وغیرہ کے بادشاہ ہندوستان کے چکرورتی راجاؤں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے !

(۲) اُسی چکرورتی راج (۱) کو آریہ لوگ دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں، یعنی نہ صرف ہندوستان کے خود مختار مالک بن سکتے ہیں، بلکہ تمام دنیا کی غیر قوموں کو بھی اپنا فرمانبردار بنا سکتے ہیں !

(۳) ہندوستان میں سلطنت کے تمام اعلیٰ عہدے صرف آریہ سماجیوں ہی کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں !

(۴) جو لوگ آریہ سماجی نہیں ہیں، خواہ وہ ہندوستان کے باشندے ہوں، یا غیر ملکوں سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہوں، خواہ سناتنی [یعنی مورتی پوجا کرنیوالے]

ھندو ہوں یا برھمو، یا سکھ، یا جینی، یا بودھ، یا مسلمان یا عیسائی وغیرہ کچھ بھی ہوں، اُن کو سلطنت کے تمام اعلیٰ اور ذمہ داری کے عہدوں سے نہ صرف محروم رکھا جائے بلکہ اختلافِ عقیدہ کی وجہ سے اُن کو دُکھ اور تکلیفیں بھی دی جائیں اور جلا وطن بھی کیا جائے!

ان خیالات میں سے بعض بے اصل اور بعض ناقابل عمل ہیں

۲۱۶ - آریوں کے "سروبھومک چکرورتی راج" یعنی عالمگیر حکومت کا ثبوت دنیا کی کسی تاریخ سے نہیں مل سکتا، اور سوامی جی نے اِس بارہ میں جو خیالات ظاہر کیے ہیں محض بے اصل، اور تاریخِ عالم کے خلاف ہیں، اور اِس قسم کے راج کا جو منصوبہ باندھا گیا ہے، وہ کئی وجہ سے ایک خیالِ محال ہے:-

پہلی وجہ - ایسے راج کو غیر آریہ اقوام پسند نہیں کرسکتیں، جن میں اُن کی سراسر حق تلفی ہے۔

دوسری وجہ - آجکل کے سمجھدار محبانِ وطن کا جو سیاسی مقصد ہے، یعنی سرکارِ انگریزی کی سرپرستی میں ھوم رول حاصل کرنا، یہ منصوبہ اُسکے خلاف ہے۔

تیسری وجہ - یہ منصوبہ اُس اُصول کے برخلاف بھی ہے جس کے بموجب ہر قوم کو یہ حق حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے معاملات کا خود فیصلہ کرے،

اِسی طرح فقرہ نمبر۳ اور فقرہ نمبر۴ میں جو خیالات ظاہر کیے گئے ہیں وہ ہندوستانی قومیّت اور سوراج کے جمہوری اصول کے برخلاف ھیں، کیونکہ اہلِ ہند جس سوراج کے طالب ہیں وہ کسی خاص مذہب کے لوگوں کے لیے نہیں بلکہ ھر مذھب وملت کے ھندوستانیوں کے لیے ہوگا۔

خیالات مذکورہ بالا کی تفصیل

۲۱۷ - اب اِن سب باتوں کا ثبوت خود سوامی جی

کی تصنیفات سے پیش کیا جاتا ہے۔

پہلا خیال۔ جنگِ مہابھارت سے پہلے تمام دُنیا میں آریوں کی حکومت تھی

سوامی جی سنوسمرتی سے اپنے دعوے کی تائید کرتے ہیں

۲۱۸ - سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں باب میں جہاں دوسرے مذہبوں پر اعتراضات کیے ہیں، وہاں سیاسی تعلیمات کو بھی بیچ میں داخل کر دیا ہے، چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے اسی گیارھویں باب میں پہلے ہی صفحہ کے دوسرے فقرے میں لکھتے ہیں:-

"सृष्टि से लेके पांच सहस्र	"سرشٹی سے لے کے پانچ سہسر
वर्षों से पूर्व समय पर्यन्त	ورشوں سے پُورو سمے پرینت
आर्यों का सार्वभौम चक्रवर्ती	آریوں کا سروبھوم چکرورتی
अर्थात् भूगोल में सर्वोपरि	ارتھات بھوگول میں سرووپری
एकमात्र राज्य था अन्य	ایک ماتر راجیہ تھا انیہ
देश में माण्डलिक अर्थात्	دیش میں مانڈلک ارتھات
छोटे २ राजा रहते थे क्योंकि	چھوٹے چھوٹے راجہ رہتے تھے کیونکہ
कौरव पाण्डव पर्यन्त यहां	کورو پانڈو پرینت یہاں
के राज्य और राज्य शासन	کے راجیہ اور راجیہ شاسن
में सब भूगोल के सब	میں سب بھوگول کے سب
राजा और प्रजा चले थे	راجا اور پرجا چلے تھے
क्योंकि यह मनुस्मृति जो	کیونکہ یہ منوسمرتی جو
सृष्टि की आदि में हुई है	سرشٹی کی آدی میں ہوئی ہے

اُس کا پرمان ہے۔" उसका प्रमाण है।"

اُردو ترجمہ:۔ "ابتدائے آفرینش سے لے کر پانچ ہزار برسوں سے پہلے زمانہ تک آریوں کا عالمگیر اور چکرورتی یعنی روئے زمین پر سب کے اُوپر ایک ہی راج تھا، دیگر ممالک میں مانڈلک یعنی چھوٹے چھوٹے راجہ رہتے تھے، کیونکہ کورو پانڈو تک یہاں کے راج اور ضابطۂ سلطنت میں کُل رُوئے زمین کے سب راجا اور رعایا چلتے تھے، کیونکہ یہ منوسمرتی جو دنیا کے ابتدا میں ہوئی ہے اُس کا حوالہ ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۲ ص ۳۶۸]

سوامی جی کی ہندی عبارت جو اُوپر نقل کی گئی ہے اُس میں الفاظ "سرو بھوم چکرورتی راجیہ" قابلِ غور ہیں، سوامی جی کا یہ دعویٰ کہ "قدیم زمانہ میں آریوں کی عالمگیر حکومت تھی" ایک خیال ہی خیال ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

منوسمرتی دنیا کی ابتدا میں نہیں لکھی گئی

۲۱۹۔ سوامی جی کا یہ قول کہ قدیم آریوں کی عالمگیر حکومت منوسمرتی سے ثابت ہے اور منوسمرتی کی بابت یہ کہنا کہ وہ دُنیا کی ابتدا میں لکھی گئی تھی، نہایت ہی عجیب بات ہے، کیونکہ منوسمرتی کی اندرونی شہادت کو دیکھ کر کوئی اِس بات کا یقین نہیں کر سکتا کہ وہ دُنیا کی ابتدا میں لکھی گئی تھی[۱]، اِس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ سوامی جی نے

[۱] منوسمرتی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پُرانے آریوں نے اِس ملک کے چار حصے کیے تھے جنکے نام یہ ہیں۔ برہماورت، برہمرشی دیش، مدھ دیش اور آریہ ورت۔ منوجی نے لکھا ہے کہ صرف آریہ ورت ہی یگیہ کرنے کے لائق ہے اور یہی حصہ اونچی ذاتوں یعنی برہمن، چھتری، اور ویشیہ کے رہنے کے قابل ہے، باقی ملکوں کو وہ ملیچھ دیش کہتے ہیں، اور آریوں کو ملیچھوں کے ملک سے الگ رہنے کی ہدایت کرتے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ منوجی کا قانون ایک نہایت ہی محدود قطعۂ زمین کے لیے ہے جس کو تمام کرۂ زمین یا تمام دنیا کی قوموں سے کوئی تعلق نہیں [دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۲، شلوک ۱۷-۲۷ وغیرہ]

ستیارتھ پرکاش طبع اول میں منوسمرتی کو ویدوں سے بھی زیادہ قدیم بتایا تھا چنانچہ اُن کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"یہ ایک منوسمرتی ہی کا ویدمیں پرمان ملتا ہے اور کسی سمرتی کا نہیں"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن، باب ۴ ص ۱۵۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۲ء]

ہندوستان کے چکرورتی راجاؤں کے فرضی نام

۲۲۰- آگے چل کر سوامی جی نے اُن ہندو راجاؤں کے فرضی نام درج کیے ہیں جو چین، ایران، یورپ اور امریکہ وغیرہ میں اُن کے خیال کے مطابق حکومت کرتے تھے، اور اس بیان سے اُس کہانی کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستانی آریوں کی تمام دُنیا پر حکومت تھی، چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں:-

"مہاراجہ یدھشٹر جی کے راجسوئیگ اور مہابھارت کے جنگ تک یہاں کی سلطنت کے ماتحت سب سلطنتیں تھیں، سُنو- چین کا بھگ دت، امریکا کا ببر وواہن، یورپ کا ویڈال آکھش [یعنی بلی کی مانند آنکھ والے] یون جن کو یونان کہہ آئے اور ایران کا سلیہ وغیرہ سب راجے راجسوئیگ اور مہابھارت کے جنگ میں حکم کے مطابق آئے تھے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱ دفعہ ۲ ص ۳۹۸ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

آریہ بھونے کی ایک عبارت

۲۲۱- سوامی جی نے اپنی کتاب آریہ بھوِنے میں جو آریوں کے لیے دُعاؤں کی کتاب ہے، ایک وید منتر کے ہندی ترجمہ میں نمبر ۱۴ پر [دیکھو ص ۲۶۸-۲۶۹ پاکٹ اڈیشن طبع دہم] یہ عبارت لکھی ہے:-

"हे महाराजाधिराज परब्रह्मन्‌ || ہے مہاراجہ ادھی راج پربرہمن

کشترائے اکھنڈ چکرورتی راجیہ کے لیے شوریہ، دھیریہ، نیتی، ونے، پراکرم اور بل آدی اُتم گن یکت کرپا سے ہم لوگوں کو یتھاوت پُشٹ کر آنیہ دیش واسی راجا ہمارے دیش میں کبھی نہ ہوں"۔	"क्षत्राय" अखंड चक्रवर्ती राज्य के लिए शौर्य, धैर्य, नीति, विनय, पराक्रम और बलादि उत्तम गुण युक्त कृपा से हम लोगों को यथावत पुष्टकर अन्य देश वासी राजा हमारे देश में कभी न हों"!

اُردو ترجمہ :- اے مہاراجہ راجاؤں کے راجا پرمیشور ہمارے اکھنڈ چکرورتی راج یعنی صحیح وسالم عالمگیر حکومت کے لیئے ہم کو عمدہ صفات یعنی بہادری صبر واستقلال، انصاف، تواضع، دلیری اور طاقت وغیرہ اپنی مہربانی سے ہم لوگوں کو عطا کر اور ہم کو جیسا کہ چاہیئے طاقتور بنا دے، غیر ملک کے رہنے والے راجہ ہمارے ملک میں کبھی نہ ہوں"۔

سوامی جی کی تحریرات میں ایسی بہت سی دعائیں اور ایسی بہت سی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔

تیسرا خیال۔ ویدک چکرورتی راج صرف آریہ سماجیوں کے لیئے ہے

(۱) راجہ، وزیر، ممبرانِ کونسل اور جرنیل وغیرہ ویدوں کے عالم ہونے چاہیئیں

سوامی جی صرف آریہ سماجیوں کی حکومت چاہتے تھے | ۲۲۲ - اِس قسم کی دعاؤں کو پڑھ کر

ناظرین کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سوامی جی تمام ہندوستانیوں کی قومی گورنمنٹ قائم کرنا چاہتے تھے، اُن کا یہ منشا ہرگز نہیں تھا، البتہ یہ ضرور خواہش تھی کہ انگریزی راج سے رہائی اور آزادی مل جائے، انہوں نے چکرورتی راج کا جو منصوبہ قائم کیا ہے وہ محض ایک ھی فرقہ کی سلطنت ھے جس میں راجہ سے لیکر نیچے تک تمام وزرا، اُمرا، بڑے بڑے عہدہ دار اور ممبرانِ کونسل صرف "ویدک دھرمی" ہونے چاہئیں، یعنی ویدوں کے ایسے عالم جو سوامی جی کے نمونہ کے مطابق ہوں، اِس کے ثبوت کے لیئے سوامی جی کی تصنیفات قابلِ ملاحظہ ہیں۔

اِس امر کا ثبوت سوامی جی کی تحریر سے

۲۲۳ - ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب میں [جس میں راج دھرم کا بیان ہے] سوامی جی راجاؤں، وزیروں اور ممبرانِ کونسل وغیرہ کے اوصاف حسبِ ذیل بیان کرتے اور منوجی کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

"راجا اور راج سبھا کے رُکن۔ لوگ تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ وہ چاروں ویدوں کی تعلیمات کے واقفوں [یعنی عمل، عبادت اور معرفت کے جاننے والوں] سے ھر سہ علوم یعنی علم قدیمی، آئین تعزیر علم عدل اور علم رُوحانی [یعنی صفات وافعال و خاصۂ ذات باری کو ٹھیک ٹھیک جاننے کے متعلق علم الٰہی] اور طریقِ مکالمہ بعوام الناس سیکھ کر اھل مجلس یا میر مجلس بننے کے قابل ہوں۔" (منو ۷-۴۳)

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۶ دفعہ ۱۴ ص ۱۸۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اِس آخری شرط نے سناتن دھرمی ہندوؤں کو بھی خارج کر دیا، کیونکہ اُن لوگوں نے ویدوں کا جو ترجمہ اور تفسیر کی ہے، اُس کو سوامی جی اور اُن کے چیلے بالکل غلط

اور لغو سمجھتے ہیں، پس سوامی جی کی تحریر کے مطابق راجہ، وزیر، ممبران کونسل وغیرہ صرف ایسے ہی لوگ ہونے چاہئیں جنہوں نے خود سوامی جی یا اُن کے چیلوں سے ویدوں کا علم حاصل کیا ہو۔

(ب) کونسل کے ممبر صرف مجرد آدمی ہونے چاہئیں

سوامی جی کے تجویز کیے ہوئے ممبرانِ کونسل کے اوصاف

۲۲۴ - سوامی جی کے خیال کے مطابق ویدک راج سبھا کے ممبر ایسے لوگ نہیں ہونے چاہئیں جن کے بیوی بچے ہوں، اس بارہ میں سوامی جی لکھتے ہیں :-

"اِس انجمن میں چار ویدوں کے عالم، نیز منطق، نِروکت [لغاتِ وید] دھرم شاستر وغیرہ کے عالم فاضل رکنِ انجمن ہوں، لیکن اگر وہ برہمچاری [خانہ داری اختیار کرنے سے پیشتر کی حالت میں] گرہستی [خانہ دار] وان پرستی [جو کہ خانہ داری کو ترک کر دیتے ہیں] ہوں تو ایسی انجمن میں دس عالموں سے کم نہ ہونے چاہئیں[۵۱] [منو ۱۲ - ۱۱۱]"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ، باب ۶ دفعہ ۱۲ ص ۱۸۵]

موجودہ کونسلوں کے ممبر قابلِ موقوفی ہیں

۲۲۵ - اِس تحریر سے ثابت ہوا کہ جو لوگ سوامی جی کے خیال کے مطابق نہ تو (۱) چاروں ویدوں کے عالم ہوں، اور نہ (۲) مجرد، اور جن کی تعداد کروڑوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے، کونسل کے ممبر نہیں ہو سکتے، اِس شرط کے بموجب ہندوستان کی

---

۵۱ ستیارتھ پرکاش کے انگریزی اڈیشن مرتبہ ماسٹر درگا پرشاد کی عبارت کا لفظی ترجمہ یہ ہے :-
"اِس سبھا کے ممبر چاروں ویدوں کے عالم، منطق، نِروکت [لغاتِ وید] شاستر اور دیگر مقدس کتابوں کے عالم ہونے چاہئیں، مگر وہ برہمچاری، گرہستی اور وان پرستی نہ ہونے چاہئیں" [دیکھو کتاب مذکور ص ۱۸۲]

موجودہ کونسلوں کے ممبروں کو علیحدہ ہو جانا چاہیئے، اور صرف آریہ سماجی برہم چاری ہی نہیں بلکہ وہ چاروں ویدوں کے پورے عالم ہوں، سوامی جی کی سوراج کونسل کے ممبر ہونے چاہئیں، کیسا عجیب خیال ہے[۵۱]!

(ج) جج اور فوجی افسر ویدوں کے عالم ہونے چاہئیں

موجودہ ملکی اور جنگی عہدہ داروں کو برطرف کرنا چاہیئے

۲۲۶ - اس کے علاوہ فوجی افسروں کے لیے بھی ضروری ہے کہ ویدوں کے ماہر ہوں! سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں:-

"جملہ افواج[۱] کی سرکردگی، اور فوجی افسران پر شاہی اہتمام رکھنے کا منصب نیز سررشتہ[۲] تعزیر کے تمام کاموں کی افسری، اور حاوی[۳] برہمہ وخداوندِ ہمہ رقبۂ سلطنت، ان چاروں اقتداروں پر ایسے لوگوں کو جاگزیں کرنا چاہیئے جو وید اور شاستر کے پورے ماہر، عالم فاضل، ستودہ منش، غالب الحواس، اخلاقِ حسنہ سے متصف ہوں، یعنی سپہ[۴] سالارِ اعظم، وزیرِ اعظم کاروبارِ[۵] عدالت کا افسرِ اعظم، اور راجا[۶]، یہ چاروں ماہر جملہ علوم

---

۵۱ اس وقت آریوں کو سخت مشکل درپیش ہے، وہ یہ کہ آریہ سماج میں بدقسمتی سے چاروں ویدوں کا عالم ایک بھی موجود نہیں، کیونکہ سوامی جی صرف پونے دو ویدوں کی تفسیر کر گئے ہیں، باقی سوا دو وید ابھی تک سربمہر ہیں، اور اُن کے خزانے مقفل پڑے ہوئے ہیں، جن کی کنجیاں آریوں کے پاس نہیں ہیں، اور ایسے بہت ہی کم آریہ سماجی ہیں جنہوں نے ان پونے دو ویدوں کی تفسیر کو بھی اول سے آخر تک پڑھا ہو، لہٰذا جب تک چاروں ویدوں کی تفسیر پوری نہ ہو جائے، اور رشی دیانند کے نمونہ کے مطابق چاروں ویدوں کے عالم کافی تعداد میں پیدا نہ کر لیے جائیں اُس وقت تک آریہ سماج کو "ویدک سوراج" یا "آریہ چکرورتی راج" کے خیال کو خیرباد کہہ کر خاموش رہنا چاہیئے، اور اُس کا نام بھی نہیں لینا چاہیئے ۱۲

ہونے چاہئیں" [منو ۱۲ - ۱۰۰]

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۶ دفعہ ۱۱ ص ۱۸۵]

یہ بھی عجیب خیال ہے! اگر اس کسوٹی پر کسا جائے تو جاپانی، جرمنی، فرانسیسی اور انگریزی کمانڈر انچیف یعنی فوجی سپہ سالار، سب کے سب بیکار اور فضول ہیں، کیونکہ وہ ویدوں کے ماہر نہیں ہیں۔[۵۱] یہ ہے سوامی جی کے خیالی سوراج کا منصوبہ!

(د) سلطنت کا روپیہ ویدوں کی اشاعت پر خرچ ہونا چاہیئے

پبلک روپیہ سے ویدمت کا پرچار

۲۲۷ - آگے چل کر سوامی جی لکھتے ہیں:-

" راجا اور راج سبھا (۱) غیر میسر چیز کے حاصل کرنیکی خواہش رکھیں (۲) میسر شدہ کی حفاظت تندہی سے کریں (۳) محفوظ کو بڑھائیں (۴) اور بڑھے ہوئے سرمایہ کو ویدوں کی تعلیم اور دھرم کی اشاعت۔ طالب علم اور واعظان طریقت وید اور محتاج یتیموں کی پرورش میں صرف کریں" [منو ۷ - ۹۹]

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۶ دفعہ ۳۲ ص ۱۹۸]

اس تحریر کی رُو سے سلطنت کا روپیہ صرف ایک فرقہ کے مذہبی خیالات کی اشاعت میں یعنی "ویدک پنتھ یا آریہ دھرم" کے واعظوں پر صرف ہونا چاہیئے، کیا سچ مچ قومی راج اس بات کی اجازت دے سکتا ہے؟

[۵۱] اگر ویدوں کے ماہر فوجی افسر مخالفوں کے ساتھ اُسی راج دھرم کے مطابق سلوک کریں گے جو سوامی جی نے بیان کیا ہے، یعنی ویدک دھرم کے مخالفوں کی ایذا رسانی، جلاوطنی، اور اُن کو سوکھی لکڑی کی طرح زندہ آگ میں جلا دینا وغیرہ وغیرہ [دیکھو دفعات ۲۲۸ - ۲۴۱] تو ایسے فوجی افسروں کی اور ایسے راج کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھا خیال - ویدک سوراج میں منکرین وید کی سزائیں

ایذارسانی، جلاوطنی، زندہ آگ میں جلادینا وغیرہ

ناستک کون ہے؟

۲۲۸ - سوامی جی نے ہندی ستیارتھ پرکاش کے پانچویں اڈیشن میں [دیکھو باب ۱۱ ص ۳۳۴] ناستک کی تعریف اس طرح کی ہے کہ ویدوں کے سوا دوسرے شاستروں یعنی مذہبی کتابوں کو مستند ماننا جن کی تعلیم ویدوں کے برخلاف ہو، ناستک یعنی دہریہ بننا ہے، سوامی جی کی اصل عبارت یہ ہے:-

"جو جو گرنتھ وید سے ورُدھ ہیں، اُن اُن کا پرمان کرنا جانو ناستک ہونا ہے"	("जो जो ग्रंथ वेद से विरुद्ध हैं, उन उन का प्रमाण करना जानो नास्तिक होना है")

اُردو ترجمہ:- "جو جو کتابیں وید کے خلاف ہیں، اُن اُن کا حوالہ ماننا گویا ناستک ہونا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مُستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۴۸ ص ۱۷ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اور سوامی جی کے ویدک راج میں ناستک ہونے کی سزا جلاوطنی ہے۔

(ا) منکرین وید کو جلاوطن کردو

ناستک کی سزا کی بابت منوسمرتی کا ایک شلوک

۲۲۹ - ویدمت کے واعظ ماسٹر درگا پرشاد صاحب نے ستیارتھ پرکاش کا جو انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے، اُس کے ص ۱۰۹ پر منوجی کا ایک شلوک درج کیا ہے، جس کو سوامی جی نے قابل تعریف سمجھ کر فخریہ نقل کیا ہے، اصل شلوک کے الفاظ یہ ہیں:-

योऽव मन्यते ते मूले हेतुशास्त्राश्रयाद् द्विजः।
स साधुभिर्बहिष्कार्यो नास्तिको वेदनिन्दकः।
मनु० २।११

اُردو ترجمہ:- "جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے، اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر کو ذات، پنگت [یکجا کھانیوالوں کی جماعت] اور ملک سے نکال دینا چاہیئے"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۳ دفعہ ۵۲ ص ۶۱
بحوالہ منو، ادھیائے ۲ شلوک ۱۱]

اس شلوک کا وہ مطلب نہیں ہے جو سوامی جی نے بتایا ہے

۲۳۰۔ سنسکرت جاننے والے حضرات غور کریں کہ منو جی کے اصلی شلوک میں جو اُوپر نقل کیا گیا ہے لفظ "دیش" (देश) یعنی ملک کہیں موجود نہیں، وہاں تو صرف یہ بیان ہے کہ جو شخص ویدوں کی مذمت کرے، اُس کو سادھوؤں کی منڈلی یعنی جماعت سے نکال دینا چاہیئے، لہٰذا ملک سے جلاوطن کرنے کا خیال "مہرشی" دیانند سرسوتی جی کی فراخدلی اور عالی دماغی کا نتیجہ ہے جو آریہ سماجیوں کے خیال کے مطابق ویدوں کے "یکتا" فاضل ہی نہیں بلکہ آزادی کے پیغمبر بھی ہیں!!! اگر ویدک سوراج یا آریہ سوراج اسی کا نام ہے، تو آریہ سماجیوں کے سوا کوئی ہندوستانی ایسے سوراج کی خواہش نہیں کر سکتا۔

آریہ سماجیوں کے سوا سب کو جلاوطن کر دینا چاہیئے

۲۳۱۔ ناستک کی جو تعریف سوامی جی نے لکھی ہے اُس کی رُو سے نہ صرف مسلمان، عیسائی وغیرہ بلکہ سناتنی ہندو اور سکھ وغیرہ بھی جو ایسی کتابوں کو مستند مانتے ہیں

جن کی تعلیم بہت سی باتوں میں ویدوں کے یا سوامی جی کے بتائے ہوئے "ویدک مت" کے برخلاف ہے، سب ہی ناستک ہیں (!)، کیا یہ لوگ جو سوامی جی کی "ویدک تعلیم" مثلاً نیوگ وغیرہ کو غلط اور قابل نفرت خیال کرتے ہیں اسی سزا کے مستحق ہیں کہ اُن کو اس مُلک سے جلاوطن کر دیا جائے؟

(ب) ویدک دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلا دو

ویدک دھرمی راجا کا فرض

۲۳۲ - منکرین وید کے لیے جلاوطنی ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سزا تجویز کی گئی ہے، اگر سوامی جی کی تفسیر کو صحیح مان لیا جائے تو ویدوں کے حکم کے مطابق ویدک دھرمی راجا کا فرض ہے کہ ویدک دھرم کے مخالفوں کو ہمیشہ تباہ و برباد کرے، اور اُن کو آگ میں جلائے، مثلاً یجروید[۵۱] ادھیائے ۱۳، منتر ۱۲ میں سوامی جی نے پرمیشور کا حکم بزبانِ ہندی اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:-

"ہے تیبر ڈنڈ دینے والے راج پُرُش دھرم کے دویشی شتروؤں کو نرنتر جلائیے .... جو ہمارے شترو کا اُتساہی کرتا ہے اُس کو نیچی دشا میں کرکے سُوکھے کاشٹ کے سمان جلائیے"	"हे तीव्र दंड देने वाले राज पुरुष! धर्म्म के द्वेषी शत्रुओं को निरन्तर जलाइए.......जो हमारे शत्रु का उत्साही करता है उसको नीची दशा में करके सूखे काष्ट के समान जलाइए"
یجروید ۱۳/۱۲ بھاشا بھاشیہ مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سنہ ۱۹۵۱ بکرمی پہلا بھاگ ص ۴۴۲	(यजु० अध्याय १३ मं० २)

[۵۱] اس کتاب کے آٹھویں باب کی دوسری فصل (ب) میں اس قسم کے بہت سے وید منتر نقل کیے گئے ہیں [دیکھو دفعات ۲۹۳-۳۱۰]

اُردو ترجمہ :- "اے سخت ڈنڈ دینے والے راج پُرش (یعنی راجہ) آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو ہمیشہ [آگ میں] جلائیے .... وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اُس کو اُلٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی مانند جلائیے۔"

مذہبی تعصب کی انتہا

۲۳۳ - کیا ویدک سوراج کا یہی نمونہ ہے کہ راجا اپنی رعایا کے لوگوں کو صرف اِس قصور پر کہ وہ کسی دوسرے مذہب کے پَیرو ہیں زندہ آگ میں جلادے؟ ویدک راج کا یہ آدرش [یعنی کامل نمونہ] غیر آریہ سماجیوں کے لیئے نہایت خطرناک ہے جسکی آریہ سوراج سبھا حمایت کر رہی ہے۔

ویدوں کی اشاعت کے لیئے آریہ سوراج کی ضرورت

۲۳۴ - آریہ سماجی مسلمانوں پر نہایت زور شور سے اعتراض کیا کرتے ہیں کہ بزورِ شمشیر[۵۱] اشاعتِ مذہب کا طریقہ غلط ہے مگر تعجب ہے کہ وہ "ویدمت" کو پھیلانے کے لیئے نہایت جوش کے ساتھ تشدّد اور سخت گیری سے کام لینا چاہتے ہیں، مثلاً لالہ شیام رائے صاحب ایم، اے، سابق ہیڈ ماسٹر جو بعد میں آریہ گزٹ لاہور کے اڈیٹر ہوگئے تھے ۸ ماگھ سمت ۱۹۷۷ بکرمی (مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء) کے پرچہ میں لکھتے ہیں :-

---

[۵۱] پیغمبرِ اسلامؐ نے اشاعتِ اسلام کے لیئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی، بلکہ جو لوگ کمزور مسلمانوں مردوں، عورتوں، اور بچوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے، اور جنہوں نے اُنکو آخر کار ترکِ وطن پر مجبور کر دیا تھا، اور اس کے بعد بھی فوجیں لے کر اُن پر حملے کرتے رہے اُن کے فتنہ و فساد کو مٹانے کے لیئے بغرضِ مدافعت تلوار کے جواب میں تلوار اُٹھانے کی اجازت دی گئی تھی، جس پر قانونی، اخلاقی، عقلی، نقلی، اور شرعی حیثیت سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ تفصیل کے لیئے دیکھو کتاب "تحقیق الجہاد" مطبوعہ حیدر آباد دکن اور "اعجاز التنزیل" وغیرہ +

سوراج ویدوں کے واسطے اتنا ضروری ہے جتنا کہ انسان کے واسطے ہوا۔ بغیر
سوراج کے ویدوں کا پھیلانا ناممکن ہے، اور کوئی دھرم
بغیر سیاسی طاقت کے نہیں پھیلا۔ اس واسطے سوراج تو ویدوں
کے پرچار کے واسطے ایک ناگزیر اور اٹل ذریعہ ہے۔"

[دیکھو اخبار جیون تتو مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۱ء]

سوامی جی کا مجوزہ سوراج اور موجودہ انگریزی راج

۲۳۵ - کیا یہ ایک خاص مذہبی فرقہ کا سوراج نہیں ہے؟ جس کا مقصد یہ ہے کہ نام نہاد "ویدمت" کو سلطنت کی سیاسی طاقت سے پھیلایا جائے، اور جو لوگ سوامی جی کے بتائے ہوئے ویدک مسائل مثلاً نیوگ وغیرہ کو قبول نہ کریں یا اُن کی مخالفت کریں، اُن کو جلاوطن کیا جائے اور زندہ آگ میں جلا دیا جائے! اگر یہی ویدک سوراج کا نمونہ ہے تو سرکار انگریزی کی حکومت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، کیونکہ یہ گورنمنٹ مذہبی معاملات میں سختی نہیں کرتی، اور عقیدہ کی مخالفت کی وجہ سے کسی کو دُکھ اور تکلیف نہیں دیتی۔

تیسرا عنوان - آریوں کا تشدد سناتن دھرمیوں پر

آریوں کا رویہ رواداری کے خلاف ہے

۲۳۶ - اِن احکام سے صاف ظاہر ہے کہ [سوامی جی کے ترجمہ کو صحیح مان کر] ویدوں میں مذہبی رواداری کا نام بھی نہیں ہے، بلکہ سختی، جبر اور تشدد کی تعلیم دی گئی ہے اور اِسی وجہ سے آریہ سماجیوں کے اندر حد سے زیادہ مذہبی جوش سرایت کر گیا ہے، چنانچہ آریہ سماجی عموماً، اور آریہ سکولوں اور کالجوں کے طالب علم خصوصاً جو اِس "ویدک چشمہ" سے خوب سیراب ہو چکے ہیں، اپنے جوش کو طرح طرح سے ظاہر کرتے ہیں، سوامی جی کی شتابدی یعنی صد سالہ برسی کے موقع پر

جو ۱۹۲۵ء میں بمقام متھرا منائی گئی تھی، کچھ ایسے واقعات پیش آئے جن سے معلوم ہو گیا کہ آریوں میں کس قسم کا مذہبی جوش بھرا گیا ہے،

سوامی جی کے گیان حاصل کرنے کا ایک سین

۲۲۷- اسی شتابدی کے موقع پر جبکہ سوامی جی کی یادگار منائی جارہی تھی، اُن کے گن گائے جارہے تھے، اور اُن کے کارنامے نہایت پُرجوش الفاظ میں بیان کیے جارہے تھے، ایک آریہ سماجی کارخانہ سے جس کا نام "مہتا اینڈ کو" ہے ایک رنگین تصویر چھپ کر شائع ہوئی تھی جس کا عنوان "دیانند کے گیان حاصل کرنے کا نظارہ" تھا، اِس تصویر میں سوامی جی کو **بُت پرستوں کا ہلاک کرنیوالا** ظاہر کیا ہے، جیسا کہ اُس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے جو اُس میں درج کی گئی ہے، تصویر میں یہ سین کھینچا گیا ہے کہ **بھارت ماتا** یعنی مادرِ ہند نہایت غمزدہ اور اُداس ایک طرف کھڑی ہے، اور متھرا کے راجہ سری کرشن جی [جن کو سناتنی ہندو ایشور کا اوتار مانتے ہیں] دوسری طرف کھڑے ہیں، بھارت ماتا سری کرشن جی سے گفتگو کرتی ہے، اور وہ اُس کے جواب میں دیانند کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ایک لڑکا ہے اور شیوجی کے مندر کے اندر بیٹھا ہوا کچھ سوچ رہا ہے، اور ایک چوہے کو جو شیوجی کی مورتی پر چڑھ کر چڑھاوا کھاتا ہے، غور سے دیکھ رہا ہے۔

بھارت ماتا اور کرشن جی کی گفتگو

۲۲۸- بھارت ماتا اور کرشن جی کی گفتگو کے الفاظ یہ ہیں:-

"भारत माता—हे भगवन! मैंने कौन से पाप किए हैं? जिन के कारण में अति दुःखी हो रही हूं। मेरी सन्तान	"بھارت ماتا ہے بھگوان میں نے کون سے پاپ کیے ہیں؟ جن کے کارن میں اَتی دُکھی ہو رہی ہوں، میری سنتان

دھرم سے پتت ہو رہی ہے	धर्म्म से पतित हो रही है।
تیری اُپاسنا تیاگ کر پتھروں	तेरी उपासना त्याग कर पत्थरों
کی پُوجا کر رہی ہے، ہائے	की पूजा कर रही है। हाय!
ویدوں کی نندا ہوتی ہے اور	वेदों की निन्दा होती है और
کوئی سہایک دکھائی نہیں	कोई सहायक दिखाई नहीं
دیتا۔	देता।
کرشن۔ ماتا! نراش نہ ہو	श्रीकृष्ण — माता! निराश न हो;
وہ دیکھ تیرے کشٹوں کو دور	वह देख तेरे कष्टों को दूर
کرنے، سارے برہمانڈ میں ویدوں	करने, सारे ब्रह्माण्ड में वेदों
کا پرکاش کرنے، مورتی پوجکوں	का प्रकाश करने, मूर्ति पूजकों
کے وناش تتھا بھارت کی	के विनाश तथा भारत की
پراچین سبھیتا کے ستھاپنارتھ	प्राचीन सभ्यता के स्थापनार्थ
تیرا سیوک مول شنکر شیگھر	तेरा सेवक मूल शंकर शीघ्र
ہی میدان میں آنیوالا ہے۔"	हि मैदान में आने वाला है।"

اس عبارت کا اُردو ترجمہ یہ ہے:-

بھارت ماتا۔ "اے بھگوان! میں نے کون سے گناہ کیے ہیں جن کے سبب میں دُکھی ہو رہی ہوں، میری اولاد دھرم سے گر رہی ہے، تیری پُوجا کو چھوڑ کر پتھروں کی پوجا کر رہی ہے، ہائے! ویدوں کی توھین ھوتی ہے، اور کوئی مددگار دکھائی نہیں دیتا۔"

سری کرشن۔ "ماتا! نا امید نہ ہو، وہ دیکھ تیرے دُکھوں کو دُور کرنے، تمام عالم میں ویدوں کی اشاعت کرنے، بُت پرستوں کا ستیاناس اور

"اُن کو تباہ و برباد کرنے اور بھارت یعنی ہندوستان کی قدیم تہذیب کو قائم کرنے کے لیے تیرا سیوک یعنی خادم مول شنکر[۵۱] جلد میدان میں آنیوالا ہے"

اِس گفتگو پر ایک نظر

۲۳۹ - ناظرین اِس گفتگو کے اُن الفاظ پر خاص توجہ کریں جن کو جلی قلم سے چھاپا گیا ہے، اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں صرف بُت پرستی ہی کی تردید یا مذمت نہیں کی گئی اور اُسی کو قابلِ ترک نہیں بتایا گیا، بلکہ صاف طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سوامی دیانند نے بُت پرستوں یعنی سناتن دھرمی ہندوؤں کو تباہ و برباد اور ستیاناس کرنے کے لیے جنم لیا تھا، جس طرح سری کرشن جی کنس وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے پیدا ہوئے تھے، جہاں تک ہم کو معلوم ہے آریوں نے اِس تصویر پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ خوشی سے اُس کی اشاعت کو گوارا کیا، کیا یہی اُس ویدک سوراج کا نمونہ ہے جس پر آریہ حضرات کو اِس قدر فخر و ناز ہے؟

آریوں کا تشدد سناتن دھرمیوں پر اور اُن کے مذہب کی توہین

۲۴۰ - اِسی موقع پر آریہ سماجیوں کی ایک جماعت نے ہندوؤں کے مندروں اور بتوں کو ذلیل کرنے کے لیے متھرا میں اور بھی ایسی حرکتیں کی تھیں مثلاً (۱) بگل بجا کر لوگوں کو جمع کرنا (۲) لاٹھیاں لے لے کر ایک مندر پر حملہ کرنا (۳) مندروں کی دیواروں پر "دیانند کی جے" وغیرہ عبارتوں کا لکھنا (۴) مورتی پوجا کرنے والوں کو

---

۵۱ مول شنکر سوامی دیانند کا اصلی نام ہے، جس کو خود سوامی جی نے کبھی ظاہر نہیں کیا، بلکہ اگر کسی واقف کار کے منہ سے کبھی اتفاقاً یہ نام نکل گیا، تو اُس کو اُنہوں نے روک دیا ۱۸۷۶ء کے آخر میں بمقام دہلی جو قیصری دربار ہوا تھا، اُس میں سوامی جی کے ڈیرے پر چند کاٹھیاوار کے رؤسا بھی تشریف لائے تھے، اُنہوں نے سوامی جی کو مول شنکر نام سے پکارا تھا، جنہیں سوامی جی نے خدا کے جا کر منع کر دیا

[دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر، مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ اول، باب اول ص ۳]

بڑے ناموں اور بُرے لفظوں[۵۱] سے یاد کرنا (۵) ایک مندر میں گھس کر کرشن جی کی مورتی کے تاج کو لاٹھی سے گرا دینا ! وغیرہ وغیرہ ۔ اِن حرکتوں کی رپورٹیں اُسی زمانہ میں اخبارات میں شائع ہو گئی تھیں ، جب غیر آریہ سماجی ہندوؤں یعنی سناتن دھرمیوں کے ساتھ اِس قسم کا برتاؤ آریوں کی طرف سے جائز سمجھا جا سکتا ہے ، تو مسلمانوں اور عیسائیوں وغیرہ پر قابو پانے کے بعد خدا جانے اُن کے ساتھ کیسا کچھ سلوک کیا جائیگا !

ویدک سوراج کے نتائج

۲۴۱ ۔ یہ واقعات جن کو سناتن دھرمی ہندوؤں نے ظاہر کیا ہے ، ثابت کرتے ہیں کہ " ویدک سوراج " کے خیالات کی اشاعت سے آریہ سماجیوں کے دلوں میں کس قسم کا جوش بھر گیا ہے ! تعجب ہے کہ آج اِس بیسویں صدی میں یہ باتیں اُن " مہذب " آریوں کے عمل سے ظاہر ہو رہی ہیں جو حُبِّ وطن کے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے ہیں ، یہ جوش جو آریہ دھرم کی حمایت اور غیر آریہ اقوام کی مخالفت میں " دلیش اُنتی " اور " ویدک سوراج " کے نام سے روز بروز بڑھتا اور ترقی کرتا جاتا ہے ، ملک کے لیئے نہایت مُضر ہے ۔

چوتھا عنوان ۔ ویدک چکرورتی راج کے منصوبہ کا خلاصہ اور نتیجہ

آریہ سوراج میں کسی ہندو مسلمان وغیرہ کے لیے کوئی جگہ نہیں

۲۴۲ ۔ اِن خیالات کو پڑھ کر ناظرین خود ہی معلوم کرلیں گے کہ اِس چکرورتی راج میں جس کے لیے سوامی جی نے اپنی تفسیر وید میں دُعائیں داخل کر دی ہیں ، کُل ذمہ داری کے اعلیٰ عہدے صرف اُن ویدک دھرمیوں یعنی آریہ سماجیوں کے لیے تجویز کیئے گئے ہیں ،

---

[۵۱] اپنے مخالفوں کے لیئے عجیب و غریب نام تجویز کرنے میں سوامی جی کو پُورا کمال حاصل تھا چنانچہ اُنہوں نے سناتن دھرمی ہندوؤں کو " آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پُورے ۔ بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے " وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ اور کتاب ہذا کا ضمیمہ نمبر ۳]

جنھوں نے سوامی دیانند جیسے "کامل اُستادوں" سے تعلیم پاکر ویدوں میں کمال حاصل کیا ہو! مسلمانوں اور عیسائیوں کا تو ذکر ہی کیا؟ اِس سوراج میں سناتن دھرمی ہندوؤں، سکھوں، اور دوسرے ہندو فرقوں کے لیے بھی کوئی جگہ نہیں ہے، اِس کے علاوہ اِس "سوراج" میں یہ بھی ایک قانون ہوگا کہ سلطنت کا روپیہ ویدوں کی اشاعت کے لیے خرچ کرنا اور ویدمت کے طالب علموں اور واعظوں کو دینا چاہیئے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کی عبارت جو دفعہ ۲۲۷ میں درج کی گئی ہے] یہ ہے اُس ویدک راج کا منصوبہ جو صرف آریہ سماجیوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے، اِس سے زیادہ اِس بات کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے

سوامی جی کے سیاسی منصوبہ کی دو خصوصیتیں

۲۴۳ - اِس منصوبہ میں یہ دو باتیں صاف طور پر نظر آتی ہیں :-

(۱) ویدوں کی آڑ میں ایک سیاسی مقصد پیشِ نظر رکھا گیا ہے، جس کے حاصل کرنے کے لیے سوامی جی نے طرح طرح کی تجویزوں سے کام لیا

(۲) "سرو بھومک چکرورتی راج" کی بابت سوامی جی کے سیاسی منصوبہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اہلِ ہند کے لیے انگریزی سلطنت کی سرپرستی میں سیلف گورنمنٹ یا حکومتِ خود اختیاری حاصل کی جائے، بلکہ یہ مقصد ہے کہ آریوں کو تمام دُنیا کی حکومت مل جائے، اور حکومتِ خود اختیاری کے اِس اُصول کو جس کا منشا یہ ہے کہ ہر ایک قوم اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے اپنی بہبودی کی تجویزیں خود سوچے، مٹا دیا جائے، اِس منصوبہ کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ ہندوستان میں جمہوری سلطنت ہو جائے، بلکہ یہ مقصد ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں آریہ سماج کا راج ہو جائے، جس کو کروڑوں آدمی جو آریہ سماجی نہیں ہیں پسند نہیں

کرتے کیونکہ انکو اس راج میں دُکھ اور تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔
المختصر ویدک چکروتی راج یا آریہ سوراج جس کا مقصد آریہ سماج کی حکومت اور دوسری قوموں کی حق تلفی ہے اِس لائق نہیں کہ اُسکا خیر مقدم کیا جائے یا اُس کو بابرکت سمجھا جائے! اصل بات یہ ہے کہ یہ سیاسی خیالات بہت پُرانے ہوگئے ہیں جو شاید ویدوں کے زمانہ کے لیے موزوں ہوں، مگر اب تو وہ "زرین دَور" جسکو "گولڈن ایج" [Golden Age] یا ست جُگ یعنی سچا زمانہ کہتے ہیں، گذر چکا، پھر بھی تعلیم یافتہ آریہ سماجی سوامی جی کو "آزادی کا پیغمبر" کہتے ہیں، حالانکہ اُن کی تحریروں سے ثابت ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی مذہبی آزادی کے روادار نہیں تھے، اور دوسرے ملکوں کو جو سیلف گورنمنٹ یعنی حکومت خود اختیاری حاصل ہے وہ بھی ہندوستان کے لیے نہیں چاہتے تھے!

آٹھواں باب

سوامی جی کی خاص حکمتِ عملی کا انکشاف

تمہیدی بیان

سوامی جی کی نئی تفسیر وید اور اُن کا سیاسی مقصد

۲۴۴ - اِس کتاب کے ساتویں باب میں بیان ہو چکا ہے کہ مرہٹہ قوم کے انگریزی تعلیم یافتہ سیاسی لیڈروں کے ساتھ سوامی جی کا میل جول تھا، اور اسی لیے وہ خود بھی ایک سیاسی لیڈر بن گئے تھے، اور اُن کا

پوشیدہ مقصد "سرو بھومک چکرورتی راج" تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ آریہ سماجیوں کو دُنیا جہان کی حکومت مِل جائے، اُنہوں نے اِس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے آریہ سماج کو ایک ذریعہ بنایا تھا، یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ سوامی جی نے ہندوؤں کے اِس عام عقیدہ سے کہ وید الہامی ہیں فائدہ اُٹھا کر اپنا کام چلایا، مسٹر مہادیو گووند راناڈے مرہٹہ لیڈر جو سوامی جی کے مشیر خاص تھے، اُنہوں نے ایک پبلک لکچر میں اپنی سیاسی پالیسی کو صاف طور پر اِس طرح بیان کیا تھا "پُرانی [مذہبی] کتابوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا [یعنی اُن پر اعتقاد رکھنا] مگر نئی تحقیقات اور ایجادات اور علم کی روشنی میں جو روز بروز ترقی کر رہا ہے اُن کے نئے معنی اور نئی تفسیر بیان کرنا" [دیکھو ساتواں باب، دفعہ ۱۶۸] اِسی پالیسی پر عمل کر کے سوامی جی نے ویدوں کا نیا ترجمہ اور نئی تفسیر لکھی، اور وید منتروں کے ایسے نرالے معنی تجویز کیے جو تعلیم یافتہ ہندوؤں کے مذاق کے موافق ہوں، اور جو خام اور نامکمل سیاسی خیالات مرہٹوں سے حاصل کیے تھے اُن کو بھی تفسیر وید میں داخل کر دیا، تاکہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ تمام ہندوؤں پر پُورا اثر پڑ سکے۔ دنیوی سیاست کا عام اصول یہ ہے کہ زندگی آرام سے بسر ہو، دولت ملے، عزت ملے، اور حکومت حاصل ہو، اھلِ دُنیا اِنہی باتوں کو انسانی زندگی کا واحد مقصد سمجھتے ہیں، اور اُس کے حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی تدبیروں سے کام نکالتے اور ہر طرح کے وسائل اختیار کرتے ہیں، سوامی جی نے بھی وید پرچار کے نام سے "حکمت عملی" سے کام لیا جس کے ثبوت میں چار قسم کی شہادتیں موجود ہیں، یعنی (۱) سوامی جی کے پبلک کام (۲) اُن کی تصنیفات (۳) آریہ سماج کے ٹرسٹیوں اور عہدہ داروں کا انتخاب اور نامزدگی جو سوامی جی نے کی (۴) اُن مشہور آدمیوں کی شہادتیں

جن پر سوامی جی نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے بھروسا کیا تھا، اور جنہوں نے یا تو سوامی جی کی پالیسی پر عمل کرنے سے اِنکار کیا، یا کچھ مدت تک اُن کے ساتھ کام کرنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

اس باب کے مضامین کا مختصر سا خاکہ

۲۴۵ - اِس باب کی اگلی فصلوں میں جو باتیں بیان کیجائینگی اُن کے مضامین حسب ذیل ہوں گے :-

پہلی فصل - سوامی جی کی زندگی کے واقعات، اور اُن کے پبلک کام جن سے اُنکی سیاسی پالیسی یا حکمتِ عملی کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری فصل - سوامی جی کی تصنیفات جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے لیے اس پالیسی کو پسند کرتے، اور خود بھی اُس پر عمل کرتے تھے۔

تیسری فصل - سوامی جی کی پالیسی جو آریہ سماج کے عہدہ داروں اور ٹرسٹیوں وغیرہ کے منتخب کرنے میں ظاہر ہوئی۔

چوتھی فصل - سوامی جی کی اِس پالیسی کا ثبوت اُن لوگوں کی تحریری شہادتوں سے جو کسی زمانہ میں سوامی جی کے معتمد تھے، اور جن پر اُن کو پورا بھروسا تھا۔

پہلی فصل

سوامی جی کے پبلک کاموں اور واقعاتِ زندگی کی دس مثالیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص حکمتِ عملی پر ہمیشہ کاربند رہے

اِن واقعات کے ماخذ

۲۴۶ - سوامی جی عمر بھر ایک خاص قسم کی "حکمتِ عملی" پر عمل کرتے رہے، یہاں اُن کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالی جائیگی، یہ واقعات سوامی جی کی اور آریہ سماجیوں کی تصنیفات سے اور دیگر معتبر

ذرائع سے لیے گئے ہیں۔

پہلی مثال۔ اپنے نام و نسب کو پوشیدہ رکھنے کی بابت عذرات

۲۴۷ ۔ سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں جو ۱۸۷۵ء کے قریب اُس وقت لکھی گئی تھی جبکہ اُن کی عمر تقریباً پچپن۵۵ سال کی تھی، نہ تو اپنا اصلی نام بتایا، نہ اپنے باپ کا نام ظاہر کیا، اور نہ اپنے وطن وغیرہ کا ٹھیک پتہ دیا، اور اُس کی بابت ایسا عذر پیش کر دیا جس کو کوئی تسلیم نہیں کر سکتا، یعنی یہ کہا کہ اگر میرے رشتہ داروں کو میرا پتہ لگ جائے گا تو مجھ کو گھر واپس جانا پڑیگا، کیا سوامی جی ایک بے بس اور بے زبان مخلوق، یا ننھے بچے تھے کہ اُن کو جس طرف کوئی چاہے لے جائے، مگر حقیقت میں یہ بات نہیں تھی وہ اپنی شخصیت کو اسی لیے چھپانا چاہتے تھے کہ اُن کو ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں پکڑے نہ جائیں[۵۱]۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ کچھ ذاتی یا خاندانی حالات ایسے ہوں جن کا ظاہر کرنا یا بتانا خلافِ مصلحت ہو۔

پوجا پاٹھ کو چھوڑنے کیلئے سوامی جی کا بہانہ

۲۴۸ ۔ سوامی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں جو حالات لکھے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچپن ہی سے حیلے بہانے کیا کرتے تھے، مثلاً شیوجی کی مورتی کی پوجا کے ذکر میں لکھتے ہیں:-

"میں اپنے نفس کو اس بات کا یقین نہ دلا سکا کہ وہ مورتی اور مہادیوجی ایک ہی خدا ہیں ... مگر مجھے اپنی بے اعتقادی کو چھپانا پڑا، اور باقاعدہ پوجا سے باز رہنے کے لیے یہ عذر پیش کرنا پڑا کہ اس سے میرے معمولی مطالعہ میں خلل پڑتا ہے، اور سچ مچ اس وجہ سے کسی دوسرے کام کا وقت کم ملتا تھا، بلکہ نہیں ملتا تھا۔[۵۲]"

[سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری مندرجہ ترجمہ انگریزی ستیارتھ پرکاش صہ ۳]

---

۵۱ دیکھو پہلا باب

۵۲ سوامی جی کو شیوجی کی پوجا میں اُس وقت کوئی فائدہ نظر نہیں آتا تھا، اور اسی لیے [بقیہ بر صفحہ آئندہ]

یہاں سوامی جی نے اقرار کیا ہے کہ اُن کا یہ عذر غلط تھا، اور وہ حقیقت میں پوجا پاٹ سے بچنا چاہتے تھے۔

دوسری مثال۔ شادی سے بچنے کے لیے عذرات

۲۴۹۔ جب سوامی جی بالغ ہو گئے تو اُن کے والدین نے اُن کی شادی کی تیاری کی مگر اُن کو شادی سے سخت نفرت تھی، وہ شادی سے بچنا چاہتے تھے مگر انکار کرنے کی جرأت نہ تھی سوامی جی اِس کی بابت یہ لکھتے ہیں کہ "میری عمر کا اکیسواں[۲۱] سال شروع ہو گیا تھا اور اِسی وجہ سے اور زیادہ عذرات پیش نہیں کر سکتا تھا"۔ کیونکہ وہ اِس سے پہلے اِس قسم کے بہت سے عذر پیش کر چکے تھے۔ اپنے گھر سے نکلنے کی بابت لکھا ہے کہ "سمت ۱۹۰۳ بکرمی کی ایک شام کو بلا اطلاع غیرے گپ چپ بایں امید کہ پھر کبھی واپس آؤنگا چل نکلا"۔ اُس وقت سوامی جی "روپیہ" اور "سونے چاندی کے زیور" اور "انگوٹھیاں" اور "چوڑیاں" اور "دیگر زیورات" وغیرہ اپنے ساتھ لے گئے تھے [دیکھو حوالہ سابقہ ص ۴-۵]

تیسری مثال۔ گھر چھوڑنے کی اصلی وجوہات اور والد کو مغالطہ دینا

۲۵۰۔ جب سوامی جی نقدی اور زیورات وغیرہ لے کر چل دیے، تو رستہ میں ایک سادھو ملا، جس نے اُن سے سوال کیا کہ گھر کو چھوڑنے سے تمہاری غرض کیا ہے؟ تو اُنہوں نے کہا کہ مجھے "سیر و سیاحت اور دُنیا کو دیکھنے کی خواہش" ہے، اور سدھ پور کے "میلے میں شامل ہونے کی خواہش" بھی ہے مگر اسی تحریر میں اُنہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے

[بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ] اُن کا دل پوجا میں نہیں لگتا تھا۔ مگر بعد میں شیومت کے پرچار سے اُنہوں نے بہت کچھ مالی فائدہ اُٹھایا اور دان لیا، اگر شیومت سے اُن کا دل ہٹ گیا ہوتا تو کبھی اس کا پرچار نہ کرتے، اور یہ عذر کہ پوجا سے مطالعہ میں خلل پڑتا تھا صحیح نہیں ہو سکتا، کیونکہ دن رات کے چوبیس[۲۴] گھنٹوں میں سے ایک آدھ گھنٹہ شیوجی کی پوجا میں صرف کرنے کے بعد بھی مطالعہ کے لیے بہت کافی وقت مل سکتا تھا۔ ۱۲

کہ بہن اور چچا کے انتقال کی وجہ سے میرے دل میں ویراگ یعنی دنیا سے بے تعلقی کے خیالات پیدا ہو گئے تھے، اور اسی وجہ سے میں نے گھر کو چھوڑا تھا! مگر جس شخص کا دل دنیا اور اسکی چیزوں سے ہٹ گیا ہو، کیا وہ روپے اور زیورات وغیرہ لیکر گھر سے نکلا کرتا ہے؟ کیا مہاتما بدھ نے ایسا کیا تھا؟ کیا ایک ویراگی یعنی تارک الدنیا جس کا دل دنیا سے ہٹ گیا ہو، یہ کہا کرتا ہے کہ میں دنیا کو دیکھنا یا میلے تماشے میں شامل ہونا چاہتا ہوں؟ اس کے علاوہ جب سوامی جی کے والد کو ان کا پتہ لگا، اور انہوں نے چند سپاہیوں کی مدد سے ان کو پکڑ لیا، اس وقت انہوں نے یہ کہا تھا:-

"میں دھورت لوگوں کے بہکانے میں آکر اس طرف نکل آیا" [یعنی ویراگ یا ترک دنیا کے خیال سے گھر نہیں چھوڑا تھا، مگر بعد میں یہ دعویٰ کیا کہ میں ویراگ کے خیال سے نکلا تھا] اور اتینت دکھ پایا .... یہاں سے میں گھر آنے کو ہی تھا اچھا ہوا کہ آپ آگئے۔"

[سوامی جی کا جیون چرتر مرتبہ پنڈت لیکھرام ولالہ آتمارام حصہ اول، باب اول، ص ۱۱]

آگے چل کر سوامی جی نے خود بخود صاف اقرار کر لیا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ جانے کے لیے ہرگز رضامند نہیں تھا، ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"پرنتو میں بھاگنے کا اپائے سوچتا تھا .... اور اسی گھات میں تھا کہ کوئی موقع بھاگنے کا ہاتھ لگے" [حوالہ سابقہ ص ۱۱]

چنانچہ جس وقت پہرے والا سپاہی سو رہا تھا، وہ چپ چاپ نکل ہی گئے، باپ کو مغالطہ دینے کی یہ ایک اور مثال ہے۔

چوتھی مثال- سنیاس لینے کی فرضی وجہ

۲۵۱ - سوامی جی کے دل میں یہ خوف بیٹھ گیا تھا کہ اپنے قصور کی وجہ سے کہیں گرفتار نہ ہو جائیں، اور یہی خوف مثل کابوس ہمیشہ ان کو دکھ دیتا تھا، جس سے نجات حاصل کرنے کے لیے انہوں نے

سنیاسیوں کی منڈلی میں شامل ہونے کی ٹھان لی، یہ بیان اُنھوں نے اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے:-

"چونکہ میں اِس سمے تک برہم چاری تھا اِس لیے مجھ کو اپنا کھانا اپنے ہاتھ سے پکانا پڑتا تھا...... اِس بکھیڑے سے چھوٹنے کے لیے .... علاوہ اِس کے مجھ کو یہ بھی خوف تھا کہ گھر والوں کے ہاتھ پکڑا جاؤنگا، کیونکہ میرا ابھی تک وہی نام پرسدہ ہے جو گھر میں تھا، کنتو جو سنیاس آشرم لے لونگا تب یا دت اَدِستھا (ساری عمر تک) نشچنت ہو جاؤنگا، ایک دکھشنی پنڈت کے دوارا (جو میرا بڑا متر تھا) چدا شرم سوامی سے کہلایا کہ آپ اِس برہم چاری کو سنیاس کی دیکشا دیدیجئے...... تب اُنھوں نے مان لیا، اور اتی پرسن ہوئے، اور مجھ کو تیسرے دن شرادھ[۹۱] وغیرہ کرا کر چوبیسویں برس کی اوستھا میں سنیاس دے ڈنڈ گرہن کرایا اور میرا نام دیانند سرسوتی رکھا"

[سوامی جی کا جیون چرتر حوالۂ سابقہ ص ۱۲-۱۳]

سوامی جی کے سنیاسی بننے کی اصلی وجوہات تو وہی تھیں جو اوپر بیان کی گئیں، مگر اُنھوں نے اپنے سفارش کرنے والے دوست کے ذریعے سے یہ بات کہلوائی[۹۲] کہ یہ "ودیارتھی" یعنی طالبعلم "برہم ودیا" (علم الٰہیات) وغیرہ پڑھنے کی بہت خواہش رکھتا ہے، آپ اِس کو

---

[۹۱] سوامی جی کی اِس تحریر سے معلوم ہوا کہ اُن کو سناتن دھرمیوں کی مذہبی رسوم کے مطابق شرادھ وغیرہ کرا کر سنیاس دیا گیا تھا، مگر سوامی جی نے اپنی آخری عمر میں شرادھ وغیرہ رسوم کو بالکل غلط اور خلاف وید بتا کر اُنکی تردید کی ہے، اِس لیے اُن کے سنیاس کی بنیاد ہی غلط ہوگئی اور وہ اپنے مجوزہ "ویدک دھرم" کی رُو سے سنیاسی نہ ہوئے۔ ؎ خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج — تا ثریا می رود دیوار کج +

[۹۲] یہاں سوامی جی نے اپنے سنیاس لینے کی وجہ تحصیلِ علم بتائی ہے، تاکہ سنیاس لینے کے بعد اُن کو بے روک ٹوک علم حاصل کرنے کا موقع مل سکے۔ شاستروں کے حوالے سے پہلے یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد سنیاس لینا چاہیئے [دیکھو دفعات ۴۰-۴۳] مگر سوامی جی سنیاس لینے کے وقت سنسکرت کی گرامر (صرف و نحو) بھی اچھی طرح نہیں جانتے تھے، ویدوں کے علم اور گیان کا تو ذکر ہی کیا؟

چوتھے درجہ کا سنیاس دے دیجئے [دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر حوالہ سابقہ ص ۱۲]

سوامی جی کا پندرہ سال تک معمولی سادھوؤں کی طرح گھومنا

۲۵۲ - سوامی جی پندرہ سال تک "دنیا کو دیکھتے" - سیر و سفر کرتے، اور اِدھر اُدھر پھرتے رہے، جیساکہ ہندو سادھو کیا کرتے ہیں، اس گردش میں برہم ودیا یعنی فلسفۂ مذہب کے مطالعہ کا کیا موقع تھا؟ مگر یہ بھی اُن کی "مصلحت پسندی" کی ایک مثال ہے، سوامی جی کے سنیاس لینے کی اصلی وجوہات تو یہی تھیں جو اُوپر بیان ہو چکی ہیں، اور خود سوامی جی کے قلم سے بے اختیار نکل چکی ہیں، مگر اب وہ ان وجوہات کو چھوڑ کر سنیاس لینے کی دوسری وجہ بتاتے ہیں۔

پانچویں مثال۔ سنیاس لینے کے بعد بھی بھنگ کا استعمال

۲۵۳ - اِسی سیر و سفر میں سوامی جی نے وام مارگیوں اور ایسے سادھوؤں سے میل جول پیدا کیا، جن کا چال چلن اور اخلاق خود سوامی جی کی تحریر کے مطابق بہت بُرا تھا، اس زمانہ میں [یعنی سمت ۱۹۱۲ بکرمی مطابق ۱۸۵۵ء میں] اُن کی عمر اکتیس سال کی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانہ میں انکو تمباکو کھانے، ناس لینے، اور حقّہ پینے کی عادت پڑ گئی، جو عمر بھر نہ چھوٹی، یہی نہیں بلکہ **بھنگ** پینے کی لت بھی لگ گئی، ایک رات [بقولِ خود] نندی دیوتا کی بڑی مورتی کے پیٹ کے اندر گھس کر بیٹھ گئے [ف۱] [یہ اُس بیل کی مورتی ہے جس پر کہا جاتا ہے کہ شیوجی سوار ہوا کرتے تھے] اور جب ایک عورت دیوتا کی پوجا کے لیے آئی، اور اُس نے "گڑ" اور "دھی" چڑھایا، اُس وقت سوامی جی نے اپنے طرزِ عمل

ف۱ مندروں میں جو بیل کی مورتی رکھی جاتی ہے، وہ معمولی ہوتی ہے اور اتنی لمبی چوڑی نہیں ہوتی کہ آدمی اُس کے اندر گھس کر بیٹھ جائے، اور نہ اُس میں کوئی کھڑکی یا دروازہ رکھا جاتا ہے جس کے رستے کوئی مورتی کے اندر داخل ہو سکے۔ لہذا اس بیان میں غلطی معلوم ہوتی ہے، آریہ سماجی اس کی تشریح کریں کہ کیا اتنی لمبی چوڑی مورتی کسی مندر میں رکھی جاتی ہے! یا اب کہیں موجود ہے؟

سے یہ ظاہر کیا کہ میں دیوتا ہوں، اور عورت کو مغالطہ میں ڈال کر اُس کی پُوجا، اور چڑھاووں کو قبول کیا، اِس بارہ میں خود سوامی جی نے یہ لکھا ہے :-

میری پوجا کر کے اور مجھ کو غلطی سے دیوتا سمجھ کر اُس نے کہا کہ آپ اِسے قبول فرمائیے، اور کچھ اس میں سے تناول کیجئے، میں نے اُس کو بسبب بھوکا ہونے کے کھالیا، دہی چونکہ بہت کھٹا (ترش) تھا اِس واسطے بھنگ کا نشہ اُتارنے میں ایک اچھا علاج ہوگیا"

[دیکھو سوامی جی کا جیون چرتر، حوالہ سابقہ ص ۲۰]

جس شخص کو شیوجی کی پُوجا سے واقعی نفرت ہوگئی ہو، اور جس کو چودہ[14] ہی سال کی عمر میں اس بات کا "بودھ" یعنی گیان حاصل ہو چکا ہو کہ مورتی پُوجا بالکل فضول چیز ہے، کیا وہ اکتیس[31] سال کی عمر میں کسی جاہل کو مغالطہ دیکر مورتی پوجا کی اجازت دے سکتا ہے؟ [۹۱]

چھٹی مثال۔ ویدانت مت کا پرچار کر کے دان وغیرہ لینا

۲۵۴ - کہا جاتا ہے کہ سوامی جی نے اپنے گرو سوامی درجانند سے ویدوں کا سچا گیان حاصل کیا تھا، اور بوقت رخصت اُن سے وعدہ کیا تھا کہ میں ویدک گیان کو دنیا میں پھیلاؤں گا، مگر متھرا سے قدم باہر رکھتے ہی اُنہوں نے پنچ دشی کی کتھا بیان کرنی شروع کردی، یعنی ویدانت مت یا مسئلہ ہمہ اوست کی تعلیم دینے لگے، آریہ سماجی اِس مت کو ویدمت کے برخلاف بتاتے ہیں، اور سوامی جی نے بھی ایک عرصہ کے بعد ویدانت مت کی تردید کردی تھی[۹۲] [دیکھو انگریزی ترجمہ ستیارتھ پرکاش ص ۱۲۳] اگرچہ سوامی جی نے اپنے گرو سے

ف ۹۱ یہ تو ایک معمولی بات ہے، سوامی جی کا میل جول تو سالہا سال تک بُت پرست سادھوؤں وغیرہ کے ساتھ رہا، اور وہ برسوں اُن کے ساتھ کھاتے پیتے رہے، اور مدتوں اُن کے ساتھ تیرتھوں وغیرہ کی سیر اور درشن کرتے پھرے، جیسا کہ اُنہوں نے اپنی خود نوشت سوانحعمری میں خود بیان کیا ہے۔ لہذا سوامی جی کے "بودھ" کی کہانی ایک خیالی بات معلوم ہوتی ہے + ف ۹۲ سوامی جی نے ویدانت مت یعنی مسئلہ ہمہ اوست کی تردید میں جو رسالہ لکھا تھا اُس کا نام "ویدانت دھوانت نوارن" ہے +

ویدوں کا سچا گیان حاصل کیا تھا تو ویدانتیوں کی کتاب سے کتھا بیان کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا صرف دان اور نذرانے لینا ہی مقصود تھا یا کوئی اور وجہ تھی؟

سالتویں مثال۔ چالیس سال کی عمر تک شیومت کی تعلیم دینا

۲۵۵۔ سوامی جی اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھتے ہیں کہ لڑکپن ہی میں میرا اعتقاد شیو جی اور اُنکی پوجا کی طرف سے ہٹ گیا تھا، مگر اپنے گرو سے ویدوں کا نام نہاد سچا گیان حاصل کرنے کے بعد بھی اُن کے بدن پر شیومت کی علامتیں موجود تھیں اور وہ شیومت ہی کی تعلیم دیتے تھے، اُنھوں نے اِس مت کی علامتیں، یعنی رُدراکش کی مالائیں جے پور میں ہزاروں آدمیوں کو تقسیم کیں، اور وہاں شیومت کو [نہ کہ ویدک دھرم کو] قائم کیا، اب دو باتیں قابلِ غور ہیں:۔

(۱) یا تو یہ بیان کہ "سوامی جی کو چودہ[۱۴] سال کی عمر میں نام نہاد "بودھ" یا گیان حاصل ہو گیا تھا، یعنی شیو جی کی پوجا سے بے اعتقادی پیدا ہو گئی تھی، اور متھرا میں ویدوں کا سچا گیان حاصل ہو چکا تھا" سراسر غلط اور ناقابلِ اعتبار ہے۔

(۲) یا اگر مان لیا جائے کہ چودہ[۱۴] سال کی عمر میں اِس قسم کا "بودھ" اور ویدوں کا سچا گیان اُن کو حاصل ہو گیا تھا تو اِس کی کیا وجہ ہے کہ وہ چالیس[۴۰] سال کی عمر تک شیومت کی تعلیم دیتے رہے؟ کیا یہ بھی اُن کی "حکمتِ عملی" تھی [مفصل بیان کے لیے دیکھو پانچواں باب، دفعات ۸۷ - ۹۹]

آٹھویں مثال۔ شیومت کو ترک کرنے کے بعد بھی اُسکی حمایت کے لیے آمادگی

۲۵۶۔ سوامی جی پشکر میں شیومت کو چھوڑ چکے تھے، اِس کے بعد دوبارہ جے پور گئے تاکہ مہاراجہ صاحب جے پور کی تائید میں جو شیومت کے ماننے والے تھے، پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ کریں، کیونکہ اُن کو مہاراجہ صاحب سے بہت سا دان ملنے کی اُمید تھی مگر کامیابی نہیں ہوئی، سوامی جی کے آنے سے پہلے ہی کسی نے مہاراجہ صاحب سے

انکی پالیسی کا حال بیان کر دیا تھا، اور غالباً اسی وجہ سے مہاراجہ صاحب کا دل کچھ ایسا پھرا کہ اُنہوں نے سوامی جی سے ملاقات کرنا بھی منظور نہ کیا [تفصیل کے لیے دیکھو چھٹا باب دفعات ۱۰۲ - ۱۰۷]

نویں مثال - اکیس شاستروں کو ایشور کا کلام مان کر پھر اُس سے انکار کرنا

۲۵۷ - سوامی جی اپنے گرو سے متھرا میں چند سال تعلیم پانے کے بعد ۱۸۶۹ء میں کانپور پہنچے، تو اُنہوں نے اپنے دستخط سے ایک اعلان بزبانِ سنسکرت چھپوا کر شائع کیا، جس میں یہ بیان کیا کہ اکیس[۲۱] شاستر پرمیشور کے بنائے ہوئے ہیں [اس اعلان کی نقل مطابق اصل بخطِ سنسکرت اِس کتاب کے پہلے ضمیمہ میں اور اُس کا اُردو ترجمہ دفعہ ۱۲۸ میں درج ہے] اب سوال یہ ہے کہ اگر سوامی جی سچ مچ ویدوں کا سچا علم اپنے گرو سے حاصل کر چکے تھے، جیسا کہ اُن کے آریہ مورخ لکھتے ہیں [دیکھو دفعات ۹۰-۹۲] اور اسی سچے علم کے مطابق ایک عرصہ کے بعد اُنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ صرف چار وید ہی ایشور کا گیان ہیں، تو پھر اُنہوں نے اول اول کیوں یہ بات کہی کہ اکیس[۲۱] شاستر ایشور کے بنائے ہوئے ہیں؟ اِس سوال کا جواب اِن دو باتوں میں سے ایک ہی بات ہو سکتی ہے:-

(۱) یا تو سوامی جی نے اُس وقت تک ویدوں کا سچا علم حاصل کیا ہی نہیں تھا، اور یہ خیال ہی غلط ہے کہ اُنہوں نے اپنے گرو سے اِس علم کو حاصل کیا تھا [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ صـ۷۷] اور

(۲) یا اُنہوں نے جان بوجھ کر کسی مصلحت سے مختلف وقتوں میں مختلف کتابوں کو پرمیشور کا بنایا ہوا ظاہر کیا۔

دسویں مثال - تھیوسوفیکل سوسائٹی سے تعلق اور قطع تعلق

۲۵۸ - سوامی جی کی زندگی کا ایک اور واقعہ بھی اُن کی "حکمتِ عملی" پر روشنی ڈالتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"سوامی جی کو معلوم تھا کہ آریہ سماج کے اغراض و مقاصد تھیوسوفیکل سوسائٹی کے اغراض و مقاصد کے موافق نہیں ہیں، مگر انہوں نے **مصلحتاً** اُس سوسائٹی کو آریہ سماج کے ساتھ شامل کر دیا، اور خود بھی اُس کی کونسل کے ممبر بن گئے اور **کرنیل الکاٹ** صاحب کے اُن عقائد کو جو **بُدھ مت** کے مطابق تھے، تسلیم کر لیا، جنمیں سے ایک عقیدہ **خُدا کی ہستی کا انکار** بھی ہے، ایک عرصہ کے بعد جب سوامی جی کو اس سوسائٹی سے قطع تعلق کرنے کی ضرورت پڑی تو یہ کہکر کہ "میں کبھی اُس کی کونسل کا ممبر ہی نہیں ہوا تھا" صاف انکار کر گئے، مگر بہادر کرنیل نے جہاں اور قوی ثبوت اور زبردست شہادتیں پیش کیں وہاں سوامی جی کے پرا کسی پیپر یعنی مختار نامہ کا **فوٹو** بھی شائع کر دیا، جس پر بخط دیوناگری سوامی جی کے دستخط موجود تھے، اور یُوں **اصل حقیقت** ظاہر ہو گئی" [دیکھو ۱۸۸۲ء کے رسالہ تھیوسافسٹ کا زائد ضمیمہ، جس کے انتخابات اِس باب کی چوتھی فصل (ب) دفعات ۳۴۴ - ۳۶۱ میں دیے گئے ہیں]

سوامی جی کی طبیعت کا میلان

۲۵۹ - اِن واقعات کے مطالعہ کے بعد ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ سوامی جی عمر بھر اِسی دُھن میں رہے اور اُنکی طبیعت اِسی طرف مائل رہی کہ ہر موقع پر "خاص مصلحت" سے کام نکالا جائے، اور ویدوں کی تفسیر میں بھی اُنہوں نے اُسی تدبیر سے کام لیا ہے [تفصیل کے لیے دیکھو اگلی فصل]

دُوسری فصل (۱)

سوامی جی کی خاص "حکمت عملی" کا ثبوت اُنکی تصنیفات سے

[اِس فصل میں ثابت کیا گیا ہے کہ سوامی جی کی تحریریں صاف بتا رہی ہیں کہ وہ ایک خاص قسم کی "حکمتِ عملی" کو پسند کرتے تھے اور

اپنا مطلب نکالنے کے لیے وید منتروں کی تفسیر بالرّائے میں انکو کوئی تامل نہ تھا

ا۔ ستیارتھ پرکاش سے ثبوت

شنکر آچاریہ کے عقیدہ کی بابت سوامی جی کا خیال

۲۶۰۔ سوامی جی کی مشہور ہندی کتاب ستیارتھ پرکاش کو آریہ سماجی نہایت عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور اُس کو چاروں ویدوں کا عطر سمجھتے ہیں، اس کتاب کے گیارھویں باب میں جہاں سوامی جی نے وید انت مت یعنی مسئلہ ہمہ اوست کی تردید کی ہے، وہاں اس مت کے ایک مشہور معلّم سوامی شنکر آچاریہ کی بابت یہ لکھا ہے:-

"अनुमान है कि शंकराचार्य्य आदि ने तो जैनियों के मत के खंडन करने हि के लिए यह मत स्वीकार किया हो क्यों कि देश काल के अनुकूल अपने पक्ष को सिद्ध करने के लिए बहुत से स्वार्थी विद्वान अपने आत्मा के ज्ञान से विरुद्ध भी कर लेते हैं।" [सत्यार्थ प्रकाश पृष्ट ३१५]	"انومان ہے کہ شنکر آچاریہ آدی نے تو جینیوں کے مت کے کھنڈن کرنے ہی کے لیے یہ مت سویکار کیا ہو کیونکہ دیش کال کے انوکول اپنے پکش کو سِدھ کرنے کے لیے بہت سے سوارتھی ودوان اپنے آتما کے گیان سے ورُدھ بھی کر لیتے ہیں۔" [ہندی ستیارتھ پرکاش ص ۳۱۵]

اُردو ترجمہ:- "اغلب ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے تو جینیوں کے مت کی

تردید کرنے ہی کے لیے یہ اعتقاد اختیار کیا ہو، کیونکہ ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے بہت سے خود غرض عالم اپنے آتما کے علم کے خلاف بھی کر لیتے ھیں۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ۔ باب ۱۱، دفعہ ۲۲ ص ۳۹۳]

مذہبی مباحثہ میں سوامی جی کی پالیسی

۲۶۱۔ اِس تحریر میں سوامی جی نے صاف لفظوں میں اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ شنکر آچاریہ مسئلہ ویدانت کو دل سے نہیں مانتے تھے، مگر اُنھوں نے اپنے دھرم اور ایمان کے برخلاف صرف جینیوں کی تردید کی غرض سے اِس مسئلہ کو اختیار کیا تھا، اور بقول سوامی جی "بہت سے خود غرض عالم" ایسا ہی کیا کرتے ہیں جیسا شنکر آچاریہ نے کیا، اِس کے علاوہ سوامی جی خود بھی ایسی کارروائی کو پسند کرتے ہیں، اور اپنی پسندیدگی کو اِن لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں:-

"اب اِس میں وچارنا چاہیئے کہ جو جیو برہم کی ایکتا، جگت متھیا شنکر آچاریہ کا نج مت تھا تو وہ اچھا مت نہیں، اور جو جینیوں کے کھنڈن کے لیے اُس مت کا سویکار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے"

[حوالہ سابقہ ص ۳۰۶]

"अब इस में विचारना चाहिए कि जो जीव ब्रह्म की एकता, जगत मिथ्या, शंकराचार्य्य का निज मत था तो वह अच्छा मत नहीं और जो जैनियों के खंडन के लिए उस मत का स्वीकार किया हो तो कुछ अच्छा है।"

[पृष्ठ ३०६]

اُردو ترجمہ :- "اب اس میں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دُنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ[۵۱] کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں، اور اگر جینیوں کی تردید کے لیے اِس اعتقاد کو اختیار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۲۱ ص ۳۸۵ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

بیان مذکور کی تشریح

۲۶۲ - اِس عبارت سے سوامی جی کی "پالیسی" صاف طور پر معلوم ہو گئی کہ وہ اِس بات کو پسند کرتے تھے کہ جس طرح بھی ممکن ہو مذہبی بحث میں مخالف کو نیچا دکھایا جائے، خواہ اپنے ایمان اور اعتقاد کے خلاف ہی کہنا یا لکھنا پڑے، جیسا کہ بقول سوامی جی شنکر آچاریہ نے کیا، یہ عبارت سوامی جی کے مافی الضمیر یعنی دلی خیالات کو نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر کرتی ہے اور اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو شخص پبلک تحریرات میں اپنے خیالات کو اِن لفظوں میں ظاہر کرتا ہے وہ دل میں اِس پالیسی سے کیا کچھ محبت نہ رکھتا ہو گا!

۲- تفسیرِ وید سے ثبوت

(۱) سوامی جی کی تفسیر بالرّائے پر ایک نظر

سوامی جی کی تاویلات کا ایک نمونہ اور اُس کے متعلق پروفیسر میکس مولر کا قول

۲۶۳ - پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سوامی جی نے سیاسی وجوہ سے ویدوں کو الہامی مانا تھا، اور ہندوؤں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرنے کی غرض سے ویدوں کے ایسے معنی

---

۵۱ شنکر آچاریہ پکے ویدانتی تھے، اُنہوں نے تمام عمر اسی مسئلہ کی تعلیم دی کہ رُوح اور خدا دونوں ایک ہیں، اور یہی اُنکا ذاتی اعتقاد تھا جیسا کہ اُنکی تصنیفات سے صاف ظاہر ہے۔ اگر اُنکا اعتقاد اِس کے برخلاف کچھ اور ہوتا تو اُنکی تصنیفات سے اِس بات کا پتہ چلتا مگر سوامی جی نے بلا وجہ اور بلا ثبوت اُس بزرگ کو خود غرض عالموں کی فہرست میں داخل کر دیا [دیکھو دفعہ ۲۶۰]

تجویز کیے جن کو انگریزی تعلیم یافتہ ہندو بھی تسلیم کر سکیں، اور عام ہندوؤں کی طرح وہ بھی ویدوں کو الہامی مان لیں اور اعتراض نہ کر سکیں، یہی وجہ ہے کہ ویدوں میں جو تینتیس[۳۳] دیوتاؤں کے نام بار بار آتے ہیں یعنی اگنی [آگ] سوریہ [سورج] وایو [ہوا] اندر، سوم وغیرہ سوامی جی نے اُن کے معنی بدل کر سب کو ایک ہی ایشور کے نام قرار دے لیا، اور بعض دیوتاؤں کے ناموں کی بابت کہدیا کہ وہ مادی چیزوں کے نام بھی ہیں، اور اِس تدبیر سے اکثر منتروں کے دُو دُو ترجمے کر دیے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ جو لفظ کسی منتر میں غیر محدود ہستی یعنی خدا کا نام ہو وہی لفظ اُسی منتر میں محدود ہستی کا نام بھی ہو! جو لفظ کسی منتر میں پرمیشور کا نام ہو، وہی لفظ اُسی منتر میں مادی چیز کا نام بھی ہو، جس منتر کا یہ ترجمہ ہو کہ "میں اگنی [یعنی خداوند ذوالجلال] کی حمد کرتا ہوں"۔ اُسی منتر کا یہ بھی ترجمہ ہو کہ "میں اگنی [یعنی آگ] کے گُن گاتا ہوں، یعنی اُس کی خاصیتوں سے فائدہ اُٹھاتا ہوں [جس کے ذریعہ سے توپ بندوق وغیرہ ہتھیار چلتے ہیں اور دشمنوں کو شکست حاصل ہوتی ہے]"!!! مثال کے طور پر رگوید کا پہلا منتر ملاحظہ ہو، جسمیں سوامی جی نے لفظ اگنی کو خداوند قادرِ مطلق کا نام بھی بتایا ہے اور اُس کے یہ معنی بھی لکھے ہیں:-

"وہ آگ جس کی بدولت لڑائیوں وغیرہ میں فتح حاصل ہوتی ہے، بذریعہ اُن ہتھیاروں کے جو حکمت اور کاریگری کے ساتھ بنائے جائیں [یعنی اگنی سے مُراد ہے توپ بندوق وغیرہ ہتھیار جو آگ سے چلتے ہیں]"

ایسی ایسی تاویلیں کر کے اور اپنے وید بھاشیہ [تفسیرِ وید] میں زمانۂ حال کی ایجادوں اور ہتھیاروں کے نام داخل کر کے سوامی جی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ویدوں میں تمام علوم وفنون اور سائینس کے خزانے بھرے پڑے ہیں، اِس بارہ میں سنسکرت کے مشہور فاضل پروفیسر میکس مولر نے یہ لکھا ہے:-

"اگر ویدوں میں تاریخ یا جغرافیہ کے متعلق نام آتے ہیں تو سوامی جی اُن کو تاویل کر کے اُڑا دیتے ہیں، کیونکہ اگر اُن کے اصلی اور صحیح معنی لیے جائیں [یعنی اُن کو نام ہی سمجھا جائے] تو اِس سے ویدوں پر یہ الزام لگتا ہے کہ اُن کا تعلق کسی خاص تاریخی زمانہ سے ہے[۵۱]، یعنی وہ عارضی چیز ہیں [اور ایشور کا انادی یعنی ازلی گیان نہیں ہیں]"

[دیکھو "ماڈرن ریلیجس موومنٹس اِن انڈیا" ص ۱۱۴
"MODERN RELIGIOUS MOVEMENTS IN INDIA. PAGE 114.]

تفسیر وید میں سوامی جی کا تصرف

۲۶۴ - قصہ مختصر سوامی جی نے ویدوں کی پرانی تفسیروں کو چھوڑ کر وید منتروں کے ایسے نئے معنی تجویز کیے جو پرانے رشیوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے، اور ان مقدس کتابوں میں مختلف مقامات، مختلف اشخاص اور تاریخی واقعات کے جو حوالے بکثرت موجود ہیں، اُن سب کو نظر انداز کر کے جو چاہا ترجمہ کر دیا۔

ڈاکٹر فار کوہار کی رائے سوامی جی کی تفسیر وید کی بابت

۲۶۵ - ڈاکٹر جے، این، فار کوھار، ایم، اے [آکسفورڈ] نے سوامی جی کی بابت جو رائے ظاہر کی ہے، اُس کا ترجمہ یہ ہے :-

"جو بات سوامی جی کی رائے میں غلط تھی اُس کو اُنہوں نے ویدوں سے خارج کر دیا اور جس بات کو صحیح سمجھتے تھے اُسکو ویدوں میں داخل کر دیا" [حوالہ سابقہ ص ۱۱۶]

---

۵۱ ویدوں میں قصے کہانیوں اور تاریخی واقعات کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں جن کی تشریح براہمن گرنتھوں یعنی وید کی قدیم تفسیروں میں کی گئی ہے، یہ مضمون "شُنہ شیپ کی کہانی" اور "تنقید قدامتِ وید" میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ یہ دونوں رسالے مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ سوامی جی نے ویدوں میں اپنے **ذاتی خیالات** داخل کر دیے، اور پرانے رشیوں کے منہ میں **قصداً** ایسی باتیں ڈالدیں، یعنی تفسیرِ وید میں داخل کر دیں جو اُن کا مطلب نہیں تھا، اور حقیقت میں اُن کا وہ مطلب ہے بھی نہیں جو سوامی جی نے لکھا ہے، اِس تدبیر سے اُنہوں نے قدیم آریہ نسل کی اِن سب سے پرانی کتابوں کی سچی اور تاریخی قدر و قیمت کو ضائع اور برباد کر دیا۔

سوامی جی کو اپنی تفسیر میں کامیابی نہیں ہوئی

۲۶۶- سوامی جی نے ویدوں کی اس نرالی تفسیر میں اپنی ذہانت سے بہت کچھ کام لیا ہے، مگر اُن کو کامیابی نہیں ہوئی، کیونکہ اُن کی تفسیر کو ویدوں کے کسی مشہور عالم نے خواہ وہ ہندوستان کا باشندہ ہو یا ہندوستان سے باہر کا، **صحیح** تسلیم نہیں کیا، اور نہ ہندوستان کی کسی یونیورسٹی نے اُس کو منظور کیا سوامی جی اور اُن کے بڑے بڑے چیلوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا بہرحال سوامی جی کی یہ تفسیر اُنکی "حکمت عملی" کی مستقل اور پائیدار یادگار ہے !!! سنسکرت کا کوئی ایسا عالم خیال میں نہیں آسکتا جو سوامی جی کی تفسیر کو دل سے صحیح مانتا ہو۔

(ب) سوامی جی کی تفسیر وید کی بابت عالمانِ سنسکرت کی رائیں

اِن رایوں سے حقیقت پر روشنی پڑتی ہے

۲۶۷- سوامی جی کی تفسیر وید کی بابت ڈو یورپین فاضلوں کی رائیں اوپر درج ہو چکی ہیں، اب ناظرین اُن رایوں کو بھی غور سے پڑھیں جو ایشیا اور یورپ کے مشہور و معروف عالمانِ سنسکرت نے سوامی

جی کی تاویل اور تفسیر بالرّائے کے متعلق ظاہر کی ہیں، اور جن سے اُن کے وید بھاشیہ کی اصل حقیقت پر پُوری روشنی پڑتی ہے۔

(۱) ویدوں کے مشہور عالم پروفیسر میکس مولر کی رائے

پروفیسر میکس مولر کے ایک خط کا اقتباس

۲۶۸- پروفیسر میکس مولر صاحب جن کی رائے پہلے بھی درج ہو چکی ہے [دیکھو دفعہ ۲۶۲] سنسکرت کے مشہور فاضل تھے جن کا نامِ نامی اُن کی تصنیفات کی وجہ سے یورپ اور ہندوستان میں بہت مشہور ہے پروفیسر صاحب موصوف نے ۲ فروری ۱۸۸۲ء کو اوکسفورڈ سے ایک خط مسٹر مالاباری کو لکھا تھا، جس میں اُنہوں نے اپنی مشہور کتاب "ھبرٹ لیکچرز" (HIBBERT LECTURES) کے تراجم کا مقصد سمجھایا ہے، اِس خط میں سوامی جی کی تفسیرِ وید کا بھی ذکر آگیا ہے جس کی بابت اُنہوں نے یہ لکھا ہے:۔

"اِن لیکچروں کے لکھتے وقت جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک موقع پر آپ سے کہا تھا مجھے بارہا زیادہ تر اہلِ ہند کا خیال رہتا تھا، اور جو لوگ وسٹ منسٹر ایبی (WESTMINISTER ABBEY) میں میرے لیکچر سنا کرتے تھے، اُن کا کچھ ایسا خیال نہیں تھا، میں چاہتا تھا کہ کم از کم اُن چند ہندوستانیوں کو جنکے پاس انگریزی زبان کے ذریعہ سے میرے خیالات کے پہنچ جانے کی امید ہے، یہ بات بتادوں کہ اُن کے قدیم مذہب کی سچی تاریخی عظمت کیا ہے، جبکہ اُس کو محض یورپین یا مسیحی نقطۂ نظر سے نہیں، بلکہ تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے، میں اُن لوگوں کو ان دو خطروں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں، ایک خطرہ تو یہ ہے کہ اپنے قدیم قومی مذہب کو حقیر سمجھ کر اُسکی وقعت کم کی جائے اور آپ کے نیم یورپین [فرنگی مآب] نوجوان اکثر ایسا ہی کیا کرتے ہیں، اور دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اُس کی وقعت کا حد سے زیادہ اندازہ لگایا جائے، اور اپنی مذہبی

کتابوں کے ایسے معنی بنا لیے جائیں جو کبھی کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے، اس کی ایک دردناک مثال وہ محنتِ شاقہ ہے جو سوامی دیانند سرسوتی نے ویدوں کی تفسیر میں اٹھائی ہے، آپ ویدوں کو ایک قدیم تاریخی دستاویز کی حیثیت سے قبول کیجئے، جسمیں ایک قدیم اور سیدھی سادی قوم کی عادات و خصائل کے متعلق خیالات درج کیے گئے ہیں، اس حیثیت سے آپ ویدوں کی تعریف کر سکتے ہیں، اور اُن کے بعض حصوں، خصوصاً اُپنشدوں کی تعلیم کو موجودہ زمانہ میں بھی قائم رکھ سکتے ہیں، لیکن اگر آپ دُخانی انجن، قوتِ برقی، یورپین فلسفہ اور یورپین اخلاق کو ویدوں سے اخذ کرنے لگیں تو آپ اِن کتابوں کو اُن کے بچے اوصاف سے محروم کر کے اُن کی اصلی قدر و قیمت کو برباد کر دیں گے، اور تاریخی سلسلہ کی اُس کڑی کو جو حال کو ماضی کے ساتھ وابستہ کرتی ہے، توڑ دیں گے۔"

[دیکھو بی، ایم، مالا باری کی "سوانح عمری اور اُن کے کام" مرتبہ مسٹر دیارام گدومل ایل، ایل، بی، سی، ایس کا دیباچہ صہ ۸۱]

پروفیسر میکس مولر کی ایک اور تحریر کا اقتباس

۲۶۹ - ۱۸۹۱ء میں بانی دیوسماج نے ایک انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ حصہ اول" (PANDIT DYANANDA UNVEILED, PART I.) شائع کیا تھا جس میں مشہور و معروف اشخاص اور عالموں کی شہادتیں درج کی گئی تھیں، جن سے سوامی جی کی "پالیسی" پر روشنی پڑتی ہے، اس رسالہ کو پڑھ کر فاضل پروفیسر میکس مولر نے یہ لکھا تھا:-

"اس رسالہ نے جو پنڈت دیانند سرسوتی کی بابت لکھا گیا ہے میرے اُن شبہات کو جو اُن کی خصلت کے متعلق تھے بالکل مستحکم اور پختہ کر دیا ہے، میں نے سوامی جی کی خصلت کے متعلق زیادہ نرم

اور فیاضانہ رائے قائم کی تھی، میں نے خیال کیا تھا کہ اُن کا مذہبی تعصب جنون کے درجہ کو پہنچ گیا ہے، اور اسی لیے رگوید کا جو ترجمہ اُنہوں نے کیا ہے وہ اُس کے ذمہ دار نہیں ہیں، مجھ کو یہ سُنکر افسوس ہوتا ہے کہ اُن کے جنون میں بھی ایک باقاعدگی تھی .... کس قدر افسوس کی بات ہے کہ رگوید اور یجروید کی جو تفسیریں اُنہوں نے طبع کرائی ہیں اُن پر اس قدر رقم خرچ کر دی گئی، یہ تفاسیر عجائبات کا ایک ذخیرہ اور سوامی جی کی اُس ذہانت کا نمونہ ہیں جو صحیح راستے سے ہٹی ہوئی تھی۔"

پروفیسر میکس مولر صاحب کا یہ خط انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ حصہ دوم" (PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART II) میں چھپا تھا، اس رسالہ کے دونوں حصے ایک عرصہ سے چھپنے بند ہو گئے ہیں مگر جو قابلِ قدر شہادتیں اُن میں درج کی گئی تھیں اُن کو ہم یہاں نقل کیے دیتے ہیں:-

(۲) ہندوستان کے ایک عالم یورپین پروفیسر اور فاضلِ سنسکرت کی رائے

قدیم کتابوں کی تفسیر کے تین اصول

۲۷۰ - فورمن کرسچن کالج لاہور کے سابق پرنسپل اور سنسکرت کے فاضل ڈاکٹر ایچ۔ ڈی۔ گرسوولڈ ایم۔ اے نے ۱۸۹۷ء میں ایک انگریزی رسالہ شائع کیا تھا، جس کا نام ہے "رگوید میں لفظ دیو کی دیانندی تفسیر" (DAYANANDI INTERPRETATION OF THE WORD DEVA IN THE RIG VEDA.) یہ رسالہ بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے پرانی کتبِ مقدسہ کی صحیح تفسیر کرنے کی بابت یہ لکھا ہے:-

"تفسیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے خیالات اُن کتابوں میں داخل کر دیے جائیں، بلکہ یہ مطلب ہے کہ مصنف کے خیالات کو کتاب کی عبارت سے اخذ کیا جائے [اِس وجہ سے بقول ڈاکٹر صاحب موصوف] تفسیر میں اِن تین اُصول کا واجبی طور پر لحاظ رکھنا لازم ہے :-"

(۱) لُغوی تحقیق - یعنی یہ بات کہ لفظ کے اصلی معنی کیا ہیں ؟

(۲) استعمال - یعنی اِس بات کا پتہ لگانا کہ وہ لفظ اُس زمانہ میں کس معنی میں استعمال کیا جاتا تھا ؟

(۳) سیاقِ کلام - یعنی عبارت کے ربط پر نظر کرنا، جبکہ اُس لفظ کے ایک سے زیادہ معنی ہو سکتے ہوں۔

لفظ دیو کی تحقیق اور سوامی جی کی تاویلات کا نمونہ

۲۷۱ - ڈاکٹر صاحب موصوف نے آگے چل کر یہ لکھا ہے :-

"سوامی جی لفظ کی لغوی تحقیق یعنی اشتقاق پر بہت زور دیتے ہیں خواہ اُس کے اشتقاقی معنی "واقعی ویدک استعمال" کے بالکل ہی مخالف ہوں [وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ویدوں کے زمانہ میں پُرانے رشی اُس لفظ کے کیا معنی لیتے تھے] [دیکھو رسالہ مذکور ص ۲۰]

یہاں اس کی ایک مثال درج کی جاتی ہے، ویدوں کے سب سے بڑے مُفسّر یاسک مُنی نے لفظ "دیو" کے یہ معنی لکھے ہیں :-

["देव: द्युस्थान:"] دیوہ دُیو ستھانہ

یعنی "دیو کے معنی ہیں آسمان میں رہنے والا" [حوالہ سابقہ ص ۳]

اور آگے یہ بھی لکھا ہے :-

"योदेव: स: देवता" | "یو دیوہ سہ دیوتا"

یعنی لفظ "دیو" اور "دیوتا" کے ایک ہی معنی ہیں [حوالہ سابقہ ص۳]

اور یہ وہ معنی ہیں جن سے رگوید کے ہر منتر کا مفہوم اور سیاقِ کلام صحیح اور درست رہتا ہے [یعنی اگر لفظ "دیو" اور "دیوتا" کے یہی معنی لیے جائیں جو اوپر بیان کیے گئے ہیں تو ہر ایک منتر کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست رہتا ہے اور مطلب میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی] [حوالہ سابقہ ص۲۲]

مگر سوامی دیانند لفظ "دیوتا" کے مفصلۂ ذیل معانی بیان کرتے ہیں:-

(۱) عُلمار یعنی صاحبانِ علم (۲) اعلیٰ درجہ کے حواس

(۳) نہایت عمدہ موسم (۴) اعلیٰ درجہ کی علمی صفات

(۵) اعلیٰ درجہ کی خوشیاں (۶) اعلیٰ درجہ کی چیزیں وغیرہ وغیرہ"

[حوالہ سابقہ ص۱۱]

سوامی جی ویدک الفاظ سے جو معنی چاہتے ہیں نکال لیتے ہیں

۲۷۲ - اِس کے بعد ڈاکٹر گرسوولڈ صاحب سوامی جی کی بابت لکھتے ہیں:-

"سوامی جی تحکمانہ انداز کے ساتھ لفظ دیو کے وُہی معنی لگا لیتے ہیں جن سے اُن کا مطلب نکلتا ہے [گویا اُن کو ویدک الفاظ پر حاکمانہ تصرف کے اختیارات حاصل ہیں] ترجمہ کی غرض تو یہی ہوتی ہے کہ عبارت سے جو مفہوم نکلتا ہو وہی نکالا جائے، مگر سوامی جی ایسا نہیں کرتے۔ وہ تو جس عبارت سے جو مطلب نکالنا چاہتے ہیں وہی نکال لیتے ہیں" [حوالہ سابقہ ص۱۱-۱۲]

تفسیر کا چوتھا اُصول

۲۷۳ - ڈاکٹر صاحب موصوف آگے چل کر ترجمہ کا ایک اور ضروری اُصول بھی بیان کرتے ہیں، اور وہ یہ ہے:-

"الفاظ کی صرفی و نحوی ساخت کا مناسب طور پر لحاظ رکھنا چاہیئے

یعنی فاعل کو فاعل، مُنادے کو منادیٰ، اَمر کو اَمر، صورتِ بیانی کو صورتِ بیانی، معروف کو معروف، مخاطب کو مخاطب، غائب کو غائب سمجھنا چاہیئے وغیرہ وغیرہ، یہ قاعدہ بھی بالکل صاف اور بدیہی ہے"

[حوالہ سابقہ ص ۱۶]

سوامی جی ان تمام اصولِ تفسیر کو نظر انداز کرتے ہیں

۲۷۴ - یہ چار اصول بیان کرنے کے بعد فاضل پروفیسر نے چند وید منتروں کے اُس ترجمہ کی جانچ پڑتال کی ہے جو سوامی جی نے کیا ہے، اور اِس کے بعد اُن کے ترجمہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے

"سب سے زیادہ عجیب بات .... یہ ہے کہ اِن چند منتروں میں جن پر ہم نے بحث کی ہے کم از کم دس اَمر ہیں، جن کا ترجمہ سوامی جی نے بالکل فاعل کے طور پر کیا ہے، یہ وید منتروں کی تحقیر اور اُن کے مطلب کو برباد کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ سوامی جی کا صرف یہ لکھ دینا کہ " [illegible]व्यत्ययः " ["اِس جگہ بے قاعدگی ہے"] یا " लडर्थे लोट् " [صیغہ امر صورتِ بیانیہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے"] اور اُس کا ذرہ برابر ثبوت پیش نہ کرنا بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص اپنا مطلب نکالنے کے لیے سفید کو سیاہ کہدے، ایسی تاویل بلکہ غلط تاویل اور مصنوعی تفسیر بُری بات ہے" [حوالہ سابقہ ص ۱۹]

سوامی جی کی تفسیرِ وید کی بابت ڈاکٹر گرسوولڈ کا قطعی فیصلہ

۲۷۵ - اِن تمام بحثوں کے بعد فاضل ڈاکٹر صاحب نے یہ **نتیجہ نکالا ہے** :-

"اب خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے "آیا سوامی جی نے رگوید کی جو ایسی تفسیر کی ہے اُس میں دیانتداری سے کام لیا ہے؟" ہر شخص کے دل میں وقتاً فوقتاً اِس بات کی پُرزور تحریک پیدا ہوتی ہے کہ اِس سوال کا جواب نفی

میں دیا جائے" [حوالہ سابقہ ص ۲۳]

(۳) اورینٹل کالج لاہور کے سابق پرنسپل کی رائے

سوامی جی کی غلط فہمی یا پالیسی

۲۷۶ - پنڈت نوین چندر رائے صاحب جو سنسکرت کے بڑے فاضل، پنجاب یونیورسٹی کے فیلو، اور اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل تھے، اُنہوں نے اپنے خط مورخہ ۱۳ مئی ۱۸۹۰ء میں جو انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ" حصہ اول (PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART I) میں صـ ۱۲ پر چھپا تھا، بانی دیو سماج کو یہ لکھا تھا:-

اب میں آپ کے دیگر سوالات کے جواب میں جہاں تک صحت اور صفائی کیساتھ جواب دینا ممکن ہے، یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ بات میرے لیے باعث حیرانی اور عجیب و غریب معمّا ہے کہ پنڈت دیانند سرسوتی جیسے فاضل سنسکرت اور ریفارمر یعنی مصلح قوم نے ویدوں کی ایسی تفسیر کس طرح کی جیسی کہ کی گئی ہے، مگر اس سوال کا جواب اِن دو باتوں میں سے صرف ایک ہی بات ہوسکتی ہے، یعنی یا ۱ تو سوامی جی کو دھوکا ہوا ہے، اور یا ۲ یہ بات ہے کہ اُن کو صداقت کی بہ نسبت پالیسی پر عمل کرنے کا خیال زیادہ رہتا تھا۔"

(۴) اورینٹل کالج لاہور کے سابق ہیڈ پنڈت کی رائے

سوامی جی کی تفسیر میں صداقت نہیں ہے

۲۷۷ - مہامہو پادھیائے پنڈت گرو پرشاد صاحب سابق ہیڈ پنڈت اورینٹل کالج لاہور نے سوامی جی کی تفسیر وید کی بابت ایک خط لکھا تھا [جو انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ" حصہ اول (PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART I) پر چھپ چکا ہے]

اِس خط کا ترجمہ یہ ہے:-

لاہور - یکم جنوری ۱۸۹۱ء

"میں آپ کے خط کے جواب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ویدوں کی اِس غلط تفسیر کے برخلاف جو پنڈت دیانند سرسوتی نے شائع کی ہے، بہت عرصہ ہوا میں اپنی رائے ظاہر کر چکا ہوں، مجھے یقین ہے کہ وہ رائے صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب کے دفتر میں اب بھی دستیاب ہو سکتی ہے"۔

میں اب بھی اپنی اُسی رائے پر قائم ہوں، اور اِس بات کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ پنڈت دیانند نے وید منتروں کی جو تفسیر اپنی رائے سے لکھی ہے، کوئی سچّا سنسکرت کا فاضل ایمانداری سے اُس کی تائید نہیں کر سکتا، مجھے اِس کا بھی پورا یقین ہے کہ ویدوں کی جس قسم کی تفسیر پنڈت دیانند نے کی ہے وہ راستی و صداقت سے اِس قسم کی تفسیر نہیں کر سکتے تھے"

آپ کا صادق

(دستخط) "گرو پرشاد"

(۵) سابق پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ کی رائے

سوامی جی کی تفسیر اُنکی ذہانت کا کرشمہ ہے

۲۷۸ - مہامہوپادھیائے پنڈت مہیش چندر صاحب، نیائے رتن، سی، آئی، ای- پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ نے اپنے خط مورخہ ۲۶ر اپریل ۱۸۹۰ء میں جو انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ" حصہ اول (PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART I) میں چھپ چکا ہے، سوامی جی کی تفسیرِ وید کی بابت جو رائے لکھی تھی اُس کا ترجمہ یہ ہے:-

"دوسرا سوال جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ یعنی یہ کہ آیا پنڈت دیانند سرسوتی جیسا فاضلِ سنسکرت سچے دل سے ویدوں کی ایسی تفسیر کر سکتا تھا، جیسی

جیسی اُس نے کی ہے، اور اس کے متعلق آپ نے میری رائے دریافت کی ہے، مجھے اُس کے جواب میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ:-

"میری رائے تو یہ ہے اور ممکن ہے میں غلطی پر ہوں کہ اس قسم کی تفسیر لکھنے میں وہ صادق القول نہیں ہو سکتے تھے، میں نے اُنسے گفتگو کی ہے، اور اُن کی تصنیفات کو دیکھ کر دنیا کے تمام لوگوں کی طرح مجھے بھی اِس بات کا یقین ہے کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کی عقل اور ذہانت رکھتے تھے اور یہ بھی یقین ہے کہ ایسا لائق آدمی ایسی سخت غلطی نہیں کر سکتا تھا کہ جو کچھ اُس نے اپنے دید بھاشیہ [تفسیر وید] میں لکھا ہے اُس کو سچے دل سے مانتا بھی ہو، اُنہوں نے یہ تفسیر یقیناً اسی غرض سے لکھی تھی کہ وہ اُن کی ذھانت کا ایک "کرشمہ" اور اس بات کا ثبوت ہو کہ انسانی دماغ کی پرواز کہاں تک ہو سکتی ہے، اور اس ذریعہ سے اُن کی شہرت میں ترقی ہو، مگر میرا یہ خیال نہیں ہے کہ جو تاویلات اُنہوں نے کی ہیں وہ اُن کو دل سے مانتے بھی تھے"۔

(۶) احاطۂ بمبئی کے ایک مشہور و معروف ہندوستانی فاضل کی رائے

پنڈت شنکر پانڈورنگ کا ایک خط

۲۷۹ - پنڈت شنکر پانڈورنگ صاحب ایم۔اے، احاطہ بمبئی کے ایک بڑے اور مشہور و معروف فاضل سنسکرت اور گورنمنٹ بمبئی کے اورینٹل ٹرانسلیٹر (ORIENTAL TRANSLATOR) تھے، جو مرہٹی اور انگریزی میں رگوید کے مترجم ہیں، اور کچھ عرصہ تک احاطہ بمبئی کی ایک ریاست کے وزیر اعظم رہے ہیں، اُنہوں نے ایک لمبا چوڑا اور عجیب و غریب خط سوامی جی کی اُس پالیسی

کے متعلق لکھا ہے جس پر اُنہوں نے اپنے وید بھاشیہ یعنی تفسیر بالا ئے کی بنیاد قائم کی ہے، وہ خط انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند انویلڈ" حصّۂ اول (Pandit Dayananda Unveiled, Part I) میں ص ۱۳ پر چھپا تھا۔

خطِ مذکور کا اقتباس

۲۸۰ - اِس خط کے کچھ حصّہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے:-

"ویدوں کا جو ترجمہ اُنہوں نے کیا ہے مجھے یقین نہیں کہ وہ خود بھی اُس کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے، مجھے یہ بھی یقین نہیں کہ وہ ویدوں کی سنگھتاؤں یعنی وید منتروں کے الہامی ہونے کا کچھ زیادہ اعتقاد رکھتے تھے، ہاں یہ ضرور یقین ہے کہ وہ دیانتداری سے اِس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ ویدوں کو مستند اور الہامی ماننے کا خیال جو ایک عرصۂ دراز سے ہندوؤں کے دلمیں پختہ ہو چکا ہے، اگر اس خیال کو قائم رکھ کر صحیح طور پر ہدایت کی جائے تو اُس سے ہندوؤں کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔"

"وید منتروں کی جو تاویلیں اُنہوں نے کی ہیں مجھے ہرگز اُن سے کوئی ہمدردی نہیں، اُن تاویلوں کی بُنیاد ہی غلط ہے اور وہ بالکل نا قابلِ اعتماد ہیں، کیونکہ سوامی جی اُن سے اپنا خاص مطلب نکالنا چاہتے تھے، اُن کی تفسیر میں وید کا اصل مطلب تو نہیں ہے بلکہ وہی مطلب ہے جس کو وہ چاہتے تھے کہ وید میں ہونا چاہیئے۔"

علمائے سنسکرت کا اتفاق کہ سوامی جی کی تفسیر وید صحیح نہیں ہے

۲۸۱ - الغرض سنسکرت کے مشہور و معروف ہندوستانی اور یورپین عالم جن کو سوامی جی کے وید بھاشیہ کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے اُن کے پاس ایسی مضبوط دلیلیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی دیانند جیسا عالم و فاضل دلی عقیدہ سے ایسا ترجمہ نہیں کر سکتا تھا اور ویدوں کی جو تفسیر اُنہوں نے کی ہے اُس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

دُوسری فصل (ب)

سچے الہام کے جانچنے کیلئے جو معیار سوامی جی نے مقرر کیے ہیں اُنکے مطابق ممکن نہیں تھا کہ وہ ویدوں کو الہامی مانتے ہوں

سوامی جی کے مقرر کیے ہوئے معیاروں سے وید الہامی ثابت نہیں ہو سکتے

۲۸۲ - جو شخص سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش کا اور خصوصاً اُس کے اُس حصّہ کا جس میں دیگر مذاہب پر اعتراضات کیے گئے ہیں، بغور مطالعہ کرے وہ اِسی نتیجہ پر پہنچیگا کہ سوامی جی جیسا ہوشیار آدمی دِل سے ویدک الہام کو تسلیم نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ اُنہوں نے قرآن مجید پر اعتراض کرنے کی غرض سے سچے الہام کا جو معیار مقرر کیا ہے، اُس معیار پر اُن کے ترجمہ کے مطابق وید پُورے نہیں اُترتے، اور جو نقص سوامی جی نے دیگر مذاہب کی الہامی اور مُقدّس کتابوں میں نکالنے کی کوشش کی ہے، وہ نقص درحقیقت ویدوں میں پائے جاتے ہیں، اور جو اعتراضات اُنہوں نے اُن کتابوں پر کیے ہیں وہی اعتراضات ویدوں پر وارد ہوتے ہیں، مثلاً ستیارتھ پرکاش کے چودھویں[۱۴] باب میں جہاں اُنہوں نے اِسلام پر اعتراضات کیے ہیں وہاں سچے الہام کو پرکھنے کے لیے چند معیار مقرر کیے ہیں جو آگے لکھے جاتے ہیں:-

سوامی جی قرآن مجید کو کلامِ الٰہی کیوں نہیں مانتے

سوامی جی کے چار خاص اعتراضات قرآن مجید پر

۲۸۳ - سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں[۱۴] باب میں قرآن مجید پر ایک سَو اُنسٹھ[۱۵۹] اعتراضات[۹۱] کیے ہیں، اُن کے

۹۱ اِس کا حاشیہ صفحہ ۲۰۶ پر ملاحظہ فرمائیں

چار اعتراض جن کی وجہ سے وہ قرآن مجید کو کلام خدا نہیں مانتے نیچے درج کیے جاتے ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے:۔

"اگر قرآن کا خدا دُنیا کا پروردگار ہوتا، اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا، تو دُوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حُکم نہ دیتا۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض نمبر ۲ ص ۶۷۲]

دُوسرا اعتراض یہ ہے:۔

"آپس میں لہو نہ بہانا، اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا، اور دوسرے مذہب والوں کا لہو بہانا اور گھر سے انہیں نکال دینا بھلا کونسی اچھی بات ہے؟ یہ تو بے وقوفی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض نمبر ۱۷ ص ۶۷۸]

آگے چل کر اسی اعتراض کو ان لفظوں میں پیش کرتے ہیں:۔

"کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب دیکر اُس کی جان لی جاوے؟ اس سے تو خُدا کے نام پر دھبّہ لگتا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض نمبر ۳۳ ص ۶۸۴]

تیسرا اعتراض یہ ہے:۔

"ان کے نزدیک مذہب اسلام کا قبول نہ کرنا کفر ہے، اور کفر سے قتل کو مسلمان لوگ اچھا مانتے ہیں، یعنی (لکھتے ہیں کہ) جو ہمارے دین

ف ۱ سوامی جی نے جس قدر اعتراضات قرآن مجید پر کیے ہیں، وہ اُنکی غلط فہمی اور ناواقفیت کی دلیل ہیں، اُن کے کُل اعتراضات کے مکمل جوابات مسلمانوں کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں، مگر آریوں کی طرف سے اُن کا جواب الجواب نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔

کو نہ مانے گا اُس کو ہم قتل کریں گے .... یہ بات نہ خدا کی، نہ خدا کے معتقد، عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے، یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض نمبر ۳۵ ص ۶۸۵]

چوتھا اعتراض یہ ہے:۔

"اب دیکھیے! بڑے درجہ کی تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو اُس کو جہاں پاؤ مار ڈالو اور مسلمانوں کو نہ مارو، بھول سے بھی مسلمانوں کے مارنے میں دوزخ اور غیروں کے مارنے میں بہشت ملیگا، ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے، ایسی کتاب، ایسے پیغمبر، ایسے خدا، اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہ کر وید وکت احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض ۵۸ ص ۶۹۲]

قرآن مجید کے متعلق سوامی جی کی آخری رائے

۲۸۴ - اِسی چودھویں باب کے آخر میں قرآن مجید پر اعتراضات کرنے کے بعد سوامی جی نے یہ **نتیجہ** نکالا ہے:۔

"اِس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہے، اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا۔ امن میں خلل ڈال کر فساد مچا انسانوں میں نااتفاقی پھیلا، باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے اور پُنرُوکت دوش کا تو قرآن گویا خزانہ ہی ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض ۱۵۹ ص ۷۳۸]

اور اُسی باب میں اُسی صفحہ پر عبارت مذکور سے چند سطر پہلے قرآن مجید کے متعلق اپنی رائے اِن لفظوں میں ظاہر کی ہے:۔

"مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا، نہ عالم کی بنائی ہوئی، اور نہ علم کی ہو سکتی ہے، یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کیے" [حوالہ سابقہ]

سوامی جی کے الہامی معیار کا خلاصہ جس کے بموجب وید الہامی نہیں ہو سکتے

الہامی کتاب میں کونسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں

۲۸۵ - ستیارتھ پرکاش کے دوسرے اڈیشن مطبوعہ ۱۸۸۴ء میں اور بعد کے اڈیشنوں میں یہ اعتراض برابر درج ہوتے چلے آتے ہیں ان اعتراضات میں سوامی جی نے ایک الہامی معیار تجویز کیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ جس کتاب میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ الہامی نہیں ہو سکتی۔

(۱) بے ضرر یا بے آزار حیوانات کے قتل کرنے کے احکام پائے جائیں

(۲) ایسے احکام پائے جائیں جن سے اپنے مذہب کی طرفداری ثابت ہو، اور جو لوگ دیگر مذاہب کے پابند ہوں اُنکو تکلیف دینے اور قتل کرنے کی ترغیب دی جائے۔

(۳) ایسے احکام پائے جائیں جو انسانوں میں باہم دشمنی اور بد دلی پیدا کرنے والے، یا دشمنی اور بد دلی کی آگ بھڑکانے والے ہوں، اور جنگ و جدل اور خوں ریزی کا باعث ہوں۔

(۴) فضول تکرار ہو، یعنی ایک ہی بات بلا ضرورت بار بار بیان کی جائے۔

سوامی جی کے معیار کے مطابق وید الہامی نہیں ہو سکتے

۲۸۶ - اگر واقعی سوامی جی کا یہی عقیدہ تھا کہ سچے الہام میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی بات نہیں ہونی چاہیے تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ دل سے ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہوں۔ کیونکہ وید منتر اِس معیار پر پورے نہیں اُترتے، اور سچے خدائی الہام کے لیے جو

شرطیں سوامی جی نے پیش کی ہیں خود اُن کے ترجمہ کے مطابق وید نہایت صفائی اور زور شور کے ساتھ اُن شرائط کی تردید کرتے ہیں۔ اب ہم سوامی جی کی تفسیر وید اور اُنکی دیگر تصنیفات سے کچھ عبارتیں نقل کر کے اِس دعوے کو ثابت کرتے ہیں:۔

۱۔ چونکہ وید قربانی اور گوشت خواری کی اجازت دیتے ہیں، اِس لیے سوامی جی خود اپنے معیار کے مطابق اُن کو الہامی نہیں مان سکتے تھے

قتلِ حیوانات، گوشت خواری اور سوختنی قربانی کی تعلیم

۲۸۷۔ یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰ کا بھاوارتھ (भावार्थ) یعنی حاصلِ مطلب سوامی جی نے اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:۔

جو اِس سنسار میں بہت پشو والا ہوم کر کے ہُت شیش کا بھوکتا وید وِت اور ستیہ کریا کا کرتا منشیہ ہووے، سو پرشنسا کو پراپت ہوتا ہے۔	"जो इस संसार में बहुत पशु वाला होम करके हुत शेष का भोक्ता वेदवित और सत्य क्रिया का कर्ता मनुष्य होवे, सो प्रशंसा को प्राप्त होता है।"

[یجروید ۱۹/۲۰ بھاشا بھاشیہ، مطبوعہ ویدک ینترالیہ سمت ۱۹۷۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۶۹۴]

اُردو ترجمہ۔ جو شخص اِس جہان میں بہت پشو [حیوانات] والا ہو کر ہوم کر کے [یعنی حیوانات کی سوختنی قربانیاں چڑھا کر] باقی ماندہ کو کھانے اور ویدوں کا جاننے والا اور نیک کام کرنے والا ہو، ایسا شخص قابلِ تعریف ہوتا ہے۔ [یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۲۰]

یہ بات قابلِ غور ہے کہ خود سوامی جی کی تحریر کے مطابق جس کتاب میں غریب، بے زبان بے ضرر حیوانات کے قتل کرنے کا حکم ہو وہ خداوند رحیم کی طرف سے الہامی کتاب نہیں ہو سکتی، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ خود سوامی جی کے ترجمہ کے مطابق ویدوں میں وہی تعلیم موجود ہے جو اُن کے نزدیک الہامی کتاب میں نہیں ہونی چاہیئے، اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سوامی جی دل سے ویدوں کو ایشور کا کلام نہیں مان سکتے تھے۔

نر حیوانات اور بانجھ گایوں کی قربانی کی تعلیم

۲۸۸- سوامی جی نے اپنی تفسیر یجروید میں صرف اسی ایک منتر میں حیوانات کی قربانی کی اجازت نہیں دی، بلکہ ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن میں بھی [جو ۱۸۷۵ء میں چھپا تھا] انہوں نے صاف صاف بیان کیا تھا کہ جہاں کہیں شرتی میں الفاظ "نرمیدھ" یا "گومیدھ" وغیرہ آئے ہیں، وہاں اُن کے معنی انسانوں کی قربانی نہیں ہیں بلکہ صرف نر حیوانوں کی قربانی مراد ہے، آگے چلکر یہ بھی لکھتے ہیں کہ یگیہ میں گائے کے بجائے جو دودھ دینے اور بچھڑے پیدا کرنے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے بَیل کی قربانی کرنی چاہیئے، اِس سے اور آگے چل کر ھوم کی قربانی کے لیے بانجھ گائے کے قتل کرنے کی بھی اجازت دیتے ہیں! اب ہم ناظرین کے اطمینان کے لیے سوامی جی کی اُس عبارت کو نقل کیے دیتے ہیں جو انہوں نے کتاب مذکور کے ص ۳۰۳ پر لکھی ہے:-

"جہاں جہاں گومیدھادِک لکھے ہیں، وہاں وہاں پشوؤں میں نروں کو مارنا لکھا ہے، اِس سے اِس ابھپرائے سے نرمیدھ لکھا ہے، منشیہ نر کو	"जहां जहां गोमेधादिक लिखे हैं वहां २ पशुओं में नरों को मारना लिखा है। इस से इस अभिप्राय से नर मेध लिखा है। मनुष्य नर को

हिन्दी	اردو
मारना कहीं नहीं।.........और जो बन्ध्या (बांझ) गाए होती है उसको भी गोमेध में मारना लिखा है। .... क्योंकि बन्ध्या से दुग्ध और वत्स्यादिकों की उत्पत्ति होती नहीं।" (स०प्र० पहला एडीशन)	مارنا کہیں نہیں......... اور جو بندھیا (بانجھ) گائے ہوتی ہے، اُس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے.......... کیونکہ بندھیا سے دُگدھ اور وتسیادکوں کی اُتپتی ہوتی نہیں" [ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن باب ۱۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۱۲ء]

اُردو ترجمہ:- "جہاں جہاں گومیدھ وغیرہ لکھے ہیں [یعنی وید وغیرہ شاستروں میں] وہاں وہاں حیوانات میں نر جیوانوں کا مارنا لکھا ہے، لہٰذا اس غرض سے نرمیدھ لکھا ہے نہ انسان کو مارنا کہیں نہیں......... اور جو بندھیا [یعنی بانجھ] گائے ہوتی ہے اُس کو بھی گومیدھ میں مارنا لکھا ہے .... کیونکہ بانجھ گائے سے دودھ اور بچھڑوں وغیرہ کی پیدائش نہیں ہوتی"

گوشت خواری کا حکم

۲۸۹- سوامی جی نے نہ صرف جانوروں کے قتل کرنیکا بلکہ اُن کے گوشت کھانے کا حکم بھی اپنی کتاب "سنسکار ودھی" [طبع اول] میں دیا ہے، اور گوشت خواری کی تعریف کی ہے، اس کتاب کو جس میں ویدک رسموں کا بیان ہے سمت ۱۹۳۳ بکرمی مطابق ۱۸۷۶ء میں یعنی بمبئی میں آریہ سماج قائم کرنے کے دو سال بعد سوامی جی نے خود چھپوایا تھا۔

پلاؤ کھانے کا عجیب و غریب فائدہ

۲۹۰- اسی سنسکار ودھی [طبع اول] کے ص ۱۱ پر سوامی جی لکھتے ہیں:-

"جو شخص چاہے کہ اُس کا بیٹا تمام دشمنوں کو مغلوب کرنے والا ہو، اور خود کسی سے مغلوب نہ ہو.......... اور تمام ویدوں اور ویدانگوں کا عالم اور معلّم ہو، اور سَو برس تک زندہ رہے اُس کو چاولوں کے ساتھ گوشت پکا کر [یعنی پلاؤ] کھانا چاہیئے .... تب ایسا بیٹا پیدا ہونا ممکن ہے۔"

بکری اور تیتر کے گوشت کے فوائد

۲۹۱۔ آگے چل کر اسی کتاب یعنی سنسکار بدھی طبع اول کے ص ۲۲ پر ویدک رسموں کے بیان میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ جب بچّہ چھ برس کا ہو جائے تو اُس کا اَن پرشن سنسکار ہونا چاہیئے، یعنی اُس کو اناج کھلانے کی رسم ادا کرنی چاہیئے اور جو لوگ گوشت خوار ہوں وہ بچّہ کو بکریوں اور تیتروں کا گوشت کھلائیں، اگر کوئی علم کا خواہشمند ہو تو اُس کے لیے بھی تیتر ہی کے گوشت کی سفارش کرتے ہیں، اِس کے متعلق سوامی جی کے صاف الفاظ یہ ہیں:۔

"ودیا کامنا کے لیے تیتر کا مانس بھوجن کراوے۔"	"विद्या कामना के लिए तित्तर का मांस भोजन करावे"

اُردو ترجمہ:۔ "علم کی خواہش کے لیے تیتر کا گوشت کھلائے۔"

اس بحث کا خلاصہ اور نتیجہ

۲۹۲۔ سوامی جی نے قرآن مجید پر اعتراض کرنے کی غرض سے الہامی کتاب کا جو معیار مقرر کیا تھا [دیکھو سوامی جی کا پہلا اعتراض مندرجہ دفعہ ۲۹۳] اُس معیار کو پیشِ نظر رکھ کر ہم سوال کرتے ہیں کہ جو ایشور [بقول سوامی جی] بیلوں، بانجھ گایوں، بکریوں اور تیتر وغیرہ جانوروں کو [جو کسی کو دکھ نہیں دیتے] قتل کرنے کا حکم دیتا ہے، کیا اُس ایشور کو سوامی جی کے نقطۂ نظر سے رحیم کہہ سکتے ہیں؟ اور کیا ایسی کتاب جس میں ایسے احکام

ہوں، ایشور کی الہامی کتاب ہو سکتی ہے؟ پس یہ بات کسی طرح ممکن نہیں تھی کہ سوامی دیانند جیسا عقلمند آدمی خود اپنے تجویز کئے ہوئے معیار کے مطابق ویدوں کو دل سے کلامِ الٰہی تسلیم کرتا ہو؟

۲۔ وید اِس بات کا حکم دیتے ہیں کہ جو لوگ ویدک دھرمی نہیں ہیں اُن کو دکھ اور تکلیف دیجائے اور قتل کیا جائے لہٰذا سوامی جی اُن کو دِل سے الہامی نہیں مان سکتے تھے

ویدوں کا منکر بقول سوامی جی ناستک ہے

۲۹۳۔ جو لوگ ویدک دھرمی نہیں ہیں اُن کو سوامی جی ناستک یعنی منکرِ خدا یا دھریہ کہتے ہیں، اور ہندی ستیارتھ پرکاش طبع پنجم کے باب ۱۱ میں ص ۳۳۴ پر یہ لکھتے ہیں:-

"जो २ ग्रंथ वेद से विरुद्ध हैं उन २ का प्रमान करना जानो नास्तिक होना है।"	"جو جو گرنتھ وید سے برُدھ ہیں اُن اُن کا پرمان کرنا جانو ناستک ہونا ہے۔"

اُردو ترجمہ:- "جو جو کتابیں وید کے خلاف ہیں اُن اُن کا حوالہ ماننا گویا ناستک ہونا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۴۸ ص ۴۱۷]

سوامی جی اپنی تحریر کی تائید میں منوجی کا یہ قول پیش کرتے ہیں:-

"नास्तिको वेदनिन्दक:"	"ناستکو وید نندکہ" [دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۲، شلوک ۱۱]

اُردو ترجمہ:- "ویدوں کی نندا یعنی بیقدری کرنے والا ناستک ہے۔"

ناستکوں کے لیے سوامی جی کا حکم تادیبی

۲۹۴ - اِس قول کی رو سے مسلمان، عیسائی، سکھ، برہمو، جینی، یہودی وغیرہ جو وید مت کو نہیں مانتے، اور جن کی مقدس کتابیں سوامی جی کے نزدیک ویدک تعلیم سے مختلف یا اُس کے برخلاف ہیں، سب ہی ناستک بن گئے! حالانکہ وہ ناستک نہیں ہیں، مسلمانوں کا غیر مسلموں کو "کافر" یا منکرِ اسلام کہنا صحیح ہے، کیونکہ کافر کے معنی منکر ہیں، مگر سوامی جی کا غیر آریہ سماجیوں کو "ناستک" یعنی منکرِ خدا کہنا بے معنی ہے، کیونکہ وہ لوگ خدا کو مانتے ہیں، لیکن اگر یہ ویدک اصطلاح ہے، یعنی وید مت کے منکر کا نام ناستک رکھ لیا گیا ہے تو کوئی اعتراض کی بات نہیں وَلَا مُنَاقَشَۃَ فِی الْاِصْطِلَاحِ [اصطلاح میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا کرتا] اعتراض تو اس غیر منصفانہ برتاؤ پر ہے جو منکرینِ وید کے ساتھ جائز رکھا گیا ہے، مثلاً منوسمرتی جس کو سوامی جی مستند مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ویدوں کے مطابق لکھی گئی ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ، باب ۳ دفعہ ۵۳ ص ۶۱] اُس کے ادھیائے ۲ شلوک ۱۲ کے حوالے سے سوامی جی منکرینِ وید کے لیے جلاوطنی کی سزا تجویز کرتے ہیں، اور یہ فرماتے ہیں:-

> "جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں، تحقیر کرتا ہے اُس وید کی مذمت کرنے والے منکر کو ذات پنگت [یکجا کھانیوالوں کی جماعت] اور ملک سے نکال دینا چاہیے" [حوالہ سابقہ دفعہ ۵۲ ص ۶۱]

یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ سوامی جی کا یہ ترجمہ غلط ہے، اور منوجی کے شلوک کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ منکرینِ وید کو جلاوطن کیا جائے [دیکھو دفعہ ۲۳۰]

ویدک تعلیم اور رواداری

۲۹۵ - اِس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کے مجوزہ ویدک دھرم میں رواداری بالکل نہیں ہے، اگر سرکارِ انگریزی ویدک

دھرم کے اِس اُصول پر عمل کرتی تو سوامی جی اور اُن کے چیلوں کو ہندوستان میں رہنے دیتی ؟ جو اپنی تحریروں اور تقریروں میں آئے دن بائیبل کی نندا، تحقیر، مذمت اور مخالفت کرتے رہتے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو آریہ سرکارِ انگریزی کے خلاف شور مچاتے کہ یہ کارروائی غلط ہے، مذہبی آزادی کے خلاف ہے، رواداری اسکی روادار نہیں، سرکار کے راج میں کیا اندھیر ہے ؟ وغیرہ وغیرہ، مگر تعجب ہے کہ وہ اپنے شاستروں کے حوالہ سے مذہبی رواداری کے برخلاف تعلیم دیتے ہیں ! اگر سوامی جی قرآن مجید کو اِس لیے الہامی نہیں مانتے تھے کہ اُس میں اُن کے نزدیک مسلمانوں کی طرفداری اور غیر مسلموں سے عداوت اور اُن پر تشدد کی تعلیم دی گئی ہے [دیکھو سوامی جی کے اعتراضات نمبر ۱۷ و نمبر ۵۸ وغیرہ مندرجہ دفعہ ۲۸۴] تو وہ اِس بات کو کیسے مان سکتے تھے کہ ویدوں کا مُلہم عادل اور منصف پرمیشور ہے اور آریوں کا طرفدار نہیں ؟ جبکہ اُس نے منکرینِ وید کی **جلاوطنی کا قطعی حکم** دیدیا ہے۔

منکرینِ وید کو طرح طرح کی سزائیں

۲۹۶۔ جلاوطنی سے بڑھ کر اور بھی زیادہ سخت سزائیں منکرینِ وید کے لیے تجویز کی گئی ہیں، جنکا حکم سوامی جی کے ترجمہ کے مطابق ویدوں نے دیا ہے :-

(۱) وید کی ایک دُعا کہ ویدوں کے منکروں یا مخالفوں کو برباد کرنا چاہیئے

ناستکوں وغیرہ کی تباہی اور بربادی کا حکم

۲۹۷۔ سوامی جی نے اپنی کتاب "آریہ بھوِنے" میں جو آریوں کی دعاؤں کی کتاب ہے وید منتر نمبر ۱۴ یعنی رِگ وید ۱-۴-۱۰-۸ کا جو ہندی ترجمہ لکھا ہے، اُس میں پرمیشور سے اِس طرح دُعا مانگی ہے :-

"जो नास्तिक, डाकू, चोर...... मूर्ख.... वेद विद्या विरोधी, मनुष्य.......हैं इन सब दुष्टों को आप..........(समूलान विनाशय) मूल सहित नष्ट कर दीजिए।"	جو ناستک، ڈاکو، چور....... مُورکھ....... وید ودیا وِرودھی منُشیہ...... ہیں ان سب دُشٹوں کو آپ....... (سمولان وناشیہ) مول سَہت نشٹ کر دیجیے۔"

[آریہ بھوِنے مطبوعہ اجمیر سمت ۱۹۷۵ بکرمی۔ ص ۴۸-۴۹]

اُردو ترجمہ:- "جو ناستک (یعنی منکرِ خدا) ڈاکو، چور....... جاہل....... ویدوں کے علم کے مخالف انسان....... ہیں، اُن سب بدذاتوں کو آپ [سمولان وناشیہ] جڑ بنیاد کے ساتھ تباہ اور برباد کر دیجئے"۔

سوامی جی کی تحریر کے مطابق لفظ **ناستک** میں وہ سب لوگ داخل ہیں، جو ایسی کتابوں کو مستند مانتے ہوں جن کی تعلیم ویدوں کے برخلاف ہے [دیکھو دفعہ ۲۹۳] کیا یہ انصاف ہے کہ جو لوگ ویدوں کو نہ مانیں، اُن کو تباہ اور برباد کیا جائے؟

جاہلوں کو تباہ و برباد کرنے کا حکم

۲۹۸- اس کے علاوہ کیا وہ رحیم اور عادل ایشور ہوسکتا ہے جسکا حکم یہ ہو کہ **مورکھ** (मूर्ख) یعنی جاهل آدمیوں کو تعلیم وتربیت تو نہ دی جائے بلکہ اُن کو جڑ بنیاد سے تباہ اور برباد کر دیا جائے۔ اگر سوامی جی "قرآنی خدا" کے اسی وجہ سے منکر ہیں کہ وہ اُن کے خیال کے مطابق تعصب کی تعلیم دیتا ہے تو کیا وہ ایسے "ویدک ایشور" کو مان سکتے ہیں جو جاہلوں کو تباہ اور برباد کرنے کا حکم دے۔

(ب) وید کی ایک دُعا کہ ویدمت کے منکروں کو یا تو قتل کر دینا چاہیئے یا غلام بنا لینا چاہیئے۔

مخالفوں کے قتل و غارت اور غلام بنانے کا حکم

۲۹۹ - آگے چل کر اسی ویدک دعا میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے :-

"वेद मार्गोच्छेदक अनाचारियों को यथा योग्य शासन करो (शीघ्र उन पर दंड निपातन करो) जिससे वे भी शिक्षा युक्त होके शिष्ट हों अथवा उनका प्राणान्त हो जाए किंवा हमारे वश में ही रहें।"	"وید مارگوچھیدک اناچاریوں کو یتھا یوگیہ شاسن کرو (شگیھر اُن پر دنڈ نپاتن کرو) جس سے وے بھی شکشا یکت ہو کے شسشٹ ہوں اتھوا اُن کا پرانانت ہو جائے، کنوا ہمارے وش ہیں ہی رہیں"

[آریہ بھونے، مطبوعہ اجمیر، سمت ۱۹۷۵ بکرمی، ص ۵]

اُردو ترجمہ :- "وید کے رستہ کے خلاف چلنے والے بدچلنوں کو جیسا کہ چاہیئے سزا دو [جلد اُن پر عذاب نازل کرو] جس سے وہ بھی تعلیم یافتہ ہو کر مہذب ہوں، یا تو اُن کا خاتمہ ہو جائے [یعنی قتل ہو جائیں] یا ہمارے بس یعنی قابو میں رہیں۔"

ایسے احکام خلافِ انصاف ہیں

۳۰۰ - سوامی جی نے ویدوں کے نام سے ایک تعلیم یہ بھی دی ہے کہ بیوہ عورتوں کی دوسری شادی ھرگز نہ کی جائے سوائے اِس صورت کے کہ وہ دوشیزہ ہوں، یعنی صرف برائے نام شادی

ہوئی ہو، مثلاً پھیروں کے بعد اور رخصت سے پہلے بیوہ ہوجائیں، باقی تمام بیواؤں کو اِس بات کی اجازت ضرور دی جائے کہ نیوگ کے نام سے رنڈووں بلکہ شادی شدہ مردوں سے بھی عارضی تعلقات پیدا کر کے کئی کئی اولادیں پیدا کرلیں، کیونکہ سوامی جی نے صاف کہہ دیا ہے کہ "گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے" [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۴ دفعہ ۱۲۱ ص ۱۴۹] اِس کے علاوہ جن عورتوں کے خاوند ضعیف یا مریض ہوں اُن کو بھی [اپنے خاوندوں سے قطع تعلق کیے بغیر] دوسرے مردوں سے اِس قسم کے تعلقات پیدا کر لینے کی اجازت [بقول سوامی جی] ویدوں میں موجود ہے!! اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ اِس "ویدک تعلیم" کو نہیں مانتے یا تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے لوگوں کو نیوگ سے روکتے ہیں، اور کروڑوں ہندو مسلمان، سکھ، عیسائی وغیرہ اِس مسئلہ کے خلاف ہیں تو کیا اِس مخالفت کی وجہ سے اُن کو جلاوطن کرنا، یا غلام بنانا، یا قتل کر دینا چاہیئے؟ اگر ویدوں کی یہی تعلیم ہے، اور مخالفینِ وید کے ساتھ اِسی قسم کا سلوک جائز رکھا جاتا ہے تو یہ تعلیم بالکل خلافِ انصاف ہے۔

(ج) وید کی تعلیم کہ ویدک دھرم کے منکروں یا مخالفوں کو سوکھی لکڑی کی طرح آگ میں جلایا جائے

ویدک دھرمی راجہ کا فرض

۳۰۱ - یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲ کی تفسیر کرتے ہوئے سوامی جی راجہ کا ایک فرض یہ بھی بتاتے ہیں:-

"ہے تیبر دنڈ دینے والے راج پرش دھرم کے دوکھی شترووں کو نرنتر	"हे तीव्र दंड देने वाले राज पुरुष धर्म्म के द्वेषी शत्रुओं को निरन्तर

जलाइए......जो हमारे शत्रु का उत्साही करता है उस को नीची दशा में करके सूखे काष्ट के समान जलाइए।"	جلائیے......جو ہمارے شترو کا اُتساہی کرتا ہے اُس کو نیچی دشا میں کر کے سوکھے کاشٹ کے سمان جلائیے۔"

[یجروید ۱۳/۱۲ بھاشا بھاشیہ مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۴۴۴]

اُردو ترجمہ:۔ اے سخت ڈنڈ دینے والے راج پرش [یعنی راجا] آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو ہمیشہ [آگ میں] جلائیے..... جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے، آپ اس کو اُلٹا کر خشک لکڑی کے مانند جلائیے" [یجروید ۱۳/۱۲]

کیا سوامی جی ویدوں کو الہامی مان سکتے تھے؟

۳۰۲۔ سوامی جی قرآن مجید کو اِس وجہ سے الہامی نہیں مانتے کہ اُس میں اُن کے خیال کے موافق [نہ کہ حقیقت میں] غیر مسلموں کے ساتھ سختی اور بیرحمی کی تعلیم دی گئی ہے، یہ سچ ہے کہ جس مذہب میں رواداری نہ ہو، اور اختلاف عقائد کی وجہ سے دوسرے مذہب والوں پر سختی اور تشدد جائز رکھا گیا ہو، وہ مذہب الیشور کی طرف سے نہیں ہو سکتا، مگر اِس بات کو مان لینے کے بعد سوامی جی ویدوں کو الیشور کا الہام کیونکر مان سکتے تھے؟ جن میں ناستکوں یعنی وید مت کے منکروں کو دوسری سخت سزاؤں کے علاوہ زندہ آگ میں جلانے کا حکم بھی دیا گیا ہے، اِس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ویدوں کو دل سے الہامی نہیں مان سکتے تھے۔

---

(۳) وید دشمنوں کیساتھ بے رحمی کا حکم دیتے ہیں اس لیے سوامی جی اپنے معیار کے مطابق اُن کو ایشور کا الہام نہیں مان سکتے تھے

سوامی جی کا ایک اعتراض قرآن مجید پر

۳۰۳۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں اعتراض نمبر ۳۳ میں قرآن مجید کے متعلق لکھتے ہیں:-

"کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دُشمن وغیرہ کو عذاب دیکر اُس کی جان لی جاوے؟ اس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے.....اُن پر رحم نہیں کرتا؟ اُن کو اولاد کی مانند نہیں جانتا؟ جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہنچے، مثلاً گائے وغیرہ اُن کے مارنے کی ممانعت نہ کرنے سے خدا دُنیا کو نقصان پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے، اور ایذا رسانی کے گناہ سے (خدا) بدنام بھی ہو جاتا ہے، ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴، اعتراض نمبر ۳۳، ص ۶۸۴]

اِس اعتراض میں سوامی جی نے یہ بتایا ہے کہ کسی دشمن کے ساتھ بیرحمی کرنا یا دُکھ اور تکلیف دیکر اُس کی جان لینا خداوند رحیم کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔

بیرحمی کی تعلیم ویدوں میں

۳۰۴۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس باب میں ویدوں کی تعلیم کیا ہے؟ سوامی جی کے ترجمہ کے بموجب وید اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ دشمنوں کو بیرحمی سے شیر، بھیڑیے وغیرہ شکاری جانوروں کے آگے ڈال کر سخت سے سخت تکلیف دی جائے، تاکہ یہ خونخوار جانور اُن کو اس طرح تکلیف دیں جس طرح بلی چوہے وغیرہ کو تکلیف دیتی ہے، اِس کے ثبوت میں ویدوں کے چند حوالے لکھے جاتے ہیں۔

(ر) ویدوں کا حکم کہ دشمنوں کو شیروں، چیتوں وغیرہ شکاری جانوروں سے پھڑوانا چاہیئے

مخالفوں کو درندوں سے پھڑوانے کی تعلیم

۳۰۵ - یجروید ادھیائے ۱۵ منتر ۱۵ کی تفسیر میں دشمنوں سے انتقام لینے کی تعلیم ان الفاظ میں دی گئی ہے:-

"हम लोग जिस हिंसक से (दुष्टों से) विरोध करें और जो हिंसक हम से विरोध करे उस को हम लोग इन व्याघ्रादि पशुओं के (जम्भे) मुख में (दध्मः) स्थापन करें"	"ہم لوگ جس ہنسک سے (دُشٹوں سے) ورودھ کریں اور جو ہنسک ہم سے ورودھ کرے اُس کو ہم لوگ اِن بیاگھر آدی پشوؤں کے (جمّے) مکھ میں (دَدْھمہ) ستھاپن کریں"

[یجروید ۱۵/۱۵ بھاشا بھاشیہ، مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۶۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۵۱۳]

اُردو ترجمہ:- "ہم لوگ جس دُکھ دینے والے سے مخالفت کرتے ہیں، یا جو دُکھ دینے والا ہم سے مخالفت کرتا ہے، اُس کو ہم لوگ شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں [یجروید ۱۵/۱۵]

پھر وہی تعلیم ہے

۳۰۶ - اس کے بعد یجروید ادھیائے ۱۵ منتر ۱۷ کے ہندی ترجمہ میں سوامی جی نے ایشور کی ہدایت کو اور بھی زیادہ صاف لفظوں میں بیان کیا ہے:-

"हम लोग जिस्से [द्विष्यः] द्वेष करें, और जो दुष्ट हम से द्वेष करे जिसको हम इन सिंहादि के	"ہم لوگ جس سے (دویشیہ) دویش کریں، اور جو دُشٹ ہم سے دویش کرے جس کو ہم اِن سنگھادی کے

(جنم) مُکھ میں دھریں اُن کو وے رکشک لوگ بھی سِنھادی کے مُنہ میں دھریں۔"	(जम्म) मुख मे धरें उस को वे रक्षक लोग भी सिंहादि के मुहे में धरें।"

[یجروید $\frac{15}{17}$ بھاشا بھاشیہ، مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۵۱۵]

اُردو ترجمہ:۔ "ہم لوگ جس سے دشمنی کریں اور جو ہم سے دشمنی کرے اُس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں، وہ حفاظت کرنے والے [یعنی راجہ وغیرہ] بھی اُسکو شیر وغیرہ کے منہ میں ڈالدیں [یجروید $\frac{15}{17}$]

اِس قسم کی سزاؤں پر ایک نظر

۲۰۷۔ ناظرین غور کریں کہ بقول سوامی جی ویدوں کی الہامی تعلیم کے بموجب زندہ انسانوں کو صرف اِس وجہ سے کہ وہ ہم سے عداوت رکھتے ہیں، خونخوار جانوروں کے سامنے ڈال دینا چاہیئے حالانکہ ایک شخص کا دوسرے سے عداوت رکھنا کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس پر سزا دی جائے اور جب تک کوئی شخص کسی فوجداری جرم کا مرتکب ہو، اُسوقت تک گورنمنٹ بھی اُس کو سزا نہیں دیتی، اور درندوں سے پھڑوانے کی سزا تو کسی بڑے سے بڑے مجرم کو بھی نہیں دی جاتی۔

ویدک راجا کا فرض دشمنوں کے شہروں کو برباد کرنا

۲۰۸۔ سوامی جی نے یجروید ادھیائے ۱۱ منتر ۳۳ کے ترجمہ میں راجہ کی تعریف اِن الفاظ میں بیان کی ہے:۔

"شتروؤں کے نگروں کو نشٹ کرنے والے۔"	"शत्रुओं के नगरों को नष्ट करने वाले"

[یجروید $\frac{11}{33}$ بھاشا بھاشیہ، مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۳۴۰]

اُردو ترجمہ:۔ "دشمنوں کے شہروں کو برباد کرنے والے" [یجروید $\frac{11}{33}$]

یہاں دشمنوں کے شہروں کو برباد کرنے کا حکم ہے، اور گنہگاروں اور بے گناہوں میں کوئی فرق نہیں کیا گیا، حالانکہ ہر شہر میں بے گناہ بھی ہوتے ہیں۔

سوامی جی جس تعلیم پر معترض ہیں وہی تعلیم ویدوں میں موجود ہے

۳۰۹ - یہ ہے مخالفوں کے ساتھ سلوک جس کا حکم [سوامی جی کے ترجمۂ وید کے بموجب] ایشور نے دیا ہے! اب ناظرین سوامی جی کے اُس اعتراض پر دوبارہ ایک نظر ڈال لیں جس کو انہوں نے غلط فہمی سے قرآن مجید پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں:- "کیا یہ بات اچھی ہو سکتی ہے کہ خدا کے نام سے دشمن وغیرہ کو عذاب دیکر اُس کی جان لی جاوے؟ اِس سے تو خدا کے نام پر دھبہ لگتا ہے ...... یہ بات نہ خدا کی، نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے، یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی ہے" [دیکھو دفعہ ۲۸۳] ایسی حالت میں یہ کیسے ممکن تھا کہ سوامی جی دل سے ویدوں کو ایشور کا الہام تسلیم کرتے ہوں، جن میں اُنہی باتوں کی جن پر سوامی جی اعتراض کرتے ہیں بلکہ اور بھی زیادہ بے رحمی کی تعلیم دی گئی ہے!!!

(ب) مخالفینِ وید کے لیے عجیب بددُعا

یجروید کی ایک خاص دُعا

۳۱۰ - مذکورہ بالا وید منتروں کا جو ترجمہ سوامی جی نے لکھا ہے، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشور آریوں کے ھاتوں اُن کے تمام مخالفوں کو تباہ اور برباد کرنا چاھتا ھے، ذیل کی بددعا سے اِس کے سوا کچھ اور بھی ظاہر ہوتا ہے۔

یجروید ادھیائے ۶ منتر ۲۲ کی تفسیر میں سوامی جی نے لکھا ہے:-

"हे वरुण! आप के राज्य में हम लोगों को जल और ओषधियां श्रेष्ठ मित्र के	ہے برُن! آپ کے راجیہ میں ہم لوگوں کو جل اور اوشدھیاں شریشٹ متر کے

تلیہ ہوں ، تتھا جو ہم لوگوں سے بیر رکھتا ہے اور ہم لوگ جس سے بیر رکھتے ہیں اُن کے لیے وہ اوشدھیاں دکھ دینے والے شترو کے تلیہ ہوں۔"

तुल्य हों तथा जो हम लोगों से बैर रखता है और हम लोग जिस से बैर रखते हैं उन के लिए वह ओषधियां दुख देने वाले शत्रु के तुल्य हों।"

[یجروید ۶/۲۲ بھاشا بھاشیہ مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۱ بکرمی، پہلا بھاگ ص ۱۸۱]

اُردو ترجمہ :- "اے ورن! آپ کی سلطنت میں پانی اور جڑی بوٹی اچھے دوست کے مانند ہم لوگوں کو موافق ہوں، اور جو ہم لوگوں سے بیر رکھتا ہے اور ہم لوگ جس سے بیر رکھتے ہیں اُن کے لیے وہ جڑی بوٹی دُکھ دینے والے دشمن کی مانند ہوں" [یجروید ۶/۲۲]

اس دعا پر ایک نظر

۲۱۱ - اِس زمانہ میں جبکہ کھلے دشمن لڑائی میں قید کیے جاتے ہیں تو شفاخانوں میں اُن کا بھی اچھی طرح علاج معالجہ کیا جاتا ہے مگر یہ بددعا عجیب ہے کہ جن لوگوں نے حقیقت میں کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ صرف دل میں ہم سے دشمنی رکھتے ہیں اُن کے لیے ایسی دُعا کیجائے کہ پانی یا دوا بھی اُن کو موافق نہ ہو! اور یہ بات بھی انصاف سے بعید ہے کہ جو لوگ قول و فعل تو کجا، ہم سے دشمنی کا خیال بھی نہیں رکھتے، اور جن کا جرم اگر ہے تو صرف اِسی قدر کہ ہم اُن سے عداوت رکھتے ہیں، ایسے لوگ ہماری عداوت کی وجہ سے دُکھ اُٹھائیں!! اِس سے زیادہ انتقامی جوش اور کیا ہوگا جو اِس دُعا سے ظاہر ہوتا ہے، اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے" کیا یہ ممکن تھا کہ سوامی جی ایسے ویدوں کو

دل سے الہامی مانتے ہوں جن کی یہ تعلیم ہے" سوامی جی نے قرآن مجید کے الہامی ہونیکا اِس بنا پر انکار کیا ہے کہ (معاذ اللہ) اِس کتاب میں

"سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہے، اور انسان کی رُوح کو مثل حیوان کے بنا، امن میں خلل ڈال کر فساد مچا، انسانوں میں نااتفاقی پھیلا، باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے۔"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۴ اعتراض نمبر ۱۵۹ ص ۷۳۸ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

اِس لیے سوال مذکور کا یہی ایک جواب ہو سکتا ہے کہ جب ویدوں میں وہی تعلیم موجود ہے، جس پر سوامی جی بڑے زور شور سے اعتراض کرتے ہیں تو وہ اِن کتابوں کو دل سے الہامی نہیں مان سکتے تھے۔

۴۔ ویدوں میں بے شمار غیر ضروری مکررات ہیں اسلیے سوامی جی اپنے معیار کے مطابق اُنکو دل سے الہامی نہیں مان سکتے تھے

رگوید اصل ہے اور باقی وید اُس کے انتخابات ہیں

۲۱۲۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں قرآن مجید پر جو اعتراضات کیے ہیں، وہاں آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید میں تکرارِ عبارت کا عیب ہے، سوامی جی کے الفاظ یہ ہیں:۔ "اور پنروکت دوش کا تو قرآن گویا خزانہ ہی ہے" [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۴ اعتراض نمبر ۱۵۹ ص ۷۳۸ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء] بہر حال یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی بنا پر سوامی جی قرآن مجید کو کلام خدا نہیں مانتے، سوامی جی ایک عالم آدمی تھے، اُنہوں نے ویدوں کو پڑھا تھا، اور ضرور جانتے تھے کہ ویدوں میں صدہا غیر ضروری مکررات ہیں اور یہ بات اُن کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی، ڈاکٹر مرڈک صاحب ایم، اے، ایل ایل ڈی نے ایک انگریزی کتاب لکھی ہے جسکا نام "ویدک ہندوازم" [VEDIC HINDUISM.] ہے اور جس کو کرسچن ورنیکلر سوسائٹی مدراس نے سنہ ۱۸۹۰ء میں دوسری مرتبہ چھپوایا تھا، کتاب مذکور میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"علم تاریخ کے طالب علم کی نظر میں رگ وید سب ویدوں سے مقدم ہے، باقی وید رگ وید ہی کے انتخابات ہیں جنہیں یگیہ اور جادو ٹونے کے منتر زیادہ کردیے گئے ہیں"

[ویدک ہندوازم ص ۶]

مضمون مذکور کی توضیح و تشریح

۳۱۳ - (ا) مثال کے طور پر ڈاکٹر مرڈک صاحب لکھتے ہیں:-

"یجروید کے مضامین کا بڑا حصہ رگوید سے لیا گیا ہے" [حوالہ سابقہ ص]

(ب) اس کے علاوہ تقریباً تمام سام وید، رگوید سے انتخاب کیا گیا ہے، اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب موصوف یوں لکھتے ہیں:-

"سام وید میں ایک ہزار پانسو انچاس (۱۵۴۹) منتر ہیں، جن میں سے صرف اٹھتر (۷۸) منتر ایسے ہیں جن کا پتہ رگ وید میں نہیں ملتا" [حوالہ سابقہ ص ۷]

(ج) اتھروید جس کو بعض اوقات "بددعائیں دینے والا"، یا "کوسنے والا وید" بھی کہتے ہیں، دوسرے ویدوں سے بہت پیچھے بنا ہے، کیونکہ منوسمرتی میں تین ہی ویدوں کا ذکر ہے، اور اتھروید کا کہیں نام نہیں آتا، اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"اس وید کا چھٹا حصہ نثر میں ہے، اور اس کے بھجنوں یعنی منتروں کا تقریباً ایک چھٹا حصہ رگوید میں پایا جاتا ہے" [حوالہ سابقہ ص]

ہر ایک وید میں بھی جا بجا مکررات ہیں

۳۱۴ - اس کے علاوہ ہر ایک وید میں بھی جا بجا غیر ضروری مکررات پائے جاتے ہیں، اس مضمون کی بیشمار مثالیں ہیں، مگر یہاں صرف ایک ہی روشن اور واضح مثال پیش کیجاتی ہے، اور وہ یہ ہے:-

(۱) مشہور گایتری منتر، یجروید ادھیاے ۳ کا پینتیسواں (۳۵) منتر ہے اور نارائن رشی پر اس کا ظاہر ہونا، یا اس کے معنی کا الہام کیا جانا بیان کیا جاتا ہے۔

(۲) وہی گایتری منتر، یجروید۔ ادھیاے ۳۶ کا تیسرا منتر ہے اور بلاضرورت دہرایا

گیا ہے، اور وشوامتر رشی پر اُس کا ظاہر ہونا یا اُس کے معنی کا الہام کیا جانا بیان کیا جاتا ہے، اِس سے معلوم ہوا کہ وشوامتر کو ایشور کی طرف سے نیا الہام نہیں ہوا تھا، کیونکہ وہی منتر اور اُس کا مطلب دوسرے رشیوں کو پہلے ہی معلوم تھا، پس ایک ہی وید میں ایک ہی منتر کے دو مرتبہ ذکر کرنے کا کیا سبب ہے، اور اِس کی ضرورت اور مصلحت کیا ہے؟ یہ بات غور طلب ہے کہ آریہ سماجی اُصول و عقائد کی رُو سے یہ گتھی کس طرح سُلجھائی جاسکتی ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اُن رشیوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اِس منتر کا اور دوسرے وید منتروں کا کیا مطلب بتایا تھا؟

سوامی جی دل سے ویدوں کو الہامی نہیں مان سکتے تھے

۳۱۵ - سوامی جی نے قرآن مجید کے الہامی ہونے کا انکار اِس وجہ سے بھی کیا تھا کہ اُس میں [بائبل کی کہانیوں کے اور خود اُس کے مضامین کے] بیکار مکررات پائے جاتے ہیں، لہذا یہ بات ممکن نہیں تھی کہ اُنہوں نے سچے دل سے اِس عقیدہ کو اختیار کیا ہو کہ ابتدائے آفرینشِ عالم میں ایک ہی وقت میں ایشور نے چار ویدوں کا الہام چار رشیوں کے دلوں میں کیا، [یعنی ہر ایک رشی کو ایک ایک وید عنایت کیا] حالانکہ رگوید کے بیشمار منتر باقی تین ویدوں میں بار بار آتے ہیں اور ہر ایک وید میں بھی غیر ضروری مکررات[ف۱] جابجا پائے جاتے ہیں، سوامی جی نے قرآن مجید پر جو اعتراضات کیے ہیں اُن کو دیکھ کر اِس بات کا یقین کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ وہ ویدوں کو دل سے الہامی مانتے ہوں، ہاں یہ بات کہ "وہ پالیسی کی وجہ سے اُن کو الہامی مانتے تھے"۔ اُن دلائل سے بخوبی ثابت ہے جو اِس باب کی اگلی فصلوں میں درج کیے گئے ہیں [دیکھو اِس باب کی تیسری فصل (الف)، و (ب)]

ف۱ مکررات القرآن کی حکمت اور مصلحت کو سمجھانے کیلئے ایک جداگانہ مقالہ کی ضرورت ہے اور اُس کے ساتھ ہی تکرارِ وید کی حقیقت کا ظاہر کردینا بھی ضروری ہے، جسکو انشاءاللہ تعالیٰ بوقتِ فرصت پورا کیا جائیگا۔

تیسری فصل

سوامی جی نے آریہ سماج کے لیے ایسے عہدہ دار تجویز یا منظور کیے جو ویدک الہام پر ایمان نہیں رکھتے تھے

تمہیدی بیان

دو سوال بطور تمثیل

۳۱۶ - سوامی جی کی "حکمتِ عملی" کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے یہ دو سوال قابلِ غور ہیں:-

پہلا سوال - جن لوگوں کا پیشہ گاؤکشی ہو، اور جنہوں نے اپنے پیشہ کو ترک نہ کیا ہو، اور کھلم کھلا کہتے ہوں کہ ہم گئو رکھشا کے اصول کو نہیں مانتے، اگر انکو گئو رکھشنی سبھا کا ممبر بنا کر اُس سبھا کے بڑے بڑے عہدے دیدیے جائیں مثلاً پریسیڈنٹ یا سکرٹری وغیرہ بنا دیا جائے تو کیا ایسی کارروائی لغو اور قابلِ نفرت نہیں ہوگی؟

دوسرا سوال - جو لوگ شراب خوار ہوں، شراب سے پرہیز نہ رکھتے ہوں، بلکہ کھلم کھلا شراب پیتے ہوں، اور سب لوگوں کو انکی شراب خواری کا علم ہو، اگر اُن کو کسی ایسی سوسائٹی کا پریسیڈنٹ یا وائس پریسیڈنٹ، یا سکرٹری یا اسسٹنٹ سکرٹری بنا دیا جائے جو شراب خواری سے بالکل پرہیز اور ہر قسم کی نشہ بازی کی مخالفت کرتی ہو، تو کیا یہ بات پوچ اور بے معنی نہیں ہے؟ بیشک ہر عقلمند اِس قسم کی کارروائیوں کو بیہودہ، پوچ، بے معنی اور قابلِ نفرت سمجھے گا۔

اِس تمثیل کا اطلاق سوامی جی کی حالت پر

۳۱۷ - اگر کسی گئوشالا کا بانی ایسے لوگوں کو جنکا پیشہ گاؤکشی ہو، اور اُنہوں نے اپنے پیشہ کو ترک نہ کیا ہو، اپنی گئوشالا کا

پریسیڈنٹ یا سکرٹری مقرر کرے، یا کسی ٹمپرنس سوسائٹی کا بانی اپنی سوسائٹی کے عہدے ایسے لوگوں کو دے جو صاف صاف اور کھلم کھلا کہتے ہوں کہ ہم اِس سوسائٹی کے اُصول کو نہیں مانتے، ہم نے شراب خواری کو نہ چھوڑا ہے اور نہ چھوڑیں گے تو کیا ایسی کارروائیوں سے سب لوگ اِسی نتیجہ پر نہیں پہنچیں گے کہ اُس گئوشالا یا ٹمپرنس سوسائٹی کا بانی اپنے مقصد پر جس کو وہ زبان سے تسلیم کرتا ہے سچائی اور خلوص کے ساتھ اعتقاد نہیں رکھتا؟ اور اِس سوسائٹی کے قائم کرنے میں ضرور کوئی اور ہی پوشیدہ مقصد اُس کے پیش نظر ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر سوامی جی حقیقت میں ویدوں کو ایشور کا الہام مانتے ہوتے، اگر واقعی خلوص اور صدق دل سے ویدمت کا دوبارہ زندہ کرنا اُن کا حقیقی مشن ہوتا، اور اگر وہ اِس کام کو اپنے پوشیدہ سیاسی مقصد کے حاصل کرنے کا محض ایک وسیلہ نہ سمجھتے ہوتے، تو وہ اپنی سوسائٹی یعنی آریہ سماج کی باگ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں نہ دیتے جن کی بابت اُن کو پورا علم تھا کہ وہ ویدک الہام پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، اور آریہ سماج کے بڑے بڑے ذمہ داری کے عہدے ایسے لوگوں کو نہ دیتے جن کی بابت سب لوگوں کو معلوم تھا کہ وہ عقیدۂ الہامِ وید کی تردید کرتے ہیں، مگر باوجود اِس علم کے سوامی جی اِسی قسم کی کارروائیاں کرتے رہے۔ اِس بات کے ثبوت کے لیے چند خاص مثالیں پیش کی جاتی ہیں جنمیں آریہ سماجیوں کی تحریریں بھی شامل ہیں۔

چند خاص مثالیں

رائے بہادر لالہ مولراج پکے ناستک تھے

۳۱۸ - سوامی جی نے جن صاحب کو آریہ سماج لاہور کی پریسیڈنٹی کے لیے منتخب کیا تھا وہ رائے بہادر لالہ مولراج ایم، اے ہی تو تھے، یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ لالہ صاحب موصوف نے آریہ سماج میں شامل ہونے سے تھوڑے عرصہ پہلے لاہور میں ایک کلب کے جلسہ میں ایک مضمون پڑھا تھا جس میں جان اسٹوارٹ مل وغیرہ

کے اقوال پیش کر کے ناستک مت یعنی دھریت کی تائید کی تھی، اور جبکہ وہ خدا ہی کو نہیں مانتے تھے تو ویدوں کو بھی الہامی یا کلامِ الٰہی نہیں مان سکتے تھے، اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے بعد ویدوں کو ایشور کا کلام ماننے لگے تھے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ اس بارے میں ایک بڑے آریہ سماجی کی شہادت موجود ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے، اور جسکی کوئی تردید جہاں تک ہم کو معلوم ہے آج تک نہیں کی گئی، مضمونِ شہادت یہ ہے کہ لالہ مولراج صاحب نے ویدوں کو کبھی ایشور کا الہام تسلیم نہیں کیا، اور وہ اپنے دہریانہ خیالات میں اس قدر پکے تھے کہ اُنہوں نے خود سوامی جی سے درخواست کی تھی کہ آپ الہامِ وید کے عقیدہ کو آریہ سماج کے اُصول میں شامل کرنے کا خیال چھوڑ دیجئے؛ ناظرین عباراتِ ذیل کا مطالعہ کریں:-

۱- ایک سربرآوردہ آریہ سماجی یعنی پروفیسر رام دیو بی۔اے کی شہادت اِس امر کے متعلق کہ رائے بہادر لالہ مُول راج ویدوں کو الہامی نہیں مانتے تھے

پروفیسر رام دیو کی شہادت

۳۱۹- لاہور کے ایک آریہ اُردو اخبار یعنی "پرکاش" مورخہ ماہ جیٹھ سمت ۱۹۷۷ بکرمی مطابق ۱۳ جون ۱۹۲۰ء[۱] میں پروفیسر رام دیو بی۔اے، سابق پرنسپل گروکل کانگڑی نے ایک مضمون لکھا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"مجھے تعجب ہے آپ اُن "خانہ زاد" دشمنوں کے برخلاف اپنی آواز کیوں نہیں بلند کرتے جو ویدک الہام سے منکر ہونے کے باوجود آریہ سماج میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور جراثیم الحاد کی طرح آریہ سماج کے اعضائے رئیسہ کو کھا رہے ہیں"

[۱] یہ مضمون اخبار "جیون تتو" مورخہ ۲۹ جون ۱۹۲۰ء میں نقل ہوا ہے۔ ۱۲

.... لوگ یہ سمجھ کر کہ وہ آریہ سماجی ہیں اُن کے پاس جاتے ہیں مگر جب اُن سے مِل کر واپس آتے ہیں تو اپنے عقیدہ کو متزلزل اور ڈانواں ڈول پاتے ہیں، اگر یہ لوگ کُھلے دشمن ہوتے تو وہ اُن کے جال میں نہ پھنستے، ایسے بہت سے آدمی آریہ سماج میں موجود ہیں اور دو آدمیوں نے تو میرے سامنے اقرار کیا کہ ہم ویدوں کو ایشور کا الہام نہیں مانتے، پھر بھی وہ آریہ سماج کے ممبر بنے ہوئے ہیں، اُن میں سے ایک رائے بہادر لالہ مولراج صاحب ایم۔اے ہیں جنہوں نے خود مجھ سے کہا کہ میں نہ صرف اِس وقت بلکہ ہمیشہ سے ویدک الہام کا منکر ہوں، اِس کے علاوہ اُنہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ "میں نے آریہ سماج کے تیسرے اُصول کو جو عقیدہ الہام وید کو لازمی قرار دیتا ہے منسوخ کرنے کے لیے رشی دیانند پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی، تاکہ ویدک الہام کے منکر بھی آریہ سماج میں داخل ہوسکیں، مگر رشی جی میرے قابو میں نہیں آئے، تعجب ہے کہ یہ مہاشے [لالہ مولراج صاحب] ویدک الہام کے منکر ہونے کے باوجود سالہا سال سے سماج کے ممبر چلے آتے ہیں۔"

سوامی جی کی عجیب سیاسی پالیسی

۳۲۰ - یہ اور زیادہ تعجب کی بات ہے کہ سوامی جی نے ایک ناستک کو سب سے پہلی آریہ سماج کا [جبکہ وہ ۱۸۷۷ء میں بمقام لاہور قائم ہوئی] سب سے پہلا پریسیڈنٹ ہی نہیں بنایا، بلکہ اُس کو اپنے آخری وصیت نامہ کی رُو سے بورڈ آف ٹرسٹیز [BOARD OF TRUSTEES] یعنی پروپکارنی سبھا کا وائس پریسیڈنٹ بھی مقرر کردیا! اور اُس وصیت نامہ کے بموجب اپنی تمام جائیداد اُس کے حوالہ کرکے وید پرچار کا کام اُس کے سپرد کردیا!!! [دیکھو سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ صـ ۶۱۰] یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ "جو شخص سچے دل سے ویدوں کا ماننے والا ہو، کیا وہ ایک منکرِ وید کو اپنا جانشین بنا سکتا ہے؟" ناظرین اِس کے جواب میں یہی کہیں گے کہ "کبھی نہیں" - اب

دوسرا سوال یہ ہے کہ آخر سوامی جی نے کیوں ایسا کیا؟ اِس کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ سوامی جی کو مذہبی عقائد یا تدیّن کا زیادہ خیال نہیں تھا، کیونکہ وہ مذہب کو مقصود بالذات نہیں سمجھتے تھے، بلکہ اُن کا خیال یہ تھا کہ مذھب سیاسی مقصد کے حاصل کرنے کے لیے صرف ایک وسیلہ ہے! اُنہوں نے محض پالیسی کی وجہ سے ویدوں پر ایمان لانا آریہ سماج کا اصل اُصول قرار دے لیا تھا، اور یہ ایسا کھلا ہوا بھید ہے جس سے آریہ اُپدیشک بھی واقف ہیں، مثال کے طور پر پنڈت پرمانند صاحب بی-اے، آریہ اُپدیشک کی شہادت درج کی جاتی ہے:-

۲- ایک گریجویٹ آریہ اُپدیشک کی شہادت جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ویدک الہام کا مسئلہ صرف پالیسی کے طور پر اختیار کیا گیا تھا

پنڈت پرمانند کی شہادت

۳۲۱ - پنڈت پرمانند صاحب بی-اے، آریہ اُپدیشک (واعظ) نے آریہ اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۲۸ اسوج سمت ۱۹۸۰ بکرمی میں اس بارہ میں جو کچھ لکھا تھا اُس کا مطلب یہ ہے:-

"جو خطرہ آج مجھ کو تکلیف دیتا ہے وہ شروع ھی سے آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈروں کو بھی محسوس ہوتا رہا ہے، آریہ سماج کے قائم ہونے کے زمانہ سے اب تک بدقسمتی سے ایسا "دچار دَل" یعنی ایسے خیالات کے لوگ آریہ سماج میں موجود رہے ہیں جو آریہ سماج کو صرف ہندوؤں کی اصلاح کرنے والی جماعت سمجھتے اور مانتے رہے ہیں، اور اب اس قسم کے لوگوں کی تعداد ترقی پر ہے، جس کی وجہ سے ہماری بدقسمتی بڑھتی چلی جاتی ہے...... مجھے اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ آریہ سماج کے ابتدائی زمانہ سے اس وقت تک ھمیشہ ھمارے کانوں میں یہ شور پہنچتا رھا ہے کہ مہرشی دیانند نے ویدک الہام کا عقیدہ صرف آریہ جاتی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی غرض سے آریہ سماج کے اصولوں میں داخل کیا تھا، گویا یہ گھٹی

رائے بہادر مولراج صاحب اور اُن کے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ آریہ پبلک کو پلا دی ہے" [یہی رائے بہادر صاحب آریہ سماج لاہور کے سب سے پہلے پریسیڈنٹ اور سوامی جی کی پروپکارنی سبھا کے وائس پریسیڈنٹ تھے]

پنڈت پرمانند صاحب کے اصلی الفاظ یہ ہیں :-

"آریہ سماج کے ابتدائی دنوں میں یہ بھاسنی دی جاتی تھی کہ وید کا نام مہرشی دیانند کی طرف سے آریہ جاتی کو ایک مرکز پر کھڑا کرنے کے لیے ہی نیموں میں داخل کیا گیا تھا ......یہ گھٹی آریہ جنتا کو رائے مولراج اور اُنکے ساتھیوں نے ایسی کامیابی سے پلائی"

[دیکھو اخبار جیون تتو لاہور، مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۲۴ء]

سوامی جی کی سیاسی پالیسی پر ایک نظر

۲۲۲ - یہ الفاظ جو ایک آریہ سماجی اُپدیشک کے قلم سے نکلے ہیں اور ایک آریہ اخبار میں چھپ کر عام لوگوں کی نظر سے گذر چکے ہیں، نہایت پُر مغز ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی گئی اُسی وقت سے یہ ایک کُھلا ہوا بھید ہے کہ سوامی جی نے الہامِ وید کا مسئلہ آریہ سماج کے اُصولوں میں صرف اِسی غرض سے رکھا تھا کہ اپنے سیاسی مقاصد کے پُورا کرنے کے لیے ہندوؤں کو ملا جلا کر ایک قوم بنا دیں، یہ تجویز خواہ کسی حد تک بظاہر کامیاب ہوجائے، مگر وہ سوامی جی کی "حکمتِ عملی" کی پائیدار یادگار ضرور رہے گی۔

۳- رائے بہادر ڈاکٹر برج لال گھوش ایل ایم ایس سابق پریسیڈنٹ برھمو سماج لاہور کی شہادت جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی نے ویدک الہام کے مُنکروں کو آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدے دیے

ایک دلچسپ واقعہ

۲۲۳ - ایک دلچسپ تاریخی واقعہ یہ ہے کہ جس وقت سوامی جی نے

رائے بہادر لالہ مولراج صاحب کو آریہ سماج لاہور کی پریسیڈنٹی کے لیے منتخب کیا اور اُس کی منظوری دیدی ۔ اِس سے پہلے اُسی عہدہ کو ایک مشہور برھمو لیڈر کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کر چکے تھے، جن کو سوامی جی خوب جانتے تھے کہ وہ ویدک الہام کے منکر ہیں، یہ صاحب رائے بہادر ڈاکٹر برج لال گھوش تھے [جن کا انتقال ہو چکا ہے] اِس کے علاوہ بانی دیو سماج جو اُس وقت پنجاب میں ایک سر برآوردہ برھمو ریفارمر مانے جاتے تھے اور جن کی بابت اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ ویدوں کو الہامی نہیں مانتے ہیں، اُن سے بھی سوامی جی نے آریہ سماج کے ایک بڑے عہدے کو قبول کرنے کے لیے کہا تھا، ڈاکٹر صاحب موصوف نے اُن کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا جو انگریزی رسالہ یعنی "پنڈت دیانند اَنویلڈ" حصۂ دوم [PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART II] میں ۱۸۹۲ء میں چھپ چکا ہے، اِس رسالہ میں اِس واقعہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا تھا اُس کا ترجمہ یہ ہے :-

"مجھے وہ شام بخوبی یاد ہے جبکہ سوامی دیانند نے آریہ سماج کا ایک عہدہ جو قائم ہونے والی تھی میرے لیے تجویز کیا، اور میں نے اِس عزت افزائی سے بذریعہ تحریر انکار کیا اور دوسرے جلسہ میں بھی شامل نہیں ہوا، آپ نے خود بھی سماج کے ایک عہدے کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا، اور مجھ سے بھی آپ نے یہی کہا تھا کہ جس عہدہ کے قبول کرنے کے لیے مجھ سے درخواست کی گئی ہے میں بھی اُس کو قبول نہ کروں، یہ بات میرے حافظہ میں محفوظ ہے مگر مجھے اُس عہدہ کا نام یاد نہیں ہے۔"

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص اِس بات کا دعویٰ کرے کہ اُس نے اپنی سماج کی بنیاد ویدوں پر قائم کی ہے، اور وہ دل سے ویدوں کو الہامی بھی مانتا ہو، کیا وہ شخص اُس سماج کے بڑے بڑے عہدے قبول کرنے کے لیے ایسے لوگوں سے درخواست کر سکتا ہے جنکو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ کھلم کھلا ویدوں کے مخالف ہیں؟

مگر سوامی جی ایسا ہی کرتے رہے، اور آریہ سماج کے ذمہ داری کے عہدے ایسے ہی لوگوں کو دیتے رہے، جس سے صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُنہوں نے کسی مصلحت" سے ویدوں کو الہامی مان لیا تھا۔

۴۔ بھائی جواہر سنگھ کپور کی شہادت جو آریہ سماج لاہور اور ڈی۔اے۔وی کالج کمیٹی کے سکرٹری تھے

سوامی جی ایک ویدانتی کو آریہ سماج لاہور کا سکرٹری بناتے ہیں

۳۲۴۔ اِس سے بڑھ کر ایک اور صاحب کا معاملہ ہے جو ویدانتی یعنی مسئلہ ہمہ اوست کے ماننے والے تھے، اور اسی لیے نہ تو کسی ذاتِ واحد کو خدا مانتے تھے اور نہ وید کے الہام کے قائل تھے، پھر بھی سوامی جی نے سکرٹری آریہ سماج کے عہدے پر اُنکا تقرر منظور کیا، اُنکا نام بھائی جواہر سنگھ کپور تھا، جو آریہ سماج لاہور اور دیانند اینگلو ویدک کالج کمیٹی کے سکرٹری تھے، صاحب موصوف سے یہ سوال کیا گیا تھا:۔

"کیا یہ بات سچ ہے کہ جب آپ سوامی جی کی زندگی میں آریہ سماج کے سکرٹری کی حیثیت سے آریہ سماج میں شامل ہوئے تھے اُس وقت آپ ویدانتی تھے، اور یہ بات سوامی جی کو معلوم تھی اور باوجود اِس علم کے اُنہوں نے آپ کا سکرٹری مقرر کیا جانا منظور کیا تھا؟

اِس کے جواب میں اُنہوں نے ایک خط بھیجا جو انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند اَن وَیلڈ حصہ دوم" [PANDIT DAYANANDA UNVEILED, PART II.] میں چھپا تھا اور جسکا ترجمہ یہ ہے

"ہاں میں پکّا ویدانتی تھا، اور میں اپنے آپ کو برہم [خدا] ہی سمجھتا تھا، اسی مضمون پر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب کے مکان میں سوامی دیانند کے ساتھ میرا کھُلا مباحثہ ہوا تھا، سوامی جی کے پنجاب سے چلے جانے کے بعد میں مقامی آریہ سماج کا سکرٹری مقرر کیا گیا، اور سماج کے بڑے بڑے ممبروں کو بھی اُس وقت پورا پورا علم تھا کہ میرے مذہبی خیالات

اُنکے خیالات کے مطابق نہیں ہیں جہانتک مجھکو علم ہے سکرٹری کا عہدہ اُس وقت میرے سامنے پیش کیا گیا، جبکہ مجھ کو ممبر ہوئے ایک سال بھی نہیں گذرا تھا، حالانکہ آریہ سماج کے قواعد کے بموجب اِس بات کی ضرورت تھی، مجھ سے کہا گیا تھا کہ ہندوستان کو نیا جنم دینے کے لیے آپ کا ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا ضروری ہے، سکرٹری کے عہدہ پر مقرر ہونے کے بعد میں نے فوراً ایک خط لکھ کر سوامی جی کو اِس بات کی اطلاع دی، اور اُنھوں نے اِس پر اپنی خوشنودی ظاہر کی کہ میں نے اصلاح کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔"

۵۔ مشہور معروف پرارتھنا سماجی جسٹس راؤ بہادر مہادیو گووند راناڈے ویدپرچار کے لیے سوامی جی کی سبھا کے ٹرسٹی مقرر کیے جاتے ہیں

سوامی جی کو ویدوں کی نرالی تفسیر لکھنے کا خیال کس نے دلایا؟

۳۲۵۔ باوا چھجو سنگھ صاحب نے سوامی جی کی جو سوانح عمری لکھی ہے اُس کے ص ۶۱۰ - ۶۱۲ پر اُن کی پرو پکارنی سبھا یعنی "بورڈ آف ٹرسٹیز" [BOARD OF TRUSTEES.] کے ممبروں کی فہرست دی گئی ہے، یہ سبھا ویدوں کی اور ویدک دھرم کی اشاعت کی غرض سے قائم کی گئی تھی، اِس فہرست میں مسٹر مہادیو گووند راناڈے رئیس پونا کا نام بھی درج ہے جو ایک مشہور پرارتھنا سماجی تھے، یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ممبرانِ برہمو سماج، جس کو احاطۂ بمبئی میں پرارتھنا سماج کہتے ہیں، ویدوں کو الہامی نہیں مانتے، پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ ویدوں کی اشاعت میں حصّہ لے سکیں یا ویدوں کو الہامی منوانے کی کوشش کریں؟ یہ عقدہ یُوں حل ہوتا ہے کہ مسٹر راناڈے جو ایک سر برآوردہ سیاسی آدمی مانے جاتے تھے، سوامی جی کی زندگی میں اُن کے خاص مشیر اور صلاحکار تھے، اور اُنھوں نے ہی یہ پالیسی سوامی جی کو سُجھائی تھی کہ "نئے خیالات اور مغربی تحقیقات اور ایجادات کی روشنی میں ویدوں کی ایک نئی اور نرالی تفسیر شائع کی جائے"۔ ہماری اِس رائے کی دلیل یہ ہے

کہ دسمبر ۱۸۹۱ء کے جس ہفتہ میں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس منعقد ہوا تھا، اُسی موقع پر سوشل کانفرنس کے جلسہ میں مسٹر راناڈے نے ایک پبلک لکچر دیا تھا جس میں اُنہوں نے صاف صاف بتایا تھا کہ اصلاحی پالیسی کا خیال سب سے مقدم اور ضروری ہے اور کانشنس یعنی ایمانداری دوسرے درجہ پر ہے، ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کے انگریزی اخبار "انڈین مرر کلکتہ" [INDIAN MIRROR, CALCUTTA.] میں اُن کی تقریر کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے :-

اُنہوں نے [یعنی مسٹر راناڈے نے] سب سے پہلے پرانی روایتوں پر عمل کرنے کی تعریف کی، اِس طرح کہ پرانی [مذہبی] کتابوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا [یعنی اُن پر اعتقاد رکھنا] مگر نئی تحقیقات اور ایجادات اور علم کی روشنی میں جو روز بروز ترقی کر رہا ہے اُن کے نئے معنی اور نئی تفسیر بیان کرنا، پھر دوسرے درجہ پر اُنہوں نے کانشنس [ایمانداری] کو رکھا [یعنی اُس کی ضرورت پر زور دیا] اور تیسرے درجہ پر معاہدوں اور سزاؤں کے طریقہ کی تائید کی، چوتھا طریقہ جس کو اُنہوں نے انقلاب پیدا کرنے والا بتایا تھا، اُس کی اُنہوں نے تائید نہیں کی۔

[دیکھو دفعات ۱۶۸ و ۲۴۴]

مسٹر راناڈے کی پالیسی کو سوامی جی نے اپنا دستور العمل بنایا

۲۲۶ - مسٹر راناڈے نے اپنی تقریر میں جسکا مضمون اُوپر درج کیا گیا ہے، اُس پالیسی کو صاف صاف بیان کر دیا ہے جسکی پیروی سوامی جی عمر بھر کرتے رہے، یعنی اُنہوں نے وید منتروں کی ایسی نرالی تفسیر کی جو پرانے رشیوں اور عالمانِ سنسکرت کے خیالات کے بالکل برخلاف ہے، تاکہ آریوں کے لیے چکرورتی راج حاصل کرنے کی غرض سے اپنا پوشیدہ سیاسی مقصد پورا کر سکیں، اور اُن اصلاحات کو جاری رکھ سکیں جو اُس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے محض ایک وسیلہ تھا۔

سوامی جی نے ناستکوں کو آریہ سماج کے عہدے کیوں دیے؟

۳۲۷ - اِسی سیاسی پالیسی پر عمل کر کے سوامی جی نے نہ صرف مسٹر رانا ڈے کو جن کی بابت سب جانتے تھے کہ وہ پرارتھنا سماجی ہیں اور ویدوں کو الہامی نہیں مانتے، اپنا جانشین یعنی پروپکارنی سبھا کا ٹرسٹی بنایا بلکہ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے آدمیوں سے بھی ایسے تعلقات پیدا کیے، اور اُن کو آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدے دیے، اور اس بات کی بالکل پروا نہیں کی کہ ایشور یا ویدوں کے متعلق اُن کے ذاتی عقائد کیا ہیں؟

چوتھی فصل (د)

چند معتبر شہادتیں اِس امر کی کہ خود سوامی جی بھی ویدوں کو الہامی نہیں مانتے تھے، بلکہ اُنہوں نے مصلحتہً اِس عقیدہ کو اختیار کیا تھا

پرارتھنا سماجیوں کو اپنا جانشین بنانے میں سوامی جی کی پالیسی

۳۲۸ - دورانِ سیر و سفر میں سوامی جی کئی مرتبہ احمد آباد گئے، یہاں پرارتھنا سماج کے بڑے بڑے ممبروں سے اُن کی ملاقات ہوئی، [پرارتھنا سماج اور برہمو سماج کے عقائد بالکل یکساں ہیں] سوامی جی نے اپنی "حکمتِ عملی" سے بعض ممبروں کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کی، اگرچہ اُنہوں نے بعض بڑے بڑے پرارتھنا سماجیوں کو اپنا ہمخیال بنا لیا تھا، مگر کچھ خدا کے بندے ایسے بھی تھے جن کو عقائد کی سچائی کا بہت خیال تھا، اُنہوں نے سوامی جی کی "مصلحتِ وقت" کی درخواست کو نامنظور کر کے اُن کی پالیسی پر عمل کرنا گوارا نہ کیا، اِنہی لوگوں میں سے راؤ بہادر مہی پت رام رُوپ رام سی۔ آئی۔ ای، پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج احمد آباد، اور راؤ بہادر بھولا ناتھ پریسیڈنٹ پرارتھنا سماج بھی تھے۔

راؤ بہادر بھولا ناتھ کون تھے؟

۳۲۹ - راؤ بہادر بھولا ناتھ جو ایک اونچے خاندان کے شریف ہندو تھے، پہلے کسی سرکاری عہدہ پر مامور تھے، یہ صاحب گجرات میں سوشل ریفارم یعنی اصلاح معاشرت کے بانی اور اُس کے راستہ کو صاف کرنیوالے تھے، احاطہ بمبئی میں ایک عالم و فاضل مصنف مانے جاتے تھے اور بہت مشہور آدمی تھے اخبار "بمبئی گزٹ" نے اُن کو "گجرات کا لائق آدمی" [GUJRAT WORTHY.] لقب دیا تھا۔

۱- احمد آباد کے مشہور و معروف ریفارمر راؤ بہادر بھولا ناتھ کے فرزند کی شہادت

راؤ بہادر بھولا ناتھ کی انگریزی سوانحعمری کا ایک مضمون

۳۳۰ - اِس نامی گرامی بزرگ کی سوانح عمری اُن کے بیٹے مسٹر کرشن راؤ بھولا ناتھ نے چھپوائی ہے، سوانح عمری کے انگریزی حصہ میں ص ۷ پر جو مضمون درج ہے اُس کا اُردو ترجمہ یہ ہے :-

"۱۸۷۴ء کے خاتمہ کے قریب بڑے ریفارمر سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اپنے عظیم الشان مشن کے دَورہ پر احمد آباد میں آئے، پرارتھنا سماج نے اِس بڑے آدمی کے لیے شوق سے اپنا پلیٹ فارم پیش کیا [یعنی اپنے مندر میں لکچروں کی اجازت دی] اور اُنھوں نے مذہبی اور تمدنی مضامین پر کئی لکچر دیے، اگرچہ بھولا ناتھ جی نے سوامی جی کی تعریف کی اور اُن کے کام سے ہمدردی بھی ظاہر کی مگر اُنھوں نے سوامی جی کی اُس حکمتِ عملی یعنی سیاسی پالیسی کو سخت ناپسند کیا جس کی وجہ سے مذہبی معاملات میں "مصلحتِ وقت کا لحاظ رکھا جاتا تھا، اور اسی مصلحت کے خیال سے سوامی جی اِس مسئلہ کی تائید کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ وید غلطی اور خطا سے بری ہیں اور مذہبی حیثیت سے یہی کتابیں معتبر اور مستند ہیں! پرارتھنا سماج کے اصولوں نے ...... کسی کتاب کی بابت کبھی اِس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ وہ غلطی سے پاک ہے ....

جس زمانہ میں سوامی جی احمد آباد میں مقیم تھے، انہوں نے راؤ بہادر بھولاناتھ اور راؤ صاحب مہی پت رام کے سامنے ایک پرائیوٹ جلسہ میں یہ تجویز پیش کی کہ پرارتھنا سماج کا نام بدل کر آریہ سماج کر دیا جائے، کیونکہ ان دونوں سوسائٹیوں کا دلی منشا ایک ہے، یعنی بت پرستی کو ترک کرا کر اس کی جگہ ایک سچے خدا کی پرستش کا قائم کرنا، اور نام کا کیا مضائقہ ہے؟ بھولاناتھ جی نے اس بات کو منظور کرنے سے پہلے اس پر غور کرنے کا وعدہ کیا، انہوں نے تمام رات فکر و اندیشہ میں اور اسی بات کے سوچنے میں بسر کی، اور آخر کار سوامی جی کی تجویز کو نا منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا۔"

صاحب معروف کی گجراتی سوانحعمری کا ایک اور مضمون

۱۹۱ - اس سوانح عمری کے گجراتی حصہ میں تمام واقعہ زیادہ تفصیل سے لکھا گیا ہے، لہٰذا اس کا ترجمہ بھی نیچے درج کیا جاتا ہے [دیکھو کتاب مذکور کا گجراتی حصہ ص ۱۱۷ - ۱۱۸]

"پرارتھنا سماج احمد آباد اور پنڈت دیانند"

"احمد آباد میں پرارتھنا سماج مندر کی بنیاد ڈالنے سے ڈیڑھ سال پہلے یعنی دسمبر ۱۸۷۴ء میں مشہور و معروف سوامی دیانند سرسوتی احمد آباد پہنچے، انہوں نے بہت سے لکچر دیے اور شاستریوں اور پنڈتوں کے ساتھ بعض مسائل پر مباحثے کیے، سوامی جی اور بھولاناتھ جی کے درمیان چند مذہبی باتوں میں اختلاف رائے تھا، سوامی جی نے تجویز پیش کی کہ پرارتھنا سماج کا نام بدل کر آریہ سماج کر دیا جائے، مگر چونکہ دونوں سماجوں کے اصول و عقائد میں بڑا فرق تھا اس لیے بھولاناتھ جی نے بڑے پختہ ارادہ کے ساتھ اس تجویز کی مخالفت کی اور اسی لیے وہ تجویز نہیں چلی .... آریہ سماج اور پرارتھنا سماج کے ناموں کی بابت جو بحث ہوئی اس سے بہت ہی کم لوگوں کو دلچسپی ہوگی، مگر معاملہ کے تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد یہ بات فوراً صاف طور پر کھل جاتی ہے کہ کونسی سماج حق بجانب ہے، سوامی جی کی بدھی یعنی عقل تیز تھی اور وہ مذہب کے معاملہ میں "مصلحت" سے کام لیا کرتے تھے، انہوں نے

خیال کیا کہ احمد آباد میں پرارتھنا سماج تو پہلے ہی سے موجود ہے، اس لیے لوگ میری تعلیم کو مان کر میرے ساتھ شامل ہونے کے لیے بالکل آمادہ ہو جائیں گے اور دوسرے مقامات پر آریہ سماجیں قائم کرنے میں جو مشکلات پیش آنے والی ہیں اُن سے نجات مل جائے گی، مگر دراصل یہ بات نہیں تھی، کیونکہ آریہ سماج اور پرارتھنا سماج میں بڑا فرق ہے، پرارتھنا سماج ویدوں کو ایشور کا الہام نہیں مانتی اور آریہ سماج مانتی ہے، سوامی جی کو اس بات میں ہرگز کوئی تامل نہیں تھا کہ ویدوں کی سند سے یعنی ویدوں کا نام لے کر جس بات کو چاہیں ثابت کر دیں، مگر بھولاناتھ جی اور پرارتھنا سماج کو اس میں تامل تھا، ان کے علاوہ کئی اور اختلافات بھی تھے، مگر سوامی جی کو اُنکی کوئی پروا نہیں تھی، اُن کو تو بس یہی خیال تھا کہ کسی طرح "پرارتھنا سماج" کا نام بدلکر "آریہ سماج" ہو جائے، اور اُن کو اس بات کے اعلان کا موقع مل جائے کہ احمد آباد میں "آریہ سماج" قائم ہو گئی ہے [سوامی جی کے اِن الفاظ پر غور کیجیے] "نام کا کیا مضائقہ ہے، ہم سب آریوں کو مناسب ہے کہ اُس کا نام آریہ سماج رکھیں" ایسی ایسی بہت سی باتوں سے سوامی جی نے بھولاناتھ جی، مہی پت رام جی، اور دوسرے لوگوں کی رائے کو بدلنے کی کوشش کی .... مگر اُن کو کامیابی نہیں ہوئی، پرارتھنا سماج چونکہ ایک ایماندار سوسائٹی ہے اس لیے وہ راستی کو اپنا بڑا رہنما سمجھتی ہے مگر آریہ سماجی اپنا مطلب نکالنے کے لیے اس بات کو صحیح اور جائز سمجھتے ہیں کہ موقع اور ضرورت کے مطابق جس قسم کے وسائل سے کام نکلتا دیکھیں اُن کو اختیار کر لیں، خواہ وہ وسائل جائز ہوں یا ناجائز، معقول ہوں یا غیر معقول۔

اسکی ایک مثال نیچے درج کی جاتی ہے":-

بھولا ناتھ اور سوامی جی کی گفتگو اور سوامی جی کی "حکمت عملی"

۲۳۲- اِس موقع پر سوانح عمری مذکور کے گجراتی حصہ میں سوامی جی کے اصلی ہندی الفاظ نقل کر کے فریقین کے سوال جواب اِس طرح درج کیے گئے ہیں :- ایک دفعہ بھولا ناتھ جی نے سوامی دیانند سے کہا :-

"स्वामी जी आप वेद को ईश्वर प्रणीत बताने का प्रयत्न करते हो, सो बुद्धिमान् लोक के सामने तो व्यर्थ है।"	"سوامی جی، آپ وید کو ایشور پرنیت بتانے کا پریتن کرتے ہو، سو بُدھی مان لوک کے سامنے تو وِیرتھ ہے۔"

اُردو ترجمہ :- "سوامی جی آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ وید ایشور کا کلام ہے، سو عقلمند لوگوں کے سامنے تو یہ بات بے معنی ہے۔"

اِس پر سوامی جی نے جواب دیا :-

"ए सब बात तो सच है परन्तु भोलानाथ जी ऐसे समजाये सिवाय लोक सब अपनी संग कैसे आने वाले, और अपनी गाड़ी चले कैसी ?"	"اے سب بات تو سچ ہے پرنتو بھولا ناتھ جی ایسے سمجھائے سِوائے لوک سب اپنی سنگ کیسے آنیوالے ؟ اور اپنی گاڑی چلے کیسی ؟"

اُردو ترجمہ :- "یہ سب بات تو سچ ہے، لیکن بھولا ناتھ جی ایسا سمجھائے بغیر سب لوگ ہمارے ساتھ کیسے شامل ہونگے اور اپنی گاڑی چلے کیسے ؟"

"الغرض پرارتھنا سماج ایک ایسی سوسائٹی کے ساتھ مل جانے کی آفت سے بچ گئی جو ایسے بچے (؟) آدمی کو ایک نمایاں اور سربرآوردہ درجہ دیتی ہے، ہم کو اس وجہ سے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے"۔

ویدوں کے متعلق سوامی جی کے الفاظ قابل غور ہیں

۲۴۳- ناظرین عبارت مذکورۂ بالا میں سوامی جی کے اُن صاف الفاظ کو غور سے پڑھیں جو اُنھوں نے ویدوں کو الہامی مان لینے کے متعلق بھولاناتھ جی کے جواب میں کہے تھے، وہ جواب لفظ بلفظ نقل کر دیا گیا ہے اور مقولہ کے نشانات بھی اُس پر لگا دیے گئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ویدوں کو نہ تو الہامی مانتے تھے اور نہ غلطیوں سے پاک جانتے تھے، مگر یہ اُنکی "مصلحت" تھی کہ عام لوگوں کے سامنے ویدوں کو الہامی ماننے کا دعویٰ کرتے تھے۔

۲- راؤ بہادر مہی پت رام کی شہادت

جس سے بیان مذکور کی تصدیق ہوتی ہے

راؤ بہادر مہی پت رام کا ایک خط

۲۴۴- ۱۸۷۴ء میں جبکہ سوامی جی احمد آباد میں تھے، اُنھوں نے ویدوں کے متعلق اپنے اصلی خیالات نہ صرف راؤ بہادر بھولا ناتھ جی کے سامنے بلکہ راؤ بہادر مہی پت رام روپ رام سی-آئی-ای پرنسپل ٹریننگ کالج احمد آباد کے سامنے بھی ظاہر کر دیے تھے، المختصر جو واقعات بھولاناتھ جی کی سوانحعمری میں چھپے ہیں اور اوپر درج ہو چکے ہیں اُن کی تصدیق گجرات کے ایک اور لائق آدمی کے بیان سے بھی ہوتی ہے، پرنسپل صاحب موصوف کی یہ تحریر اُس گشتی چٹھی کے جواب میں آئی تھی جو ویدوں کے متعلق سوامی جی کا اصلی عقیدہ دریافت کرنے کے لیے اُن کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔

اُس تحریر کا ترجمہ یہ ہے:-

احمد آباد - ۱۷ اپریل ۱۸۹۰ء

"میں آپ کی چٹھی مورخہ ۱۳ ماہ حال کے جواب میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ہمارے متوفی پریسیڈنٹ راؤ بہادر بھولاناتھ جی کے بیٹے کو خط لکھیں اُن کے بیٹے کرشن راؤ بھولاناتھ، احمد آباد میں رہتے ہیں، اور جس بات کو آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں اُن سے معلوم ہو سکتی ہے، اِس نوجوان نے حال میں اپنے مشہور و معروف والد کی سوانح عمری چھپوائی ہے جسمیں یہ واقعہ درج کیا گیا ہے۔ اگر آپ طلب کریں گے تو وہ اِس کتاب کو آپ کے پاس بھیج دیں گے، اور اُس صفحہ کا حوالہ دیں گے جہاں آپ کو اِس مضمون کے متعلق سوامی جی کی گفتگو دیکھنی چاہیئے۔"

"آپ کا نہایت مخلص (دستخط) مہی پت رام رُوپ رام"

کتاب کی اصل عبارت پہلے درج ہو چکی ہے [دیکھو دفعہ ۳۳۲]

۳- مسٹر لال شنکر اوما شنکر سب جج کی شہادت بیانِ مذکور کی تائید میں

مسٹر لال شنکر کا خط

۳۳۵ - مسٹر لال شنکر اوماشنکر سب جج ناسک اُس گشتی چٹھی کے جواب میں جو سوامی جی کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے اُنکے پاس بھیجی گئی تھی، یہ لکھتے ہیں:-

ناسک - ۲۱ اپریل ۱۸۹۰ء

"مجھے سوامی دیانند سرسوتی سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں ملا، میرے دوست مسٹر مہی پت رام رُوپ رام، سی - آئی - ای، پرنسپل ٹریننگ کالج احمد آباد کی پرائیوٹ گفتگو سوامی جی سے ہوئی تھی، اور مجھے یاد ہے کہ میں نے

مسٹر بہی پت رام سے سُنا تھا کہ سوامی جی ویدوں کے ماننے کا زبانی دعوٰی صرف اس لیے کرتے تھے کہ دوسرے اصلاحی کاموں میں اُنکے لیے آسانی پیدا ہو، آپ اس بارہ میں اُن کو خط لکھ سکتے ہیں"۔

"میں ہوں آپ کا مخلص (دستخط) لال شنکر اوما شنکر"

۴۔ پنڈت ایم، سورج بل بی، اے بیرسٹرایٹ لا کی شہادت

پنڈت سورج بل کا ایک خط

۳۳۶ ۔ ۱۸۷۷ء میں جبکہ پنڈت ایم، سورج بل، بی، اے، بی۔ سی۔ ایل، بیرسٹرایٹ لا، سابق گورنر کشمیر، بمبئی میں تھے، اُنھوں نے سوامی جی اور اُنکی تفسیر وید کی بابت اپنے خط مورخہ ۲۸ اگست ۱۸۷۷ء میں جو بابُو دیو سماج کی خدمت میں لکھا گیا تھا، یہ رائے ظاہر کی تھی:۔

خطِ مذکور کا ایک اقتباس

۳۳۷ ۔ اخبار برادر ھند میں سوامی جی اور اُن کی تفسیر وید کے متعلق جو مضمون چھپا تھا، اُس کا حوالہ دیکر پنڈت سورج بل صاحب یہ لکھتے ہیں:۔

"سوامی دیانند کی بابت جو کچھ لکھا گیا ہے، بیشک میں نے اُسے سمجھا اور بہت پسند کیا، کاش آپ ویدوں کے متعلق اور سوامی جی کی تفسیر وید کی بابت کچھ اور زیادہ لکھتے، اس کی بڑی ضرورت ہے، ہم کو کوشش کرنی چاہیئے، اور لوگوں کو بتانا چاہیئے کہ سرسوتی جی کی واقعی پوزیشن کیا ہے؟ میں نے سوامی جی کی بابت ڈاکٹر...... صاحب سے گفتگو کی تھی، اُنھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ سوامی جی نے یہاں لوگوں کے سامنے صاف صاف کہدیا تھا کہ "میں جانتا ہوں میری پوزیشن غلط ہے مگر پالیسی" یعنی مصلحت یہی ہے کہ سماج کی ترقی کیلئے ایسے خیالات کی اشاعت کی جائے" [یعنی وید الہامی تو نہیں ہیں، مگر پالیسی کے طور پر اُن کو الہامی منوانے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے دیش اُنتی اور آریہ سماج کی ترقی ہوتی ہے]

۵- آریہ سماج جہلم کے ایک سابق پریسیڈنٹ کی شہادت

برہمچاری لچھمن پرشاد کا خط

۳۳۸- اب اہل پنجاب کی نہایت قوی اور قابل قدر شہادتیں درج کی جاتی ہیں جو انگریزی رسالہ "دیانند اَن ویلڈ" حصہ اول [DAYANANDA UNVEILED PART I.] میں چھپ چکی ہیں، برہمچاری لچھمن پرشاد صاحب سابق پریسیڈنٹ آریہ سماج جہلم نے جو بعد میں برہمو مشنری ہو گئے تھے ایک گشتی چٹھی کے جواب میں یہ لکھا تھا:-

الہ آباد - ۲۶ اپریل ۱۸۹۰ء

سوامی دیانند سرسوتی کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک میری واقفیت رہی وہ پندرہ روز تک جہلم میں میرے مہمان رہے تھے، اور اس زمانہ میں روزانہ ان سے گفتگو ہوا کرتی تھی، اس کے علاوہ عرصہ دراز تک میری ان سے خط و کتابت رہی، میں پنجاب میں بہت سے مقامات پر ان کے ساتھ رہا، میری گفتگو اور خط و کتابت جو ان کے ساتھ ہوئی ہے اس کے نتیجہ کو آئندہ کسی مناسب موقع پر شائع کرونگا، مگر آپ کے سوال کے جواب میں جو کچھ مجھے معلوم ہے اس کو یہاں مختصراً بیان کیے دیتا ہوں، سوامی جی نے بمقام جہلم مجھ سے صاف صاف کہا تھا کہ "ہندوستان میں تمام ہندو، ویدوں کو ایشور کا کلام مانتے ہیں، اور جب تک کہ آپ ویدوں کے نام سے خدا کی توحید اور اس کی پرستش کی تعلیم نہیں دیں گے، اس وقت تک لوگ آپ کی بات نہیں سنیں گے انگلستان میں بہت سے عالم بائیبل کو خدا کا کلام نہیں مانتے پھر بھی لوگوں کے مذہبی فائدہ کے خیال سے بائیبل کے کلام الٰہی ہونے کا زبان سے اقرار کرتے ہیں، اسی طرح اگر آپ بھی اس ملک کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے ویدوں کی آڑ لیں اور انکو سپر بنالیں

تو ممکن ہے کہ آپ جلد کامیاب ہو جائیں۔

میں نے اب تک اِس معاملہ کو بذریعہ تحریر ظاہر نہیں کیا تھا، کیونکہ آریہ سماج میں بہت سے ایسے ممبر ہیں جو اس واقعہ کو جانتے ہیں، کلکتہ میں پنڈت رُدرٗ دت اڈیٹر اخبار آریہ ورت سے جو آریہ سماج کے ممبر تھے اِس باب میں صرف ایک مرتبہ میری گفتگو ہوئی تھی، مگر کچھ عرصہ تک اُنہوں نے میری بات کا یقین نہ کیا، یہاں تک کہ بابو شوقی لال صاحب مہاجن بڑا بازار کلکتہ نے میری تائید کی اور یہ کہا کہ سوامی دیانند نے یہی بات بمبئی میں مجھ سے کہی تھی، بابو صاحب موصوف آریہ سماج کے معزز ممبر ہیں اور یہ گفتگو اُن کے مکان پر ہوئی تھی، یہ سچ ہے کہ سوامی دیانند نے محبِ وطن بننے کی کوشش کی اور مُلک کی بھلائی کی خاطر وہ اسی پالیسی "(حکمتِ عملی") پر کاربند رہے...... وہ ہر کام میں "مصلحت" کا خیال رکھتے تھے ذات پات کے بندھن کو فوراً نہ توڑنا بھی ایک پالیسی تھی............"

"آپ کا صادق (دستخط) ایل۔ پی، برہم چاری"

۲۔ پنڈت نوین چندر رائے کی شہادت جو سنسکرت کے بڑے فاضل اور ایک مشہور مذہبی او رسوشل ریفارمر تھے

پنڈت نوین چندر کا ایک خط

۳۳۹۔ پنڈت نوین چندر رائے صاحب نے بانی دیو سماج کی خدمت میں یہ تحریر بھیجی تھی:۔

"ہاں میں سوامی دیانند سرسوتی کو جانتا تھا، آریہ سماجی تحریک کے علم ہونے سے پہلے بمبئی اور دہلی میں اُن سے ملا تھا، میری گفتگو اُن کے ساتھ اِس بات پر ہوئی تھی کہ ویدک سنگھتاؤں کو بخیطا ہنما ماننا اور اُنکی صحیح تاویل کرنا مناسب ہے یا نہیں؟"

پنڈت صاحب موصوف سے دوبارہ دریافت کیا گیا کہ اِس عبارت سے کہ ویدک

سنگھتاؤں کو بخطا رہنما ماننا مناسب ہے یا نہیں۔ آپ کی کیا مراد ہے اور لفظ "صحیح تاویل" کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے اُس کی تشریح میں یہ سطریں لکھ بھیجیں" [جن کا ترجمہ یہ ہے]:-

"یہ عبارت کہ آیا ویدک سنگھتاؤں کو بخطا رہنما ماننا مناسب ہے یا نہیں" اس سے میری مُراد یہ تھی کہ انہوں نے یعنی سوامی جی نے اپنے عجیب وغریب دلائل سے اِس بات پر زور دیا تھا کہ ویدوں کو اِسی حیثیت سے [یعنی بخطا الہام] مان لینا مناسب ہے، مگر میں اُن کے دلائل کو صحیح اور قوی نہیں مانتا تھا، لفظ "صحیح تاویل" سے میری مراد یہ ہے کہ سوامی جی تو اس بات پر زور دیتے تھے کہ چونکہ زبانِ سنسکرت میں ایک ایک مادہ کے لیے کئی کئی معنی ہوتے ہیں لہٰذا اس بنا پر وید منتروں کی جو تفسیر انہوں نے کی ہے وہ صحیح ہے، مگر میں اس بات پر زور دیتا تھا کہ عالمان سنسکرت الفاظ کے کسی نئے معنی کو تسلیم نہیں کر سکتے، سوائے اُن معنی کے جو سنسکرت لٹریچر [ادبیات] اور ویدک لغات نرکت وغیرہ میں عام طور پر اُن الفاظ کیلئے معین کیے گئے ہیں"

پنڈت نوین چندر رائے صاحب آگے چل کر یوں لکھتے ہیں:-

"دہلی میں میرے ساتھ، اور بابو کیشب چندر سین اور مسٹر...... کے ساتھ سوامی جی کی خاص گفتگو ہوئی تھی، اِس موقع پر سوامی جی نے ہم سے یہ خواہش کی کہ ہم لوگ ویدک سنگھتاؤں کی بنا پر اشاعتِ توحید کے کام میں اُنکا ہاتھ بٹائیں، اُنہوں نے اِس بات پر بہت زور دیا کہ ویدوں کو بخطا رہنما یعنی غلطی سے پاک اور الہامی مان لینا مقتضائے مصلحت ہے، اور یہ بھی کہا کہ اِس سے بہت فائدہ پہنچیگا، مگر ہم لوگ صرف سچائی پر زور دیتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ سچائی ہی پر مذہب کی بنیاد رکھنی چاہیئے [یعنی مذہب میں "پالیسی" سے کام نہیں لینا چاہیے]"

"سوامی جی ہم کو اس بات کی ترغیب دینے کی کوشش کرتے تھے کہ "مصلحت" کی بنا پر ویدوں کو [الہامی] مان لینا چاہیئے۔"

اس خط سے کیا ثابت ہوا؟

۲۴۰۔ پنڈت نوین چندر رائے صاحب کی اس شہادت سے اس بات کی اور بھی تصدیق ہو گئی کہ سوامی جی اکثر سیاسی آدمیوں کی طرح "مصلحت" اور "پالیسی" کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اور عقیدہ کی سچائی یعنی راستی پر اس کو ترجیح دیتے تھے۔

۷۔ بھائی جواہر سنگھ سابق سکرٹری آریہ سماج لاہور کی شہادت

بھائی جواہر سنگھ کا خط

۲۴۱۔ بھائی جواہر سنگھ صاحب کی خدمت میں جو گشتی چٹھی بھیجی گئی تھی اس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا تھا:۔

"میری عرصۂ دراز کی ملاقات اور بے تکلفی جو ان سے [یعنی سوامی دیانند سے] تھی اس نے میرے دل پر یہ خیال نقش کر دیا ہے کہ پرانے ویدوں کی تائید اور حمایت کا جو کچھ خیال انکو تھا وہ زیادہ تر ہندوؤں کی اصلاح کی غرض سے تھا نہ کہ اپنے ذاتی اعتقاد کی وجہ سے، پرائیوٹ طور پر ویدوں کا جو ادب ان کے دل میں تھا، اس کے متعلق پہلی بدگمانی مجھ کو اس وقت سے پیدا ہوئی جبکہ وہ بنگا مالویان میں جو امرتسر میں دربار صاحب کے قریب ہے لیکچر دینے کے بعد گاڑی میں بیٹھ کر واپس جا رہے تھے، انہوں نے مجھ سے اور ایک اور صاحب سے اسی گاڑی میں اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا، سوامی جی ویدوں کی جلدیں بھی اپنے ساتھ لیتے گئے تھے، میں نے ان کی خاطر سے ویدوں کو اپنی طرف رکھ لیا، تاکہ وہ زیادہ آرام سے بیٹھ سکیں، مگر انہوں نے میری تکلیف کے خیال سے ان کو میری طرف سے اٹھا کر اپنی سیٹ یعنی نشست کے نیچے رکھ لیا، اور

خود اوپر بیٹھ گئے، پھر مسکرا کر مجھ سے کہا "اب پورے آرام سے بیٹھئے" سوامی جی کی اس حرکت سے فوراً میرے دل پر اثر ہوا، اور میں نے خیال کیا کہ وہ ویدوں کو ایشور کا کلام ماننے والے معلوم نہیں ہوتے اور اِن مقدس کتابوں کا ادب اُن کے دل میں نہیں ہے، شاید محض اس واقعہ سے ایسا نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہو، اور میری بدگمانی سمجھی جائے، مگر اُس وقت سے لیکر آجتک کوئی ایسا موقعہ مجھے نہیں ملا، جسکی وجہ سے میں اپنے خیال کو غلط قرار دیتا، برخلاف اس کے مجھکو بہت سے موقعے ایسے ملے جنھوں نے میرے اُس خیال کو کمزور کرنے کے بجائے اور زیادہ مضبوط کردیا...."

[دیکھو انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند اَن ویلڈ" حصہ اول
PANDIT DAYANANDA UNVEILED PART I.]

بھائی جواہر سنگھ کی شخصیت

۳۴۲- بھائی جواہر سنگھ صاحب وہی بزرگ ہیں جن کو سوامی جی نے آریہ سماج لاہور کا سکرٹری مقرر کیا تھا، اُنہوں نے سالہا سال تک جوش اور سرگرمی سے آریہ سماج کا کام کیا اور سوامی جی کے ساتھ اُن کے گہرے تعلقات تھے حقیقت یہ ہے کہ سوامی جی بظاہر ویدوں کو اسی لیے الہامی مانتے تھے کہ اُن کے سیاسی مقصد یعنی "ویدک سوراج" کے حاصل کرنے میں ہندو لوگ اُن کے مددگار ہو جائیں۔

۸- سردار دیال سنگھ مجیٹھیہ کی شہادت جو اخبار ٹریبیون لاہور پبلک لائبریری اور آرٹس کالج کے اوقاف کے بانی تھے

سردار دیال سنگھ کا خط

۳۴۳- جس خط کا ترجمہ نیچے درج کیا جاتا ہے وہ ایک نہایت بزرگ اور معزز خاندان کے شریف ہندو کے قلم سے نکلا ہے، اور بڑی معتبر شہادت ہے، اِس خط کے لکھنے والے سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھیہ ہیں، جنھوں نے

پبلک اوقاف کیلئے تقریباً بیس لاکھ روپے کی جائیداد عطا کی ہے، صاحب موصوف نے بانی دیو سماج کی خدمت میں جو خط بزبانِ انگریزی لکھا تھا اُس کا ترجمہ یہ ہے :-

"لاہور ۔ ۷ مئی ۱۸۹۰ء

سوامی دیانند سرسوتی آنجہانی کی بابت آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اُن کو بہت اچھی طرح جانتا تھا، مجھے مذہبی مضامین پر اُن کے ساتھ گفتگو اور بحث کرنے کے لیے کئی موقعے ملے ہیں، اگرچہ جو کچھ اُنکی زبانی سُنا تھا اُس کی وجہ سے مجھ کو اس بات کا پُورا یقین ہو سکتا تھا کہ وہ ویدوں پر کچھ ایسا ایمان اور اعتقاد نہیں رکھتے، بلکہ زیادہ تر پالیسی کی وجہ سے اُن کو الہامی مانتے ھیں، مگر ایک دن تو اُنہوں نے ایسے الفاظ میں جن سے غلط فہمی نہیں ہو سکتی تھی صاف صاف کہدیا کہ "کوئی مذھب اُسوقت تک زندہ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اُس کی تہ میں کوئی مذھبی توھم نہ ھو [یعنی بقول سوامی جی ہر مذہب کی بُنیاد کسی نہ کسی جھوٹے عقیدہ پر ہوتی ہے] اور میں نے آریہ سماج کی بُنیاد قائم کرنے کیلئے ویدوں کو منتخب کر لیا ھے، کیونکہ اِس سے زیادہ اچھا یا زیادہ مناسب اور کوئی توہم [یعنی غلط عقیدہ] مجھ کو نہیں مِل سکا جسکو ہندو سوسائٹی کی اصلاح کی بنیاد قرار دیا جا سکے"، سوامی جی کے ساتھ بہت دیر تک میری بحث ہوتی رہی، اور انکا یہ پرائیوٹ لکچر بہت لمبا تھا، جسکو میں اس مختصر تحریر میں بیان نہیں کر سکتا، میں نے صرف اُس کا خلاصہ اور لُب لباب بیان کر دیا ہے

آپ کا وفادار (دستخط) دیال سنگھ"

یہ وہ بیان ہے جو سوامی جی نے سردار دیال سنگھ صاحب کو اپنی طرف کھینچنے کیلئے خفیہ طور پر بصیغۂ راز اُنکے سامنے کیا تھا، سوامی جی کی دورخی "پالیسی" یا "حکمتِ عملی" کا صاف صاف اور کھلا کھلا ثبوت اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے ؟

چوتھی فصل (ب)

تھیوسافیکل سوسائٹی کے ساتھ سوامی جی کے گہرے تعلقات اور اُنکا انکار کہ میرا اس سوسائٹی سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا

کرنیل الکاٹ اور سوامی جی کی خط و کتابت

۳۴۴ - کرنیل الکاٹ اور میڈم بلیوٹسکی جو تھیوسافیکل سوسائٹی کے بانی تھے اُن کو مسیحی لوگ کافر، ملحد اور بیدین کہا کرتے تھے، اس سوسائٹی کے قائم کرنے سے دو سال بعد اُن کو بحری سفر میں ایک شریف ہندوستانی مسٹر مولجی ٹھاکرسی سے ملنے کا اتفاق ہوا، تو اُنہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ ہندوستان کی سیر کا ہے اُنہوں نے آریہ سماجیوں کے ساتھ بھی ربط و اتحاد پیدا کرنا مناسب سمجھا، مسٹر مولجی نے کرنیل الکاٹ صاحب سے مسٹر ہریچند چنتامن کا تعارف کرایا، جو اُس زمانہ میں آریہ سماج بمبئی کے پریسیڈنٹ تھے، اور یہ کہا کہ "سوامی دیانند سرسوتی ایک مشہور آدمی، سنسکرت کے بہترین عالم اور آریوں کے پرانے شاستروں، اور ویدک فلاسفی کے بڑے ماہر ہیں"، اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ کی سوسائٹی اور آریہ سماج کے مقاصد "بالکل ایک ہی ہیں"۔ اِس پر کرنیل صاحب نے مسٹر چنتامن پریسیڈنٹ آریہ سماج کی معرفت سوامی دیانند کیساتھ خط و کتابت شروع کر دی۔

۱- کرنیل الکاٹ سوامی جی کو اپنے اِس عقیدہ کی اطلاع دیتے ہیں کہ وہ خدا کی ہستی کے منکر ہیں

کرنیل صاحب کا ایک خط سوامی جی کے نام

۳۴۵ - کرنیل الکاٹ صاحب نے اپنے ایک خط میں جو ۲۲ فروری ۱۸۷۸ء کو نیویارک سے مسٹر چنتامن کے نام لکھا گیا تھا اپنے

عقیدہ کو صاف کر دیا تھا اور لکھ دیا تھا کہ میں پرسنل گاڈ[51] [PERSONAL GOD.] کے وجود کو نہیں مانتا ہوں، اُس خط کا مضمون یہ تھا :-

"کیا آپ اِس امر کی تشریح کر کے ہم کو ممنون احسان نہیں فرمائیں گے کہ برہمو سماج، اور آریہ سماج کے عقائد میں واقعی اختلافات کیا ہیں؟ جہاں تک میں ان دونوں سوسائیٹیوں کے خیالات کو سمجھ سکتا ہوں، اختلاف اِس بات میں ہے کہ برہمو سماج تو "پرسنل گاڈ" کے وجود کو تسلیم کرتی ہے، یعنی ایسے خدا کو مانتی ہے جو انسان کی عاجزانہ التجاؤں، اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جس کو وعدوں کے ذریعہ سے مہربان بنا سکتے ہیں، مگر آریہ سماج ایسے خدا کے وجود کی تعلیم دیتی ہے جو ازلی، غیر محدود اور ناقابلِ ادراک ہے، اور ایسا مہیب کہ محدود نفس اُسکو سمجھ بھی نہیں سکتا، بھائی جان! بتائیے کیا میرا خیال صحیح ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو اِن دونوں سماجوں میں فرق کس بات کا ہے؟ آریہ سماج جیسی سوسائٹی کے ساتھ [اگر وہ ایسی ہی ہے جیسا کہ میں نے اُس کا نقشہ کھینچا ہے] تھیوسافیکل سوسائٹی کا نہایت ہی قریبی رشتہ ہے، اور حقیقت میں جہاں تک کہ مذہبی کام کا تعلق ہے، ہماری سوسائٹی پہلے ہی سے آریہ سماج ہے، بغیر اِس کے کہ ہم کو اِس بات کا علم ہو ..... اگر آریہ سماج وہی ہے جو میں اُس کو سمجھتا ہوں تو اُس کا ممبر ہو جانا میرے لیے باعثِ فخر ہوگا، اور میں تمام مسیحی پبلک کے سامنے اِس بات کا اعلان کر دونگا [کہ میں آریہ سماجی ہوں] "

[51] پرسنل گاڈ [PERSONAL GOD.] سے مراد وہ خدا ہے جو خالقِ عالم، صاحبِ علم و قدرت اور جزا و سزا پر قادر ہے، اور جس کی عبادت اور پرستش کی جاتی ہے، مگر بخلاف اس کے ناستک اور دہریے ایک ازلی اور ابدی قوت کو مانتے ہیں جسمیں نہ علم ہے نہ قدرت، اور نہ دیگر صفاتِ کاملہ، اُنکا خیال یہ ہے کہ اسی قوت سے تمام عالم خود بخود بن گیا ہے، اس بے علم اور بے شعور قوت کو "امپرسنل گاڈ" (IMPERSONAL GOD) کے نام سے نامزد کرتے ہیں، اور وہی دہریوں کا خدا ہے۔

۲۔ سوامی جی کے ایجنٹ کرنیل صاحب کے عقیدہ کو صحیح مانکر قبول کرتے ہیں کہ اُنکے اور آریہ سماج کے مقاصد بالکل ایک ہیں

کرنیل صاحب کی ایک تحریر

۳۴۶۔ اِس بارہ میں کرنیل الکاٹ صاحب اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج کے خیالات کی اِس ترجمانی کو مسٹر ہرچند نے باضابطہ طور پر صحیح تسلیم کر لیا ہے، اور اِسی لیے ہم نے سمجھ لیا کہ اِس معاملہ کا بالکل فیصلہ ہو گیا اور اب اُس میں کسی بحث اور حجت کی گنجائش نہیں" [دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ (THEOSOPHIST) بابت جولائی ۱۸۸۲ء کا ضمیمہ]

آریہ سماج اور تھیوسافیکل سوسائٹی کا باہمی الحاق

۳۴۷۔ جب سوامی جی کے ایجنٹوں نے [یعنی جن لوگوں کی معرفت کرنیل صاحب نے سوامی جی سے خط و کتابت کی تھی اُنہوں نے] اِس بات کا یقین دلادیا کہ آریہ سماج بھی اُسی "امپرسنل گاڈ" کو مانتی ہے [جو ناستکوں اور دہریوں کا خدا ہے] اور دونوں سوسائٹیوں کے مقاصد بالکل ایک ہیں تو کرنیل صاحب نے اپنی سوسائٹی کے سامنے جو امریکہ میں تھی یہ تجویز پیش کی کہ اُس کو آریہ سماج کے ساتھ ملحق کر دیا جائے، اور سوامی دیانند کو اُس سوسائٹی کا "بڑا گرو، رہنما، اور حاکم" مان لیا جائے۔

اِس مضمون کا اعلان کرنیل صاحب کی طرف سے

۳۴۸۔ اپنے عقیدہ کو اور زیادہ صاف کرنے کی غرض سے کرنیل الکاٹ صاحب نے بمبئی کے مشہور انگریزی اخبار "انڈین سپکٹیٹر" [INDIAN SPECTATOR.] کو ایک خط بھیجا جسمیں اُنہوں نے کھلم کھلا اِس بات کا اعلان کیا اور یہ لکھ دیا:۔

"ہم سمجھتے ہیں کہ بدھ مت کے معنی حقیقت میں بودھ یا بُدھ [یعنی عقل] کا مذہب ہے، خلاصہ یہ کہ وہ عقلی مذہب ہے ...... اِسی عقلی مذہب کو تھیوسافیکل سوسائٹی قبول کرتی ہے، اور اِسی کی اشاعت کرتی ہے،

اور معزز سوامی دیانند سرسوتی پنڈت نے جو اصول بیان کیے ہیں اُن میں بھی اسی مذہب کی تشریح کی گئی ہے، اِس بات کو معلوم کر کے ہم نے اپنی سوسائٹی کو آریہ سماج کے ساتھ ملحق کر دیا ہے، اور ہم اُس سوسائٹی کے سردار [سوامی دیانند] کو اپنا بڑا گرو، رہنما، اور حاکم قبول کرتے ہیں۔"

اسی مضمون کا اعلان سوامی جی کے ایک چیلے کی طرف سے

۲۴۹۔ جب کرنیل صاحب موصوف اِس خط کو بمبئی کے اخبار "انڈین سپکٹیٹر" [INDIAN SPECTATOR.] میں شائع کر چکے تو اِس کے بعد سوامی جی کے مشہور چیلے مسٹر شیام جی کرشن وربابی۔اے نے [جو ایک عرصۂ دراز تک سوامی جی کی پروپکارنی سبھا کے ٹرسٹی رہے ہیں] کرنیل صاحب کو اِس بات کا اور زیادہ اطمینان دلا دیا کہ آریہ سماج کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو تھیوسافیکل سوسائٹی کے ہیں، کیونکہ ورما جی نے ۵ جولائی ۱۸۷۸ء کو بمبئی سے کرنیل الکاٹ صاحب کو جو خط بھیجا تھا اُس میں صاف صاف لکھ دیا تھا:-

"آپ کے اغراض و مقاصد آریہ سماج کے اغراض و مقاصد کے ساتھ نہ صرف متحد ہیں بلکہ ...."

اِسی زمانہ میں دونوں سوسائٹیوں کے الحاق کے بعد ہندوستان میں جھٹ پٹ یہ افواہیں پھیلا دی گئیں کہ "امریکہ کے ہزاروں آدمی آریہ سماجی ہو گئے ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ کرنیل الکاٹ یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ آریہ سماج کے مطبوعہ اُصول تھیوسافیکل سوسائٹی کے اُصولوں سے مختلف ہیں

کرنیل صاحب کا سوال کہ آریہ سماج کے عقائد کیا ہیں؟

۲۵۰۔ جب آریہ سماج کے اُصولوں کا ترجمہ کرنیل الکاٹ صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بالکل حیران اور ششدر

رہ گئے، اور اُنہوں نے مسٹر ہریچند چنتامن کو یہ تحریر بھیجی:-

"یا تو ہم لوگ خاص کر بدقسمت ہیں کہ ہم کو اپنے معزز سوامی دیانند کے خیالات کے سمجھنے میں غلطی ہوئی، جو اُن کے قابلِ قدر خطوط میں ہمارے پاس پہنچائے گئے تھے، اور یا وہ ایسے مسئلہ کی تعلیم دیتے ہیں جس سے ہماری کونسل اور ہمارے قریب قریب تمام ساتھی اختلاف کرنے پر مجبور ہیں۔ .... میرے روحانی ادراک کا خدا وہی قدیم اصل [وجود] ہے جسکو میں نے آپ کی تحریر سے سمجھا تھا کہ آریہ سماج بھی مانتی ہے، اور وہ خدا موحد برہموؤں کے پرسنل گاڈ [PERSONAL GOD] سے بالکل مختلف ہے .... میں چاہتا ہوں کہ آپ ذرا زیادہ صفائی سے اس بات کی تشریح کردیں کہ خدا کی بابت اور ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق آریہ سماج کا اُصول کیا ہے؟ .... اہلِ مغرب کو جو بات ہم سکھانی چاہتے ہیں وہ "عقلی مذہب" ہے جو ویدوں کے زمانہ سے پہلے، اور ویدوں کے زمانہ میں رائج تھا، اور گوتم بدھ کے فلسفہ کا نچوڑ بھی یہی ہے [بیشک عام لوگ جس بدھ مت کو مانتے ہیں وہ یہ نہیں ہے] مگر کرنیل صاحب کو سوامی جی یا اُن کے چیلوں کی طرف سے اِس تحریر کا کوئی صاف جواب نہ مِلا۔"

۴- بوقتِ ملاقات فیصلہ کا وعدہ کیا گیا

اِس سوال کا تحریری جواب نہیں دیا گیا

۳۵۱- اگرچہ سوامی جی نے اپنا عقیدہ صاف صاف نہیں بتایا اور یہ نہیں لکھا کہ وہ کس قسم کے خدا کو مانتے ہیں مگر اُنکے **ایجنٹوں نے یہ لکھا کہ جب ہم آپ سے بمبئی میں ملیں گے اُسوقت سب باتیں سمجھادی جائیں گی۔**

۵- سوامی جی نے ایک ملاقات میں کرنیل صاحب سے کہا کہ میں بھی "امپرسنل گاڈ" کو مانتا ہوں

سوامی جی کرنیل صاحب کے ہمخیال بن جاتے ہیں

۳۵۲ - ماہ فروری ۱۸۷۹ء میں بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی ہندوستان میں پہنچ گئے، اور سوامی جی سے رُودر رُو انکی گفتگو ہوئی، اس گفتگو کا مضمون جولائی ۱۸۸۲ء کے رسالہ "تھیوسافسٹ" [THEOSOPHIST.] کے زائد ضمیمہ سے لیا گیا ہے، جسمیں کرنیل الکاٹ صاحب نے اپنی ڈائری یعنی روزنامچہ شائع کیا ہے، کرنیل صاحب کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:-

"۳۰ را پریل کو بمقام سہارنپور واقع ممالک مغربی و شمالی، سوامی جی سے پہلے پہل ہماری ملاقات ہوئی، ہمارے پکے دوست مولجی ٹھاکرسی جنکا اب انتقال ہو چکا ہے۔ ہمارے ساتھ تھے، اور ہمارے اور سوامی جی کے درمیان جو لمبی اور پُر جوش بحثیں ہوئیں اُنہیں وہ ترجمانی کرتے تھے، یہ بحثیں اُسی روز اور اُس سے اگلے روز سہارنپور میں اور اُسکے بعد ۳، ۴، ۵، ۶، ۷ رمئی کو میرٹھ میں ہوتی رہیں، میری ۱۸۷۹ء کی ڈائری [یعنی روزنامچہ] میں اس تمام گفتگو کے نوٹ لکھے ہوئے ہیں، میں ہر روز کی گفتگو کے نوٹ رات کے وقت سونے سے پہلے اپنی ڈائری میں درج کر لیتا تھا، اور اسطرح روزنامچہ کا مرتب رکھنا میری عادت ہے، ان نوٹوں سے تمام واقعات صاف طور پر میرے ذہن میں آجاتے ہیں، اور اسی وجہ سے واقعات کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے مجھے صرف اپنے حافظہ پر بھروسا کرنا نہیں پڑتا، اور اگر روزنامچہ موجود نہ ہوتا تو ضرور ایسا ہی کرنا پڑتا۔"

پہلے دن کی گفتگو کی بابت میرے روزنامچہ کی تحریر یہ ہے:-

"سوامی جی صبح کے آٹھ بجے ڈاک بنگلہ میں آئے، یزدان اور اہرمن کی تعریف بیان کی، جو کہ اُن کا سب سے بڑا عقیدہ ہے، اُنکا خدا پار برہم ہے،"

[یعنی وہی "اپرسنل گاڈ" جس کی تشریح کرنیل الکاٹ صاحب نے کی ہے، اور وہ اُس پرسنل گاڈ" سے جو آریہ سماج کے اصولوں میں بیان کیا گیا ہے بالکل جدا ہے]

اگلے دن کا روزنامچہ یہ ہے:-

"اُنھوں نے [یعنی سوامی جی نے] تھیوسافیکل سوسائٹی کے نئے قواعد کو قبول کیا اُس کی کونسل کے عہدہ کو منظور کیا، مجھے پراکسی کے پُورے اختیارات دے دیے بیشک یہ بات بالکل صاف ہوگئی ہے کہ وہ تمام معاملات میں جن پر بحث کی گئی تھی ہمارے خیالات سے بالکل متفق ہوگئے ہیں اور اپنی منظوری کے ثبوت میں اُنھوں نے ہماری سوسائٹی کے کونسلر یعنی ممبر کے عہدے کو قبول کر لیا ہے"۔

سوامی جی کے پرائیوٹ عقیدہ کی بابت ایک شہادت

۳۵۳ - ۱۸۸۶ء میں لاہور کے اخبار "دھرم جیون" میں ایک مضمون چھپا تھا، جس سے سوامی جی کے پرائیوٹ عقیدہ کی بابت کرنیل الکاٹ صاحب کی تحریر مذکور کی پوری تائید اور تصدیق ہوتی ہے، اُس مضمون کا خلاصہ مطلب یہ ہے:-

"کرنیل الکاٹ اور اُن کی سوسائٹی کے ساتھ سوامی جی کی دوستی ابھی تک بنی ہوئی تھی کہ کرنیل صاحب لاہور آئے، اُنھوں نے آریہ سماج کے مکان میں ایک لکچر دیا جس میں ...... اُنھوں نے یہ بیان کیا کہ جب میں ہندوستان میں آیا، اور ایک پرائیوٹ مجلس میں اِس امر کی بابت سوامی جی سے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایشور کی بابت اُن کا پرائیوٹ خیال کچھ اور ہی ہے، اور وہ خیال نہیں ہے جو [آریہ سماج کے] دس اُصولوں میں بیان کیا گیا ہے"۔

اِس شہادت کی اشاعت

۳۵۴ - یہ واقعہ ایک اُردو رسالہ میں بھی چھپا ہے جس کا نام "سوامی دیانند اور اُن کا نیا پنتھ" ہے، اور جسکے تین اڈیشن نکل چکے ہیں اور انگریزی رسالہ "پنڈت دیانند اَن ویلڈ حصہ دوم [PANDIT DAYANANDA UNVEILED PART II]

میں بھی ۱۸۹۲ء میں چھپ چکا ہے۔

اس شہادت سے کیا ثابت ہوتا ہے

۳۵۵۔ کرنیل الکاٹ صاحب کی اس تحریری شہادت سے جس کی اشاعت بھی ہو چکی ہے۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی نے کرنیل صاحب کے عقائد کو پوری طرح قبول کر لیا تھا جن میں سے ایک عقیدہ انکار اللہ بھی ہے، یعنی جس خدا کو اہل مذہب مانتے ہیں اُسکی ہستی کو نہ ماننا۔

سوامی جی کی خاص پالیسی کا ایک نظارہ

۳۵۶۔ یہ بات نہایت عجیب ہے کہ بانی آریہ سماج ادھر تو آریہ سماج کے اصولوں کے پابند ہو کر خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں اور ادھر کرنیل الکاٹ صاحب کے عقائد کو تسلیم اور تھیوسافیکل سوسائٹی کی کونسل کی ممبری کو قبول کر کے اُس کے وجود کا انکار کرتے ہیں! جو شخص دل سے کسی دین و مذہب کا معتقد ہو، وہ اس قسم کی کارروائی نہیں کر سکتا، اور ایک مذہبی پیشوا کی شان تو اس سے بہت ہی بلند ہونی چاہیئے۔

۶۔ تھیوسافیکل سوسائٹی کی کونسل کی ممبری کے متعلق سوامی جی کا انکار اور یہ بیان کہ میں کبھی اس سوسائٹی کا ممبر نہیں رہا

سوامی جی کا انکار بذریعہ اشتہار

۳۵۷۔ ۱۸۸۲ء میں جبکہ تھیوسافیکل سوسائٹی اور آریہ سماج کا تعلق ختم ہو گیا، تو سوامی جی نے جو **خفیہ معاہدہ** اس سوسائٹی کے ساتھ کیا تھا، اُس سے صاف انکار کر گئے، اور ہندی اور گجراتی میں اس مضمون کے اشتہار چھپوا کر شائع کر دیے کہ "میں جان بوجھ کر تھیوسافیکل سوسائٹی کا ممبر کبھی نہیں ہوا"۔ چنانچہ ایک رسالہ میں جو سوامی جی کے عقائد کے متعلق لکھا گیا تھا یہ بیان درج ہے:-

"جب اُنہوں نے [یعنی بانیان تھیوسافیکل سوسائٹی نے] بمبئی میں اپنی سوسائٹی قائم

کی تو بغیر اس کے کہ سوامی جی نے کبھی اس کی ممبری کی درخواست کی ہو، اور بغیر اس کے کہ اس بارہ میں کبھی سوامی جی سے مشورہ کیا گیا ہو اُن لوگوں نے اُن کا نام اپنے ممبروں میں درج کر لیا، اور جب وہ مسٹر مولجی کے ہمراہ سوامی جی سے میرٹھ میں پہلے پہل ملے تو سوامی جی نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے میری اجازت کے بغیر میرا نام اپنی سوسائٹی کے ممبروں میں کیوں درج کر لیا؟ اور اُنسے یہ درخواست کی کہ میرا نام خارج کر دیجئے۔"

[دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ ص ۵۲۳]

تھیوسافیکل سوسائٹی کی ممبری قبول کرنیکی بابت سوامی جی کی دستخطی تحریر

۳۵۸ - سوامی جی کے اِس انکار سے حقیقت پر پردہ نہیں پڑ سکتا تھا، اور اصل بات چھپ نہیں سکتی تھی جسکو کرنیل الکاٹ صاحب نے اِس طرح ثابت کر دکھایا کہ کسی کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہی، اُنھوں نے اِس بارہ میں جو کچھ لکھا تھا اُس کا ترجمہ یہ ہے:-

"مگر میں خوب جانتا ہوں کہ سوامی جی کے طرفدار میری سچائی کو تسلیم کرنے کی بجائے میری ڈائری کو غلط کہکر لڑنے جھگڑنے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے، اسلیے میں خود سوامی جی کو شہادت کے لیے لاکھڑا کرونگا، سوامی جی نے تھیوسوفیکل سوسائٹی کی ممبری کو قبول اور منظور کر لینے کے بعد بمقام سہارنپور مجھکو دو کاغذ دیے تھے جنمیں سے ایک کاغذ کا مطبوعہ فوٹو یعنی نقل مطابق اصل حاضر ہے، یہ تحریر اس غرض سے لکھی گئی تھی کہ ایک عام پیراکسی کا کام دے جسکی رُو سے یہ قرار پایا تھا کہ جنرل کونسل کے کُل جلسوں میں جن میں سوامی جی بذاتِ خود شریک نہ ہوسکیں، میں بحیثیت کونسلر یا ممبر اُن کیطرف سے رائے دونگا"

تحریر مذکور کا اُردو ترجمہ

۳۵۹ - جس دستاویز کا اُوپر ذکر آیا ہے اُسکا ترجمہ یہ ہے:-

"سہارنپور - این، ڈبلیو، پی - ۲ مئی ۱۸۷۹ء

میں اس تحریر کے ذریعہ سے ہنری، ایس، الکاٹ صاحب کو اختیار دیتا ہوں کہ تھیوسافیکل سوسائٹی کے متعلق اُن تمام مسائل پر جو میری غیر حاضری میں جنرل کونسل کے سامنے بغرض کارروائی پیش ہوں، میری طرف سے رائے دیں اور مجھکو آریہ سماج کے مشرقی اور مغربی ممبران تھیوسافیکل سوسائٹی کا افسرِ اعلیٰ ہونیکی حیثیت سے جو اختیارات حاصل ہیں، وہ اُن اختیارات کو میرے عام خیالات کے مطابق جو میں نے اُن کو بتا دیے ہیں، بالعموم استعمال کریں۔"

[دستخط دیانند سرسوتی بخطِ دیوناگری] दयानन्द सरस्वती"

سوامی جی کا ایک میم صاحبہ کو تھیوسافیکل سوسائٹی میں داخل کرانا

۲۶۰ - اِس دستاویز کے علاوہ کرنیل الکاٹ صاحب نے مسز گارڈن زوجہ کرنیل ڈبلیو گارڈن - بی، ایس، سی، کا ایک خط بھی شائع کیا تھا جسمیں ان میم صاحبہ نے یہ بیان کیا ہے کہ "مجھے سوامی دیانند سرسوتی نے ۱۷ دسمبر ۱۸۷۹ء کو سوسائٹی میں داخل کرایا تھا......"

سوامی جی کا عقیدہ کچھ اور تھا اور تعلیم کچھ اور

۲۶۱ - المختصر! سوامی جی کے تعلقات تھیوسافیکل سوسائٹی کے ساتھ بہت گہرے اور دوستانہ تھے، اور اُنہوں نے بحالتِ صحتِ نفس وثباتِ عقل طائعاً وراغباً بلا اکراہ واجبار دیدہ ودانستہ اُس سوسائٹی کے اصول وعقائد کو کامل ایک ہفتہ تک بحث ومباحثہ کے بعد تسلیم کر کے اُس کی ممبری قبول کی تھی، جسکا ثبوت اِس سے بڑھ کر اور کیا پیش کیا جا سکتا تھا کہ کرنیل الکاٹ صاحب نے خود سوامی جی کی دستخطی تحریر کا فوٹو چھاپ دیا! اِن واقعات سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سوامی جی "خداوند علیم وحکیم" کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے تھے، بلکہ اُس خدا کے قائل تھے جسکو کرنیل الکاٹ صاحب اور اُنکی سوسائٹی مانتی تھی اور عام آریہ سماجیوں کو جن باتوں کی تعلیم دیتے تھے، خود اُن کو نہیں مانتے تھے۔

نتیجہ مباحثِ مذکورۂ بالا

سوامی جی کی مصلحت پسندی کے چار ثبوت

۳۶۲۔ ان واقعات کے مطالعہ سے جو اوپر درج کیے گئے ہیں، ناظرین اِس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ اپنے سیاسی مقصد کی اشاعت کے لیے جو پالیسی سوامی جی نے اختیار کی تھی، اور جسکا مفصل بیان ساتویں باب میں آچکا ہے، اُس کے یہ چار قوی ثبوت ہیں:۔

پہلا ثبوت۔ سوامی جی کے اکثر پبلک کام جن سے اُنکی سیاسی پالیسی صاف طور پر نمایاں ہے۔

دوسرا ثبوت۔ سوامی جی کی تفسیر وید اور دیگر تصنیفات، جن میں اس پالیسی کی کھلم کھلا تائید کی گئی ہے، اور منطقی نتائج جو اُن سے پیدا ہوتے ہیں۔

تیسرا ثبوت۔ سوامی جی کا آریہ سماج کے لیے ایسے عہدہ داروں اور ٹرسٹیوں کو منتخب کرنا جو نہ ویدوں پر ایمان رکھتے تھے اور نہ اُن کو الہامی مانتے تھے، بلکہ سرے سے خدا کی ہستی ہی کے منکر تھے، اور ویدک دھرم پرچار کا کام اُن کے سپرد کر دینا

چوتھا ثبوت۔ سوامی جی کی گفتگو جو اُنھوں نے وقتاً فوقتاً بہت سے آدمیوں کے ساتھ اِس باب میں کی، جو اِس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ نہ تو ویدوں کو الہامی جانتے تھے، اور نہ "پرسنل گاڈ" [یعنی خداوندِ علیم وحکیم] کے وجود کو مانتے تھے، بلکہ اِن عقائد کو اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنے کا ایک وسیلہ بنا لیا تھا جسکو "دیش اُنتی" یعنی مُلکی ترقی کے نام سے ظاہر کرتے تھے۔

کیا ایسے مصلحت پسند سیاسی لیڈر مذہبی لیڈر ہو سکتے ہیں؟

۳۶۳۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص مذہب کے نام سے ایسی پالیسی کی تعلیم دے، کیا اُس کو "فرشتہ" یا "کمالِ انسانی کا نمونہ" یا پیشوائے دین اور مذہبی لیڈر کے نام سے نامزد کر سکتے ہیں؟ ہر صاحبِ فہم اِس کا جواب نفی میں دے گا، مگر جبتک

جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی نظر میں اعلیٰ اخلاقی خصائل کی سچی قدر و منزلت پیدا نہیں ہوگی اور جب تک اہلِ زمانہ اپنی سیاسی پالیسی ہی کو اعلیٰ درجہ کی عقلِ معاش سمجھتے رہینگے اُس وقت تک لاکھوں آدمی ایسے ہی ریفارمروں کی تعریف و توصیف کرتے رہینگے لیکن جب عقلِ انسانی ترقی کے اعلیٰ مدارج طے کرلے گی اور سچی اخلاقی حِس لوگوں کے دل میں پیدا ہو جائیگی، اور وہ اِس بات کو بخوبی سمجھ سکیں گے کہ اصلی قومی ترقی صرف راستبازی ہی سے حاصل ہوتی ہے، اُس وقت اُن سیاسی لیڈروں اور ریفارمروں کی اُسی قدر عزت رہ جائیگی جس کے وہ مستحق ہیں +

نواں باب

سوامی جی کا مرض الموت اور انتقال

سوامی جی کی سوانحعمریاں

۳۶۴ - سوامی جی نے اپنی ایک سوانح عمری تو خود لکھ کر اپنی زندگی ہی میں چھپوا دی تھی، اور اُن کے انتقال کے بعد آریہ سماجیوں نے اُن کی مختلف سوانح عمریاں اُردو، ہندی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں چھپوائی ہیں، مگر بعض واقعات جو اُن میں درج ہیں مشکوک اور مخدوش معلوم ہوتے ہیں، جیساکہ اِس کتاب میں جا بجا دِکھایا گیا ہے۔

بعض بے بنیاد کہانیاں

۳۶۵ - جس طرح (۱) سوامی جی کی جائے ولادت (۲) اُن کے نام و نسب (۳) اُن کے باپ کی فرضی جمعداری (۴) ساھوکاری

(۵) چودہ سال کی عمر میں اُن کا بودھ یعنی گیان (۶) اکیس سال کی عمر میں اُنکے ویراگ وغیرہ کے متعلق کہانیاں بیان کی جاتی ہیں، اسی قسم کی کہانیاں اُن کے مرض الموت اور اور انتقال کی بابت بھی مشہور کی گئی ہیں

پہلی فصل ۔ سوامی جی کو زہر دلوائے جانے کی پہلی کہانی

ننھی جان نے زہر دلوایا

۳۶۶ ۔ جب سوامی جی ریاست جودھپور میں پہنچے تو اُس زمانہ میں ایک طوائف مسماۃ ننھی جان جو ریاست میں رہتی تھی، اُن سے سخت ناراض ہوگئی، اور اُسی کی سازش سے سوامی جی کے رسوئیے نے اُن کو زہر دیدیا، یہ کہانی جو سب سے زیادہ مشہور ہے تقریباً سینتیس ۳۷ سال تک آریہ سماجی دنیا میں گھومتی رہی، اور کتابوں، اخباروں، رسالوں، اور ہر قسم کی تحریروں، تقریروں، لکچروں، سپیچوں وغیرہ کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اُس کا اعلان ہوتا رہا، مگر ۱۹۲۰ء میں گروکل کانگڑی کے ایک مشہور آریہ پروفیسر مسٹر بالکرشن ایم۔اے نے لندن کے ایک خط کے ذریعہ سے اخبار پرکاش لاہور مورخہ یکم ماہ ساون سمت ۱۹۷۷ بکرمی میں اس کہانی کی تردید کی، یہ خط ۱۴ ستمبر ۱۹۲۰ء کے اخبار جیون تتو میں بھی نقل کیا گیا تھا۔

دوسری فصل ۔ اس کہانی کی تردید میں ایک آریہ پروفیسر کی تحریر

پروفیسر بالکرشن کا ایک خط

۳۶۷ ۔ پروفیسر بالکرشن صاحب کی تحریر کا مضمون یہ ہے:۔

"چونکہ رشی دیانند کے انتقال کی بابت ایک دوست کے ذریعہ سے نئے واقعات روشنی میں آئے ہیں، اس لیے تاریخی نقطۂ نظر سے میں اُن کی اشاعت ضروری سمجھتا ہوں، ڈاکٹر احمد صاحب گذشتہ بیس سال سے لندن میں رہتے ہیں، جب رشی دیانند، جودھپور گئے، اُس وقت وہ جودھپور میں ملٹری سکرٹری تھے، ابتک

ہم یہی خیال کرتے رہے ہیں کہ سماۃ ننھی نے جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب کی منہ چڑھی طوائف تھی، سوامی جی کو اُن کے رسوئیے سے زہر دلوا دیا تھا، مگر ڈاکٹر احمد صاحب کہتے ہیں کہ اُس نے زہر نہیں دلوایا، ڈاکٹر صاحب نے مہاراجہ صاحب موصوف کے انصاف کی کئی مثالیں بیان کر کے مجھ سے یہ کہا کہ اگر ننھی واقعی سوامی جی جیسے مہرشی اور مہاراجہ کے گرو کو زہر دلواتی تو مہاراجہ صاحب یقیناً اُسے سزا دلواتے، ورنہ ریاست بدنام ہو جاتی اور اُس کی وقعت لوگوں کی نظروں سے گر جاتی، کہ جس طوائف نے ایسا سنگین جرم کیا تھا کہ سوامی دیانند جیسے مہرشی کو قتل کرایا اُس کو مہاراجہ صاحب نے صاف چھوڑ دیا، اور کوئی سزا نہ دی مگر جب تک مہاراجہ صاحب زندہ رہے ننھی اُن کے ساتھ رہی، اور اُن کے انتقال کے بعد مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب بھی جو آریہ سماجی تھے اور ہیں، اُسکے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہے، اگر وہ سوامی جی کی قاتل ہوتی تو مہاراجہ صاحب اور مہارانی صاحبہ کبھی اُس کو جودھپور میں رہنے نہ دیتے، مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب کی زندگی میں بھی ہز ہائینس مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب کا اُن پر بڑا اثر تھا، اور چونکہ وہ سوامی دیانند کے چیلے تھے اِس لیے اگر سوامی جی کی موت سے ننھی جان کا ذرا بھی تعلق ہوتا تو اُس کو واجبی سزا دلوائے بغیر نہ چھوڑتے۔"

پروفیسر موصوف کی تجویز

۲۶۸ - آگے چل کر پروفیسر بالکرشن صاحب یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب سے اِس بات کو دریافت کر کے تحقیقات کرنی چاہیئے، مگر سوال یہ ہے کہ اتنی مدت تک اِس بات کی تحقیقات کیوں نہیں کی گئی؟

تیسری فصل - سوامی جی کو زہر دلوائے جانیکی دوسری کہانی

اِس کہانی کو پہلی کہانی پر کیوں ترجیح دی گئی؟

۲۶۹ - ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو سوامی جی کا انتقال ہوا جسکو آج [بتاریخ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۲۰ شعبان المکرم ۱۳۵۰ھ]

اڑتالیس۴۸ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں، اور سوامی جی کی تمام سوانح عمریوں میں زہر خورانی کی پہلی کہانی کسی نہ کسی صورت سے درج ہوتی رہی، اور اُس کو عام طور پر شہرت دی گئی، یہاں تک کہ لوگ اُس کو ایک قدیم روایت کے طور پر مستند سمجھنے لگے۔ مگر سوامی جی کے مداحوں کو غالباً اس بات کا شوق تھا کہ زہر خورانی کی کہانی کو صحیح مان کر لوگوں کے دلمیں یہ بات بٹھادی جائے کہ سوامی جی کی موت نہایت عظیم الشان موت تھی، اور وہ مظلوم شہید ہوئے! مگر جب ایک پکے آریہ سماجی نے اُس کہانی کو مشکوک قرار دینے کے لیے ایک نوٹ دیا، اور ایک راجپوت راجکمار یعنی راجہ ادھیراج سر نا ہر سنگھ والی شاہ پور نے بھی سوامی جی کی شتابدی یعنی صد سالہ برسی کے موقع پر جو فروری ۱۹۲۵ء میں منائی گئی تھی، اُس کی تردید کی، اور یہ صلاح دی کہ سوامی جی کی سوانح عمری سے اس جھوٹی کہانی کو نکالدیا جائے تو اُس وقت آریہ لیڈروں کے دل میں بے چینی سی پیدا ہوگئی، کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ جس ھیرو کو مہرشی اور دیوتا سمجھا گیا تھا، اُسکی "مظلومانہ شہادت" کو ایک معمولی موت بنا دینے کی تجویزیں ہو رہی ہیں! جس کو وہ گوارا نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ سوامی جی کے انتقال سے اکتالیس۴۱ سال بعد اُن کی شہادت کے متعلق ایک اور کہانی مشہور کی گئی، جسکو سب سے پہلے راؤ تیج سنگھ صاحب نے پبلش کیا، اور سوامی شردھانند جی نے پسند کر کے اخبارات میں شائع کیا، پہلی کہانی کی بابت یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ایک طوائف کا ایک سنیاسی کو زہر دلوانا کچھ زیادہ موزوں نہیں معلوم ہوتا، خاص کر اُس صورت میں جبکہ معلوم ہے کہ سوامی جی نے مہاراجہ صاحب جودھپور کو اسی طوائف کے معاملہ میں علی الاعلان نہایت سخت الفاظ میں ڈانٹا تھا[۱]، مگر دوسری کہانی پر اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا

---

[۱] مؤلفین جیون چرتر نے اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ سوامی جی نے "اپدیش کے وقت بڑے صاف لفظوں میں اُپدیش کیا کہ راج پرش سنگھ کے سمان ہیں اور ویشیا کتیا [باقی بر صفحہ آئندہ]

اِسی لیے اس کو سوامی جی کی "شہادتِ عظمیٰ" کا ایک تمغہ سمجھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔

راؤ تیج سنگھ کا ایک خط

۳۷۰۔ راؤ تیج سنگھ صاحب ساکن جودھپور کا ایک خط کانپور کے ایک اُردو اخبار "آریہ ورت" مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۵ء میں چھپا تھا، جسکا مضمون یہ تھا:۔

"۱۔ سوامی جی مہاراج کو بیشک زہر دیا گیا، اس واقعہ سے ایک دن پہلے اُنکے رسوئیے نے اُن کے کپڑے کے بیگ کو کاٹ کر دو اشرفیاں اور ایک شال اُس میں سے نکال لیا تھا، سوامی جی نے اُس کو سخت دھمکایا مگر اُس پر اثر نہ ہوا، پھر سوامی جی نے مجھے بلایا، اور جو واقعات بیان کیے اُن کو سُن کر میں نے رسوئیے کو بہت ڈانٹا، مگر اُس نے اقرار ہی نہیں کیا، یہ اُسی شام کا واقعہ ہے جبکہ یہ آفتِ ناگہانی پیش آئی تھی، میں نے رسوئیے سے یہ بھی کہا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو رپورٹ کر کے تجھ کو واجبی سزا دلاؤنگا، پھر میں رانی کے باغ میں گیا، جہاں مہاراجہ صاحب ٹھیرے ہوئے تھے، اور چوری کا تمام حال بیان کیا، مہاراجہ صاحب نے مجھ کو ہدایت کی کہ اُس شخص کو کل سزا دلائی جائے اور مالِ مسروقہ کو واپس لینے کا بندوبست کیا جائے

[حاشیہ صفحہ گذشتہ] کے سمان، سنگھوں کو کداپی نہ چاہیئے کہ وہ کتیاؤں سے سماگم کریں، ایسی کتیوں پر آسکت ہونا کتوں ہی کا کام ہے نہ کہ اچھے منشوں کا .... یہ لوگ رنڈیوں کے پیچھے کتوں کے موافق پھرتے ہیں......" اِس ویاکھیان اور اِس اُپدیش سے ننھی جان بہت بھڑکی......... [جیون چرتر، حصہ دوم، باب ہشتم ص ۸۶۳ - ۸۶۴]

سوامی جی کے اِن الفاظ کا مہاراجہ صاحب کے قلب پر جو کچھ اثر ہوا ہو گا ظاہر ہے، کیا اچھا ہوتا اگر یہ اُپدیش تنہائی میں اور نرم الفاظ میں کیا جاتا۔

سوامی جی کی عادت تھی کہ رات کے نو بجے دُودھ میں شکر ڈال کر اُس کے ساتھ پسی ہوئی سونف کی پھنکی لیا کرتے تھے، اُس روز بھی کالیا رسوئیا، پینے کے لیے دُودھ اور شکر سوامی جی کے پاس لایا، اُنھوں نے خود دُودھ میں شکر ملائی، اور اُسکو پی کر نو بجے سو گئے، صبح کو چار بجے اُٹھے تو اُن کو اپنے پہلوؤں میں تشنّج محسوس ہوا، اور اُنھوں نے بہت سا نمک منگایا، اور اُس کو پانی میں ملا کر پی گئے، قے کرنے کے لیے حلق میں اُنگلیاں بھی ڈالیں، سوامی جی نے یہ سمجھا کہ اُن کو زہر دیا گیا ہے، اِس لیے اُنھوں نے پانی میں نمک ڈال کر پیا، اور قے کرنے کا ارادہ کیا، اِس کے بعد مجھے بُلا کر کہا کہ "میرے نتھنوں میں سے پانی نکل رہا ہے، مجھ کو اپنے پہلوؤں میں سخت درد محسوس ہوتا ہے، مجھے زکام کی شکایت ہے، میری بیماری کی خبر پاتے ہی آریہ سماجی ہر طرف سے آکر یہاں جمع ہو جائیں گے، اور اُن کو تکلیف ہوگی"۔ میں اُس وقت سوچنے لگا کہ میں نے تو سوامی جی کو کل رات بھلا چنگا اور خوش و خرّم چھوڑا تھا آج صبح ہی کیونکر ایسے بیمار ہو گئے، پھر میں نے رسوئیے کو جس کا نام کالیا تھا بُلانے کا حکم دیا، مگر کہیں اُس کا پتہ نہ ملا، وہ راتوں رات بھاگ گیا، پھر میں نے سوامی جی کے کہنے سے ڈاکٹر سورج مل صاحب کو بُلایا، جو ایک معزز آریہ سماجی تھے، "اُنھوں نے آکر سوامی جی سے پُوچھا کیا واقعہ ہے؟ سوامی جی نے کہا "ایشور کی اِچّھا" یعنی خدا کی مرضی، پھر اُن ڈاکٹر صاحب نے ڈاکٹر مردان علی صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بُلانے کا مشورہ دیا، میں نے ایک اسپ سوار بھیجکر اُن کو بُلا لیا، اُنھوں نے سوامی جی کا علاج شروع کیا، اس کی مفصل کیفیت "سوامی جی کے "دِگ وِجے" میں چھپی ہے، آپ خود اُسکا مطالعہ کر کے اُس بیان کو دیکھ سکتے ہیں"۔

۲۔ "اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کالیا رسوئیے نے سوامی جی کو زہر نہ دیا ہوتا تو اُس کو نیپال جیسے دُور کے مُلک میں بھاگ جانیکی ضرورت کیا تھی؟

مہاراجہ صاحب نے اُسے تلاش کرایا مگر اُس کا پتہ نہ بل سکا۔"

۳۔ مہاراجہ صاحب نے سرجن کرنیل ایڈم صاحب سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا، سوامی جی جیسے ہٹے کٹے آدمی کو یکایک موت کسطرح آگئی؟ کرنیل صاحب نے کہا کہ میں نے اُن کے منہ اور حلق کا معائنہ کیا تھا، جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اُن کی انتڑیوں میں سوراخ ہو گئے ہیں، اور باہر جسم کے اُوپر بھی آبلے پڑ گئے تھے، کسی ڈاکٹر کی اس سے بڑھ کر تصدیق کیا ہو سکتی ہے؟ سوامی جی نے کسی شخص کو سزا دلوانے کا سبق پڑھا ہی نہ تھا، پھر وہ کیوں اس بات کو ظاہر کرتے؟ نہیں، اُنھوں نے سمجھ لیا تھا کہ اُن کو زہر دیا گیا ہے، زہر کی علامتیں صاف صاف نظر آتی تھیں۔"

چوتھی فصل۔ اس کہانی کی تردید آٹھ قوی دلائل سے

سوامی شردھانند کی ذہنیت

۳۷۱۔ سوامی شردھانند جو اس خط کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں، سنا لہا سال تک وکالت کرتے رہے ہیں، وہ سوامی جی کے انتقال کے بعد بھی اُن کی قدر و منزلت کو بڑھانا اور بظاہر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ سوامی جی کو **درجۂ شہادت** نصیب ہوا، اگر اُن کو اس بات کی دُھن نہ ہوتی تو وہ خود ہی سمجھ سکتے تھے کہ **راؤ راجہ تیج سنگھ صاحب** کے دلائل کیسے بودے اور کمزور ہیں! رسوئیے کا تو ذکر ہی کیا، وہ تو آدمی کا بچہ تھا، ایسے دلائل سے ایک کتے کے پلّے کو بھی ملزم قرار نہیں دے سکتے! سوامی جی اپنی زندگی میں بہت بڑے مہاتما تو مان ہی لیے گئے تھے، مگر اب مرنے کے بعد بھی اُن کو شہید بنانے کے لیے کیسی کیسی کوششیں کی جاتی ہیں!

اس کہانی کے مصنوعی ہونیکے آٹھ دلائل

۳۷۲۔ سوامی جی کی زہر خورانی کی دوسری

کہانی بھی مصنوعی معلوم ہوتی ہے، اور بہت سی دلیلوں سے جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں اُس کا غلط اور ناقابلِ اعتبار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پہلی دلیل | جس شخص کا یہ بیان ہو کہ وہ سوامی جی کی بیماری اور موت کے وقت موجود تھا اور وہ اُن واقعات کو جو اُس وقت پیش آئے سالہا سال تک دبائے بیٹھا رہے، اُسکی شہادت قانونی عدالت میں کوئی وقعت نہیں رکھتی خاص کر اُس صورت میں کہ مہاراجہ صاحب کی محبوبہ کی طرف سے سوامی جی کو زہر دینے کی پہلی کہانی، جو اس نئی کہانی کے بالکل برخلاف ہے، تقریباً نصف صدی تک مختلف اخباروں رسالوں اور سوامی جی کی مختلف سوانح عمریوں میں درج ہوتی رہی، اور ببانگِ دُہل اُس کی منادی کیگئی مختلف پلیٹ فارموں سے اُس کا اعلان ہوتا رہا اور ریاست کی طرف سے بھی اُس کی کوئی تردید نہیں کی گئی، ایسی شہادت اگر عدالت کے سامنے پیش کی جائے تو یہی خیال کیا جائیگا کہ اُس پر رنگ چڑھایا گیا ہے، اور اُس سے کوئی غرض وابستہ ہے، یا وہ مصنوعی ہے، المختصر اُس کو غیر معتبر سمجھ کر رد کر دیا جائیگا،

دوسری دلیل | سوامی جی نے خود اپنی زبان سے کبھی نہیں کہا کہ اُن کو زہر دیا گیا ہے اور ڈاکٹر سورج مل صاحب، ڈاکٹر مردان علی صاحب، اور ڈاکٹر ایڈم صاحب نے بھی اِس واقعے کے پیش آنے کے بعد فوراً یہ بات نہیں کہی کہ سوامی جی کو کسی شخص نے زہر دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہانی بعد میں بنائی گئی ہے،

تیسری دلیل | کہا جاتا ہے کہ سوامی جی نے اپنی زہر خورانی کا ذکر کسی سے اِس لیے نہیں کیا تھا کہ مبادا ملزم کو سزا ہو جائے، اور اُنہوں نے کسی شخص کو سزا دلوانے کا سبق پڑھا ہی نہ تھا، مگر اس بات کو خود راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیان نے غلط قرار دے دیا ہے جن کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی نے اپنے رسوئیے کو دو اشرفیاں اور ایک شال چرا لینے کی وجہ سے بہت سخت ڈانٹا اور دھمکایا، بلکہ راؤ صاحب

کو بلا کر اُن سے شکایت کی، اور اُنہوں نے بھی رسوئیے کو بہت سختی کے ساتھ دھمکا کر کہا کہ میں مہاراجہ صاحب سے رپورٹ کر کے تجھ کو سزا دلواؤں گا، اور سچ مچ مہاراجہ صاحب کے پاس جا کر اِس معاملہ کی رپورٹ کر دی، اُس وقت بھی سوامی جی کی زبان سے یہ بات نہ نکلی کہ "میرے رسوئیے کو سزا نہ دلواؤ، میں نے کسی کو سزا دلوانے کا سبق پڑھا ہی نہیں!" اب دیکھئے کہ سوامی جی صرف معمولی چوری کے شبہ پر اپنے رسوئیے کو سزا دلوانے کو تیار ہو گئے، اگر اُن کو اِس بات کا گمان ہوتا کہ رسوئیے نے اُنکی جان لینے کی کوشش کی ہے تو وہ اُس کو سزا دلوانے سے کبھی نہ چوکتے۔

چوتھی دلیل | رسوئیے کے بھاگ جانے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ اُس نے سوامی جی کو زہر دیا تھا، اُس پر چوری کا شبہ کیا گیا، اور مہاراجہ صاحب سے جو برسرِ حکومت تھے، شکایت کی گئی، مہاراجہ صاحب کو اپنی ریاست میں پُورے اختیارات حاصل تھے، اِس لیے رسوئیے کو ضرور سزا ہو جاتی، پس اگر یہ بیان صحیح ہے کہ رسوئیے نے چوری کی تھی تو اُس کے بھاگ جانے کی یہی وجہ ہو سکتی تھی۔

پانچویں دلیل | اِس کے علاوہ سب سے بڑا اور اہم سوال تو یہ ہے کہ آیا کلو برہمن بھاگا بھی تھا یا نہیں؟ اِس بارہ میں ایک مشہور شخص مہاراجہ ناہر سنگھ صاحب شاہپوری نے راؤ صاحب کے بیان کی تردید کر کے اُس کو غلط ثابت کر دیا ہے، مہاراجہ صاحب موصوف نے سوامی جی کی شتابدی [صد سالہ برسی] کے موقع پر بیان کیا تھا کہ سوامی جی نے کلو برہمن رسوئیے کو مجھ سے لیا تھا، اور وہ اب تک میرے پاس ہے، اُنہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ سوامی جی کی زبان سے کبھی یہ بات نہیں نکلی کہ اُن کو زہر دیا گیا ہے اور جو لوگ اُن کو دیکھنے آتے تھے اُنہوں نے بھی کبھی یہ بات نہیں کہی [دیکھو اخبار الفضل قادیان، مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۵ء]

چھٹی دلیل | پانی میں نمک ڈال کر پینے اور قے کرنے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ

سوامی جی کو اپنے زہر دیے جانے کا علم ہو گیا تھا جب پیٹ میں درد ہوتا ہے تو اُس کا سب سے آسان علاج جو فوراً کیا جا سکتا ہے اور ہر شخص کرتا ہے یہی ہے، اِس معمولی سی بات کو سوامی جی ضرور جانتے ہوں گے، لہٰذا اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اُن کو زہر دیا گیا تھا۔

ساتویں دلیل | راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیان کی بابت زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک معمولی آدمی کی رائے ہے جو فنِ ڈاکٹری سے ناواقف ہے، جس کی تائید سوامی جی کے بیان سے نہیں ہوئی، اِس کے علاوہ جو ڈاکٹر برابر ایک مہینے تک اُنکا علاج کرتے رہے اُنمیں سے کسی کی تحریری شہادت سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔

آٹھویں دلیل | بہت سے آریہ سماجی سوامی جی کی بیماری میں اُن کو دیکھنے کے لیے آئے، مگر مگر کسی کی زبانی یہ اطلاع نہیں ملی کہ اُنھوں نے کسی آدمی سے یہ بات کہی ہو کہ "مجھے شبہ ہے کہ میرے رسوئیے نے مجھ کو زہر دیا ہے" مگر راؤ صاحب سالہا سال کے بعد آج کہتے ہیں کہ "رسوئیے نے سوامی جی کو زہر دیا تھا" اور اِس سے پہلے اُنھوں نے بھی کسی سے اِس بات کا ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا یہ بیان بعد از وقت اور بیکار ہے جس کی کوئی وقعت نہیں۔

اِن دلائل کا نتیجہ | ۳۷۳۔ اِن دلائل سے صاف طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سوامی جی کو زہر دیے جانے کی یہ دوسری کہانی بھی بے بنیاد، ناقابلِ قیاس اور غیر معتبر ہے، اور اِن کہانیوں کی اشاعت کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی کی وقعت کو بڑھا کر اُن کو شہادت کے درجہ تک پہنچایا جائے۔

پانچویں فصل۔ زہر خورانی کی دوسری کہانی کی ایک اور مستند اور معقول تردید

راؤ صاحب کی کہانی کی تردید پنڈت لیکھرام کی تحریر سے | ۳۷۴۔ راؤ تیج سنگھ صاحب کا

بیان [مندرجہ دفعہ ۳۷۰] قابل تسلیم نہیں ہے، جسکی تردید میں آٹھ مضبوط دلیلیں پیش کی گئی ہیں، ان کے علاوہ اِسکی زبردست تردید ایک ایسے ذریعہ سے بھی ہوگئی ہے جو راؤ صاحب کے خیال میں بھی نہ ہوگا، پنڈت لیکھرام صاحب کو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اِس کام پر مقرر کیا تھا کہ تمام مُلک کا دَورہ کریں، اور مختلف لوگوں سے مِل کر سوامی جی کی زندگی کے واقعات کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کردیں، چنانچہ اُنہوں نے سوامی جی کی ایک ضخیم سوانح عمری مرتب کی ہے، اِس سوانح عمری میں جہاں سوامی جی کے مال کی چوری اور اُن کو زہر دیے جانے کے حالات بیان کیے ہیں، وہاں اُس امداد کا ذکر بھی کیا ہے جو راؤتیج سنگھ صاحب نے اُس موقع پر پنڈت لیکھرام صاحب کو دی تھی [دیکھو سوانحعمری مذکور، حصّہ دوم، باب ہشتم، ص ۸۶۴-۸۶۵] بہرحال پنڈت لیکھرام صاحب راؤ صاحب جیسے مشہور شخص کی شہادت کو نظر انداز نہیں کرسکتے تھے، سوامی جی کی سوانح عمری ۱۸۹۷ء میں چھپ کر شائع ہوئی، اور آج [بتاریخ ۳۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء] اُس کو چھپے ہوئے چونتیس ۳۴ برس سے زیادہ ہوچکے ہیں، راؤ صاحب نے پنڈت لیکھرام صاحب کی تحریر کے خلاف اپنا موجودہ بیان اپریل ۱۹۲۵ء سے پہلے کبھی شائع نہیں کیا، حالانکہ پنڈت لیکھرام صاحب کی مُرتّبہ سوانح عمری میں جہاں ان واقعات کا بیان ہے وہاں راؤ صاحب کا نام بھی آیا ہے، اور زہرخورانی کی پہلی کہانی کے برخلاف بڑے بڑے آدمیوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ننھی جان نے سوامی جی کو ہرگز زہر نہیں دلوایا، بلکہ اُن کو زہر دیا ہی نہیں گیا، اِس شہادت نے سوامی جی کے سر سے اُس تاجِ شہادت کو اُتار لیا، جو اُن کے سر پر رکھا جاچکا تھا، اور اُن کی موت ایک معمولی موت رہ گئی تھی، اور اِسی وجہ سے اُن کو درجۂ شہادت دینے کے لیے زہرخورانی کی ایک نئی کہانی سُنانے کی ضرورت پیش آئی جس کو راؤتیج سنگھ صاحب کی زبانی سوامی شردھانند نے اخبار "آریہ ورت" اور دیگر آریہ اخبارات میں چھپوا کر شائع کیا۔

زہر خورانی کی کہانی کے متعلق چار تنقیحات

۳۷۵- سوامی جی کو زہر دیئے جانے کی کہانی کی بابت راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیان اور پنڈت لیکھرام صاحب کی تحقیقات میں جو اختلافات ہیں ان کے متعلق یہ چار تنقیحات قائم ہوتی ہیں:-

تنقیح اوّل- سوامی جی کا روپیہ کس نے چرایا اور کتنا؟

پنڈت لیکھرام کا بیان	راؤ تیج سنگھ کا بیان
کالو کہار نے سوامی جی کا روپیہ چرایا، اور وہ چھ سو یا سات سو کی رقم تھی-	کالیا رسوئیے نے چوری کی، اور دو اشرفیاں اور ایک شال چرایا-

تنقیح دوم- آیا سرکاری طور پر تحقیقات کی گئی اور چوری کا شبہ کن لوگوں پر کیا گیا؟

پنڈت لیکھرام کا بیان	راؤ تیج سنگھ کا بیان
ہاں سرکاری طور پر تحقیقات کی گئی، اور رامانند، بہاری، رام چند، دیودت وغیرہ پر چوری کا شبہ کیا گیا-	کالیا رسوئیے پر شبہ کیا گیا، مگر اس کی بابت کسی سرکاری بیان کا قلمبند کیا جانا بیان نہیں کیا گیا-

تنقیح سوم- آیا چوری کرنے والا وہی شخص تھا جس نے سوامی جی کو دودھ دیا تھا جس میں زہر کا ملایا جانا قیاس کیا جاتا ہے؟

پنڈت لیکھرام کا بیان	راؤ تیج سنگھ کا بیان
نہیں، کہار نے جو خدمتگار تھا، چوری	ہاں، کالیا رسوئیا ہی چوری کا مرتکب

کی تھی، مگر جس شخص نے سوامی جی کو وہ دُودھ دیا جسمیں زہر کا مِلایا جانا قیاس کیا جاتا ہے وہ دوسرا شخص یعنی رسوئیا تھا، جسکا نام دھور مشر تھا مگر اسکے فرار ہو جانیکی کوئی رپورٹ موجود نہیں ہے۔	ہوا، اور اُسی نے سوامی جی کو وہ دُودھ پلایا جس میں زہر کا مِلایا جانا بیان کیا جاتا ہے اور وہ اُسی رات بھاگ گیا، اور اگلی صبح کو کہیں اُس کا پتہ نہ لگا۔

تنقیح چہارم۔ کیا جس روز چوری ہوئی اُسی روز شب کے وقت سوامی جی کو زہر دیا گیا؟

پنڈت لیکھرام کا بیان	راؤ تیج سنگھ کا بیان
نہیں، چوری ۲۷ ستمبر سے پہلے ہوئی تھی جبکہ سوامی جی زکام میں مبتلا تھے اور ۲۹ ستمبر کو یعنی پورے دو دن کے بعد اُن کو دودھ دیا گیا جس میں زہر کا مِلایا جانا قیاس کیا جاتا ہے	ہاں، جس روز چوری ہوئی تھی، اُسی روز رات کے وقت سوامی جی کو زہر دیا گیا۔

راؤ صاحب نے تیس ۳۰ سال تک پنڈت لیکھرام کی تحریر کی کوئی تردید نہیں کی

۳۷۶ - اب ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے تمام ضروری تنقیحات میں راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیان کو بالکل رد کر دیا ہے، پنڈت لیکھرام وہی صاحب ہیں جو سوامی جی کے حالات کی موقع پر تحقیقات کرنے کے لیے پرتی ندھی سبھا کی طرف سے گئے تھے، اُنھوں نے بہت سے لوگوں سے مِل کر تحقیقات کی، اور جیسا کہ اُن کی مُرتّبہ سوانح عمری سے ظاہر ہے راؤ صاحب سے بھی ملاقات کی، اور اِس تمام تحقیقات کے بعد اُنھوں نے اُن واقعات کو شائع کیا جن کی کوئی تردید تقریباً تیس ۳۰ سال تک راؤ صاحب موصوف نے نہیں کی۔

سوامی شردھانند دو متناقض بیانات کی تائید کرتے ہیں

۳۷۷ - تعجب ہے کہ سوامی شردھانند جی نے اِن دونوں متناقض بیانات کی تائید کی ہے،

پنڈت لیکھرام صاحب کی مرتبہ سوانح عمری پر تو اُنہوں نے ایک لمبا چوڑا دیباچہ لکھا ہے جو اُنہی کی پارٹی کے تھے، اور راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیان کو جو پنڈت لیکھرام صاحب کی تحریر کی بالکل تردید کرتا ہے، اپنی تمہید اور کھلم کھلا تائید کے ساتھ اخبارات میں چھپوایا ہے! اس سے بڑھ کر ضعیف الاعتقادی اور کیا ہو سکتی ہے؟

زہر خورانی کی کہانی کی بابت اختلافِ گواہان کا ایک عجیب منظر

۳۷۸ - ناظرین ذرا گواہوں کے اختلافِ بیانات پر غور کریں، ایکؔ کہتا ہے کہ رسوئیے نے وہ چیزیں چرائیں، دوؔسرا کہتا ہے رسوئیے نے نہیں کہار نے چرائیں، ایکؔ کہتا ہے رسوئیا جو دود لایا تھا اُس کا نام کالیا تھا، اور اُسی پر چوری کا شُبہ کیا گیا، دوؔسرا کہتا ہے یہ وہ نہیں تھا، بلکہ ایک اور آدمی تھا جس کا نام دھور مستر تھا، اور اُس پر چوری کا الزام ہرگز نہیں لگایا گیا، ایکؔ کہتا ہے کہ رسوئیا بھاگ گیا تھا، دوؔسرا یہ بات کہتا ہی نہیں، اگر کہار چور تھا اور رسوئیا چور نہیں تھا، اور جس دود میں زہر کا ملایا جانا بیان کیا جاتا ہے وہ کہار نے سوامی جی کو نہیں پلایا [جیسا کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے تحقیق کر کے لکھا ہے] تو اِس دوسری کہانی کی بنیاد ہی ڈھے جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ رسوئیے نے سوامی جی سے اِنتقام لینے کے لیے اُن کو دود میں زہر ملا کر پلا دیا تھا! المختصر سوامی جی کی "مستند سوانح عمری" میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں اُن سے راؤ تیج سنگھ صاحب کی کہانی بالکل مصنوعی ثابت ہوتی ہے، یہ وہی معتبر سوانح عمری ہے جسکو مرتب کرنے کے لیے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے پنڈت لیکھرام صاحب اور لالہ آتمارام صاحب کو خاص طور پر مقرر کیا تھا، اور جن جن مقامات میں سوامی جی کو کبھی جانے کا اتفاق ہوا تھا، اُن اُن مقامات میں پنڈت لیکھرام صاحب سوامی جی کے واقعاتِ زندگی کی تحقیق اور جانچ پڑتال کرنے کے لیے برسوں پھرتے رہے۔

یہ متناقض بیانات قابلِ اعتبار نہیں

۳۷۹ - اِس تمام بیان سے یہی نتیجہ نکل سکتا ہے

کہ یہ کہانیاں جو ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں سچی نہیں ہوسکتیں، اور سوامی جی کی زہر خورانی کے متعلق جو متناقض بیانات ہیں، قابلِ تسلیم نہیں۔

چھٹی فصل۔ سوامی جی کو شہید بنانے کی کوشش

کیا سوامی جی کو شہید کہہ سکتے ہیں؟

۳۸۰۔ اب سوال یہ ہے کہ آخر آریہ سماجی کیوں اس بات کے درپے ہیں کہ زہر خورانی ہی کو سوامی جی کی موت کا سبب قرار دیا جائے! اگر اُن کا مقصد یہ ہے [اور بظاہر اس کے سوا دوسرا مقصد معلوم نہیں ہوتا] کہ اُن کو ایک **مظلوم شہید** مان لیا جائے تو یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، کیونکہ شہید اُس کو کہتے ہیں جو کسی سچے **عقیدہ یا شریف مقصد کی حمایت میں اپنی جان قربان کردے**۔ اگر راؤ تیج سنگھ صاحب کی کہانی کو صحیح مان لیں تو اُس میں بھی سوامی جی کی زہر خورانی کی بابت کوئی ایسی بات نہیں بتائی گئی کہ اُنہوں نے دھرم کے کارن اپنی جان دی، مثلاً رسوئیے نے سوامی جی کو اس لیے زہر دیا کہ وہ آریہ ورت میں آریہ سماجیں قائم کیا کرتے تھے، یا مورتی پوجا کے خلاف لکچر دیا کرتے تھے!! اگر مان لیا جائے کہ سوامی جی کو زہر دیا گیا تھا تو یہ انتقام کا سوال ہے، یعنی سوامی جی نے راؤ تیج سنگھ صاحب سے اپنے رسوئیے کی شکایت کی کہ اُس نے ایک شال اور دو اشرفیاں چرائی ہیں اور راؤ صاحب نے اُس کو سزا دلوانے کیلئے مہاراجہ صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی، جس کا سوامی جی کو علم تھا، اِس لیے اُس نے سوامی جی سے انتقام لے لیا، یہ ایک معمولی بات ہے اور ایسے واقعات اکثر پیش آتے رہتے ہیں، المختصر! زہر خورانی کی کہانی کو صحیح مان لینے کے بعد بھی سوامی کے انتقال کو کوئی خاص وقعت نہیں دیجاسکتی، اور راؤ صاحب کی شہادت سے بھی سوامی جی کی شہادت پر کوئی روشنی نہیں پڑتی۔

ساتویں فصل ۔ سوامی جی کی موت کا سبب

بیانات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی کو زہر نہیں دیا گیا

۳۸۱ ۔ زہر خورانی کی پہلی کہانی کی تردید تو آریوں ہی کیطرف سے ۱۹۲۰ء میں ہو چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سوامی جی کو نہ ننھی جان نے زہر دلوایا، اور نہ رسوئیے نے دیا، بلکہ اُن کو زہر دیا ہی نہیں گیا [دیکھو دفعہ ۳۶۷-۳۶۸] اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں ایک اور کہانی مشہور کی گئی کہ سوامی جی کو اُن کے رسوئیے نے نہیں بلکہ کہار نے زہر دیا تھا، جس نے سوامی جی کا مال چرایا تھا، اور جب اُس کو دھمکایا گیا تو اُس نے دودھ میں زہر ملا کر سوامی جی کو پلا دیا، اور راتوں رات نیپال بھاگ گیا، اس کہانی کی تردید میں آٹھ زبردست دلیلیں پیش کی گئی ہیں [دیکھو دفعہ ۳۷۲] اور پنڈت لیکھرام صاحب کی تحقیقات سے بھی اس کہانی کی پوری تردید ہوتی ہے [دیکھو دفعات ۳۷۴-۳۷۸] اس کے علاوہ سوامی جی نے اپنی زبان سے کبھی نہیں کہا کہ اُن کو کسی نے زہر دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی موت کا اصلی سبب چھپانا چاہتے تھے، جیسا کہ اُنہوں نے اپنے نام، اپنے والد کے نام، اور خاندانی حالات کو چھپایا تھا، اب ہم سوچیں گے کہ اُن کے انتقال کا اصلی سبب کیا ہو سکتا ہے

کشتۂ ابرق اور سوامی جی کی موت

۳۸۲ ۔ یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ جب سوامی جی متھرا میں تعلیم پاتے تھے اُس وقت کشتۂ ابرق اور پارہ کی گولیاں تیار کیا کرتے تھے [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام حصہ دوم، باب اول ص۲۷] اور کرشن ابرق وغیرہ کے کشتے بھی اپنے پاس رکھتے تھے، اور اُمرا کو جو ان چیزوں کے بہت خواہشمند ہوتے ہیں دیا کرتے تھے اور خود بھی کھایا کرتے تھے، ان واقعات پر نظر کر کے یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے یا تو کشتہ زیادہ مقدار میں استعمال کیا، یا کچا کشتہ کھا لیا، جس کی وجہ سے بیمار پڑ گئے، اور اس بیماری نے ایک مہینے کے اندر

اُن کا کام تمام کر دیا۔

سوامی جی کشتۂ ابرق کھایا کرتے تھے

۳۸۳ - سوامی جی بیساکھ سمت ۱۹۲۰ بکرمی سے اسون سمت ۱۹۲۱ بکرمی تک [یعنی ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۴ء کے درمیان] آگرہ کے دورہ پر تھے، اُن کی مستند سوانح عمری میں جہاں اِس زمانہ کے واقعات کا بیان ہے، وہاں یہ بھی لکھا ہے:۔

"ابرق کا کشتہ اُن کے [یعنی سوامی جی کے] پاس تھا، فرماتے تھے کہ جب اُس کن پھٹے یوگی کے پاس ہم رہے، اور پانی میں اکثر بیٹھے رہتے تھے، تب سے ہمارے سر پر سردی کا اثر ہوگیا[1]، اِس واسطے ہم کبھی کبھی ابرق کا کشتہ کھایا کرتے ہیں، پنڈت سندر لال جی کو بتلا بھی دیا تھا۔"

[سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام حصہ دوم باب اول ص ۳۱]

سوامی جی کے اِس اقرار سے ثابت ہوا کہ وہ ۱۸۶۴ء تک کشتۂ ابرق کھایا کرتے تھے، نومبر ۱۸۶۶ء میں بھی یہ کشتہ اُن کے پاس تھا، اور اُنھوں نے میرٹھ کے ایک رئیس پنڈت گنگا رام صاحب کو دیا بھی تھا [حوالہ سابقہ، حصہ دوم، باب اول ص ۴۹]

سوامی جی کا زکام میں مبتلا ہونا

۳۸۴ - اُسی سوانح عمری میں یہ بھی بیان ہے کہ مفروضہ زہر خورانی کے واقعہ سے چند روز پہلے سوامی جی زکام میں مبتلا تھے [حوالہ سابقہ حصہ دوم، باب ۸ ص ۸۶۵] اِس لیے یہ بات قرین قیاس ہے کہ اُنھوں نے ۲۹ ستمبر کی مہلک شب کو بھی حسبِ عادت کشتۂ ابرق کھالیا ہو اور وہ کشتہ یا تو کچا رہ گیا یا زیادہ مقدار میں کھایا گیا، جس سے اُن کے پہلوؤں میں درد پیدا ہوگیا اور قے آنے لگی، جو راؤ صاحب کے بیان کے مطابق اگلی صبح کو ہوئی تھی [دیکھو زہر خورانی کی دوسری کہانی

[1] اوّل تو سرد پانی میں بیٹھ بیٹھ کر سر کو سردی چڑھا لینا، اور پھر اُس سردی کو جو دماغ میں بیٹھ گئی ہو دفع کرنے کے لیے کشتۂ ابرق کا استعمال کرنا، اِن دونوں کاموں کی حکمت ہماری سمجھ میں نہیں آئی، کیا کوئی ویدک برہم چاری یا یوگی اِس حکمت پر روشنی ڈالیں گے؟

[مندرجہ دفعہ ۳۷۰]

سوامی جی کا گرم چیزیں استعمال کرنا

۳۸۵ - سوامی جی گرم اور محرک چیزیں بھی کھایا کرتے تھے، جیساکہ اُن کی سوانح عمری میں لکھا ہے :-

"جب تک گرمی کا موسم رہا، تب تک دوزدھی کا شکھر ف [دہی، الائچی، مصری، زعفران، دھنیا کُٹا ہوا] بناتے تھے، سردی یا چترماسے میں نہیں، کبھی کبھی حلوا بھی بنواتے تھے، کبھی کبھی آم کا امرس بنواتے، بھوجن کے بعد ایک پان کھاتے"۔

[حوالہ سابقہ، باب ۸ ص ۸۶۳]

اپنے مرض کے متعلق سوامی جی کی خاموشی

۳۸۶ - سوامی جی نے زہر خورانی کا الزام غریب رسوئیے پر یا کسی دُوسرے شخص پر کبھی نہیں لگایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو یہ خیال ہی نہیں تھا کہ اُن کو زہر دیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے خاموش رہے، اور بیماری کی حالت میں اکثر یہی کہتے تھے کہ "ایشور تیری اِچھا، تیری اِچھا پورن ہو"[ف۱] [دیکھو سوانحعمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ دوم، باب ہشتم، صفحہ ۸۷۲ وغیرہ]

اِن واقعات سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟

۳۸۷ - اِن واقعات سے یہی قیاس کیا جاسکتا

ف۱ جسوقت یہودی حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینے کیلئے تیار تھے اُسوقت اُنہوں نے خدا کے حضور میں یہ دُعا کی تھی "میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پُوری ہو" [انجیل لوقا باب ۲۲، آیت ۴۲] مگر مسئلہ تناسخ یعنی آواگون کو صحیح تسلیم کرلینے کے بعد "ایشور کی اِچھا" کے کوئی معنی نہیں بن سکتے، کیونکہ اس مسئلہ کے بموجب ہر انسان بلکہ ہر جاندار کو جو دُکھ سُکھ پہنچتا ہے، وہ اُس کے پچھلے کرموں کا پھل ہوتا ہے [خواہ وہ پچھلے جنم کے کرم ہوں یا موجودہ جنم کے] آریہ سماجیوں کو سوچنا چاہیئے کہ سوامی جی نے مرض الموت میں جو نہایت تکلیف اُٹھائی وہ اُن کے کیسے کرموں کا پھل ہوسکتا ہے؟ منوسمرتی ادھیائے ۱۲ کی روشنی میں اِس مسئلہ کا حل مطلوب ہے۔

ہے کہ "سوامی جی کی بیماری اُن کی بے احتیاطی کا نتیجہ تھی کہ وہ کشتے وغیرہ گرم چیزیں استعمال کیا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ علاج بھی ٹھیک اور مناسب طور پر نہیں ہوا، جس سے مرض بڑھ گیا، اور حالت زیادہ خراب ہوگئی، اور اُن کی زندگی جلد ختم ہوگئی ٭

ڈاکٹری علاج اور مرض کی ترقی

۳۸۸ - سوامی جی کی اُسی مستند سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ۳۰ ستمبر کو جب بُرے آثار نمودار ہوئے تو سوامی جی نے اپنی ہی تجویز سے "کچھ اجوائن وغیرہ کا جوشاندہ پیا" اِس سے انتڑیوں میں سوزش اور خراش پیدا ہوگئی اور "جس سے کُچھ چھیڑ چھاڑ دستوں کی ہوگئی[۵۱]

اول اول ڈاکٹر سورج مل صاحب کا مشورہ لیا گیا، جنہوں نے تھوڑے عرصہ تک علاج کیا، بعد ازاں ڈاکٹر علی مردان خاں کا علاج شروع ہوگیا، جس سے مرض روز بروز بڑھتا گیا" [حوالہ سابقہ، حصہ دوم، باب ۸ ص ۸۶۵] ڈاکٹروں نے بار بار مُسہل دیے "پھر اُن کو تیس۳۰ تینتیس۳۳ چالیس۴۰ چالیس۴۰ دست روز آتے تھے" [حوالہ سابقہ باب ۸ ص ۸۶۵] جس سے روز بروز کمزور ہوتے چلے گئے، یہ مُسہل سوامی جی کی درخواست پر منگل کے دن

---

[۵۱] سوامی جی کو اسہال کی پُرانی شکایت تھی، اور وہ اکثر دستوں میں مبتلا رہتے تھے، مثلاً پنڈت لیکھرام اور لالہ آتما رام کی مرتبہ سوانح عمری میں حصہ دوم، باب سوم، فصل سوم ص ۴۲۷ پر اپریل ۱۸۷۹ء کے واقعات میں لکھا ہے کہ "ان دنوں سوامی جی کو دستوں کے مرض نے اِس قدر دق کر رکھا تھا کہ گفتگو کرتے ہوئے کئی دفعہ قضائے حاجت کے واسطے جانا پڑتا تھا" یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ مئی کے آخر تک اِسی مرض میں مبتلا رہے [حوالہ سابقہ ص ۴۳۰] اِس کے بعد اِسی کتاب کے صفحات ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۶ و ۴۴۰ میں بیان کیا گیا ہے کہ سوامی جی اسہال میں مبتلا تھے، اور اِس کے بعد بھی ایک عرصہ تک بیمار رہے ٭

۲ر اکتوبر کو شروع ہوئے اور ۱۰ر اکتوبر تک جاری رہے، سوانح عمری میں یہ الفاظ ہیں "سوامی جی نے کہا ہم جلاب لیا چاہتے ہیں" [حوالہ سابقہ، باب ۸ ص ۸۶۵]

علاج اور مرض کے مزید حالات

۳۸۹۔ سوامی جی کے مرض اور علاج کے متعلق اسی سوانح عمری میں یہ بھی لکھا ہے:۔

"اسی طرح ڈاکٹر علی مردان خاں کا ۱۶ر اکتوبر تک علاج جاری رہا یعنی یکم اکتوبر ۱۸۸۳ء سے ۱۶ر تک برابر سولہ روز علاج ہوتا رہا، پہلے روز تیس ۳۰ پچیس ۲۵ کے درمیان اور پھر دس پندرہ دست ہر روز آتے، ان کی وجہ سے ضعف بڑھنے لگا، اور طبیعت بہت خراب ہوگئی، منہ، حلق، زبان، تالو، سر اور ماتھے پر آبلے پڑ گئے، بات چیت کرنے میں بھی سخت تکلیف ہونے لگی، حتیٰ کہ بولنے سے بالکل معذور ہوگئے، اور کمزوری اس قدر ہوگئی کہ کروٹ لینا، یا اُٹھنا، بلا امداد دو چار آدمیوں کے محال تھا، علاج سے فائدہ ہونا تو درکنار ہچکیوں کا آنا الٹا کثرت سے شروع ہوگیا، اور ان ہچکیوں نے طاقت کو بالکل سلب کر دیا، ہچکی، درد شکم، آبلوں، اور دستوں کی وجہ سے نہایت سخت تکلیف سوامی جی نے پائی" [سوامی جی کی سوانح عمری مذکور، باب ۸ ص ۸۶۶]

اخبار دیش ہتیشی کی ایک عبارت

۳۹۰۔ ان جلابوں نے سوامی جی کے خون میں اور بھی گرمی پیدا کر دی، اور آبلے ڈال دیئے، آگے چل کر اسی سوانح عمری میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہر ایک اجابت پر سوامی جی کو غش آنے لگے تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ جلاب بند کرو، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، [حوالہ سابقہ حصہ دوم، باب ۸، ص ۸۶۶] اس کے متعلق اجمیر کے ایک آریہ اخبار دیش ہتیشی نے یہ الفاظ لکھے تھے:۔

"نہ جانے یہ کس پرکار کا جلاب اور اوشدھی تھی، اس پر اکثر بھدر دھامنش کئی پرکار کے شنکا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوامی

جی نے بھی کئی پرشوں اور مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی سے
اِس وشے میں سپشٹ کہدیا تھا، پرنتو اب کیا ہو سکتا ہے، لاکھ جتن کرو سوامی
جی مہاراج اب نہیں آسکتے" [حوالۂ سابقہ ص ۸۶۶]

خلاصہ بیاناتِ سابقہ

۳۹۱ - المختصر! سوامی جی نے اپنی بیماری کے متعلق جو یہ الفاظ کہے تھے کہ "ایشور کی اِچّھا" [دیکھو دفعہ ۳۸۶] نہایت معنی خیز ہیں، **جن سے اِس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ اُن کو زہر دیے جانے کی کہانی بالکل مصنوعی ہے**، اور اُنھوں نے کبھی اپنی زبان سے نہیں کہا کہ مجھکو زہر دیا گیا ہے، سوامی جی کشتہ کا استعمال تو کیا ہی کرتے تھے، اُس روز غالباً اُس کی زیادہ خوراک کھالی، جو اُن کے مرض الموت کا باعث ہوا[۵۱]، اور **ڈاکٹری علاج موافق نہیں آیا جس کی شکایت خود اُنھوں نے** مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب سے کی تھی، اِس وجہ سے مرض اور بھی بڑھ گیا، جس کا **نتیجہ** یہ ہوا کہ ہندی سال کے قمری مہینے کی آخری رات میں یعنی کاتک بدی اماوش مطابق ۳۰ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کو صرف اُنسٹھ[۵۹] سال کی عمر میں اُن کی افسوسناک موت واقع ہوئی، جو ایک بال "برہم چاری" اور "پورن یوگی" کے لیے نہایت ہی قبل از وقت سمجھی جاتی ہے۔

---

[۵۱] سوامی جی کو زہر دیے جانے کے متعلق جو متضاد کہانیاں بیان کی گئی تھیں، واقعات اور دلائل سے اُنکی پوری تردید ہو چکی ہے، اِس لیے حالات پر نظر کرنے کے بعد اُن کے اِنتقال کا جو سبب خیال میں آسکتا تھا وہ بیان کر دیا گیا، اگر اس کے علاوہ کوئی اور سبب زیادہ قرینِ قیاس ہو، اور اُس کی تائید میں دلائل پیش کیے جا سکتے ہوں، تو ناظرین اُس کو پیش کر سکتے ہیں، تاکہ مؤلف کو اُس پر غور کرنے اور حسبِ ضرورت اِس مضمون کی ترمیم کرنے کا موقع مل سکے۔

دسواں باب

عام ریویو

سوامی جی کی زندگی اور خصلت کا صحیح اندازہ

۱ - سوامی جی کی صورت و سیرت

سوامی جی کی شخصیت

۳۹۲ - سوامی جی کے مقصدِ زندگی، اُن کی پالیسی، اور خصلت پر ریویو کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ اُن کی شکل وصورت اور ڈیل ڈول کا حال بتا دیا جائے۔

سوامی جی کا ڈیل ڈول اور انکی لیاقت وغیرہ

۳۹۳ - سوامی جی کا قد لمبا، ڈیل ڈول اچھا، جسم مضبوط اور چہرہ شاندار تھا، جیسا کہ اُن کے فوٹو سے ظاہر ہوتا ہے[۵۱]، اُنھوں نے سنسکرت میں اچھی خاصی لیاقت حاصل کر لی تھی، اور سنسکرت اور ہندی کی کئی کتابوں کے مصنف تھے، جس وقت اُنھوں نے بمبئی میں آریہ سماج کی بُنیاد ڈالی تھی اُسی وقت سے ہندوؤں کی بے دھڑک مخالفت شروع کر دی تھی، یعنی مورتی پوجا وغیرہ رسوم کی مذمت اور تردید کرنے لگے تھے، اور اُن رسموں کو جو ہندو دھرم کی بُنیاد ہیں

[۵۱] سوامی جی کا فوٹو ہر جگہ مل سکتا ہے، اوّل اوّل اُنکی تصویر اس شان سے شائع کی جاتی تھی کہ ایک سادھو سر اور ڈاڑھی مونچھ وغیرہ مُنڈائے، آسن جمائے، بالکل برہنہ، صرف ایک لنگوٹی باندھے اپنی دُھن میں مگن بیٹھا ہوا ہے، مگر اب زمانہ کا رنگ دیکھ کر اُنکی تصویر پگڑی اور لباس کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔

برہمنوں اور پروہتوں کی من گھڑت اور "پوپ لیلا" کے نام سے نامزد کرتے تھے، اس کے ساتھ ہی برہمچریہ اور ایک خاص قسم کے نظامِ تعلیم کی حمایت بھی کرنے لگے تھے، یہ باتیں اپنے مقام پر لائق تعریف اور قابلِ قدر ہیں اگر مقصد صحیح ہو۔

اخلاقی اُصول کی طرف سے بے پروائی

۳۹۴ - اُن کے لکچروں، تقریروں، تحریروں، اور پبلک کاموں کو دیکھ کر اُن کی طبیعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اخلاقی اصول کا زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے، اور جب کوئی مقصد پیشِ نظر ہوتا تھا تو جس قسم کے وسائل سے بھی کام بنتا نظر آتا تھا اُن سے بلا تامل اپنا کام نکال لیتے تھے، جیسا کہ اِس کتاب میں جابجا دکھایا گیا ہے۔

سوامی جی کی تحریر اور تقریر

۳۹۵ - سوامی جی دیگر مذاہب اور اُن کے پیشواؤں پر اعتراضات کرنے میں نہایت سخت زبان اور کرخت الفاظ استعمال کرتے تھے، جس کی چند مثالیں اس کتاب میں درج ہو چکی ہیں [ف۱] [دیکھو دفعات ۶۷-۷۱- اور دفعات ۸۵-۸۶] اُن کی تصنیفات اور خصوصاً ستیارتھ پرکاش کے پچھلے نصف حصہ میں اِس قسم کی بے شمار مثالیں مل سکتی ہیں [تفصیل کے لیے دیکھو مقدمہ کتاب دفعات ۱۴-۳۶، و ضمیمہ نمبر ۳ جسمیں سوامی جی کی معترضانہ تحریرات کی دوسو پچاس [۲۵۰] مثالیں درج کی گئی ہیں]

بحث و مباحثہ میں سوامی جی کا طریق عمل اور اُس کی تین شہادتیں

۳۹۶ - سوامی جی کی تحریر اور تقریر تو سخت ہوتی ہی تھی، مگر بحث و مباحثہ کے موقع پر بھی وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیتے تھے جسکی تین شہادتیں پیش کیجاتی ہیں

پہلی شہادت۔ ڈاکٹر گرسوولڈ کا بیان

(۱) ڈاکٹر گرسوولڈ صاحب ایم، اے، پی، ایچ، ڈی، جو

ف۱ اِس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ سوامی جی وِشنومت کے ایک پنڈت مسمّی رنگاچاریہ کو رنڈاچاریہ کہا کرتے تھے [دیکھو سوامی جی کی سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام و لالہ آتمارام، حصہ دوم ص ۵۸]

ایک زمانہ میں فورمین کرسچن کالج لاہور کے پرنسپل تھے، اُنہوں نے سوامی جی کے اُن اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے جو اسلام اور مسیحیت کے متعلق ستیارتھ پرکاش میں درج کئے گئے ہیں، یہ لکھا ہے:۔

"چونکہ [ستیارتھ پرکاش کے] ان ابواب وفصول میں بیحد ناانصافی سے کام لیا گیا ہے، اور مخالفوں کی پوزیشن کو بدنما کیے بغیر بیان نہیں کیا گیا اور [استدلال میں] عام طور پر نقائص اور خامیاں پائی جاتی ہیں، لہٰذا مذہبی بحث ومباحثہ کے تمام لٹریچر [یعنی تصنیفات] میں مشکل ہی سے کوئی عبارت ایسی نکل سکیگی جو سوامی جی کی ان تحریرات کے مقابلہ میں پیش کی جاسکے" [ماڈرن ریلیجس موومنٹس ان انڈیا ص ۱۱۳]
[MODERN RELIGIOUS MOVEMENTS IN INDIA, PAGE 113.]

دوسری شہادت۔ ڈاکٹر فارکوہار کا بیان

۳۹۷ (۲)، ڈاکٹر فارکوہار صاحب ایم۔ اے، سوامی جی کی بابت یوں لکھتے ہیں:۔

"جن لوگوں کو بحث ومباحثہ میں سوامی جی سے واسطہ پڑا ہے، وہ سب متفق اللفظ یہی بیان کرتے ہیں کہ وہ مباحثہ میں تُند وترش، بہت چیخنے والے، اور [مخالف پر] ناجائز دباؤ ڈالنے والے تھے [حوالہ سابقہ ص ۱۰۹]

تیسری شہادت۔ ڈاکٹر مرڈک کا بیان

۳۹۸ (۳)، ڈاکٹر مرڈک صاحب ایم۔اے، ایل، ایل، ڈی، ساکن مدراس نے اپنی کتاب "ویدک ھندوازم اینڈ آریہ سماج" [VEDIC HINDUISM AND ARYA SAMAJ.] میں یہ لکھا ہے:۔

"مباحثہ میں اُن کا [یعنی سوامی دیانند کا] طریقہ یہ تھا کہ تعریف کرنے والوں کی ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتے تھے، اور جب وہ بآوازِ بلند اپنے مخالفوں کی ھنسی اُڑاتے، اور قہقہہ لگاتے تھے تو اس کام میں یہ لوگ

بھی اُن کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے" [دیکھو کتاب مذکور ص ۹۲]

نئے خیالات سے سوامی جی کی واقفیت

۳۹۹ - سوامی جی نے انگریزی تعلیم نہیں پائی تھی، مگر وہ ہوشیار آدمی تھے، اُنھوں نے اپنے مفید مطلب نئے خیالات اُن انگریزی تعلیم یافتگان سے حاصل کر لیے تھے، جن سے اُن کو اپنی عمر کے پچھلے حصے میں ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا۔

مذہبی عقائد میں تبدیلی

۴۰۰ - سوامی جی جب کسی نئے عقیدہ کو اختیار کرتے تھے تو اپنے پرانے عقیدہ کی تردید کر دیتے تھے مگر صاف دلی سے کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے کہ میرے خیالات میں تبدیلی ہو گئی ہے اور میرے پچھلے خیالات غلط تھے، بلکہ اِس بات کی کوشش کرتے تھے کہ اُن کے جو خیالات چھپ کر شائع ہو چکے ہیں اور جن کو وہ چھوڑ چکے ہیں، اُن کا الزام چھاپنے والوں یا نقل کرنے والوں کے سر تھوپ دیں، اِس کی ایک نمایاں مثال یہ ہے کہ اُنھوں نے شُرتی [یعنی الہامی کلام] کے حوالے سے ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں مُردہ پتروں کے شرادھ پر بہت زور دیا اور چند صفحات میں اُس کے فائدے بھی بیان کیے، مگر کتاب مذکور کی اشاعت کے چند سال بعد جب اُن کے خیالات بدل گئے تو اُنھوں نے اِس مضمون کا نوٹس دیدیا کہ مُردہ پتروں کا نہیں بلکہ زندہ پتروں ہی کا شرادھ کرنا چاہیئے، اور مُردہ پتروں کے شرادھ کی تائید میں جو کچھ ستیارتھ پرکاش طبع اول[۱] میں لکھا گیا تھا وہ لکھنے والوں اور صحیح کرنے والوں کی غلطی سے چھپ گیا تھا [دیکھو سوامی

[۱] مُکتی یعنی نجات کے متعلق بھی اول اول سوامی جی سناتن دھرمیوں اور دیگر اہل مذاہب کی طرح یہی کہتے تھے کہ مُکتی دائمی یعنی ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے، چنانچہ ستیارتھ پرکاش طبع اول میں اُنھوں نے بار بار اپنا یہی عقیدہ بیان کیا ہے، اور ۱۸۷۷ء میں چاندا پور کے مباحثہ کے [باقی بر صفحہ آئندہ]

جی کا نوٹس جو یجروید بھاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۲۵ بکرمی کے سرورق کے اندر کی طرف چھاپا گیا تھا

مضمون مذکور کی مزید تشریح

۱۰۴ - جو شخص تعصب کو چھوڑ کر عقلِ خداداد سے کام لے وہ اِس بات کا کیسے یقین کر سکتا ہے کہ کئی صفحہ کا ایک مضمون جس میں مصنف کے طرزِ تحریر کے مطابق سوال و جواب کی صورت میں ایک سلسلۂ دلائل موجود ہو، اُس کو مسوّدہ کے نقل کرنے والے، صاف کرنے والے، اور پروف دیکھنے والے خود تصنیف کر کے مصنف کی کتاب میں درج کر دیں اور مصنف کو خبر تک نہ ہو!!! اگر یہ بات صحیح تھی تو سوامی جی نے اُس غلطی بلکہ سخت ترین تحریف کو چار صفحے کے لمبے غلطنامے میں جو کتاب کے ساتھ لگا ہوا ہے اور جس میں اسّی غلطیاں صحیح کی گئی ہیں کیوں نہیں ظاہر کیا؟ اِس کے سوا اُنھوں نے کتاب کے ہر باب کے آخر میں اِس مضمون کی چند سطریں بخطِ جلی کیوں درج کیں کہ یہ کتاب سوامی دیانند سرسوتی کی لکھی ہوئی ہے؟ اِس کے علاوہ عقائد کی تبدیلی کی اور بھی پانچ مثالیں ہیں جن کو سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش طبع اول میں درج کیا تھا، اور طبع دوم میں سے نکال ڈالا، یا رد کر دیا [دیکھو اِس کتاب کا چھٹا باب، چوتھی فصل، دفعات ۱۵۴-۱۶۲] مگر باوجود اِس کانٹ چھانٹ اور ردّ و بدل کے ستیارتھ پرکاش طبع دوم کے دیباچہ میں یہ بھی لکھ دیا کہ اِس اڈیشن میں صرف زبان اور محاورہ کی غلطیاں درست کی گئی ہیں مطلب میں کوئی فرق نہیں ہوا، یعنی جو اُصول و عقائد یا مسائل پہلے اڈیشن میں درج کیے گئے تھے اُن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی! مگر

[حاشیہ صفحہ گذشتہ] موقع پر بھی اِسی عقیدہ کا اظہار کیا تھا [دیکھو رسالہ ستّ دھرم وچار مطبوعہ کرشن چندر پریس لاہور، صفحات ۵۳، ۵۴، ۶۸، ۶۹] مگر بعد میں اُن کی رائے بدل گئی اور مکتی کو محدود ماننے لگے [دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۸۴ء اور اسکے بعد کے اڈیشن] + باب نہم

یہ بیان سراسر غلط ہے جس کے لکھنے والے نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے[۵۱]!

ایک نئی قسم کی تحریف

۴۰۲ - سوامی جی نے ویدوں کی نئی تفسیر لکھنے میں وید منتروں کا مطلب بدل کر اپنی ذہانت کا ثبوت تو دیا ہی تھا، مگر کبھی ایسا بھی کر گذرتے تھے کہ اپنے مخالفوں کو زک دینے یا اپنے کسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے کوئی **جعلی شلوک** کسی پرانے شاستر کے نام سے اپنی کتاب میں لکھ دیا، اس کی **عجیب مثال** اس کتاب کے تیسرے باب کی دفعہ ۶۳ - ۶۴ میں درج کیگئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب سوامی جی پر اعتراضات ہونے لگے کہ آپ سنیاسی ہو کر روپے کا دان لیتے ہیں اور روپے کو ہاتھ لگاتے ہیں، تو انہوں نے اس کارروائی کو جائز قرار دینے کے لیے ایک شلوک **منوجی** کے نام سے بطور سند

---

۵۱ ستیارتھ پرکاش کا پہلا اڈیشن ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا تھا، اور سوامی دیانند کا انتقال ۱۸۸۳ء کے آخر میں ہوا، یعنی تقریباً نو سال تک یہ اڈیشن صحیح اور مستند سمجھا گیا، اور اسی پر آریہ سماج کا عملدرآمد رہا، [سوائے مسئلہ شرادھ اور ترپن کے جس کے غلط ہونے کا اعلان سوامی جی نے بہت مدت کے بعد کیا مگر غلطی کا ذمہ دار چھاپنے والوں اور صحیح کرنے والوں کو قرار دیا] دوسرا اڈیشن ۱۸۸۴ء میں انکے انتقال کے بعد چھپ کر شائع ہوا، جس کے دیباچہ میں یہ مضمون درج ہے کہ اس اڈیشن اور پہلے اڈیشن میں مطلب کا کوئی فرق نہیں ہے، حالانکہ دونوں میں اصول و عقائد کے اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق ہے، اگر یہ دیباچہ سوامی جی کا لکھا ہوا ہے اور اُن کا یہ قول صحیح ہے تو اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دوسرے اڈیشن کے چھاپنے والوں اور صحیح کرنے والوں یعنی آریہ سماجیوں نے سوامی جی کا مطلب بالکل پلٹ دیا، اب سوال یہ ہے کہ آیا سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے دوسرے اڈیشن میں خود ہی رد و بدل کیا تھا، یا آریوں نے اُن کے انتقال کے بعد ایسا کیا، اگر آریہ لوگ [بقول سوامی جی] اُنکی زندگی میں بھی ایسی کارروائی کر چکے تھے تو اُن کے انتقال کے بعد اُن سے ایسی کارروائی بعید نہیں تھی، بہرحال اس بات کا پتہ لگانا چاہیئے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ اور دونوں اڈیشنوں میں اصول و عقائد کی بابت جو اختلافات ہیں اُنکے ذمہ دار کون ہیں؟ آریہ سماجی؟ یا خود سوامی جی؟

ستیارتھ پرکاش میں درج کردیا، جو منوسمرتی میں کہیں نہیں پایا جاتا[۹۱]، معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجی بھی ایسی کارروائی کو جائز سمجھتے ہیں، چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے جتنے اڈیشن مختلف زبانوں میں آجتک چھپے ہیں اُن میں یہ شلوک برابر درج ہوتا چلا آتا ہے،

۲۔ سوامی جی کا مقصدِ خاص اور اُن کی پالیسی

سوامی جی کی شخصیت کے متعلق باوا چھجو سنگھ کی رائے

۴۰۳ ۔ سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری میں جو آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی سرپرستی میں تیار کراکر شائع کی ہے اور جس کے مصنف باوا چھجو سنگھ صاحب ہیں، سوامی جی کی بابت یہ رائے ظاہر کی گئی ہے:۔

"گذشتہ صدہا سال سے آریہ ورت نے اُن سے بڑھ کر کوئی مُحبِّ وطن پیدا نہیں کیا، اور آئندہ قرنوں میں بھی ہم ایسے شخص کو نہیں دیکھیں گے"۔

[دیکھو سوانح عمری مذکور ص ۶۲۵]

سوامی جی کی حبّ الوطنی

۴۰۴ ۔ ہم اِس سوال کو چھوڑتے ہیں کہ سوامی جی ہندوستان کے دوسرے "محبانِ وطن" سے بڑھے ہوئے تھے یا گھٹے ہوئے، مگر یہ بات ضرور صحیح ہے [جیسا کہ ساتویں باب میں بیان ہوچکا ہے] کہ جس وقت اُنھوں نے قوم مرہٹہ کے سیاسی لیڈروں سے میل جول پیدا کیا اُسوقت سے وہ بھی ویسے ھی لیڈر اور مُحبّ وطن بن گئے تھے، اور مذہبی اور تمدنی اصلاح کے لباس میں آریہ سماج کے ذریعہ سے

---

[۹۱] بعض لوگ یہ عذر پیش کیا کرتے ہیں کہ منوسمرتی کے بیسیوں نسخے ایک دوسرے کے برخلاف موجود ہیں سوامی جی نے کسی نسخہ سے یہ شلوک نقل کردیا ہوگا مگر سوامی جی نے خود اپنی زبان سے یہ بات نہیں کہی اور نہ اپنی زندگی میں اُس نسخہ کا پتہ دیا، اور نہ گذشتہ پچاس سال کے عرصہ میں آریوں ہی کو اُس کا پتہ لگا! لہذا ایسی بے سند بات قابل تسلیم نہیں ہوسکتی +

اپنے مقصد کی اشاعت کرنے لگے تھے۔

سوامی جی کا سیاسی مقصد

۴۰۵۔ جو سیاسی مقصد سوامی جی کے پیشِ نظر تھا، وہ اُس کو آریہ سماج کے ذریعے سے پُورا کرنا چاہتے تھے، اور ہندو دھرم میں جو اصلاحیں اُنھوں نے کیں وہ سب اُسی مقصد کے حاصل کرنے کے وسائل تھے، یہ دونوں باتیں بڑے بڑے آریہ سماجیوں کی گواہی اور خود سوامی جی کی تحریروں سے پہلے ثابت ہو چکی ہیں [دیکھو ساتواں باب] اور اِس ریویو میں اُن کی طرف صرف اشارہ کیا جائیگا،

مسٹر شیام جی کرشن ورما کا قول

۴۰۶۔ مسٹر شیام جی کرشن ورما ایم، اے، بیرسٹرایٹ لا جو اوکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر سنسکرت تھے، اور ایک زمانہ میں ریاست رتلام کے دیوان بھی رہے تھے، سوامی جی کی زندگی میں اُن کے شریکِ کار تھے، اور سوامی جی کے اِنتقال کے بعد اُن کے وصیّت نامہ کی رُو سے پرو پکارنی سبھا کے ممبر یعنی ٹرسٹی بھی بن گئے تھے، صاحب موصوف نے سوامی جی کی یادگار کے طور پر انگلستان میں وظائف کی بنیاد قائم کی تھی، یہ معزز اور معتبر بزرگ جو خلوت و جلوت میں سوامی جی کے شریکِ حال رہے، اُن کے مقصدِ زندگی کی بابت یہ الفاظ لکھتے ہیں:-

"اُن کی زندگی کا بڑا مقصد یہ تھا کہ اپنے ہموطنوں کے دل میں کامل اور عالمگیر حکومت یعنی چکرورتی راج قائم کرنے کی پُرجوش خواہش پیدا کر دی جائے، جو مہابھارت کے زمانہ تک رائج تھا [مہابھارت پرنیت، چکرورتی سروبھومک راجیہ"!] جس کی تشریح اُنھوں نے اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں باب میں کی ہے ...."

[سوامی جی کی اصل عبارت اِس کتاب کے ساتویں باب کی دفعہ ۲۱۹ میں نقل ہو چکی ہے]

آگے چل کر مسٹر ورما سوامی جی کے متعلق یہ بھی لکھتے ہیں:-

"اُنھوں نے اپنے سیاسی خیال کو کھلم کھلا پیش نہیں کیا تھا جس کی وجوہات صاف ظاہر ہیں۔"

سوامی جی کے سیاسی خیالات کا منشا

۴۰۷ - یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ سوامی جی کے جو سیاسی خیالات اُوپر بیان کیے گئے، اُنکا مطلب یہ نہیں ہے کہ سلطنتِ برطانیہ کے ماتحت ہندوستان کو ھوم رول مل جائے، بلکہ اُس کا منشا "سروبھومک راجیہ" ہے، یعنی تمام دنیا میں آریوں کی عالمگیر حکومت ہو جائے! جو سوامی جی کے بیان کے مطابق مہابھارت کی جنگِ عظیم سے پہلے تمام دنیا میں موجود تھی۔

سوامی جی کے سیاسی مقصد کی دو نمایاں خصوصیتیں

۴۰۸ - سوامی جی کے سیاسی مقصد میں یہ دو باتیں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں، **ایک** یہ کہ سلطنتِ انگریزی سے آریہ سماج کے تمام تعلقات قطع ہو جائیں **دوسرے** یہ کہ دُنیا کے تمام ملکوں پر آریوں کی حکومت ھو جائے، اور یہ جو ماہرینِ سیاست کا اُصول ہے کہ ہر مُلک کو آزادی اور حکومتِ خود اختیاری حاصل ہونی چاہیئے، اُس کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔

سوامی جی کے سیاسی مشن کے متعلق لالہ لاجپت رائے کا قول

۴۰۹ - مسٹر ورما کا جو یہ خیال ہے کہ سوامی جی نے اپنے "چکرورتی راج" کا منصوبہ پُورا کرنے کے لیے آریہ سماج کی بُنیاد ڈالی تھی، اُس کی تائید لالہ لاجپت رائے صاحب کی شہادت سے بھی ہوتی ہے، لالہ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "درحقیقت آریہ سماج کا مذھب اعلیٰ قسم کی قومیّت تھا"۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب پنجاب میں آریہ سماج قائم کی گئی تھی" اُس وقت اُس کو ترقی دینے میں ایسے لوگوں کا ھاتھ بھی کام کر رھا تھا جو آریہ سماج کے مذھبی اُصولوں کو

نہیں مانتے تھے مگر اُس کے قومی کام سے پوری ہمدردی رکھتے تھے [دیکھو اخبار پرکاش کاشی نمبر، مورخہ ۱۵ ماہ کاتک سمت ۱۹۷۸ بکرمی، مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء]

اس قول سے کیا ثابت ہوا؟

۴۱۰ - اِن واقعات سے جن کو خود آریہ سماجیوں نے ظاہر کردیا ہے، صاف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آریہ سماج کا مذہب قومیّت کے سِوا اور کچھ نہیں ہے؟ یا یوں کہو کہ آریہ سماج کا مشن سیاسی ہے جو مذہبی لباس میں چھپا ہوا ہے - یہ بھی امر واقعہ ہے کہ بانی آریہ سماج کی زندگی میں آریہ سماج کا ڈھانچا تیار کرنے میں ایسے لوگوں کا ہاتھ بھی کام کر رہا تھا جن کو اس کے قومی یعنی سیاسی مقاصد سے تو ہمدردی تھی مگر اُس کے مذہبی اُصول پر اُن کا ایمان نہیں تھا، اِن تمام باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ بانی آریہ سماج کا مقصد سیاسی تھا نہ کہ مذہبی۔

لالہ صاحب موصوف کا ایک اور قول

۴۱۱ - لالہ لاجپت رائے صاحب سوامی جی کو موجودہ سیاسی پالیسی کا معلّم اول اور مسٹر گاندھی کو اُن کا شاگرد سمجھتے تھے، چنانچہ اُنہوں نے اپنے اخبار "بندے ماترم" میں یہ لکھا تھا:-

"آریہ سماجیوں نے سودیشی اور نان کوآپریشن [عدم اشتراکِ عمل یا ترکِ موالات] کے اُصول مہاتما گاندھی کے میدان میں آنے سے بہت مدت پہلے سوامی جی سے سیکھ لیے تھے" [بندے ماترم، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء]

مگر اِن باتوں کو پہلے پوشیدہ رکھا جاتا تھا، جس کی تصدیق اُسی مضمون میں لالہ لاجپت رائے صاحب نے اِن لفظوں میں کی ہے:-

"جو باتیں پہلے بند دروازوں میں کہی جاتی تھیں اب بر سرِ بازار کہی جاتی ہیں۔" [حوالہ سابقہ]

سوامی جی نے ویدوں کو کیوں الہامی مانا؟

۴۱۲ - لالہ لاجپت رائے صاحب نے

جو کچھ لکھا، بالکل درست ہے، چونکہ اس سیاسی پالیسی کی اشاعت کے لیے بہت سے آدمی اور بہت سا روپیہ درکار تھا، اِس لیے سوامی جی نے مسٹر راناڈے وغیرہ کے مشورہ سے پختہ ارادہ کرلیا کہ ہندوؤں کے بعض مذہبی خیالات سے فائدہ اُٹھائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو اپنا ہم خیال بنا سکیں، چنانچہ اُنھوں نے ہندوؤں کے اِس عام اعتقاد کو کہ "وید ایشور کا الہام ہیں" اپنے مشن کی بُنیاد قرار دیا۔ اور ہندوؤں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لیے اِسی کو سب سے اچھا ذریعہ سمجھا، اور یہ بات سوامی جی نے سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھیہ اور دوسرے لوگوں کے سامنے صاف صاف کہدی تھی، سردار صاحب سوامی جی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور اُن سے ملتے جُلتے رہتے تھے، ایک ملاقات میں سوامی جی نے سردار صاحب سے صاف لفظوں میں اِس بات کا اقرار کرلیا تھا:-

"میں نے آریہ سماج کی بُنیاد قائم کرنے کے لیے ویدوں کو منتخب کیا ہے، کیونکہ اِس سے زیادہ اچھا یا زیادہ مناسب اور کوئی توھُّم [غلط عقیدہ] مجھکو نہیں مل سکا" [دیکھو آٹھواں باب دفعہ ۳۴۳]

اِس باب میں اِسی مضمون کی اور بہت سی شہادتیں درج کی گئی ہیں۔

سوامی جی کا پولیٹکل گرو ۴۱۳ - اِس مقصد کو مدنظر رکھ کر سوامی جی نے اپنے پولیٹکل گرو مسٹر جسٹس مہادیو گوبند راناڈے کی بتائی ہوئی پالیسی کے بموجب ویدوں کی ایک نئی اور نرالی تفسیر لکھنے کا اِرادہ کیا، مسٹر راناڈے وہی صاحب ہیں جنھوں نے بمبئی میں "سب سے پہلی آریہ سماج قائم کرنے میں سوامی جی کو بہت مدد دی تھی"۔ یہ الفاظ سوامی جی کے ایک مداح کے قلم سے نکلے ہیں اور اخبار آریہ پتر کا کے رشی نمبر مورخہ ۹ نومبر ۱۹۱۲ء میں چھپ چکے ہیں۔

مسٹر راناڈے نے انڈین سوشل کانفرنس [INDIAN SOCIAL CONFERENCE.] منعقدہ دسمبر ۱۸۹۱ء میں جو تقریر کی تھی، اُس میں اصلاحی طریقوں کی بابت حسب ذیل خیالات ظاہر کیے تھے :-

"اُنھوں نے سب سے پہلے پُرانی روایتوں پر عمل کرنے کی تعریف کی، اِس طرح کہ پُرانی [مذہبی] کتابوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا [یعنی اُن پر اعتقاد رکھنا] مگر نئے علم کی روشنی میں جو روز بروز ترقی کر رہا ہے اُن کے نئے معنی اور نئی تفسیر بیان کرنا"....

[دیکھو اخبار "انڈین مِرر" (INDIAN MIRROR.) کلکتہ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء، اور انگریزی رسالہ "کانکر" (CONQUEROR) لاہور بابت جنوری ۱۸۹۲ء، اور اس کتاب کی دفعہ ۳۲۵]

سوامی جی کی تفسیر وید کے متعلق عالمان سنسکرت کے خیالات

۵۱۴ - یہ بھی مسٹر راناڈے کی پالیسی کہ ویدوں کی سیدھی سادی دُعاؤں اور بھجنوں کی نئی اور غلط تفسیر کی جائے، اور اُن میں نئی تحقیقات اور جدید ایجادات داخل کر دیے جائیں، سوامی جی نے اپنے وید بھاشیہ میں اِسی پالیسی سے کام لیا ہے، اور اُن کے چیلے جو زبانِ سنسکرت سے عموماً اور ویدوں سے خصوصاً ناآشنا ہیں اُن کی تفسیر وید کے گُن گاتے ہیں، مگر ہندوستان اور یورپ کے کسی مشہور فاضلِ سنسکرت نے اُسکو صحیح تسلیم نہیں کیا، یہی نہیں بلکہ بہت سے فاضلوں نے اُس کو رد کر کے صاف صاف کہدیا کہ یہ تفسیر غلط ہے، اور ایسی ذہانت کا نتیجہ ہے جو صحیح رستہ سے ہٹی ہوئی تھی [دیکھو آٹھویں باب کی دوسری فصل (الف) دفعات ۲۶۰ - ۲۸۱]

مورتی پُوجا کی تردید میں سوامی جی کا خاص مقصد

۵۱۵ - سوامی جی نے ویدوں کی تفسیر سے توحید کو برآمد کر کے مورتی پُوجا کی مذمت کی ہے، اُس میں بھی سیاسی مقصد غالب اور نمایاں تھا [دیکھو دفعہ ۱۹۶] ستیارتھ پرکاش میں سوامی جی نے بُت پرستوں کے لیے بُت پرستی کا پھل یہ بتایا ہے کہ آزادی اور دولت کا آرام

اُن کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے [دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۵۰ ص ۴۱۹ ، اور اِس کتاب کی دفعہ ۱۹۵]

سوشل خرابیوں کی اصلاح

۴۱۶ - بعض خراب رسمیں جو ہندوؤں میں رائج ہیں ، مثلاً برہمچریہ پر عمل نہ کرنا ، اور بچپن میں اولاد کی شادی کر دینا وغیرہ ، یہ بھی آریہ سماجیوں کے چکرورتی راج حاصل کرنے میں رکاوٹ پیدا کرنے والی تھیں ، اِس لیے سوامی جی نے اُن کی بھی مذمّت کی ، اور سنسکرت کی تعلیم اور بعض دوسری اصلاحوں کی ترغیب بھی اِسی لیے دی کہ آریوں کے "سروبھومک راجیہ" کیلئے رستہ صاف ہو جائے ،

سوامی جی کے اصلی عقائد

۴۱۷ - المختصر ! سوامی جی کے واقعاتِ زندگی سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ وہ دِل سے ویدوں کو الہامی نہیں مانتے تھے ، اور پرسنل گاڈ [PERSONAL GOD] کا اعتقاد بھی نہیں رکھتے تھے ، یعنی جس خدا کو اہلِ مذہب عموماً مانتے ہیں اُس کی ہستی کے قائل نہیں تھے ، بلکہ اُس خدا کو مانتے تھے جسکو "تھیوسافیکل سوسائٹی" [THEOSOPHICAL SOCIETY.] مانتی ہے [دیکھو آٹھواں باب ، دفعات ۳۴۴ - ۳۶۱]

پنڈت موتی لال نہرو کی ایک سیاسی تقریر کا انتخاب

۴۱۸ - اہلِ دنیا کا سیاسی عقیدہ یہ ہے کہ "مقصد وسیلہ کو حق بجانب قرار دیتا ھے" یعنی جس مقصد کو ہم اچھا سمجھتے ہوں ، اُس کے حاصل کرنے کے لیے جو وسیلہ بھی اختیار کیا جائے ، وہی ٹھیک ہے ، خواہ کیسا ہی غلط کیوں نہ ہو ، مثال کے طور پر پنڈت موتی لال صاحب نہرو کا نام پیش کیا جاتا ہے جو سوراج پارٹی کے بہت بڑے اور مانے ہوئے لیڈر تھے اور جن کا ابھی حال میں انتقال ہوا ہے ، پنڈت صاحب موصوف نے بمقام پونا مسٹر تلک کے بُت کو بے نقاب کرتے وقت اپنی تقریر میں کُھلم کُھلا یہ الفاظ کہے تھے :-

"سیاست کی دیوی نے تلک کو بالکل اپنا ہی بنا لیا تھا ، اور اُس کو یہ گوارا نہ تھا کہ مذہب یا دھرم پرستی کی اُس میں کوئی مداخلت ہو [دیکھو اخبار ٹریبیون (TRIBUNE) مورخہ

[۲۹ر جولائی ۱۹۲۴ء اور انگریزی رسالہ سائنس گراؤنڈڈ ریلیجن "SCIENCE GROUNDED RELIGION" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۴ء]

تقریر مذکور کا دوسرا انتخاب

۴۱۹ - آگے چل کر پنڈت موتی لال صاحب نہرو نے یہ بھی کہا:-

"لوگ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے [یعنی مسٹر تلک نے] مذہب کو سیاست سے بالکل علیحدہ رکھا ہے، اور فرقہ رومن کیتھولک کے اُس اجتہاد [یعنی سیاسی خیالات] کی تائید کی ہے جس کی رُو سے کھلم کھلا اس مسئلہ کی تعلیم دیجاتی تھی [END JUSTIFIES THE MEANS.] یعنی مقصد وسیلہ کو حق بجانب قرار دیتا ہے" [دیکھو حوالہ سابقہ]

اُسی تقریر کا تیسرا انتخاب

۴۲۰ - اُنہوں نے اُسی تقریر میں اس پالیسی کی تعریف اِن لفظوں میں بیان کی ہے:-

"مگر بڑے آدمیوں کا طریقہ خاص اور سب سے الگ ہوتا ہے جس پر شاید چھوٹے آدمی اعتراض کریں مگر اس سے اُن کی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی" [دیکھو حوالہ سابقہ]

اِس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ دو رُخی چال بزرگی کی علامت ہے! یعنی جہاں مذہب کے نام سے کام بنتا نظر آئے وہاں مذہب کو آگے رکھ لیا جائے اور جہاں سیاسی تدبیر سے کام چلتا نظر آئے، وہاں اُس سے کام لیا جائے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

۴۲۱ - اِس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے شخصوں کو صحیح معنوں میں مذہبی معلم کہہ سکتے ہیں جو لوگوں کو ایسے مذہبی اُصول کی تعلیم دیں جن کو وہ خود نہ مانتے ہوں؟ اِس کا جواب صرف نفی میں ہو سکتا ہے، مگر آریہ سماجی ایسے لوگوں کو "مہاتما" اور "جگت گرو" وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں!!! اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین داری کا صحیح خیال ابھی اُن کے دل میں پیدا نہیں ہوا، اور اُنہوں نے مذہب کا اصل مقصد نہیں سمجھا۔

سوامی جی شنکر آچاریہ کا نمونہ تھے

۴۲۲ - باوا چھجو سنگھ صاحب سوامی جی کے علم و کمال کے متعلق لکھتے ہیں:-

"وہ زمانۂ قدیم کے عالم شنکر آچاریہ کا پورا نمونہ اور ایسے ہی بزرگ اور بلند مرتبہ تھے"۔

[سوامی جی کی انگریزی سوانح عمری مرتبہ باوا چھجو سنگھ حصہ دوم ص ۲۲۵]

یہ ایسا معیار ہے جس سے سوامی جی کی خصلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اب ہم کو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ خود سوامی جی شنکر آچاریہ کو کیسا سمجھتے تھے؟ سوامی جی کا خیال یہ تھا کہ "شنکر آچاریہ ایک خود غرض عالم تھے۔ اور اپنے دھرم اور ایمان کے برخلاف مذہبی معاملات میں دو رُخی پالیسی سے کام لیا کرتے تھے"!! سوامی جی نے بھی اس پالیسی کو بُرا نہیں بتایا، بلکہ اُسکی تائید اور تعریف کی ہے!!! اس کے متعلق ستیارتھ پرکاش کے دو حوالے پیش کیے جاتے ہیں۔

سوامی جی شنکر آچاریہ کو خود غرض اور ریاکار سمجھتے تھے

۴۲۳ - ہندی ستیارتھ پرکاش، باب ۱۱، طبع پنجم، ص ۳۱۵ میں سوامی جی نے لکھا ہے:-

"अनुमान है कि शंकराचार्य आदि ने तो जैनियों के मत के खण्डन करने ही के लिये यह मत (वेदान्त मत) स्वीकार किया हो क्योंकि देश काल के अनुकूल अपने पक्ष को सिद्ध करने के लिये बहुत से स्वार्थी विद्वान अपने आत्मा के ज्ञान से विरुद्ध भी कर लेते हैं।"	"انومان ہے کہ شنکرا چاریہ آدی نے تو جینیوں کے مت کے کھنڈن کرنے ہی کے لیے یہ مت [ویدانت مت] سویکار کیا ہو، کیونکہ دیش کال کے اُنوکول اپنے پکش کو سِدھ کرنے کے لیے بہت سے سوارتھی وِدوان اپنے آتما کے گیان سے وِرُدھ بھی کر لیتے ہیں۔"

اُردو ترجمہ:- اغلب ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے تو جینیوں کے

مت کی تردید کرنے ہی کے لیے یہ اعتقاد اختیار کیا ہو، کیونکہ ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے بہت سے خودغرض عالم اپنے آتما کے علم کے خلاف بھی کر لیتے ہیں۔"

[دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ باب ۱۱ دفعہ ۲۲ ص ۳۹۳ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء، اور اس کتاب کی دفعہ ۲۶۰]

سوامی جی شنکر آچاریہ کی کیوں تعریف کرتے ہیں

۴۲۴ - اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوامی جی کو شنکر آچاریہ پر یہ بدگمانی تھی کہ وہ اپنا مطلب نکالنے کے لیے اپنے دلی عقائد اور دھرم کے برخلاف عمل کرتے تھے، مگر باوجود اِس کے اُنھوں نے شنکر آچاریہ کے اِس عمل کو پسند کیا ہے، سوامی جی کے الفاظ یہ ہیں :-

"اب اِس میں وِچارنا چاہیئے کہ جو جیو برہم کے ایکتا، اور جگت متھیا شنکر آچاریہ کا نج مت تھا تو وہ اچھا مت نہیں اور جو جینیوں کے کھنڈن کے لیے اُس مت کا سوئیکار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے [ص ۳۰۶]	"अब इस में विचारना चाहिए कि जो जीव ब्रह्म के एकता, और जगत मिथ्या शंकराचार्य का निज मत था तो वह अच्छा मत नहीं और जो जैनियों के खंडन के लिए उस मत का स्वीकार किया हो तो कुछ अच्छा है" (पृष्ठ ३०६)

اُردو ترجمہ :- "اب اسمیں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو (روح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دُنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لیے اِس اعتقاد کو اختیار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے۔"

[ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، باب ۱۱، دفعہ ۲۱ ص ۳۸۵ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء]

سوامی جی کی ان تحریروں پر ایک نظر

۴۲۵ - ان دونوں تحریروں سے جو اوپر نقل کیگئیں سوامی کا عقیدہ صاف ظاہر ہے یعنی اگر کوئی شخص بحث یا تقریر میں مخالف کو زک دینے کے لیے اپنے دھرم اور ایمان کے برخلاف کسی جھوٹے عقیدہ کو مان لے اور اسکو اپنی تصنیفات میں بھی درج کر دے [جیساکہ سوامی جی کا گمان ہے کہ شنکر آچاریہ وغیرہ نے کیا تھا] تو یہ کوئی بری بات نہیں بلکہ اچھی بات ہے۔ ایک پابند مذہب جو مذہب کو صحیح طور پر سمجھتا ہو ایسا نہیں کہہ سکتا، اور کسی عقیدہ کو غلط سمجھنے کے باوجود اپنی تصنیفات میں درج کرکے بندگان خدا کی دائمی گمراہی کا سامان مہیا کر دینا ایک دیندار آدمی کا کام نہیں ہوسکتا، مگر جو لوگ پالیسی کو مذہب پر مقدم رکھتے ہیں اور مذہب کا صحیح مقصد نہیں سمجھتے انکی زبان اور قلم سے ایسی باتوں کا نکلنا تعجب کی بات نہیں

ایک مذہبی معلم کی شان کیسی ہونی چاہیئے؟

۴۲۶ - جو شخص دوسرے لوگوں کو ایسے عقیدہ کی تعلیم دے جسکو وہ خود غلط سمجھتا ہو وہ مذہبی اعتبار سے قابل تعریف نہیں سمجھا جاسکتا، اہل دنیا ایسی کارروائیوں کی کیسی ہی قدر کریں مگر دین و مذہب کبھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا اور نہ ایسے لوگوں کو "مذہبی معلم" یا "پیشوائے دین" کہہ سکتے ہیں، اور کامل اخلاقی نمونہ" کہنا تو بڑی بات ہے، المختصر مذہبی معلم وہی کہلاسکتا ہے جو اپنے اصول و عقائد پر ایمان رکھتا ہو اور انکو سچا سمجھ کر لوگوں کو انکی تعلیم دیتا ہو۔

سوامی جی کی پالیسی کے متعلق انکے چیلوں کے خیالات اور ایک مضمون کا انتخاب

۴۲۷ - یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اکثر تعلیم یافتہ ہندو سوامی جی کو "بڑا گرو" "آچاریہ" "مہاتما" "مہرشی" اور "مذہبی معلم" وغیرہ ناموں سے کیوں یاد کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوامی جی کے چیلے دو قسم کے ہیں **ایک** وہ جو انکی پالیسی سے بالکل ناواقف ہیں **دوسرے** وہ جنکو اس پالیسی کا کسیقدر علم ہے مگر وہ اسکو "دیش انتی" کیلئے ضروری سمجھتے ہیں اور اگر کوئی مذہبی معلم اس پالیسی پر کاربند ہو تو اسکو بھی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں، تعلیم یافتہ ہندوؤں میں ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جو اس قسم کی پالیسی کو برا نہیں جانتے بلکہ ضروری اور مفید سمجھتے ہیں، اور اسی درجہ سے سوامی جی کو مذہبی معلم کہتے ہیں، لاہور کے ایک انگریزی اخبار آریہ پترکا کے ۹ نومبر سنہ ۱۹۱۲ء کے پرچہ یعنی رشی نمبر میں ایک مضمون چھپا تھا جسکا عنوان تھا "سوامی دیانند سرسوتی کی قدر دانی" اس مضمون میں سوامی جی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے :-

"انہوں نے [یعنی سوامی جی نے] ہندوستان کے قانون بنانے والوں کی پیروی کرکے اس بات کی کوشش کی کہ تمام اصلاحوں کی بنیاد مذہب پر قائم کی جائے ...... اسی مذہبی بنیاد پر سوامی جی زمانہ آئندہ کی قومی عمارت قائم کرنی چاہتے تھے جسکو انہوں نے ایسی کتاب یعنی وید میں تلاش کیا جسکا کروڑوں

آدمی یادب کرتے نہیں اور نہایت سخت محنت سے موجودہ نظام کو نئے سلانچے میں ڈھالنا شروع کردیا" [دیکھو اخبار مذکور ص ۵۰]

مضمون مذکور کا مزید انتخاب

۴۲۸ - اسی مضمون میں سوامی جی کی بابت یہ بھی لکھا تھا :-

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنے کام کو مفید سمجھ کر اپنا مطلب نکالنے کی غرض سے [ویدوں سے] نئے معنی پیدا کرکے اپنی بےنظیر لیاقت سے فائدہ اُٹھایا" اور یہ بھی کہتے ہیں کہ "**مقصد وسیلہ کو حق بجانب قرار دیتا ہے**" اگر یہ بات مان لیجائے..... تو بھی ہم تسلیم کرسکتے ہیں کہ سوامی جی جس مقصد کو عزیز رکھتے تھے، اُس سے بہتر کوئی دوسرا مقصد ہو نہیں سکتا تھا" [دیکھو اخبار مذکور ص ۴۹-۵۰]

اس مضمون پر ایک نظر

۴۲۹ - فاضل مضمون نگار اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنا سیاسی مقصد پورا کرنے کی غرض سے ویدمنتروں کے اصل مطلب کو بدل کر اپنے مطلب کے موافق نئے معنی پیدا کرلیے ہیں، مگر اس قسم کی کارروائی کو قابل اعتراض قرار دینے کے لیے اُن کے پاس کوئی لفظ موجود نہیں ہے! اُنھوں نے تو صاف صاف کہدیا کہ سوامی جی جس مقصد کو عزیز رکھتے تھے اُس سے بہتر کوئی دوسرا مقصد ہو نہیں سکتا" اور اس پالیسی کو اسی بنا پر اچھا بتایا جاتا ہے کہ "مقصد وسیلہ کو حق بجانب قرار دیتا ہے" یہ بات قابل غور ہے کہ جو لوگ **عام تحریروں** میں اس قسم کی پالیسی کی تعریف کرتے ہیں وہ دل میں اُسکی کیا کچھ قدر نہ کرتے ہوں گے! اسی پالیسی کی محبت کا نتیجہ ہے کہ اب وہ کھلم کھلا کہنے لگے ہیں کہ ہم آریہ سماج کے مذہبی اُصولوں کو نہیں مانتے ہیں مگر "**دیش اُنتی**" کی خاطر اسمیں شامل ہوگئے ہیں! قصہ مختصر یہ حضرات ایسی "پالیسی" یا "**مصلحت پسندی**" یا "**حکمت عملی**" کو اپنی **قوم** کے حق میں نہایت مفید اور نام نہاد "**ملکی ترقی**" کے لیے نہایت ضروری سمجھتے ہیں اور اسی لیے اُسکی قدر کرتے ہیں۔

آریہ سماج کی مذہبی حالت کی بابت تین شہادتیں

۴۳۰ - جو کچھ اوپر بیان کیا گیا وہ خیالی یا فرضی بات نہیں بلکہ امر واقعہ ہے جو سوامی شردھانند جیسے بڑے مہاتما اور مشہور آریہ لیڈر کی شہادت سے ثابت ہے یہ سوامی جی بڑے تعلیم یافتہ اور گریجویٹ تھے، اوّل اوّل جالندھر میں وکالت کیا کرتے تھے اور لالہ منشی رام وکیل کے نام سے مشہور تھے پھر یکایک سنیاسی بن کر "سوامی" ہوگئے، انہی لالہ جی یا مہاتما جی یا سوامی جی یا وکیل صاحب نے ۱۸۹۱ء میں اپنے اُردو اخبار "ست دھرم پرچارک" میں اپنا ایک مضمون شائع کیا تھا جو ۲۹ مارچ ۱۸۹۱ء کو لاہور کے اخبار "دھرم جیون" میں بھی نقل ہوا تھا، اس مضمون میں اُنھوں نے چند باتیں نہایت معنی خیز لکھی ہیں جو نیچے درج کی جاتی ہیں، صاحب موصوف کے اصل اُردو الفاظ یہ ہیں :-

پہلی شہادت سوامی شردھانند کا بیان

"ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنے والوں سے واقف ہیں جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ ویدوں پر بیوقوف وشواس کرتے ہیں ایشور دو والوں [عالموں]

کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے، ایشور کا ماننا سرو ساد ھارن [عوام الناس] کے لیے اچھا ہے لیکن ہم آریہ سماج کو کام کرنے والی سوسائٹی سمجھکر سبھا سد [ممبر] ہوئے ہیں .... ہمارے تعلیم یافتہ ممبر کہا کرتے ہیں کہ سپنسر اور برٹیدلا کی زبان جاننے والے خدا کو مان نہیں سکتے"۔

اس عبارت سے یہ بھید کھل گیا کہ مذہبی عقائد میں دو رُخی چال چلنا تعلیم یافتہ آریوں کا شیوہ ہے! اور یہ ایسی سچی بات ہے جس کا آریوں کو بھی اقرار ہے، اور جس پر کُل آریوں کے مانے ہوئے لیڈر شردھانند جیسے مہاتما کی مہر تصدیق ثبت ہے، اِسی طرح آریہ سماج کے بڑے بڑے ممبر اخلاقی بُرائیوں اور گناہوں کی بھی حمایت کرتے ہیں، اور اُن کو "دلیش اُنّتی" کے لیے ضرری اور مفید سمجھتے ہیں۔

دوسری شہادت
ایک گریجویٹ کا بیان

۴۳۱ - اِسی بارہ میں ایک آریہ سماجی گریجویٹ نے اپنے رسالہ اندر میں یہ لکھا تھا :-

"پاپ سے آدمی اِس قدر ہلاک نہیں ہوتے جس قدر نیکی سے ہلاک ہوتے ہیں" [اندر بابت ماہ مئی ۱۹۰۹ء ص ۲۸۶]

دوسرے لفظوں میں اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ گناہ، نیکی سے زیادہ مفید ہے!!

تیسری شہادت
ایک اور گریجویٹ کا بیان

۴۳۲ - ایک اور گریجویٹ نے جو برسوں آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز رہ چکے تھے بہت سے آدمیوں کی موجودگی میں جن کے نام ماہ اگست ۱۹۰۹ء کے رسالہ پتندر میں چھپ چکے ہیں کھلم کھلا یہ بیان کیا تھا کہ "آریہ سماج کی حمایت کے لیے نہ صرف جھوٹ بلکہ چوری بھی جائز اور درست ہے"۔ کیا یہ الفاظ ایسے لوگوں کی زبان سے نکل سکتے ہیں جو کسی دین ومذہب کے پابند ہوں؟ کبھی نہیں۔ مگر یہ اُسی پالیسی کے نتائج ہیں جس کی گھٹی بقول پنڈت پرمانند صاحب بی۔اے، آریہ سماج کو پلائی گئی ہے [دیکھو دفعہ ۳۲۱]

بانی دیوسماج کا خیال

۴۳۳ - اِس پالیسی کے متعلق بانی دیوسماج کا یہ خیال درست ہے کہ جس حب الوطنی کی بنیاد جھوٹ، بے انصافی، اور دیگر اخلاقی اصول کی مخالفت پر رکھی جاتی ہے وہ انسان کی روح کو پست اور ذلیل کرتی ہے، اور جس ملک اور جس قوم نے بھی اُس پالیسی کو اختیار کیا ہے وہ اُس ملک اور اُس قوم کے لیے آخر کار نہایت خطرناک ثابت ہوئی ہے۔

سچی اور جھوٹی حب الوطنی

۴۳۴ - لاہور کے اخبار "جیون تتو" مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۳ء میں

[قومیت، سوراج اور ہندوستان میں برٹش طرح" کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل [مقالہ افتتاحیہ] چھپا تھا جسمیں بانی دیوسماج کے حسب ذیل قابل قدر خیالات شائع ہوئے تھے۔

"اے لوگو! تم اُن سچے قوانین قدرت سے ناواقف اور بے خبر ہو جو روحانی عمارت کے نظم و نسق، نشو ونما، اور زوال و فنا سے تعلق رکھتے ہیں، اگر حقیقی روشنی تمہارے اندر پہنچ جاتی، اور تمہاری روحانی تاریکی دُور ہو جاتی، تو تم اپنی روحوں کے اعلیٰ نشو ونما یعنی ترقی کو اور اُن کے تنزل کو سمجھ سکتے، اور اُس وقت تم کو صاف صاف نظر آجاتا کہ جس طرح اپنے لیے یا اپنے خاندان کے لیے دغابازی، فریب، جھوٹ، چوری، ڈکیتی اور قتل عمد وغیرہ گناہوں اور جرائم کے ذریعہ سے روپیہ کمانا رُوح کو ذلیل اور رذیل بنا دیتا ہے، اور وہ ذلیل اور رذیل روح قدرت کے اٹل قانون کے بموجب خود اپنے لیے اور دوسروں کے لیے مضر ثابت ہوتی ہے، بالکل اسی طرح جب کوئی شخص اپنے مذہبی فرقہ یا ذات یا نسل یا قوم یا مُلک کے لیے راج یا سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے اُن گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ اپنے اخلاق کو ذلیل کرتا ہے اور دوسروں کے اخلاق کو بھی بہت نقصان پہنچاتا ہے، یہ ادنیٰ قسم کی حُبُّ الوطنی جو قدرت کے روحانی اور اخلاقی قوانین کے برخلاف ہے، نوعِ انسان کے لیے سب سے زیادہ مضر اور خوفناک ہے، اور اُس کی اصلی ترقی اور بہبودی کی راہوں کو بند کر دیتی ہے۔"[۵۱]

[۵۱] قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام نے ہر معاملہ میں عدل و اعتدال، صداقت و دیانت، اور تقویٰ و طہارت وغیرہ افعال نیک پر بہت زور دیا ہے، اور ظلم و ستم، ناراستی، بد دیانتی، بے دینی، اور ریاکاری وغیرہ اوصاف کی [جن کا انجام قوموں اور ملکوں کی تباہی اور بربادی ہے] کیا کچھ مذمت کی ہے، اور پیغمبر اسلام [صلعم] اور بزرگان دین کے اقوال اور افعال سے نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاقی نمونے دنیا کے سامنے پیش کیے جا سکتے ہیں، قصہ مختصر! اسلام دنیا کو جن اخلاقی تمدنی، اور سیاسی اُصول کی تعلیم دیتا ہے، وہ مادہ پرست اہل سیاست کے اُصول اور عمل کے بالکل برخلاف ہیں +

۳- خاتمہ

آریہ سماجی تحریک کے اثرات

۴۳۵ - اِس کتاب میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں، اُن کے مطالعہ سے ہم اِس **نتیجہ** پر پہنچتے ہیں کہ آریہ سماجی تحریک نے مذہب کے نام سے جس "**پالیسی**"، "**مصلحت پسندی**" یا "**حکمتِ عملی**" کی تعلیم دی ہے اُس سے ملک کو بہت روحانی نقصان پہنچا ہے، اور اگر یہ خیالات اِسی طرح پھیلتے چلے گئے، اور وراثتہً آئندہ نسلوں تک پہنچتے رہے تو نہ صرف اہلِ ہند کی بلکہ تمام بنی نوع انسان کی **اخلاقی حالت** روز بروز پست ہوتی چلی جائے گی۔

حقیقی ترقی کی بنیاد

۴۳۶ - اِس کتاب کی تالیف واشاعت کا اصل مقصد صرف **راستبازی کی حمایت** ہے، تاکہ لوگ حق اور باطل میں، راستی اور ناراستی میں، صحیح اور غلط میں تمیز کر سکیں، اور موجودہ اور آئندہ نسلیں کجروی چھوڑ کر **صراطِ مستقیم** اختیار کر سکیں، اور جس قدر یہ مقصد حاصل ہوگا اُسی قدر مؤلف کی محنت، راستبازی کی حمایت میں کامیاب اور نتیجہ خیز سمجھی جائیگی، کیونکہ راستبازی ہی قوم کی **حقیقی ترقی** کا باعث ہوتی ہے +

پانی پت　　۸ ذیحجہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۳۲ء　　**خاکسار مؤلف**

ضمیمجات

—— ٠ ——

کتاب

سوامي دیانند اور ان کی تعلیم

ضمیمہ نمبر ۱ — اعلان کانپور

(نقل مطابق اصل اُس سنسکرت اعلان کی جو سوامی دیا نند سرسوتی نے جولائی سنہ ۱۸۶۹ع میں کانپور سے شائع کیا تھا)

श्रीरस्तु ॥ ऋग्वेदः १ यजुर्वेद २ सामवेदः ३ अथर्ववेदः ४ एतेषु चतुर्षु वेदेषु कर्म्मोपासना ज्ञान काण्डाना निश्चयोस्ति ॥ तत्र संध्या वंदनादि रश्व मेधान्तः कर्मकाण्डो वेदितव्यः यमादिः समाध्यन्त उपासना काण्डश्च वोधव्यः ॥ निष्कर्मादिः पर ब्रह्म साक्षात्कारान्तो ज्ञातव्यः ॥ आयुर्वेदः ५ तत्रचिकित्सा विद्यास्ति ॥ तत्र चर्क सुश्रुतौ द्वौ ग्रन्थौ सत्यौ विज्ञातव्यौ ॥ धनुर्वेदः ६ तत्र शस्त्रास्त्रविद्यास्ति ॥ गांधर्ववेदः ७ तत्रगान विद्यास्ति अर्थवेदः ८ तत्र शिल्प विद्यास्ति ॥ एते चत्वारो वेदानामुपवेदा यथा संख्यं वेदितव्यः ॥ शिक्षावेदस्था ९ तत्रवर्णोच्चारण विधिरस्ति ॥ कल्पः १० तत्रवेद मन्त्राणामनुष्ठान विधिरस्ति ॥ व्याकरणम ११ तत्रशव्दार्थसम्वन्धानां निश्चियोस्ति तत्र द्वौ ग्रन्थौचष्टाध्यायी व्याकर्ण महाभाष्याख्यौ सत्यौ वेदितव्यौ नैरुक्तम १२ तत्रवेद मन्त्राणां निरुक्तयः संति ॥ छन्दः १३ तत्र गायत्र्यादि छन्दसां लक्षणानिसंति ॥ ज्योतिषम १४ तत्रभूतभविष्यद्वर्तमानानां ज्ञानमस्ति ॥ तत्रैका भृगुसंहिता सत्यावेदितव्या ॥ एतानिषट् वेदाङ्गानि वेदितव्यानि ॥ इमाश्चतुर्दश विद्याश्च ॥ ईश केन कठ प्रश्न मुण्ड माण्डूक्य

तैतर्य्यैतरी छान्दोग्य वृहदारण्यक श्वेताश्वतर्कैवल्योप निषदो द्वादश १५ अत्र ब्रह्म विद्यैवास्ति ॥ शारीरक सूत्राणि १६ तत्रोपनिषन्मन्त्राणां व्याख्यानमस्ति ॥ कात्यायनादीनि सूत्राणि १७ तत्र निषेकादि स्मसानान्तानां संस्काराणां व्याख्यान मस्ति ॥ योग भाष्यम १८ तत्रोपाशनाया ज्ञानस्य च साधनानि संति ॥ वाकोवाक्य मेकोग्रन्थः १९ तत्रवेदानुकूला तर्कविद्यास्ति ॥ मनुस्मृतिः २० तत्रवर्णाश्रम धर्म्माणां व्याख्यान मस्ति ॥ वर्णसंकर धर्म्माणाञ्च महाभारतम २१ तत्र शिष्टानां जनानां लक्षणानि संति ॥ दुष्टानां जनानाञ्च एतान्येक विंशतिः शास्त्राणि सत्यानि वेदितव्यानि ॥ एतेष्वेकविंशतौ शास्त्रेष्वपिव्याकरणं वेद शिष्टाचार विरुद्धम यद्वचनं तदप्यसत् एतेभ्यः एकविंशति शास्त्रेभ्यो येभिन्नाः ग्रन्थाः संति ते सर्वे गप्पाष्टकाख्या वेदितव्याः गप्प मिथ्यापरिभाषणे ॥ तस्मात् पः प्रत्ययः ॥ गपयते यत्तद् गप्पम् ॥ अष्टौ गप्पानि यत्रास्युर्गप्पाष्टकं तद्विदुर्बुधाः अष्टौ सत्यानि यत्रैव तत्सत्याष्टक मुच्यते कान्यष्टौ गप्पानीत्यत्राह मनुष्य कृताः सर्वे ब्रह्मवैवर्त पुराणादयाग्रन्थाः प्रथमं गप्पम १ पाषाणादि पूजनं देवबुद्ध्या द्वितीयं गप्पम् २ शैव शाक्तवैष्णव गाणपत्यादयः संप्रदाया स्तृतीयंगप्पम् ३ तंत्र ग्रन्थोक्तोवाममार्गश्चतुर्थं गप्पम् ४ भंगादिनशाकरणं पंचमं गप्पम् ५ परस्त्री गमनंषष्ठं गप्पम ६ चौरीतिसप्तमं

गण्पम् ७ कपटछलाभिमानानृत भाषणमष्टमं गण्पम् ८ एतान्यष्टौ गण्पानित्यक्तव्यानि ॥ कान्यष्टौ सत्यानीत्यत्राह ॥ ऋग्वेदादीन्येक विंशति शास्त्राणि परमेश्वर रचितानि प्रथमंसत्यम् १॥ ब्रह्मचर्याश्रमेण गुरुसेवा स्वधर्मानुष्ठानपूर्वकं वेदानां पठनं द्वितीयं सत्यम २॥ वेदोक्तवर्णाश्रमस्वधर्म संध्यावंन्दनाग्निहोत्राद्यनुष्ठानं तृतीयं सत्यम ३॥ यथोक्त-दारगाधिगमनं पंचमहायज्ञानुष्ठानमृतुकाल स्वदारोपगमन श्रौतस्मार्ताचाराद्यनुष्ठानं चतुर्थं सत्यम् ४॥ समदम-तपश्चरण यमादि समाध्यन्तोपासना सत्संग पूर्वक वानप्रस्था-श्रमानुष्ठानं पंचमं सत्यम् ॥५॥ विचार विवेक वैराग्य पराविद्याभ्यास संन्यास ग्रहण पूर्वकं सर्वकर्म फलत्यागा-द्यनुष्ठानं षष्ठ सत्यम ६॥ ज्ञान विज्ञानाभ्यां सर्वानर्थ जन्म मरण हर्षशोक काम क्रोध लोभ मोह संगदोष त्यागानुष्ठानं सप्तमं सत्यम् ॥७॥ अविद्यास्मिता रागद्वेषाभिनिवेश तमो-रजः सत्व सर्वक्लेशनिवृतिः पंच महा भूतातीत मोक्षस्वरूप स्वराज्य प्राप्तिः अष्टमं सत्यम् ॥८॥ एतान्यष्टौ सत्यानि-गृहीतव्यानि इति ॥

दयानन्द सरस्वत्याख्येनदेम्पत्रंरचितम्
तदेतत्सज्जनैर्वेदितव्यम् ॥
शोलेतूर में छपा ॥

| "بانی آریہ سماج کی تنقیدی سوانح عمری" - بزبان انگریزی
صفحات ۳۰۳ – ۳۰۵ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۲۵ء]

ضمیمہ نمبر ۲ - کتاب کے ماخذ

اس کتاب اور اسکے مقدمہ اور ضمیمجات کے پانچ ماخذ ہیں (۱) سوامی جی کی خود نوشت سوانح عمری (۲) سوامی جی کی سوانحعمریاں جو دیگر مصنفین نے لکھی ہیں (۳) سوامی جی کی تصنیفات اور اُن کے تراجم (۴) دیگر مصنفین کی تصنیفات (۵) اخبارات و رسائل، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

۱- سوامی جی کی خود نوشت سوانحعمری

(۱) انگریزی اڈیشن - سوامی جی نے خود اپنے حالات ہندی میں لکھ کر کرنیل الکاٹ صاحب کو دیے تھے اور کرنیل صاحب نے اُنکا انگریزی ترجمہ اپنے رسالہ تھیاسوفسٹ میں ۱۸۸۰ء میں شائع کیا تھا جسکو باوا چھجو سنگھ صاحب نے سوامی جی کی انگریزی سوانحعمری میں نقل کیا ہے۔

(۲) اُردو اڈیشن (ا) اسی انگریزی اڈیشن کا اُردو ترجمہ لالہ دلپت رائے صاحب ودیارتھی ایم۔اے ساکن جگراؤں نے بصورت کتاب اُردو میں شائع کیا تھا (ب) دوسرا اُردو ترجمہ پنڈت لیکھرام صاحب اور لالہ آتما رام صاحب نے سوامی جی کے جیون چرتر میں بطور حصّہ اوّل درج کیا ہے جس کی ترتیب میں سوامی جی کے ہندی مسودہ اور اس لکچر کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے جو اُنہوں نے اپنی سوانح عمری کے متعلق پونا میں دیا تھا۔

۲- سوامی جی کی سوانح عمریاں دیگر مصنفین کی لکھی ہوئی

(۱) سوامی جی کا جیون چرتر - یہ سوامی جی کی نہایت مبسوط اور ضخیم سوانحعمری ہے، جو بڑی تقطیع کے تقریباً ایک ہزار صفحات پر ختم ہوئی ہے، یہ وہی کتاب ہے جس کے لیے فراہمی مواد اور تحقیق واقعات کی غرض سے پنڈت لیکھرام صاحب نے سالہا سال تک تمام ہندوستان کا سفر کیا، اور اُنہوں نے اور لالہ آتما رام صاحب نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اُسے مرتب کیا، اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی سرپرستی میں چھپوا کر ۱۸۹۷ء میں شائع کیا۔

(۲) سوامی جی کی انگریزی سوانحعمری [لائف اینڈ ٹیچنگز آف سوامی دیانند سرسوتی] جسکو باوا چھجو سنگھ صاحب آریہ نے بزبانِ انگریزی مرتب کیا، اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی سرپرستی میں چھپوا کر ۱۹۰۳ء میں شائع کیا۔

(۳) دیانند چرت حصۂ اول و دوم۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۰ء، یہ کتاب رفاہِ عام سٹیم پریس میں چھپی ہے، مؤلف کا نام معلوم نہیں۔

(۴) بانیٔ آریہ سماج کی تنقیدی سوانحعمری [اے ٹروایند کریٹیکل بیوگریفی آف دی فاؤنڈر آف دی آریہ سماج] مطبوعہ ۱۹۲۵ء، یہ کتاب انگریزی میں ہے اور اس کے مؤلف کا نام بھی معلوم نہیں ہوسکا، اس سوانحعمری کی ترتیب بہت عمدہ اور موزوں ہے، اِس کتاب میں اُسی ترتیب کو قائم رکھ کر سوامی جی کے حالات اور اُن کی تعلیم کے متعلق جو مواد جمع کیا گیا تھا مناسب مواقع پر درج کردیا گیا، اور اُردو، ہندی، انگریزی اور سنسکرت کی جو کتابیں مؤلف کے کتب خانہ میں موجود ہیں، یا جن کے اقتباسات حاصل کرلیے گئے تھے اُن کی عبارات بعد مقابلہ مع حوالجات درجِ کتاب کی گئیں، اور اِس سوانح عمری کے جو مضامین ضروری اور قابلِ اخذ خیال کئے گئے اخذ کیے گئے، اور جو غیر ضروری اور قابلِ ترک سمجھے گئے ترک کئے گئے، یہ تالیف ایک حد تک اِس کتاب پر مبنی یا بالفاظِ دیگر اُس کا اڈیپٹیشن یعنی انتخاب ہے، جس پر اکثر جدید مضامین و مطالب اور توضیحات و تشریحات و حواشی وغیرہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۳۔ سوامی جی کی تصنیفات اور اُن کے تراجم

(۱) ستیارتھ پرکاش [ہندی] طبع اول مطبوعہ ۱۸۷۵ء کا مستند اُردو اڈیشن مطبوعہ سیوک سٹیم پریس لاہور ۱۹۱۲ء، جس میں مسٹر دھرم پال بی۔اے نے تمام کتاب کی ہندی اور سنسکرت عبارتوں کو بخطِ اُردو لفظ بلفظ درج کیا ہے۔

(۲) ستیارتھ پرکاش [ہندی] طبع دوم مطبوعہ ۱۸۸۴ء [جو سوامی جی کے اِنتقال کے بعد چھپی تھی] اور اُس کے بعد کے اڈیشن۔

(۳) ستیارتھ پرکاش کا مستند اُردو ترجمہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء شائع کردہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب۔

(۴) ستیارتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ از ماسٹر درگا پرشاد

(۵) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا [سنسکرت و ہندی] مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۶۰ بکرمی

(۶) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کا اُردو ترجمہ [تمہید تفسیر وید] از لالہ نہال سنگھ آریہ، مطبوعہ

مطبع ودّیا درپن میرٹھ ۱۸۹۸ء

(۷) یجروید بھاشیہ [سنسکرت وہندی] جس میں سوامی جی نے یجروید کے منتروں کی تفسیر سنسکرت اور ہندی دونوں زبانوں میں کی ہے، جو چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے مطبوعہ سمت ۱۹۲۵ بکرمی

(۸) یجروید بھاشا بھاشیہ [ہندی] یہ کتاب دو جلدوں میں ہے جسمیں سوامی جی کی صرف ہندی تفسیر چھاپی گئی ہے، مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۱ بکرمی

(۹) یجروید کا اُردو ترجمہ۔ یہ ترجمہ جو تین حصوں میں چھپا ہے سوامی جی کے بھاشیہ کا ہندی آمیز اُردو ترجمہ ہے، حصہ اول وحصہ سوم رام پریس شہر میرٹھ میں، اور حصہ دوم ودّیا ساگر پریس بروٹھا ضلع علیگڈھ میں چھپا تھا۔

(۱۰) یجروید کا اُردو ترجمہ، یہ بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے جسکو مسٹر دھرم پال بی۔اے نے لاہور سے چھپواکر شائع کیا تھا۔ اس ترجمہ کی بُنیاد بھی سوامی جی کے یجروید بھاشیہ پر رکھی گئی ہے۔

(۱۱) یجروید کا ترجمہ مع تفسیر بزبانِ انگریزی۔ از مسٹر گرفتھ ایم۔اے۔سابق پرنسپل بنارس کالج جو ۱۸۹۹ء میں بنارس میں چھپا تھا، یہ ترجمہ سناتن دھرمی نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے۔

(۱۲) آریہ بھِونے [سنسکرت وہندی] پاکٹ اڈیشن، مطبوعہ ویدک ینترالیہ اجمیر سمت ۱۹۷۵ بکرمی مطابق ۱۹۱۸ء، یہ آریوں کی دُعاؤں کی کتاب ہے، جس میں سوامی جی نے وید کے ایک سَو منتر مع تفسیر درج کئے ہیں۔

(۱۳) سنسکار بدھی [ہندی] طبع اول، مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ بکرمی، اس کتاب میں ویدک رسموں کا بیان ہے، یعنی انسان کی پیدائش سے لیکر موت تک جو سولہ [۱۶] سنسکار یعنی رسمیں ادا کی جاتی ہیں اُن کی تفصیل ہے۔

(۱۴) سنسکار بدھی [ہندی] مطبوعہ الہ آباد سمت ۱۹۴۷

——— ❖ ———

۴۔ دیگر مُصنّفین کی تصنیفات

(۱) ایتریہ براہمن۔ یہ رگ وید کی سب سے زیادہ قدیم اور مستند تفسیر سنسکرت زبان میں ہے، جسمیں خاص خاص منتروں کی تشریح اور اُن کے طریقۂ استعمال کے متعلق ہدایات درج کی گئی ہیں، ڈاکٹر مارٹن ہاگ صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی نے ۱۸۶۳ء میں بمبئی سے اِس کتاب کو دو جلدوں میں شائع کیا تھا، جلد اوّل میں اصل کتاب، اور جلد دوم میں اُس کا انگریزی ترجمہ ہے۔

(۲) منوسمرتی [اصل سنسکرت مع ترجمۂ اُردو] از لالہ سوامی دیال، طبع دوم، مطبوعہ نول کشور پریس کانپور ۱۹۰۸ء

(۳) منوسمرتی کا انگریزی ترجمہ۔ از مسٹر جان مرڈک۔ ایل ایل ڈی، طبع اول، مطبوعہ مدراس ۱۸۹۱ء، شائع کردہ کرسچن ورنیکلر سوسائٹی مدراس

(۴) ویدک ہندوازم [بزبانِ انگریزی] طبع دوم، مطبوعہ ۱۸۹۰ء، شائع کردہ کرسچن ورنیکلر سوسائٹی مدراس۔

(۵) دیانند اَن ویلڈ حصہ اول و دوم، مطبوعہ لاہور ۱۸۹۰ء

(۶) دیانندی انٹرپریٹیشن آف دی ورڈ دیوا اِن دی رگوید [سوامی دیانند کی تاویل متعلقہ لفظ "دیو" مندرجہ رگ وید] از ڈاکٹر گرسوولڈ ایم۔ اے، مطبوعہ لدھیانہ ۱۸۹۷ء

(۷) نویدن [ارتھات دیانند مت کا کھنڈن] از راجہ شیو پرشاد سی۔ ایس۔ آئی، مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ۔ اِس رسالہ میں راجہ شیو پرشاد اور سوامی جی کی خط و کتابت اِس مسئلہ کے متعلق ہے کہ آیا براہمن گرنتھ یعنی ویدوں کی قدیم ترین تفاسیر بھی مثل ویدوں کے الہامی ہیں یا نہیں؟

(۸) آدرش ویدک راج۔ از پنڈت رام گوپال شاستری سکرٹری آریہ سوراج سبھا لاہور

(۹) دیانند درشن۔ از مسٹر ستیہ دیو وِدیا النکار جس کا دیباچہ سوامی شردھانند نے لکھا ہے۔

(۱۰) اعجاز التنزیل۔ از خلیفہ سید محمد حسنؒ خاں مرحوم وزیراعظم ریاست پٹیالہ

(۱۱) تحقیق الجہاد - یعنی مولوی چراغ علی مرحوم فنانشل سکرٹری ریاست حیدر آباد دکن کی انگریزی کتاب [اے کریٹیکل ایکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد] کا اُردو ترجمہ، مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور سنہ ۱۹۱۲ء

۵- اخبارات و رسائل

(۱) کتب مذکورہ بالا کے علاوہ مفصلہ ذیل اخبارات و رسائل کے اقتباسات بھی درج کیے گئے ہیں

(۱) آریہ پترکا (۲) آریہ درپن (۳) آریہ سماچار (۴) آریہ گزٹ (۵) آریہ ورت (۶) الفضل (۷) اندر (۸) انڈین سپکٹیٹر (۹) انڈین مرر (۱۰) بندے ماترم (۱۱) پتندر (۱۲) پرتاپ (۱۳) پرکاش (۱۴) ٹریبیون (۱۵) تھیاسوفسٹ (۱۶) جیون تتو (۱۷) دھرم جیون (۱۸) دیش ہتیشی (۱۹) ریویو آف ریلیجز (۲۰) سائنس گراؤنڈ ریلیجن (۲۱) ست دھرم پرچارک (۲۲) شعلۂ طور (۲۳) کانگر ۔

(۲) یہ اقتباسات جو زیادہ تر سوامی جی کی تنقیدی سوانح عمری سے نقل کیے گئے ہیں، اُن کا ترجمہ اِس کتاب میں درج کیا گیا ہے، کیونکہ کل اخبارات و رسائل کے فائل موجود نہیں ہیں اور اِسی وجہ سے اصل عبارات کی بجائے اُن کا حاصل مطلب یا ترجمہ بزبانِ اُردو قلمبند کیا گیا ہے، مگر اِس سے نفسِ مضمون میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اِس کے علاوہ اخبارات وغیرہ کے مضامین محض تائید اور تشریح کے طور پر درج کیے گئے ہیں اور اُن پر اِس کتاب کا دار و مدار نہیں ہے، کیونکہ سوامی جی کے واقعاتِ زندگی تو زیادہ تر اُن کی خود نوشت سوانح عمری اور سوانح عمری مرتبہ پنڈت لیکھرام وغیرہ سے اخذ کیے گئے ہیں، اور اُن کی تعلیم خود اُن کی تصنیفات یعنی ستیارتھ پرکاش - وید بھاشیہ - آریہ بھِوِنے وغیرہ کے اقتباسات پر مبنی ہے، اور یہ کتابیں ہر جگہ بآسانی دستیاب ہو سکتی ہیں اور ناظرین بطورِ خود اُنکا مطالعہ کر سکتے ہیں ۔

ضمیمہ نمبر ۳۔ سرِ دلبراں

مختلف مذاہب کے متعلق سوامی جی کی معترضانہ تحریرات کے دو سو پچاس نمونے

۱۔ سناتن دھرم کے متعلق (از ستیارتھ پرکاش باب ۱۱)[۵]

۱	"یہ بُت پرستی محض پاکھنڈ مت ہے اور جینیوں نے جاری کی ہے" (۴۰۹ : ۳۹)
۲	"جب آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے لوگوں نے پوپ جی کی لیلا سُنی ....." (۴۱۰ : ۳۹)
۳	"بھٹیارے کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کی مانند" (۴۱۹ : ۵۰)
۴	"گھنٹہ کی آواز ٹن ٹن پوں پوں اور شنکھ بجا شور مچا (انکو) انگوٹھا دکھانے لگے" (۴۲۲ : ۵۲)
۵	"یہ سب پوپ مایا (فریب) ہے" (۴۲۴ : ۵۵)
۶	"کسی بھنگڑ آدمی نے گپ ہانکی ہوگی" (۴۲۸ : ۶۱)
۷	"بدری ناراین میں ٹھگ ودّیا والے بہت سے بیٹھے ہیں" (۴۳۲ : ۶۶)
۸	"اور برندرابن جب تھا تب تھا اب تو بیسوا بن کی مانند ......" (۴۳۳ : ۶۷)
۹	"شری مد بھاگوت، شو پران وغیرہ جھوٹی یا پُر از عیب کتابوں پر نہیں صادق آسکتیں" (۴۳۹ : ۷۳)
۱۰	"گیتکی کا درخت اور راکھ کا گولہ کیا تمہارے بابا کے گھر میں سے آگرے" (۴۴۲ : ۷۴)
۱۱	"واہ رے واہ بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ! کیا کہنا! تجھ کو ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں ذرا بھی حیا اور شرم نہ آئی۔ محض اندھا ہی بن گیا" (۴۴۲ : ۷۴)
۱۲	"اندھے پوپ اور بیرونی اندرونی پھوٹی آنکھوں والے اُن کے چیلے" (۴۴۳ : ۷۴)

[۵] یہ تمام حوالے ستیارتھ پرکاش کے مستند اردو ترجمہ [مطبوعہ لاہور ۱۸۹۹ء و شائع کردہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب] سے نقل کیے گئے ہیں۔ ہر حوالہ کے بعد خطوط وحدانی میں پہلا ہندسہ صفحہ کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرا ہندسہ دفعہ کا نمبر بتلاتا ہے، مثلاً (۴۰۹ : ۳۹) کا مطلب ہے صفحہ ۴۰۹ دفعہ ۳۹ (مؤلف)

۱۳	"اِن بھاگوت وغیرہ پرانوں کے بنانے والے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ رحم ہی میں ضائع ہو گئے؟ یا پیدا ہونے کے وقت مر کیوں نہیں گئے؟" (۴۴۳ : ۷۴)
۱۴	"کہو پوپ جی، تم بھاٹ اور خوشامدی گیت گانے والوں سے بھی بڑھ کر گپی (لاف زن) ہو یا نہیں؟" (۴۴۳ : ۷۵)
۱۵	"پوپ جی وہیں سے دھوکھا کھا کر بکے ہوں گے" (۴۴۳ : ۷۵)
۱۶	"بھانگ کے لوٹے چڑھا کر اپنی عمر ..... رائگاں کھودی" (۴۴۴ : ۷۵)
۱۷	"کیا ہی ناممکن کتھا کا گپوڑہ بھنگ کی لہریں اُڑادیا، جس کا کہ کوئی حد وحساب نہیں" (۴۴۴ : ۷۵)
۱۸	"اب جس کو شریمد بھاگوت کہتے ہیں اس کی لیلا سنو" (۴۴۴ : ۷۵)
۱۹	"گپّی کے گھر گپّی آئے بولے گپّی جی" (۴۴۶ : ۷۵)
۲۰	"یہ بھی دوسرے گپوڑے کا بھائی گپوڑہ ہے" (۴۴۶ : ۷۵)
۲۱	"ایسی پاگل پن کی باتیں پاگل کرتے، سُنتے اور مانتے ہیں" (۴۴۷ : ۷۵)
۲۲	"پوپ جی کا گھر بھی دب گیا ہوتا" (۴۴۷ : ۷۵)
۲۳	"اس قسم کی جھوٹی باتوں کا گپوڑہ بھاگوت میں لکھا ہے کہ جس کا کچھ حد وحساب نہیں۔" (۴۴۸ : ۷۵)
۲۴	"اسی طرح دیگر پرانوں کی بھی لیلا سمجھنی چاہیئے" (۴۴۹ : ۷۵)
۲۵	"یہ سب باتیں پوپ لیلا کے گپوڑے ہیں" (۴۵۵ : ۸۰)
۲۶	"پہاڑ جیسے جسم کے بڑے بڑے ہاڈ پوپ جی اپنے گھر کے سوائے کہاں دھریں گے؟" (۴۵۵ : ۸۰)
۲۷	"کیا بڑی عجیب پوپ لیلا ہے؟" (۴۶۱ : ۸۷)
۲۸	"واہ رے آنکھ کے اندھے لوگو!" (۴۶۲ : ۸۷)

۲۹	"تمہارے منہ پر لیپ یا کالا منہ کرنے یا جسم پر لیپ کرنے سے بیکنٹھ سے بھی آگے پہنچ جاتے ہیں یا نہیں ؟" (۹۴ : ۴۷۱)
۳۰	"کیا کبیر صاحب بھنگا تھا یا غنچہ ؟" (۹۷ : ۴۷۴)
۳۱	"اوٹ پٹانگ بھاشہ بنا کر جولاہے وغیرہ نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا .... کچھ جاہل لوگ اُس کے دام میں پھنس گئے" (۹۷ : ۴۷۴)
۳۲	"نانک جی .... چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی قدم رکھوں، لیکن بغیر پڑھے سنسکرت کیسے آسکتی ہے ؟" (۹۷ : ۴۷۵)
۳۳	"ہاں اُن گنواروں کے سامنے .... سنسکرت کے بھی پنڈت بن گئے ہوں گے" (۹۷ : ۴۷۵)
۳۴	"یہ بات اپنی بڑائی، عزت، اور اپنی شہرت کے خواہش کے بغیر کبھی نہ کرتے، اُن کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی" (۹۷ : ۴۷۵)
۳۵	"جب خود پسندی تھی تو عزت اور شہرت کے لیے کچھ دمبھ (مکر) بھی کیا ہوگا" (۹۷ : ۴۷۵)
۳۶	"بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہیں ؟ اس میں اُن کے چیلوں کا قصور ہے" (۹۸ : ۴۷۶)
	[نوٹ۔ نمبر ۳۲ سے ۳۵ تک گرونانک جی کے متعلق اور نمبر ۳۶ سکھوں کے متعلق ہے]
۳۷	"رام چرن ..... یہ گنوار ایک سیدھا سادہ آدمی تھا، وہ کچھ پڑھا نہیں تھا، ورنہ ایسی گپڑ چوتھ کیوں لکھتا" (۱۰۰ : ۴۷۹)
۳۸	"اِن لوگوں نے اپنا پیٹ بھرنے اور دوسروں کی بھی عمر برباد کرنے کے لیے ایک پاکھنڈ کھڑا کیا ہے ...... نام تو رکھا رام سینہی اور کام کرتے ہیں رانڈ سینہی کا" (۱۰۰ : ۴۷۹)
۳۹	"میٹھا میٹھا گڑپ اور کڑوا کڑوا تھو" (۱۰۱ : ۴۸۳)
۴۰	"گوسائیوں کا مت سب متوں سے بڑھ کر اپنی غرض پوری کرنے والا ہے"۔ (۱۰۱ : ۴۸۵)

۴۱	"جھوٹ کا دام بچھا کر..... دام میں پھنسایا" (۴۸۶ : ۱۰۱)
۴۲	"چھی! چھی!! چھی!!! ایسے گولوک سے مرت لوک (یہ دنیا) ہی بیچارہ بھلا ہے" (۴۸۷ : ۱۰۱)
۴۳	"یا گھر کے گھر ہی میں گٹ پٹ کر لیتے ہیں" (۴۸۷ : ۱۰۱)
۴۴	"بھلا یہ گولوک کیا ہوا؟ دہلی کے بادشاہ کی بیویوں کی نوج ہو گئی" (۴۸۷ : ۱۰۱)
۴۵	"واہ رے پوپ جی! اپنی پوتھی میں ناک کاٹنے کٹوانے کا بھی مہورت لکھ دیا" (۴۹۲ : ۱۰۲)
۴۶	"اسیطرح تمام وید کے مخالفین دوسروں کی دولت لوٹنے میں بڑے ہوشیار ہیں" (۴۹۴ : ۱۰۳)
۴۷	"یہ سوامی نارائن مت والے دولت کے لٹیرے مکر و فریب سے کام کرتے ہیں" (۴۹۴ : ۱۰۳)
۴۸	"تمہارا کہنا زہر آلودہ اناج کی مانند قابلِ ترک ہے، لہٰذا تمہاری تصنیف شدہ (کتابیں) "دیاکھیان پستک" کسی شخص کو بھی نہیں ماننی چاہئیں" (۵۰۰ : ۱۰۵)
۴۹	"چلے تو چوبے جی چھبے جی بننے کو، گانٹھ کے دو کھو کر دُبے جی بن گئے" (۵۰۰ : ۱۰۵)
۵۰	"تمہاری بات سوائے پاگل پن کے کچھ نہیں" (۵۰۵ : ۱۰۶) [نوٹ - یہ ویدانتیوں کی نسبت کہا گیا ہے]
۵۱	"جس طرح جھوٹے دکاندار یا بیسوا اور بھڑوا وغیرہ اپنی اپنی چیز کی بڑائی اور دوسرے کی بُرائی کرتے ہیں اُسی طرح کے اِن کو جانو" (۵۰۶ : ۱۰۶)
۵۲	"یہ سب مذاہب جہالت سے پیدا ہوئے اور علم کے خلاف ہیں، جاہل، کمینے اور وحشی لوگوں کو بہکا کر اپنے دام میں پھنسا کر اپنی مطلب براری کرتے ہیں" (۵۰۷ : ۱۰۶)
۵۳	"روٹی کھائیے شکر سے اور دنیا ٹھگیئے مکر سے" (۵۰۸ : ۱۰۶)
۵۴	"جو کچھ ڈھونگ بازی اور فریب کرتا ہے وہی مال پاتا ہے" (۵۰۸ : ۱۰۶)
۵۵	"دیکھو! تمہارے سامنے پاکھنڈ مت بڑھتے جاتے ہیں، عیسائی، مسلمان تک ہوتے جاتے ہیں" (۵۱۴ : ۱۱۲)

[نوٹ:- نمبر ۱ سے نمبر ۵۵ تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کل غیر آریہ سماجی مذاہب اور خصوصاً تمام سناتن دھرمی فرقوں کے متعلق ہے]

ب - جین دھرم کے متعلق (از ستیارتھ پرکاش باب ۱۲)

۱/۵۶	"جو علم سے بے بہرہ جینی ہیں وہ ...... فقط ہٹھ ہی سے بکواس کیا کرتے ہیں" (۵۴۹ : ۳۸)
۲/۵۷	"وہم میں پڑی ہوئی عقل والے جینیوں کے سوائے دوسرا کوئی بھی نہیں مان سکتا" (۵۵۲ : ۵۰)
۳/۵۸	"اُن کے مت میں ایسے ایسے اُستاد اور شاگرد ہیں جن کی بے علمی کی کوئی حد نہیں، اور بھی اُن کا اندھیر سنو" (۵۵۹ : ۶۵)
۴/۵۹	"اور اڑتالیس کوس کی جوں جینیوں کے جسم میں پڑتی ہوگی" (۵۵۹ : ۶۸)
۵/۶۰	"ایسے بچھو اور مکھی انہیں کے گھر میں رہتے ہوں گے" (۵۶۰ : ۶۹)
۶/۶۱	"اگر کہیں ایسے بچھو کسی جینی کو کاٹیں تو اُس کا کیا ہوتا ہوگا" (۵۶۰ : ۶۹)
۷/۶۲	"اگر پڑھے ہوتے تو سراپا ناممکن گپوڑے کیوں مارتے" (۵۶۱ : ۷۱)
۸/۶۳	"یہ سارا ڈھکوسلا جینیوں .... نے بنا رکھا ہے مگر یہ محض جھوٹ ہے" (۵۶۱ : ۷۳)
۹/۶۴	"اسی قسم کی لمبی چوڑی جھوٹی باتیں لکھی ہیں" (۵۶۲ : ۷۴)
۱۰/۶۵	"غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں بھی معیوب ہو گئی ہیں" (۵۶۹ : ۹۲)
۱۱/۶۶	"ہری ہر وغیرہ کا دھرم دنیا میں اودھار (بہبودی) کرنے والا نہیں ہے، کیا یہ تھوڑی مذمت ہے" (۵۶۹ : ۹۳)
۱۲/۶۷	"اور اپنے تیر تھنکروں کی.... تعریف کرنا محض ہٹھ کی بات ہے" (۵۶۹ : ۹۳)
۱۳/۶۸	"اگر وہ سب کی مذمت نہ کرتے تو ایسی جھوٹی باتوں میں کوئی نہ پھنستا اور نہ اُنکا مطلب پورا ہوتا" (۵۶۹ : ۹۳)
۱۴/۶۹	"جینیوں کا مذہب ڈبانے والا اور وید مذہب سب کا اُدھار کرنے والا ہے" (۵۶۹ : ۹۳)
۱۵/۷۰	"اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا اور اپنے ہی دھرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے" (۵۷۰ : ۹۴)
۱۶/۷۱	"کیا سب کی سراسر مذمت اور اپنی بیجا خود ستائی بے تمیز آدمیوں کی باتیں نہیں ہیں؟" (۵۷۱ و ۵۷۲ : ۹۶)
۱۷/۷۲	"یہ بات بیر بیچنے والے کنجڑے کی مانند ہے، جس طرح وہ اپنے کھٹے بیروں کو میٹھا اور دوسرے کے میٹھوں کو کھٹا اور نکما بتلاتے ہیں اسی طرح کی باتیں جینیوں کی ہیں" (۵۷۲ : ۹۷)

۱۸/۷۳	"جینیوں کی مانند سنگدل، گمراہ، کینہ ور، مذمت کرنے والا، اور بھولا ہوا کوئی بھی دوسرے مذہب والا نہ ہوگا" (۵۷۳ : ۹۸)
۱۹/۷۴	"جینیوں کو واجب ہے کہ اپنی جھوٹی اور خلافِ علم باتیں چھوڑ کر ویدوں میں بیان کی ہوئی سچی باتوں کو قبول کریں" (۵۷۳ : ۹۸)
۲۰/۷۵	"کیا جینیوں سے بڑھکر حسد، کینہ اور بغض رکھنے والا کوئی دوسرا ہوگا...... اور کینہ ہی پاپ کی جڑ ہے۔" (۵۷۴ : ۱۰۰)
۲۱/۷۶	"دیا کا کرم دیکھو دوسرے مذہب والوں کا زندہ رہنا بھی نہیں چاہتے" (۵۷۶ : ۱۰۴)
۲۲/۷۷	"اُن کا دیا دھرم محض برائے نام ہے ..... جین مت سے باہر والے اِنسانوں کے لیے نہیں ہے" (۵۷۶ : ۱۰۴)
۲۳/۷۸	"کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں ہے؟" (۵۷۷ : ۱۰۵)
۲۴/۷۹	"یہ لوگ اپنے مذہب کی کتابوں، مقولوں، اور سادھوؤں وغیرہ کی ایسی بڑائیاں مارتے ہیں کہ گویا جینی لوگ بھاٹوں کے بڑے بھائی ہیں" (۵۷۷ : ۱۰۷)
۲۵/۸۰	"یہ جین لوگ حاکموں کے بڑے خوشامدی، جھوٹے اور ڈرپوک ہوتے ہیں" (۵۷۸ : ۱۰۸)
۲۶/۸۱	"اگر کوئی شخص حاسد اور کینہ ور بھی ہوتا ہم جینیوں سے بڑھکر وہ بھی نہ ہوگا" (۵۷۸ : ۱۰۸)
۲۷/۸۲	"اگر جینی لوگ طفلانہ عقل والے نہ ہوتے، تو ایسی باتیں کیوں مان بیٹھتے" (۵۷۸ : ۱۰۹)
۲۸/۸۳	"جس طرح بازاری عورت اپنے سوائے اور کسی کی تعریف نہیں کرتی، اُسی طرح یہ بات بھی دِکھلائی دیتی ہے" (۵۷۸ و ۵۷۹ : ۱۰۹)
۲۹/۸۴	"یہ بات جینیوں کے ہٹھ، تعصب، اور بے علمی کا نتیجہ نہیں ہے تو کیا ہے؟ حالانکہ جینیوں کی سوائے چند باتوں کے باقی سب باتیں ترک کرنے کے قابل ہیں" (۵۷۹ : ۱۱۰)
۳۰/۸۵	"تمہارے بانی مبانی سے لیکر آجتک جسقدر ہو گذرے ہیں یا آگے ہونگے، اُنہوں نے دوسرے مذہب کو گالی دینے کے سوائے اور کچھ بھی نہ کیا اور نہ کریں گے" (۵۸۰ : ۱۱۳)
۳۱/۸۶	"ایسی جھوٹی لمبی چوڑی گپ مارنے سے اُنہیں ذرا بھی شرم نہیں آتی" (۵۸۰ : ۱۱۳)
۳۲/۸۷	"واہ جی واہ! علم کے دشمنوں!" (۵۸۱ : ۱۱۴)

۳۳/۸۸	"تم تو جھوٹی مذمت اور دوسرے مذاہب سے مخالفت اور دشمنی کرنے پر ہی کمر بستہ ہو کر اپنی مطلب براری کرنے میں حلوا کھانے کی برابر (لذت) سمجھتے ہو" (۵۸۱ : ۱۱۴)
۳۴/۸۹	"ایسا بھوندو مذہب کونسا ہوگا؟" (۵۸۱ : ۱۱۵)
۳۵/۹۰	"جیسے جینی لوگ سراپا کینہ سے پُر ہیں دوسرے لوگ ویسے کم ہی ہونگے" (۵۸۳ : ۱۱۸)
۳۶/۹۱	"مورتی پوجا کا جتنا جھگڑا چلا ہے وہ سب جینیوں کے گھر سے نکلا ہے اور پاکھنڈوں کی جڑ یہی جین مذہب ہے" (۵۸۴ : ۱۱۹)
۳۷/۹۲	"تنتر، پوران، اور بھاٹوں کی باتوں کو بھی مات کر دیا" (۵۸۷ : ۱۲۵)
۳۸/۹۳	"ڈھونڈیوں میں سے تیرہ پنتھی وغیرہ ڈھونگی (بناوٹی فرقے) نکلے ہیں" (۵۹۵ : ۱۴۷)
۳۹/۹۴	"بند جائے ضرور زیادہ بدبودار، اور کھلا ہوا کم بدبودار ہوتا ہے" (۵۹۷ : ۱۵۰)
	[نوٹ یہ اُن جینیوں کی نسبت فرمایا ہے جو اپنے منہ پر پٹی باندھتے ہیں]
۴۰/۹۵	"جس طرح بدبو کے قرب کی وجہ سے چانڈالوں کی عقل صاف نہیں ہوتی، اسیطرح تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی عقل بھی نہیں بڑھتی" (۵۹۷ : ۱۵۰)
۴۱/۹۶	"تم ہی خصوصاً پاپ کے ذمہ دار ہو، اور جو تمہارا اُپدیش مان کر ایسی باتیں کرتے ہیں وہ بھی پاپی ہیں" (۶۰۱ : ۱۵۶)
۴۲/۹۷	"تم سخت بے علمی میں پڑے ہو یا نہیں" (۶۰۱ : ۱۵۶)
۴۳/۹۸	"جب تمہارے چیلے اوٹ پٹانگ باتوں کو سچا ثابت نہیں کر سکتے تو تمہارے تیرتھنکر بھی صحیح ثابت نہیں کر سکتے" (۶۰۳ : ۱۵۸)
۴۴/۹۹	"انہیں جینیوں کے گپوڑے لیکر جو پورانکوں نے ......" (۶۰۴ : ۱۵۹)
۴۵/۱۰۰	"جین لوگ بنے ہیں اس لیے راجہ سے ڈر کر یہ بات لکھدی ہوگی" (۶۰۵ و ۶۰۶ : ۱۶۰)
۴۶/۱۰۱	"جینیوں کی تھوڑی سی باتیں چھوڑ کر اُن کے ہاں باقی سب جھوٹ ہی جھوٹ بھرا ہے" (۶۰۶ : ۱۶۱)
۴۷/۱۰۲	"یہ صرف بے علموں کے پھنسانے کے لیے محض بناوٹی دھوکے کی ٹٹی ہے" (۶۰۹ : ۱۶۴)
۴۸/۱۰۳	"ایسی باتیں سب جھوٹ ہوا کرتی ہیں" (۶۱۰ : ۱۶۵)
۴۹/۱۰۴	"یہ بات محض جھوٹ ہے" (۶۱۱ : ۱۶۷)
۵۰/۱۰۵	"اُن کی ایسی ایسی بہت سی باتیں گول مال ہیں، کہاں تک لکھیں، لیکن پانی چھان کر پینا چھوٹے

چھوٹے جانوروں پر برائے نام رحم کرنا، انکو کھانا نہ کھانا یہ تین باتیں اچھی ہیں" (۶۱۲ : ۱۷۰)

ج - دین عیسوی کے متعلق (از ستیارتھ پرکاش باب ۱۳)

۱/۱۰۶	"انسان دغاباز اور مکار ہوتا ہے تو خدا ویسا کیوں نہیں ہوا؟" (۶۲۰ : ۷)
۲/۱۰۷	"یہ لعنت خدا پر ہونی چاہیئے تھی" (۶۲۰ : ۷)
۳/۱۰۸	"یہ سب باتیں جاہلوں کی ہیں" (۶۲۲ : ۱۰)
۴/۱۰۹	"اُن جنگلی آدمیوں کی یہ تصنیف ہے خدا کی نہیں" (۶۲۲ : ۱۲)
۵/۱۱۰	"عیسائیوں کا خدا پورا عالم اور یوگی بھی نہیں تھا" (۶۲۲ : ۱۲)
۶/۱۱۱	"کیا عیسائیوں کا خدا انسان کی طرح کم عقل نہیں ہے؟" (۶۲۳ : ۱۴)
۷/۱۱۲	"اُسنے (یعنی خدا نے) یہ بڑا گناہ کیا، کیا یہ شیطان کے کام سے بھی بڑا کام نہیں ہے؟" (۶۲۴ : ۱۶)
۸/۱۱۳	"جاہل مطلق کے سوائے ایسی باتیں کون کرسکتا ہے" (۶۲۴ : ۱۶)
۹/۱۱۴	"اب یہ بھی تماشا بائبل کے خدا کا دیکھیے" (۶۲۶ : ۲۲)
۱۰/۱۱۵	"اِس کتاب میں چند ایک سچی باتوں کے سوائے باقی تمام خرافات بھرا ہوا ہے" (۶۲۷ : ۲۵)
۱۱/۱۱۶	"ایسی باتیں خدا یا خدا کی کتاب کی کبھی نہیں ہوسکتیں بلکہ جنگلی آدمیوں کی ہیں" (۶۲۹ : ۲۸)
۱۲/۱۱۷	"کس جھوٹ اور مکر و فریب کی برکت سے اولیا اور پیغمبر بن جاتے ہیں" (۶۳۰ : ۳۰)
۱۳/۱۱۸	"واہ جی واہ! کیا کہنا؟ عیسائی لوگو! سب سے بڑے بُت پرست تو تم ہی ہو" (۶۳۰ : ۳۱)
۱۴/۱۱۹	"واہ عیسائیوں کے خدا تو تو عجیب اکڑ ہے ..... یہ تمام باتیں اندھا دھند ہیں" (۶۳۰ : ۳۲)
۱۵/۱۲۰	"عیسائیوں کا خدا بھی پتھر ہی کو معبود مانتا ہے" (۶۳۰ : ۳۳)
۱۶/۱۲۱	"اب دیکھیے! عیسائیوں کے اعلیٰ ہادی مذہب موسیٰ کی خصلتیں اُس کا چال چلن، غصہ وغیرہ بد صفات سے پُر ہے، وہ انسان کی جان کُشی کرنے والا، اور چور کی مانند بدکار سزا سے گریز کرنیوالا تھا، اور جب بات کو چھپاتا تھا تو دروغگو بھی ضرور ہوگا" (۶۳۲ : ۳۷)
۱۷/۱۲۲	"عیسائیوں کے تمام ہادیان مذہب موسیٰ سے لیکر اخیر تک سب جنگلی حالت میں تھے، تعلیم یافتہ بالکل نہ تھے" (۶۳۲ : ۳۷)
۱۸/۱۲۳	عیسائیوں کا خدا ...... بیل، گائے وغیرہ جانوروں کے لہو گوشت کا بھوکا پیاسا ہے یا نہیں؟ البتہ وہ ایک گوشت خور شریر آدمی کی مانند ہے" (۶۳۵ : ۴۷)

نمبر	حوالہ
۱۹/۱۲۴	"بھلا یہ قصاب کے گھر سے کچھ کم لیلا ہے، اِس لیے نہ بائیبل خدا کی کتاب اور نہ وہ وحشی آدمی کی مانند بھروپیا خدا ہو سکتا ہے" (۶۳۶ : ۴۸)
۲۰/۱۲۵	"اے عیسائیو سنو! ابتو اِس وحشیانہ مذہب کو چھوڑ کر شائستہ اور دھرم سے بھرپور ویدمت کو قبول کرو، تاکہ تمہاری بہتری ہو" (۶۳۶ : ۵۰)
۲۱/۱۲۶	"خدا اور اُسکے پجاریوں کی پوپ لیلا اِس سے ہزار گنا بڑھ کر [ثابت ہوئی]" (۶۳۷ : ۵۲)
۲۲/۱۲۷	"یہ صرف فرضی گپوڑے ہانکے ہوئے ہیں" (۶۳۸ : ۵۳)
۲۳/۱۲۸	"موسیٰ زناکار تھا" (۶۳۸ : ۵۴)
۲۴/۱۲۹	خدا کی طاقت بھی نہ معلوم کہ کہاں کافور ہو گئی؟ (۶۳۹ : ۵۶)
۲۵/۱۳۰	"یہ تو عیسائیوں کے خدا نے اپنی ہجو اور بے عزتی کرائی، ایسی ہی بیہودہ کہانیاں اِس کتاب میں ہزاروں بھری پڑی ہیں" (۶۳۹ : ۵۶)
۲۶/۱۳۱	"دیکھیے اسرائیل کے عیسائیوں کے خدا کا تماشہ" (۶۳۹ : ۵۷)
۲۷/۱۳۲	"سادہ لوح آدمیوں کو دام توہمات میں پھنسانے کے لیے یہ باتیں ہیں" (۶۴۳ : ۶۳)
۲۸/۱۳۳	"اُس وقت لوگ جنگلی اور کنگال تھے اور عیسیٰ بھی ویسا ہی تھا" (۶۴۳ : ۶۵)
۲۹/۱۳۴	"یہ سب باتیں سادہ لوح آدمیوں کو پھنسانے کی ہیں" (۶۴۴ : ۶۸)
۳۰/۱۳۵	"کیا یہ آجکل کے جھوٹے کراماتیوں اور شعبدہ بازوں وغیرہ کیطرح فریب کی بات نہیں ہے" (۶۴۶ : ۷۲)
۳۱/۱۳۶	"یہ ناممکن باتیں یسوع کی جہالت پر دلالت کرتی ہیں، اگر اُسے کچھ بھی تمیز ہوتی تو ایسی لچر پوچ وحشیانہ باتیں کیوں کہتا؟" (۶۴۷ : ۷۴)
۳۲/۱۳۷	"ایسے ہی وحشی اور جاہلوں کے مُلک میں عیسیٰ کا ہونا بھی غنیمت تھا، لیکن آجکل یسوع کِس گنتی میں ہے" (۶۴۷ : ۷۴)
۳۳/۱۳۸	"اگر یسوع آپ خود علم سے خارج اور بچوں کی عقل والا نہ ہوتا......" (۶۴۸ : ۷۵)
۳۴/۱۳۹	"دیکھیے یسوع کی اندرونی لیلا" (۶۴۸ : ۷۷)
۳۵/۱۴۰	"عیسیٰ غصہ ور تھا..... اور اُس کی جنگلی آدمیوں کی سی خصلت تھی" (۶۴۹ : ۷۸)
۳۶/۱۴۱	"عیسائی لوگ اب بھی...... اِس ردی مذہب سے کنارہ کش ہو کر مکمل سچائی سے بھرے ہوئے وید مارگ کی طرف رجوع نہیں ہوتے" (۶۵۰ : ۷۹)

۳۷/۱۴۲	"وہ صرف معمولی سیدھا سادہ بےعلم آدمی تھا نہ کہ عالم یوگی اور سدھ (صفاتِ قدرت)" (۶۵۱ : ۸۴)
۳۸/۱۴۳	"عیسیٰ اُس زمانہ کے جنگلی لوگوں میں کچھ چالاک تھا" (۶۵۴ : ۸۷)
۳۹/۱۴۴	"دراصل یوسف بڑھئی تھا اس لیے عیسیٰ بھی بڑھئی تھا، کئی ایک برس تک بڑھئی کا کام کرتا رہا، بعدہ پیغمبر بنتا بنتا خدا کا بیٹا ہی بن بیٹھا، اور ایسا ہی جنگلی لوگ اُسے ماننے لگ گئے تب ہی تو بڑی کاریگری ظاہر کی، کاٹنا کوٹنا پھوڑنا پھاڑنا بڑھئی کا ہی کام ہوتا ہے" (۶۵۵ : ۸۹)
۴۰/۱۴۵	"عیسیٰ میں علمیت اور کرامات کچھ بھی نہ تھی" (۶۵۵ : ۹۱)
۴۱/۱۴۶	"بتائیے عیسیٰ کی یہ باتیں کیا پوپ لیلا سے کم ہیں، اگر ایسا دام نہ بچھاتا تو اُس کے مذہب میں کون پھنستا؟" (۶۵۶ : ۹۴)
۴۲/۱۴۷	"جسکی دل کی آنکھیں پھوٹ گئی ہوں وہ عیسیٰ کو مردونکے زندہ کرنیوالا مان لے" (۶۵۷ : ۹۵)
۴۳/۱۴۸	"دیکھئے تو یہ پرانوں سے بھی بڑھ کر لغویات ہیں یا نہیں" (۶۵۹ : ۱۰۱)
۴۴/۱۴۹	"ایسی اوٹ پٹانگ باتیں گھڑلیں .... یوحنا وغیرہ سب جنگلی آدمی تھے" (۶۵۹ : ۱۰۳)
۴۵/۱۵۰	"کیا بیراگیوں کے مندر سے عیسائیوں کا بہشت کم ہے؟" (۶۶۰ : ۱۰۶)
۴۶/۱۵۱	"قیامت کی لیلا محض بازیچۂ طفلانہ ہے" (۶۶۰ : ۱۰۷)
۴۷/۱۵۲	"ایسی باتیں جاہلوں کے ملک میں چل سکتی ہیں آریہ ورت میں نہیں" (۶۶۱ : ۱۰۸)
۴۸/۱۵۳	"جیسی لیلا ٹن ٹن پوپوں کی یہاں ہوتی ہے ویسی ہی عیسائیوں کے بہشت میں بھی ہوتی ہوگی .... سچ تو یہ ہے کہ یہ سب باتیں آدمیوں کو دام میں لانے کے لیے ہیں" (۶۶۲ : ۱۱۲)
۴۹/۱۵۴	"دیکھئے لمبے چوڑے گپوڑے" (۶۶۲ : ۱۱۳)
۵۰/۱۵۵	"پھر کون ایسا بےعقل آدمی ہے کہ وید مت کو چھوڑ کر کے عیسائی مت کو قبول کرے" (۶۶۳ : ۱۱۵)
۵۱/۱۵۶	"نہیں کیا؟ خواہ عیسائیوں کا خدا جھوٹا ہو، خواہ عیسائی" (۶۶۴ : ۱۱۹)
۵۲/۱۵۷	"بتائیے اِنکے گپوڑے پرانوں سے بھی بڑھکر ہیں یا نہیں؟..... یہ سب باتیں لغو ہیں" (۶۶۵ : ۱۲۰)
۵۳/۱۵۸	"یہ گپوڑہ پرانوں کے گپوڑوں کا بڑا بھائی ہے" (۶۶۷ : ۱۲۷)
۵۴/۱۵۹	"اِن کی بائبل میں لاکھوں باتیں قابل تردید ہیں" (۶۶۸ : ۱۳۰)
۵۵/۱۶۰	"چند ایک باتونکے سوائے باقی سب جھوٹی باتیں بھری پڑی ہیں، اور جھوٹ کی آمیزش سے سچائی بھی پاکیزہ نہیں رہتی اسی لیے بائبل قابل تسلیم نہیں ہوسکتی، البتہ سچائی تو ویدوں کے قبول کرنیسے حاصل ہوتی ہے" (۶۶۸ : ۱۳۰)

د- اسلام کے متعلق (از ستیارتھ پرکاش باب ۱۴)

۱/۱۶۱ — "کیا اپنے ہی منہ سے اپنی کتاب کی تعریف کرنا خدا کے دمبھ کی بات نہیں؟" (۶۷۳ : ۵)

۲/۱۶۲ — "مسلمانوں کا بہشت گوکلیے گسائیوں کے گولوک اور مندر کی طرح معلوم ہوتا ہے" (۶۷۵ : ۹)

۳/۱۶۳ — "تو خدا بھی عورتوں میں غلطاں ہے" (۶۷۵ : ۹)

۴/۱۶۴ — "جنگلی لوگوں میں کوئی کیسا ہی پاکھنڈ چلا لیوے چل سکتا ہے، شائستہ آدمیوں میں نہیں" (۶۷۵ : ۱۰)

۵/۱۶۵ — "ایک کافر شیطان نے خدا کے بھی چھکے چھڑا دیے" (۶۷۶ : ۱۱)

۶/۱۶۶ — "خدا نے یہ باتیں شیطان سے سیکھی ہونگی اور شیطان نے خدا سے" (۶۷۶ : ۱۱)

۷/۱۶۷ — "اُس کا کہنا جھوٹا ہوا، یا اُس نے دھوکھا دیا" (۶۷۷ : ۱۴)

۸/۱۶۸ — "قرآن یہ بات سچی نہیں ہے" (۶۷۸ : ۱۶)

۹/۱۶۹ — "یہ تو بیوقوفی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے" (۶۷۸ : ۱۷)

۱۰/۱۷۰ — "یہ تحریر (کسی) عالم کی نہیں" (۶۷۹ : ۱۸)

۱۱/۱۷۱ — "معجزہ کی باتیں سب فضول ہیں اور سادہ لوح آدمیونکے بہکانیکے واسطے گھڑی گئی ہیں" (۶۷۹ : ۱۹)

۱۲/۱۷۲ — "تو خدا بڑا گڑبڑ مچانے والا ہے" (۶۸۰ : ۲۴)

۱۳/۱۷۳ — "لوٹ مار کرنے سے عیش و عشرت حاصل ہوگی، بعد ازاں گل چھرے اڑائیں گے، اپنی مطلب براری کے لیے اس قسم کی الٹی باتیں گھڑی ہیں" (۶۸۳ : ۳۱)

۱۴/۱۷۴ — "یہ تو صرف خود غرض لاعلم آدمی ہے" (۶۸۵ : ۳۵)

۱۵/۱۷۵ — "واہ وا دیکھو جی مسلمانوں کا خدا شعبدہ بازوں کی طرح کھیل رہا ہے" (۶۸۷ : ۴۳)

۱۶/۱۷۶ — "بھلا یہ بہشت ہے یا طوائف خانہ؟ اسکو خدا کہنا یا ستریں (عورتوں کا دلدادہ)؟" (۶۸۸ : ۴۶)

۱۷/۱۷۷ — "مسلمانوں کا خدا بھی بے انصاف اور بے سمجھ ہے" (۶۸۸ : ۴۶)

۱۸/۱۷۸ — "یہ قرآن اور قرآن کا خدا، اور مسلمان لوگ محض تعصب جہالت سے پر ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں" (۶۸۹ : ۴۸)

۱۹/۱۷۹ — "اور دیکھیے محمد صاحب کی لیلا ..... محمد صاحب کی نیت صاف نہیں تھی، اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد صاحب نے اپنی مطلب براری کے لیے قرآن بنایا ہے" (۶۸۹ : ۴۸)

نمبر	عبارت
۲۰/۱۸۰	"جب عیسائی اور مسلمانوں کا مذہب چلا تھا اُسوقت اُن ملکوں میں جنگلی اور جاہل آدمی زیادہ تھے اسی واسطے ایسے خلاف از علم مذہب چل گئے، اب عالم و فاضل زیادہ ہیں اسی وجہ سے (ایسا مذہب اب) نہیں چل سکتا بلکہ جو جو ایسے ردّی مذہب ہیں وے معدوم ہوتے جاتے ہیں، ان کی ترقی پانے کی تو بات ہی کیا ہے" (۶۸۹، ۶۹۰ : ۴۹)
۲۱/۱۸۱	"یہ قرآن کا خدا اور پیغمبر دونوں لڑائی باز تھے" (۶۹۱ : ۵۴)
۲۲/۱۸۲	"دیکھو خدا پیغمبر کے ساتھ کیسا پھنسا ہے" (۶۹۱ : ۵۵)
۲۳/۱۸۳	"خدا بڑا شیطان اور وہ چھوٹا شیطان ہے" (۶۹۲ : ۵۷)
۲۴/۱۸۴	"ایسی تعلیم کنوئیں میں ڈالنی چاہیئے" (۶۹۲ : ۵۸)
۲۵/۱۸۵	"ایسی کتاب، ایسے پیغمبر ایسے خدا، اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں، ان کا نہ ہونا اچھا ہے" (۶۹۲ : ۵۸)
۲۶/۱۸۶	"ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہ کر وید و کت احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے، کیونکہ ان میں جھوٹ ذرہ بھی نہیں ہے" (۶۹۲ : ۵۸)
۲۷/۱۸۷	"وہ [آنحضرتؐ سے مراد ہے، مولف] اپنی مطلب براری اور دوسروں کے کام بگاڑنے میں کامل اُستاد تھے، اسیوجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ جھوٹ کے ماننے اور جھوٹ پر چلنے والے ہونگے" (۶۹۳ : ۵۹)
۲۸/۱۸۸	"مسلمانوں کا خدا بھی شیطان کا کام کرتا ہے" (۶۹۵ : ۶۵)
۲۹/۱۸۹	"کیا تمہارا خدا بہرا ہے جو پکارے سے سنتا ہے" (۶۹۶ : ۷۰)
۳۰/۱۹۰	"ایسی جھوٹی باتوں کو خدا اور محمد صاحب بھی مانتے تھے" (۶۹۷ : ۷۲)
۳۱/۱۹۱	"دیکھئے جیسا کہ کوئی پاکھنڈی کسی کو ڈرائے" (۶۹۷ : ۷۳)
۳۲/۱۹۲	"ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں" (۶۹۸ : ۷۵)
۳۳/۱۹۳	"جو لوٹ مچاویں، ڈاکو کے کام کریں کراویں وہ خدا، پیغمبر اور ایماندار کہلاویں" (۶۹۸ : ۷۶)
۳۴/۱۹۴	"اس سے بڑھکر اور کیا بری بات ہوسکتی ہے کہ تعصب کو چھوڑ سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے" (۶۹۸ : ۷۶)
۳۵/۱۹۵	"کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے؟ یہ سب فریب قرآن کے مصنف کا ہے" (۶۹۸ : ۷۷)
۳۶/۱۹۶	"اس قسم کی تعلیم جاہل اور ادھرمیوں کی ہوسکتی ہے" (۶۹۹ : ۷۸)

۷۴/۲۳۴ "قرآن اور قرآن کا خدا اور انکو ماننے والے گناہ بڑھانیوالے اور گناہ کرانیوالے ہیں" (۷۲۵ : ۱۳۵)

۷۵/۲۳۵ "واہ جی واہ مسلمانو! ...... اس قسم کی یہ بھی جھوٹ بات ہے" (۷۲۵ : ۱۳۶)

۷۶/۲۳۶ "خدا..... گویا کہ مسلمانوں کا پروہت یعنی قاضی نکاح کرانے والا ہے" (۷۲۷ : ۱۳۹)

۷۷/۲۳۷ "اب دیکھیے مصنف قرآن کی کارسازی" (۷۲۸ : ۱۴۱)

۷۸/۲۳۸ "خدا کیا ہوا محمد صاحب کے گھر کا اندرونی اور بیرونی انتظام کرنیوالا ملازم ٹھیرا" (۷۳۰ : ۱۴۳)

۷۹/۲۳۹ "جو کئی عورتوں سے بھی سیری نہ پاکر کنیزکوں کے ساتھ پھنسے، اُس کے نزدیک شرم، خوف اور دھرم کیونکر ٹھہر سکتا ہے، کسی نے کہا ہے:-

कामातुराणां न भयं न लज्जा।

یعنی جو زانی آدمی ہیں اُن کو گناہ سے ڈر یا شرم نہیں ہوتی" (۷۳۱ : ۱۴۳)

۸۰/۲۴۰ "یہ قرآن عالم یا خدا کا بنایا ہوا ہے یا کسی جاہل خود غرض کا" (۷۳۱ : ۱۴۳)

۸۱/۲۴۱ "خدا کیا ٹھیرا گویا محمد صاحب کے لیے بیویاں لانے والا نائی ٹھیرا" (۷۳۱ : ۱۴۳)

۸۲/۲۴۲ "ایسا اندھیر کسی کی سلطنت میں نہ ہوگا، ایسی ایسی باتوں کو سوائے وحشی لوگوں کے دوسرا کون مانے گا" (۷۳۳ : ۱۴۶)

۸۳/۲۴۳ "یہ بڑی نادانی اور جنگلی پن کی بات ہے" (۷۳۵ : ۱۵۲)

۸۴/۲۴۴ "واہ جی قرآن کے مصنف فلاسفر!" (۷۳۵ : ۱۵۳)

۸۵/۲۴۵ "یہ سب باتیں لڑکوں (کی باتوں) کی مانند ہیں" (۷۳۵ : ۱۵۳)

۸۶/۲۴۶ "خدا بھی علم و دلیل سے خارج لاعلم ہوگا" (۷۳۶ : ۱۵۴)

۸۷/۲۴۷ "واہ! واہ! قرآن کے مصنف!" (۷۳۷ : ۱۵۵)

۸۸/۲۴۸ "مجھ سے پوچھو تو یہ کتاب نہ خدا، نہ عالم کی بنائی ہوئی، اور نہ علم کی ہو سکتی ہے" (۷۳۸ : خاتمہ باب)

۸۹/۲۴۹ "جو کچھ اس میں تھوڑی سی سچائی ہے .... اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہے، اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنا، امن میں خلل ڈال کر فساد مچا، انسانوں میں نااتفاقی پھیلا، باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے" (۷۳۸ : خاتمہ باب)

۹۰/۲۵۰ "اگر تم کو سچا مت قبول کرنے کی خواہش ہو تو ویدک مت کو قبول کرو" (۷۴۰ : خاتمہ باب)

ضمیمہ نمبر ۴ - سوامی جی کی تحریر متعلقہ گوشت خواری

کھیر اور پلاؤ وغیرہ کے فوائد

۱- اِس کتاب کی دفعہ ۲۹۰ و ۲۹۱ میں سوامی جی کی تحریر متعلقہ گوشت خواری کا صرف خلاصہ درج ہوا ہے، کیونکہ اُس وقت تک سنسکار بدھی [طبع اول] کا اصل حوالہ نہیں مل سکا تھا، اب وہ حوالہ مل گیا ہے، لہذا سوامی جی کی اصل عبارت مع توضیح و تشریح اِس ضمیمہ میں درج کی جاتی ہے :-

"جو اچھا کرے کہ میرا پوتر، گورورن والا اُتپن ہوئے، ایک وید کو پڑھے اور پڑھائے سرب آیو ارتھات سَو ورش تک جیوے، سو کھشیر دودھ میں تندل (چاول) پکا کے ارتھات کھیر بنا کے پورودکت گھی یکت اُس کو بنت کھاوے، اوکت سمے میں رتو پردان کریں، تو دونوں پوتر اوتپتی کرنے میں ایشر نام سمرتھ ہووں (۱۳) اور جو اچھے کہ کپل نام پیت کیش ورن پنگل (پیلا) نیتر والا دو ویدوں کو پڑھ کے پڑھانے میں سمرتھ ہوئے سَو ورش جیوے، ایسے پتر کے لیے دہی میں چاول کو پکا کے اِس پورؤکت گھرت یکت کھا کے یتھوکھت کال اور ریتی سے رتو پردان کریں تو یتھوکھت پوتر ہونے کا سنبھو ہے (۱۴) جس کو ایسی اچھا ہووے کہ شیام ورن رکت نیتر تین ویدوں کو پڑھ کے پڑھانے والا سرو آیو یکت پوتر ہوئے وے جل میں اُدھن بھات بنا کے پورودکت گھی یکت کھائے تو یتھوکھت پتر ہونے کا سنبھو ہے (۱۵) جو اچھے کہ میری دوہتا نام پوتری پنڈت اور سَو ورش تک جیونے والی ہووے، وہ تل اور چاول کو جل میں پکا پوردوکت گھی یکت کھائیں تو ویسی پنڈت پوتری ہونے کا سنبھو ہے (۱۶) جو چاہے کہ میرا پوتر پنڈت سدسد ویکی شتروؤں کو جیتنے والا، سوینگ جیتنے میں نہ آنے والا یدھ میں گمن ہرش اور نربھتا کرنے والا، شکست بانی بولنے والا، سب

وید دیدانگ اور ودّیا کا پڑھنے اور پڑھانے والا، تھا سرب آیو کا بھوگنے والا پُتر ہووے، وہ مانس یکت بھات کو پکا کے پوروکت گھرت یکت کھائے تو ویسے پوتر ہونے کا سنبھو ہے" [دیکھو سنسکار ودھی مصنفہ سوامی دیانند طبع اول سمت ۱۹۳۳ ص ۱۱، منقول از رسالہ "سری سوامی دیانند اور مانس" از اودھو پرشاد سکرٹری آریہ سماج گورکھپور، مطبوعہ سمت ۱۹۵۵]

خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورۂ بالا

۲ - اِس عبارت کا خُلاصہ ترجمہ یہ ہے:- "جو شخص یہ چاہے کہ میرا بیٹا ایک وید کا عالم اور دوسروں کو تعلیم دینے والا ہو، اور سَو سال کی پُوری عُمر پائے، وہ کھیر پکا کر اور خاص ترکیب کے ساتھ اُس میں گھی مِلا کر ہمیشہ کھایا کرے (۱۳) جو شخص دو ویدوں کا عالم اور تعلیم دینے والا، اور سَو سال تک زندہ رہنے والا بیٹا پیدا کرنے کا خواہشمند ہو، وہ دہی میں چاول پکا کر بدستور گھی ملا کر کھائے (۱۴) جو ایسے بیٹے کا خواہشمند ہو جو تین ویدوں کا عالم اور تعلیم دینے والا ہو وہ چاولوں کو پانی میں پکا کر (یعنی خشکہ) کھائے اور اُس میں بدستور گھی ملائے (۱۵) جو یہ خواہش کرے کہ اُس کی بیٹی پنڈتانی اور سَو سال تک جینے والی ہو، وہ تِل اور چاول پانی میں پکا کر اور بدستور اُسمیں گھی ملا کر کھائے (۱۶) جو چاہے کہ میرا بیٹا پنڈت، دشمنوں کو مغلوب کرنے والا، اور خود کسی سے مغلوب نہ ہونے والا ہو، وید اور ویدانگ کا پڑھنے اور پڑھانے والا، اور پوری عمر پانے والا ہو وغیرہ وغیرہ، وہ گوشت کے ساتھ چاول کو پکا کر یعنی پلاؤ بدستور گھی ملا کر کھائے"۔

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ گوشت اور خاص کر مرغن پلاؤ کھانے سے جو روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اور کسی غذا سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اِس تحریر کے متعلق پنڈت جگن ناتھ داس صاحب مراد آبادی یہ لکھتے ہیں:-

"یہ عجیب نسخہ ہے، دیانندیوں کو ضرور امتحان کرنا چاہیئے، یہاں یہ نہیں لکھا کہ گوشت کِس جانور کا ہو، وہ ستیارتھ پرکاش مذکورہ [یعنی طبع اول مطبوعہ ۱۸۷۵ء]

سے معلوم کریں" [دیکھو "دیانندی دھرم کا نمونہ" صفحہ ۳ ، سطر ۳ - ۴]

سنسکار بدھی کی عبارت شست پتھ براہمن کا ترجمہ ہے

۳ - کوئی آزاد خیال یہ خیال نہ کریں کہ "یہ سوامی جی کی ذاتی رائے ہے اور اس لیے قابلِ تسلیم نہیں"۔ سوامی جی نے تو شست پتھ براہمن کی عبارت کا لفظ بلفظ ہندی میں ترجمہ کر دیا ہے ، جسکو انہوں نے یجروید کی نہایت ہی قدیم اور مستند تفسیر مانا ہے ، اور شست پتھ براہمن کی اصل عبارت بھی اپنی کتاب میں درج کر دی ہے [دیکھو سنسکار ودھی ، طبع اول ، مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ ص ۱۰]

بکری اور تیتر کے گوشت کے فوائد

۴ - آگے چل کر سوامی جی نے گوسفند اور تیتر کے گوشت کے فوائد بیان کئے ہیں ، اور اسی سنسکار ودھی کے ساتویں سنسکار [یعنی ان پراشن سنسکار] میں "اشولائن گرہ سوتر" کے چند حوالے درج کرنے کے بعد انکا ترجمہ بھی کیا ہے ، جس کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں :- اَجا کے (گوسفند) مانس (گوشت) کا بھوجن کرانا آدی (علاوہ وغیرہ) کی اچھا کرنے والا (۲) تیتھا (اسطرح) ودیا کا منا (علم کی خواہش) کے لیے تیتر کا مانس بھوجن کروائے (کھلانا چاہیے)" [دیکھو حوالہ سابقہ ص ۴۲]

شست پتھ براہمن کے حوالے اصلی ہیں الحاقی نہیں

۵ - اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ گوشت خواری اور پلاؤ کھانے کی بابت شست پتھ براہمن وغیرہ شاستروں کی مذکورہ بالا تعلیم الحاقی ہے ، یعنی مصنف کا قول نہیں بلکہ بعد کی تحریف ہے ، تو اس شبہ کی تردید کے لیے سوامی جی کا یہ نوٹ کافی ہوگا " یہ بات ایک دیشی ہی ہے ، سرب دیشی نہیں"۔ سوامی جی کا مطلب یہ ہے کہ چاروں ویدوں اور تمام شاستروں کا عالم و فاضل اور ہمہ صفت موصوف بیٹیا پیدا کرنے کے لیے شاستروں میں پلاؤ اور گوشت کھانے کی جو ہدایت کی گئی ہے وہ تمام ملکوں کے لیے نہیں بلکہ بعض ملکوں کے لیے مخصوص ہے ، مگر یہ سوامی جی کی ذاتی رائے ہے ، کیونکہ اوّل تو شست پتھ براہمن کی عبارت عام ہے جس میں کسی ملک یا مقام کی تخصیص نہیں ہے ، دوسرے بعض مقامات کو ایک عمدہ ترین غذا یعنی پلاؤ

وغیرہ کی روحانی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دینا اور بعض کو اس سے محروم رکھنا خلافِ انصاف ہے ۔ ہندوستان میں جہاں لاکھوں ہندو گوشت خواری کو بڑا پاپ جانتے ہیں وہاں لاکھوں ایسے بھی ہیں [خصوصاً کشمیری اور بنگالی] جو گوشت کو مفید غذا سمجھ کر استعمال کرتے ہیں، سوامی جی نے کمال دانائی سے گوشت خواری کو شاستروں کے حوالوں سے ثابت بھی کر دیا ، اور ایک نوٹ دیکر ہندوؤں کی دونوں پارٹیوں کی دلجوئی بھی کر دی کہ جو چاہے گوشت کھائے جو چاہے نہ کھائے ، بہرحال اس نوٹ سے یہ بات تو پوری طرح ثابت ہو گئی کہ شت پتھ براہمن وغیرہ میں جو گوشت خواری کی تعلیم موجود ہے وہ اصلی ہے بناوٹی نہیں۔

سنسکار بدھی طبع اوّل کا مستند ہونا

۶ - بعض اوقات یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ سنسکار بدھی طبع اول مطبوعہ سمت ۱۹۳۳ غلط اور غیر معتبر ہے ، مگر یہ عذر بھی قابلِ سماعت نہیں کیونکہ سنسکار بدھی طبع دوم [مطبوعہ سمت ۱۹۴۲] کے دیباچہ میں سوامی جی نے پہلے اڈیشن کو مستند بتایا ہے اور جو تبدیلیاں دوسرے اڈیشن میں کی گئی ہیں اُن کی وجہ بھی بتا دی ہے

قصہ مختصر وید دں اور ویدک گرنتھوں میں گوشت خواری کی نہ صرف اجازت دیگئی ہے بلکہ بعض موقعوں پر اُس کی تاکید کی گئی ہے ، اور سوامی جی نے بھی گوشت خواری کے متعلق ان کتابوں کی عبارتوں کو مستند اور معتبر سمجھ کر سنداً نقل کیا ہے +

٢٠٨

سبحانہ ولہ الحمد

سوامی دیانند اور اُنکی تعلیم

(موسوم باسم تاریخی)

تاریخ اہل زمانہ سنہ ۱۳۵۰

کا

مکمل اور مسلسل خلاصہ

حسب فرمایش

جناب میرزا عابد حسین صاحب رئیس و جنرل سکریٹری

مدرسۃ الواعظین - لکھنؤ

جید برقی پریس بلیماران دہلی طبع شد

سنہ ۱۳۵۰ھ مطابق سنہ ۱۹۳۲ء

خلاصہ کتاب

"سوامی دیانند اور اُن کی تعلیم" کا مکمل اور مسلسل خلاصہ

تمہید۔ سوامی دیانند کی تنقیدی سوانح عمری کی ضرورت۔ دفعات ۱-۶

سوامی جی کی کئی سوانح عمریاں مختلف زبانوں میں آریوں نے لکھی ہیں جن میں اُنہوں نے اپنے اپنے خیالات سوامی جی کی نسبت ظاہر کئے ہیں۔ کوئی ان کو فرشتہ کہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ایسا "محبِ وطن" نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔ کوئی ان کو دنیا جہان کے ریفارمروں، مذہبی پیشواؤں اور پیغمبروں پر فوقیت دیتا ہے۔ کسی کا قول ہے کہ وہ "انسان کامل" اور "اخلاق کا مکمل نمونہ" تھے اور سب لوگوں کو اُنکی پیروی لازم ہے۔

یہ ہے ایک دعوت عام جو آریہ صاحبوں کی طرف سے دنیا کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ لہذا پبلک کو حق حاصل ہے کہ سوامی جی کے نقش قدم پر چلنے سے پہلے اُن کے اصول وعقائد۔ مذہبی خیالات اور اخلاق و اعمال کی پوری طرح تحقیق کرلے۔

اس کتاب میں سوامی جی کے حالات نہایت معتبر ذرائع سے اخذ کرکے درج کئے گئے ہیں اور اس کی بنیاد سچے واقعات اور اُن کے منطقی نتائج پر رکھی گئی ہے جس سے ناظرین کو پوری بصیرت حاصل ہوگی اور زمانہ آیندہ کے مورخین کو کافی مدد ملیگی۔

پہلا باب۔ سوامی جی کا خاندان

دفعات ۱۔ ۲۷

پہلی فصل
دفعات ۱۔ ۱۱

سوامی جی کا نام و نسب اور جائے ولادت پردہ اخفا میں۔ سوامی جی نے اپنا اصلی نام اور اپنے والد کا نام ہمیشہ چھپایا اور مرتے دم تک کسی کو نہ بتایا اور نہ اپنی جائے ولادت کا ٹھیک پتہ دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر میں ایسا کرتا تو (۱) میرے رشتہ دار میرا پیچھا کرتے اور مجھے گھر واپس لے جاتے اور اُن کی خدمت مجھ پر واجب ہو جاتی اور میرے دھرم کے کام میں کھنڈت پڑ جاتی (۲) گھر واپس جا کر دھن کو ہاتھ میں لینا پڑتا اور ایک سنیاسی [تارک الدنیا] کو روپے پیسے سے کیا مطلب؟ مگر یہ عذرات قابل قبول نہیں ہیں۔ اوّل تو سوامی جی گھر سے نکلنے کے وقت بچے نہیں تھے [بلکہ ۲۱ برس کے جوان تھے] اور نہ عمر بھر بچے رہے کہ کوئی اُن کو زبردستی ہاتھ پکڑ کر لے جاتا۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ والدین کی صورت دیکھ کر اور اُن کے پاس رہ کر اُن کی خدمت واجب ہو جائے اور گھر سے نکل جانے کے بعد فرض خدمت ساقط ہو جائے۔ اس کے علاوہ عمر بھر میں لاکھوں روپے سوامی جی کے ہاتھ میں آئے جن کو انہوں نے خوب کھایا کھلایا خرچ کیا اور جمع بھی کیا

دوسری فصل
دفعات ۱۲۔ ۱۶

اپنے خاندان کی بابت سوامی جی کا بیان اور اُس کی تحقیقات۔ سوامی جی نے لکھا ہے کہ ہم اودیچ برہمن ہیں ہمارے گھرانے میں ساہوکاری یعنی لین دین کا پیشہ ہوتا تھا۔ جمعداری [یعنی تحصیلداری] کا عہدہ موروثی تھا اور نسلاً بعد نسلٍ خاندان میں چلا آتا تھا۔ ہم اچھے آسودہ حال تھے

ایک دیو سماجی کارکن نے اس بیان کی چھان بین کا بیڑا اٹھایا اور کمر ہمت باندھ کر گجرات۔ کاٹھیاوار اور بمبئی کا دورہ کرتا ہوا خاص ریاست موروی میں جا پہنچا

جس کو سوامی جی نے اپنا جائے ولادت بتایا ہے۔ اس نے موروی کے تمام بازاروں اور گلی کوچوں میں گشت لگایا۔ بیسیوں بڑے بوڑھوں سے ملکر حالات دریافت کئے۔ ریاست کے قریب کل بڑے بڑے عہدہ داروں سے ملاقات کی گذشتہ نوّ سال کے دفتری کاغذات کی جانچ پڑتال کرائی۔

اس چھان بین کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی اودیچ برہمن ریاست موردی میں جمعداری یعنی تحصیلداری کے عہدے پر کبھی مقرر نہیں ہوا۔ یہ تحقیقات سوامی جی کے اس بیان کے خلاف ہے جو انہوں نے اپنے خاندان کے متعلق لکھا ہے۔ کارکن موصوف نے اسی مضمون کا ایک خط اخبار ٹریبیون لاہور میں اکتوبر ۱۹۰۴ء میں چھپوایا تھا اور جو واقعات اس میں درج کئے گئے تھے ان کی کوئی تردید آج تک نہیں ہوئی۔ بہرحال سوامی جی نے اپنے والد اور اپنے خاندان کی بابت جو حالات لکھے ہیں ان کی کوئی اصلیت نہیں

تیسری فصل
دفعات ۱۷، ۲۰

بعض واقعات جن سے سوامی جی کے خاندان پر روشنی پڑتی ہے

بعض غیر آریہ سماجیوں نے جو تحقیقات کی ہے اس سے سوامی جی کے خاندانی حالات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ پنڈت ناناجی پرشوتم جو ریاست موردی کے سب سے زیادہ واقف کار بزرگ ہیں انہوں نے اننی دیو سماجی کارکن کی درخواست پر اس معاملہ میں پوری پوری چھان بین کی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سوامی جی کے والد اودیچ برہمن تھے مگر انہوں نے ایک کا پڑی عورت کو جس کا خاوند زندہ تھا اپنے گھر میں رکھ لیا تھا۔ کاپڑی لوگ ناچنا گانا سیکھتے ہیں گانے بجانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ اور مندروں میں رتجگا بھی کراتے ہیں۔ ان لوگوں میں نیوگ کی رسم بھی جاری ہے یعنی ایک عورت اپنے خاوند کی زندگی میں اس سے قطع تعلق کئے بغیر دوسرے تیسرے چوتھے پانچویں وغیرہ مرد کے ساتھ رہ سکتی ہے۔

چوتھی فصل
دفعات ۲۱-۲۷

تحقیق شدہ واقعات کے نتائج یہ ہیں

تمام چھان بین سے یہ آٹھ نتائج برآمد ہوتے ہیں (۱) سوامی جی کا اصلی نام مول شنکر تھا۔ (۲) والد کا نام امبا شنکر تھا (۳) امبا شنکر ریاست موروی کے نہ جمعدار تھے نہ تحصیلدار، نہ اعلیٰ عہدہ دار، نہ مہاجن نہ ساہوکار بلکہ ایک غریب کاشتکار تھے (۴) سوامی جی کی جائے ولادت خاص موروی نہیں بلکہ موضع رامپور ہے (۵) رامپور میں شوجی کا مندر ہے جس میں قدیم سے شوراتری کے موقع پر تجگا ہوتا ہے۔ (۶) امبا شنکر جی نے ایک کاپڑی عورت کو جس کا خاوند زندہ تھا اپنے گھر میں رکھ لیا تھا اس لئے وہ ذات برادری سے خارج کر دئے گئے تھے (۷) کاپڑی لوگ نیوگ کے پابند ہیں اور یہ اُن کے گھرانے کی رسم ہے (۸) اس بات کا پتہ نہ مل سکا کہ سوامی جی اپنے والد کی بیاہتا بیوی سے پیدا ہوئے تھے یا اُس داشتہ کاپڑی عورت سے؟ آٹھویں نتیجہ کے سوا باقی نتائج قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہیں۔

دوسرا باب۔ سوامی جی نے گھر چھوڑ کر سنیاس کا لباس کیوں پہنا دفعات ۲۸-۳۶

سوامی جی لکھتے ہیں کہ مجھے اپنی بہن اور چچا کی موت سے ایسا صدمہ پہنچا کہ میرا دل دنیا سے ہٹ گیا اور ویراگ کی دھن لگ گئی۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ موت کی تکلیف سے چھوٹ کر مکتی [نجات] حاصل کرنے کے لئے کوئی تدبیر کرنی چاہئے چنانچہ سمت ۱۹۰۳ بکرمی کی ایک شام کو چھپ کر گھر سے نکل گیا اور دل میں ٹھان لی کہ اب کبھی گھر واپس نہیں آؤں گا مگر تعجب ہے کہ اِدھر سوامی جی کو ترکِ دنیا کی دُھن لگی اور اُدھر اُنہوں نے مالِ دنیا پر قبضہ کیا اور زر و زیور انگوٹھی چیلے کڑے مدرکھی دھوتیاں وغیرہ قیمتی

چیزیں جو اُن کے ہاتھ لگیں لے کر چپ چاپ گھر سے نکل گئے۔

اس کہانی کو زیادہ رنگین اور دلکش بنانے کے لئے آریہ سماجیوں نے سوامی جی کے گھر سے نکل جانے کو مہاتما بدھ کے ترکِ دنیا سے تشبیہ دی ہے مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بدھ ایک راجہ کا بیٹا ہے وہ عیش و آرام۔ سازو سامان۔ مال و دولت۔ جاہ و حشمت اور حکومت و سلطنت سے دست بردار ہوتا ہے اور ایک فقیر تنگ حال کا لباس پہن کر بالکل فقیرانہ زندگی بسر کرنے کی غرض سے اپنا گھر بار چھوڑتا ہے مگر دیانند ایک غریب کاشتکار کے فرزند ہیں اور دھن دولت جو کچھ ہاتھ لگتا ہے اُس پر قبضہ کر کے چپ چاپ گھر سے نکل جاتے ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے سے کیا نسبت؟

اِدھر سوامی جی گھر سے نکلے اُدھر لوگ ان کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے۔ آخر ایک دن چند سپاہیوں سمیت اُن کے پتا امبا شنکر جی نے اُن کو جا پکڑا۔ یہ بات پہلے باب میں ثابت ہو چکی ہے کہ امبا شنکر نہ جمعدار تھے نہ تحصیلدار نہ عہدہ دار بلکہ بیچارے غریب کاشتکار تھے اس لئے وہ سپاہی اُن کی اردلی کے سپاہی تو ہو نہیں سکتے تھے اس لئے ضرور ہے کہ پولیس کے سپاہی ہوں جو غالباً سوامی جی کی شناخت کے لئے اُن کے والد کو ساتھ لائے تھے اور جو مال سوامی لیکر نکلے تھے وہ اس کا پتہ لگانا چاہتے تھے۔

سوامی جی کی گرفتاری کے موقع پر جو واقعات پیش آئے وہ بھی اس خیال کی تائید کرتے ہیں۔ اوّل تو امبا شنکر جی اپنے بیٹے سوامی دیانند کی صورت دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور یہ کہہ کر ڈانٹا کہ "تو نے ہمارے خاندان پر ہمیشہ کے لئے کلنک کا ٹیکہ لگا دیا" اور اُن کو "ماتری گھاتا" یعنی "مادر کش" کے نام سے یاد کیا۔ اس کے سوا سپاہیوں کو دیکھ کر سوامی جی جیسے جوانمرد کو جان کے لالے پڑ گئے اور "خوف کے مارے اُن کا دم نکلا جاتا تھا۔ یہ حالت ایسے ہی شخص کی ہو سکتی ہے جس نے کوئی بڑا قصور کیا ہو۔ چنانچہ

سوامی جی نے اپنے باپ کے سامنے اقرار کیا کہ "پتا جی! میں بد آدمیوں کے بہکانے

کی وجہ سے نکل بھاگا تھا میں تو خود ہی گھر آنے والا تھا۔ اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے وغیرہ وغیرہ۔ اس بیان کا پہلا جملہ تو صحیح معلوم ہوتا ہے مگر پچھلا حصہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ایک بہانہ تھا۔ اُن کا ارادہ ہرگز گھر واپس جانے کا نہ تھا۔ چنانچہ اُسی رات سپاہیوں کے پہرے سے نکل کر ایسے دبے پاؤں گئے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اس لئے یہ خیال بے اصل ہے کہ سوامی جی بچپن ہی سے بڑے گیانی پُرش اور باخدا انسان تھے اور ویراگ کے جوش اور ترک دنیا کے شوق میں دنیا پر لات مار کر گھر سے نکلے تھے۔

اگر سوامی جی کو ویراگ کی دُھن لگی ہوئی ہوتی تو اپنے والد سے صاف صاف کہہ دیتے کہ "پتاجی آپ تو دنیاداری کے خیالات میں پھنسے ہوئے ہیں اور میں اپنی مکتی کی تدبیر میں ہوں میں نے اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے میں کیسے گھر واپس جا سکتا ہوں۔ میری عمر اکیس برس کی ہے اب میں بالکل آزاد ہوں" مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

ان سب باتوں سے یہی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُن سے کوئی ایسا قصور ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اپنے نام ونسب اور خاندان وغیرہ کے حالات عمر بھر چھپایا کئے تاکہ پہچانے اور پکڑے نہ جائیں۔

سوامی جی نے اپنے سنیاس لینے کے دو سبب بیان کئے ہیں۔ اوّل یہ کہ اپنا کھانا آپ پکانے کی تکلیف سے نجات ملے کیونکہ برہمچاری یعنی طالب علم رہنے کی حالت میں اُن کو اپنا کھانا خود پکانا پڑتا تھا۔ دوسرے یہ کہ گرفتاری کے خوف سے چھوٹ جائیں کیونکہ سنیاسی کا پہلا نام بدل جاتا ہے اور نیا نام رکھا جاتا ہے اسی خوف سے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی کو اُن کا پتہ چلے۔ ممکن ہے کہ اس کے سوا کوئی بات اور بھی ہو جس کی وجہ سے اپنے خاندانی حالات وغیرہ کو پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔

تیسرا باب۔ سوامی جی کے سنیاس پر مفصل بحث۔ دفعات ۳۷-۶۷

اس باب میں دس فصلیں ہیں جن کا مختصر سا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

پہلی فصل دفعہ ۳۷ | کیا سوامی جی اپنے مجوزہ معیار کے مطابق سنیاسی تھے ؟

سنیاسی دھرم ترکِ دنیا کی تعلیم دیتا ہے جس کے بغیر کہتے ہیں کہ مکتی نہیں مل سکتی۔ اگرچہ یہ اصول مذہب اور تمدن کی رُو سے صحیح نہیں ہے۔ مگر ہم کو تو یہ دیکھنا ہے کہ سوامی جی خود بھی سنیاسی دھرم کے پابند تھے یا نہیں ؟ اور سنیاسیوں کے جو اوصاف اُنہوں نے گنوائے ہیں وہ اُن کی ذات میں پائے جاتے تھے یا نہیں ؟

دوسری فصل دفعات ۳۸-۴۵ | سنیاس کا مقصد۔ اُس کا مناسب وقت اور شرائط۔ سوامی جی نے سنیاس لینے کے لئے چھ شرطیں لکھی ہیں اور جب تک وہ پوری نہ ہوں کوئی شخص برہمچریہ کی حالت سے سنیاس نہیں لے سکتا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

پہلی شرط اس کو ویراگ حاصل ہو جائے۔ **دوسری شرط** اُس کی تعلیم پوری ہو جائے **تیسری شرط** اس کو اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو جائے۔ **چوتھی شرط** دنیوی لذتوں سے لطف اُٹھانے کی خواہش نہ ہو۔ **پانچویں شرط** دنیا کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہو۔ **چھٹی شرط** پرمیشر کا گیان حاصل کرنا چاہتا ہو۔ مگر سوامی جی نے ان میں سے ایک شرط کو بھی پورا نہیں کیا تھا۔ دیکھئے۔

(۱) ویراگ سوامی جی کو کبھی حاصل ہی نہیں ہوا کیونکہ جب وہ گھر سے نکلے تھے تو دھن دولت اور قیمتی چیزیں جو کچھ اُن کو ملا ساتھ لے گئے۔ مگر ایک بیراگی [تارک الدنیا] کو ایسی چیزوں سے کیا مطلب ؟

(۲) سنیاس لینے کے وقت سوامی جی سنسکرت بھی اچھی طرح نہیں جانتے

تھے۔ ویدوں کا علم تو کجا؟ کیونکہ پندرہ سال تک اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد انہوں نے سوامی ورجانند سے سنسکرت گرامر پڑھنی شروع کی تھی!

(۳) سنیاس لینے کے بعد بھی بھنگ پیتے رہے اور پان تمباکو تو عمر بھر اُن سے نہیں چھوٹا اور یہ ادنیٰ خواہشیں ان پر غالب رہیں۔

(۴) لذیذ کھانوں اور دنیا کی دوسری لذتوں سے بھی ہمیشہ لطف اٹھاتے رہے اور اُن کو ترک نہ کر سکے۔

(۵) سوامی جی کو اپنے چیلوں کی بھلائی کا خیال ضرور تھا۔ مگر دنیا کی بھلائی سے کوئی مطلب نہیں تھا۔ کیونکہ اُن کے مجوزہ ویدک سوراج میں آریہ سماجیوں کے سوا کسی غیر مذہب اور غیر قوم کے لوگوں کے لئے گنجایش نہیں رکھی گئی بلکہ اُن کی جلاوطنی اور قتل وغارت وغیرہ کے احکام ویدوں کے حوالہ سے سوامی جی کی تصنیفات میں موجود ہیں۔

(۶) سوامی جی نے خود لکھا ہے کہ میں نے روٹی پکانے کے بکھیڑے سے چھوٹنے کے لئے سنیاس لیا تھا کہ پکی پکائی ملے گی۔ اس کے سوا مجھے یہ بھی خوف رہتا تھا کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں اور میں جانتا تھا کہ سنیاس لینے کے بعد میرا نام بدل جائیگا اور کسی کو میرا پتہ نہیں لگے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ایشور کا گیان حاصل کرنے کے لئے سنیاس نہیں لیا تھا اور ایشور کا گیان کیا معنی۔ وہ تو اُس وقت ویدانتی تھے اور اپنے آپ کو ایشور سمجھتے تھے!

الغرض ان چھ شرطوں میں سے کوئی شرط سوامی جی نے پوری نہیں کی۔ اور جبکہ وہ خود اپنے مجوزہ معیار کے مطابق سنیاسی نہیں تھے تو دوسروں کو سنیاس لینے کی کیا ہدایت کر سکتے تھے!

تیسری فصل دفعات ۴۷-۴۸ | سنیاسی کے تین اوصاف۔ سوامی جی نے لکھا ہے کہ سنیاسی کو تین ایشناؤں یعنی بندھنوں [لوکیشنا۔ بتیشنا۔ پترلیشنا] سے آزاد ہونا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ (۱) اس کو لوگوں کی تعریف یا ملامت کی کچھ پروا نہ ہو۔ (۲) دھن دولت کمانے اور جمع کرنے کی خواہش نہ ہو (۳) اپنی اولاد وغیرہ سے محبت اور اُن کے دُکھ سُکھ سے کوئی سروکار نہ ہو۔

سوامی جی ان بندھنوں سے بھی آزاد نہیں تھے (۱) اُنہوں نے اجمیر میں انگریز افسروں اور پادریوں سے ملکر اس مضمون کی سفارشی چھٹیاں لیں کہ سوامی جی ایک عالم آدمی ہیں۔ لوگوں کو انکی عزت کرنی چاہئے۔ عزت اور تعریف کا طالب لوکیشنا سے کیسے آزاد ہو سکتا ہے ؟ (۲) دھن دولت کا شوق بیحد بڑھا ہوا تھا۔ عزت شہرت اور مال و دولت کی آرزو میں سوامی جی کا اِدھر اُدھر سفر کرنا اور بڑے بڑے دان لینا ایک مشہور واقعہ ہے لہذا بتیشنا سے بھی آزادی نہ ہوئی۔ (۳) چونکہ سوامی جی کے بال بچے نہیں تھے لہذا پترلیشنا سے آزاد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چوتھی فصل دفعات ۴۹-۵۰ | سنیاسی کے تین قرضے۔ سوامی جی نے لکھا ہے کہ سنیاسی کو یہ تین رِن یعنی قرضے ادا کرنے چاہئیں۔ (۱) برہمچاری رہکر سب ویدوں کو پڑھنا اور پڑھانا۔ (۲) اپنی اولاد کو تعلیم دینا اور اچھی نصیحت کرنا۔ (۳) گرہستی بننا یعنی فرائض خانہ داری کو ادا کرنا۔ بقول سوامی جی جو شخص ان قرضوں کو ادا نہیں کرتا اُس کو مکتی نہیں مل سکتی اور وہ سنیاسی کے درجہ سے گر جاتا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ سوامی جی نے یہ قرضے بھی ادا نہیں کئے اس لئے وہ اپنی ہی تحریر کے مطابق سنیاسی نہیں تھے۔

پانچویں فصل دفعات ۵۱-۵۲ | سنیاسی کی چار ضروری علامتیں۔ سوامی جی نے

سچے سنیاسی کی چار علامتیں اور بتائی ہیں۔ (۱) صرف ایک کاسۂ گدائی اپنے پاس رکھے۔ (۲) درخت کی جڑمیں قیام کرے۔ (۳) ادنیٰ درجہ کا لباس پہنے (۴) سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے نہ کسی سے دوستی رکھے اور نہ دشمنی۔

مگر ان میں سے ایک بات بھی سوامی جی کی زندگی میں نہیں پائی جاتی تھی۔

آگے چل کر اُنہوں نے سنیاسیوں کی پانچ علامتیں اور بتائی ہیں۔

(۱) جب سنیاسی پر کوئی غصّہ کرے تو سنیاسی کو اس پر غصّہ نہ کرنا چاہیئے (۲) ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور جھوٹ کبھی نہیں بولنا چاہیئے۔ (۳) صرف ایک برتن اور ایک ڈنڈا رکھنا چاہیئے۔ (۴) ہر روز صرف ایک دفعہ بھیک مانگنے کے لئے جانا چاہیئے۔ (۵) جب سب گرہستی کھانا کھا چکیں اس وقت بھیک مانگنے کے لئے نکلنا چاہیئے۔ جو سنیاسی اس کے خلاف کرے وہ پاکھنڈی یعنی جھوٹا اور مکار ہے۔

چھٹی فصل دفعات ۵۳-۵۴	سوامی جی کے سنیاس کا امتحان۔ ان پانچ علامتوں میں سے بھی جو اوپر بیان کی گئی ہیں کوئی علامت سوامی جی میں نہیں پائی

جاتی تھی۔ پہلی علامت کہ سنیاسی غصّے کے جواب میں غصّہ نہ کرے اس خصلت سے سوامی جی بالکل بیگانہ تھے۔ کیونکہ وہ بہت غصیلے آدمی تھے اور ان کی تحریر اور تقریر اکثر تہذیب اور اخلاق سے گری ہوئی ہوتی تھی۔ دوسری شرط بھی مفقود تھی جیسا کہ اس کتاب کے پہلے اور دوسرے باب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے نام و نسب کو چھپانے کی جو وجوہات بیان کی ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ اس کے سوا اُنہوں نے اپنے ویدبھاشیہ یعنی تفسیر وید میں سیاسی وجوہ سے ویدمنتروں کا مطلب بالکل بدل دیا ہے [دیکھو دفعات ۲۶۳-۲۸۰] تیسری شرط کے مطابق سنیاسی کو صرف ایک برتن رکھنا چاہیئے مگر سوامی جی اپنی عمر کے پچھلے حصّے

میں ایک رئیس یا راجہ کی طرح زندگی بسر کرتے تھے بہت سے برتن رکھتے تھے کھانا پکانے کے لئے خاص رسوئیا اور خدمت کے لئے نوکر چاکر الگ تھے۔ چوتھی اور پانچویں علامت بھی اسی وجہ سے مفقود تھی۔ اُن کے نوابی کارخانے اور رئیسانہ ٹھاٹ بھیک مانگنے کی ذلت کب گوارا کر سکتے تھے؟ المختصر ویدک سنیاسی کی کوئی ایک علامت بھی سوامی جی میں نہیں پائی جاتی تھی۔

اسی موقع پر سوامی جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر سنیاسی اتنا ہی اپنے پاس رکھے جو زندہ رہنے کے لئے کافی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر اس سے زیادہ رکھے گا تو اُس کو مکتی یعنی نجات حاصل نہیں ہوگی۔ اس معیار کے مطابق بھی سوامی جی سنیاسی نہ ہوئے کیونکہ وہ پوری طرح راحت و آرام کی زندگی بسر کرنے کے بعد ایک زرِ کثیر جمع کر کے چھوڑ گئے۔

ساتویں فصل دفعات ۵۷۔۴۔۶	سوامی جی کی حُبّ زر پر ایک نظر۔ منشی اندرمن صاحب مراد آباد کے ایک مشہور ہندو عالم تھے جن کو سوامی جی نے

آریہ سماج مراد آباد کا پریسیڈنٹ بھی بنا دیا تھا۔ منشی صاحب پر مسلمانوں کے برخلاف سخت تحریریں لکھنے کی وجہ سے مقدمہ قائم ہو گیا تھا۔ مجسٹریٹ نے اُن پر پانچ سو روپے جرمانہ کر کے حکم دیا کہ ان کی تمام کتابیں ضائع کر دی جائیں۔ اس حکم کا اپیل کیا گیا اور ہندوؤں نے ان کے مقدمہ کی پیروی کے لئے دل کھول کر چندہ دیا۔ سوامی جی نے بھی آریہ سماجوں کو مدد دینے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ علاوہ دیگر رقموں کے چھ ہزار روپے کی رقم میرٹھ کے ایک سیٹھ کی دوکان پر جمع ہو گئی۔ اول اول تو سوامی جی نے چندے کا کوئی حساب ہی نہ دیا مگر جب منشی اندرمن نے بہت دبایا تو سوامی جی نے [منشی جی کے قول کے مطابق] اُن کو صرف چھ سو روپے دیئے اور باقی رقم کا کوئی حساب نہیں دیا اس لئے منشی جی نے ایک کتاب چھاپ کر سوامی جی

کی اس کارروائی کو طشت از بام کردیا اور بڑے بڑے پوسٹر یعنی نوٹس بھی چھپوا کر لگوا دیئے۔

سوامی جی پر اعتراضات ہونے لگے کہ آپ سنیاسی ہو کر روپے کو نہ صرف ہاتھ لگاتے بلکہ جمع بھی کرتے ہیں تو انہوں نے منوسمرتی کے حوالہ سے ایک شلوک ستیارتھ پرکاش میں درج کردیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جواہرات اور سونا وغیرہ سنیاسیوں کو دینا چاہئے۔ حالانکہ منوسمرتی میں وہ شلوک کہیں نہیں ہے۔

آٹھویں فصل دفعات ۶۵-۶۶	سوامی جی کا یوگ۔ سوامی جی نے لکھا ہے کہ سنیاسی کو یوگابھیاس یعنی مراقبہ وغیرہ کے ذریعہ سے اپنی زندگی ختم کرنی چاہئے مگر

انہوں نے یوگابھیاس کے ذریعے سے نہیں بلکہ ایک مہینے کی سخت بیماری کے بعد اپنی زندگی کو ختم کیا۔ اُن کا یہ قول ہے کہ یوگی سو سال بلکہ اس سے کہیں زیادہ مدت تک زندہ رہتے ہیں مگر سوامی جی انسٹھ ۵۹ سال سے زیادہ زندہ نہ رہے۔

نویں فصل دفعات ۶۷-۷۱	سوامی جی کے برہمچریہ اور سنیاس پر مزید روشنی۔ سوامی جی کے چیلے اُن کو "بال برہمچاری" اور "آدرش سنیاسی" کہتے ہیں

یعنی وہ بچپن سے آخر عمر تک مجرد رہے اور پورے سنیاسی تھے مگر زن و مرد کے ازدواجی تعلقات کی بابت اُن کی تحریرات و تقریریات اُن کی شان سے نہایت بعید ہیں۔ بلکہ ایک معمولی مہذب انسان کی زبان اور قلم سے بھی ایسی باتیں نہیں نکل سکتیں۔

دسویں فصل دفعات ۷۲-۷۶	سوامی جی کے سنیاس کے مختلف روپ۔ ایک زمانہ تھا کہ سوامی جی بالکل ننگے صرف لنگوٹی باندھے ایک بھکاری کی

صورت بنائے دریائے نربدا کے کنارے تین سال تک پھرتے رہے ایک مدت تک بھنے ہوئے چنوں یا سوکھی روٹی پر گزارہ کیا۔ کبھی تین تین دن بھوکے رہے

اور کچے بیگن کھائے۔ دریا کی ریتی پر بغیر کسی بستر کے پڑ رہے۔ سردی کی راتوں میں بھی پھوس پیال کے سوا کوئی بستر نہ ہوتا تھا۔

رفتہ رفتہ جب دولت عزت اور شہرت حاصل ہوگئی اور آریہ سماج کی بنیاد قائم ہوگئی تو انہوں نے اس نام نہاد "ریاضت" اور "نفس کشی" کو جو مفلسی کی وجہ سے مجبوراً اختیار کرنی پڑی تھی چھوڑ دیا۔ اور رئیسوں اور دولتمندوں کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے۔ رسوئیے کے ملازم رکھنے لگے۔ پُرلطف اور لذیذ کھانے کھانے لگے۔ میزبانوں سے بھی اپنی خوراک کے خاطر خواہ نقد دام لینے لگے۔ حقہ یا ناریل عمر بھر پیتے رہے۔ تمباکو بھی ہمیشہ کھاتے اور سونگھتے رہے۔

پیدل پھرنے کی بجائے پالکی، لینڈو وغیرہ میں سوار ہو کر سیر کرنے لگے۔ ریل کے فرسٹ، سکنڈ کلاس میں سفر کرنے لگے۔ دوشالے پشمینے اور رنگ برنگ کے ریشمی بھڑکدار اور قیمتی لباس پہننے لگے۔ قصہ مختصر مفلسی اور محتاجگی کی زندگی کو چھوڑ کر ایک دولتمند رئیس یا راجہ کی سی زندگی بسر کرنے لگے۔

چوتھا باب۔ سوامی جی کا نام نہاد یوگ ودیا کی تلاش میں اُنیس ۱۹ سال تک اِدھر اُدھر پھرتا اور روام بارگیوں وغیرہ سے میل جول اور اس کا نتیجہ دفعات ۷۷-۸۶

جب سوامی جی گھر سے نکلے اس وقت اُنکی عمر اکیس ۲۱ سال سے زیادہ تھی و

معمولی سادھوؤں کی طرح پندرہ[۱۵] سال تک اِدھر اُدھر پھرتے رہے اور تیرتھوں کے درشن میلوں میں شرکت اور مختلف لوگوں سے ملنے چلنے کے سوا بظاہر اُن کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اکثر بداخلاق سادھوؤں اور وام مارگیوں وغیرہ سے میل جول رہا جو بقول سوامی جی شراب۔ گانجا۔ بھنگ وغیرہ پیتے تھے اور بعض گوشت خوار اور بدچلن بھی تھے۔

سوامی جی بقول خود اُس زمانہ میں "یوگ وِدیا" کی تلاش میں رہے مگر کامیابی نہ ہوئی اور ایک شخص بھی ایسا نہ مل سکا جو اس فن کا ماہر ہو۔ سوامی جی کا یہ بیان کہ ہم نے چنڈال گڈھ (!) میں یوگ کی مشق کی تھی ممکن ہے کہ صحیح ہو۔ مگر اس بات کی شہادت موجود ہے کہ وہ یوگا بھیاس یا پرانا یام کے عادی نہیں تھے یا اس کو چھوڑ بیٹھے تھے۔

سوامی جی کم از کم بتیس[۳۲] برس کی عمر تک بھنگ پیتے رہے۔ جس کے نشہ سے ایسے مدہوش ہو جاتے تھے کہ پوری پوری راتیں مدہوشی کے عالم میں گذر جاتی تھیں۔ اُنہوں نے بھنگ کے نشے میں ایک خواب دیکھا تھا جس کو خود اُنہوں نے مفصل لکھا ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے مہادیو اور ان کی بیوی پاربتی کو خواب میں دیکھا۔ پاربتی مہادیو سے کہہ رہی تھی کہ دیانند کی شادی ہونی چاہئے مگر دیوتا نے میری بھنگ کی طرف اشارہ کیا۔ اس خواب سے میں بہت پریشان ہوا۔ اتفاق سے اسی وقت ایک عورت نے گڑ اور دہی کا چڑھاوا چڑھایا جس کو میں نے کھا لیا۔ چونکہ دہی بہت کھٹا تھا اس لئے بھنگ کا نشہ اُتر گیا۔

کہا جاتا ہے کہ سوامی جی نے بعد میں بھنگ چھوڑ دی تھی مگر پان تمباکو کبھی نہ چھوٹا۔ بظاہر یہ عادتیں اُن ہی سادھوؤں وغیرہ سے سیکھی تھیں جن سے اُن کا

میں جول رہتا تھا نشیلی چیزوں کے استعمال کے علاوہ سوامی جی ایسے الفاظ بھی استعمال کرتے تھے جو ایک مہذب انسان کی زبان سے نہیں نکلنے چاہئیں ایک موقع پر جلسۂ عام میں ایک ڈپٹی کلکٹر صاحب کو صرف اس قصور پر کہ اُنہوں نے کوئی اعتراض کیا تھا۔ ایسے بُرے الفاظ میں ڈانٹا کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کی نسبت بھی ان الفاظ کا استعمال جائز نہیں سمجھا جا سکتا؟ ایک اور موقع پر لکچر دیتے وقت کسی شخص کے سوال کے جواب میں انہوں نے بدچلن خاوند کی عورت کے لئے صاف لفظوں میں بدچلنی کی اجازت دیدی تھی!

سوامی جی نے اپنے مخالفوں کو تحریر میں بھی بُری طرح لتاڑا ہے "تم کنوئیں میں پڑو۔ "کیوں فضول بھونکتا ہے"۔ "پرانوں کے بنانے والے کیوں نہ رحم ہی میں ضائع ہوگئے" یا پیدا ہونے کے وقت مر کیوں نہ گئے"۔ "پوپ جی بکے ہوں گے"۔ "درخت اور راکھ کا گولا کیا تمہارے باباجی کے گھر میں سے آگرے" یہ تو اُن اقوال کا نمونہ ہے جو ہندوؤں کے برخلاف لکھے ہیں۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے برخلاف اس سے کہیں بڑھ کر عبارتیں موجود ہیں۔ [دیکھو ستیارتھ پرکاش باب نمبر ۱۳-۱۴]

پانچواں باب۔ سوامی جی اپنی سیر و سفر کو ترک کر کے متھرا میں سوامی ورجانند کے چیلے بنتے ہیں اور اپنے گرو سے جو مقدس وعدے کئے تھے اُن کو پورا نہیں کرتے۔ وقعات ۹۹-۸۷

چھتیس سال کی پختہ عمر کو پہنچ کر سوامی جی نے اپنے بیکار اور بے نتیجہ سیر و سفر

کو چھوڑا اور متھرا میں سوامی ورجانند کے چیلے بنے اور اُن کی پاٹھ شالا میں سنسکرت گرامر [صرف و نحو] پڑھنے بیٹھ گئے۔

سوامی ورجانند نابینا تھے اُن کو بحث و مباحثہ کا بہت شوق تھا اور وہ اس ذریعے سے دولت کمانا چاہتے تھے۔ نقد روپوں اور اشرفیوں کا دان بھی لیتے تھے شیومت کے پیرو تھے اور وشنومت سے اُن کو ایسی نفرت تھی کہ اس مت کی مقدس کتاب بھاگوت کو اپنی چارپائی کے پائے کے نیچے رکھتے تھے اور سب چیلوں کو حکم دیتے تھے کہ سدھانت کومدی کے مصنف کے نام اور اس کی تصویر پر جوتے لگائیں۔ سوامی جی نے اس لائق گرو کی ڈہائی سال تک سیوا کی اور اُن کے اخلاق اور عادات کو جذب کیا۔ اپنے مخالفوں کو ذلیل اور حقیر سمجھنا۔ اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ کا اُن کی نسبت استعمال اُن سے انتقام لینے کا جوش اور جذبہ۔ مباحثوں کے ذریعے سے روپے کمانے کا شوق اور اُس کے جمع کرنے کی محبت۔ اس قسم کی باتیں سوامی جی نے اپنے گرو ہی سے سیکھی تھیں۔

کہتے ہیں کہ سوامی جی جب اپنے گرو سے رخصت ہونے لگے تو گرو نے اُن کو یہ نصیحت کی کہ "ہندوستان میں ویدوں کی تعلیم مدتوں سے متروک ہے جاؤ اور لوگوں کو ویدوں اور سچے شاستروں کی تعلیم دو اور جھوٹے متوں نے جو تاریکی پھیلا رکھی ہے اُس کو دور کرو" مگر یہ کہانی مصنوعی معلوم ہوتی ہے۔ سوامی ورجانند تو خود ہی شیوجی کے پجاری یعنی شیومت کے پیرو تھے وہ آریوں کے نام نہاد "ویدمت" کی تعلیم کو پھیلانے کی ہدایت کیونکر کر سکتے تھے؟

اگر یہ کہانی صحیح مان لی جائے تو پھر اس کا کیا سبب ہے کہ سوامی جی اپنے گرو سے رخصت ہونے کے بعد برسوں شیومت کی تعلیم دیتے رہے اور رُدراکش کی مالا کو جو شیومت کی نشانی ہے خود بھی پہنتے رہے اور دوسروں

کو بھی پہناتے رہے۔ جے پور میں وشنومت کا کھنڈن یعنی رد کر کے ہزاروں آدمیوں کو شیومت کا پیرو بنایا اور مہاراجہ رام سنگھ والئی جے پور کو بھی شیومت میں داخل کیا۔ رُدراکش کی مالائیں تقسیم کیں اور جے پور میں شیومت اتنا پکا ہوا کہ ہاتھیوں اور گھوڑوں کے گلوں بھی رُدراکش کی مالائیں پڑ گئیں۔

ایک مدت کے بعد بمقام پشکر سوامی جی شیومت کو چھوڑ بیٹھے اور رُدراکش کی مالا اپنے گلے سے اُتار پھینکی اور دوسرے لوگوں کے گلوں سے بھی مالائیں اُتروادیں۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) یا تو سوامی جی نے اپنے گرو سے ویدوں کا سچا علم کبھی حاصل ہی نہیں کیا تھا اور (۲) یا حاصل تو کیا مگر گرو سے جو وعدہ کیا تھا اُس کے خلاف کیا۔ اور ویدمت کو چھوڑ کر شیومت کا پرچار صرف اس وجہ سے کیا کہ ناموری۔ عزت اور شہرت حاصل ہو اور مہاراجہ صاحب جے پور اور دوسرے لوگوں سے دان بھی مل جائے

چھٹا باب سوامی جی کی پبلک زندگی آریہ سماج قائم کرنے سے پہلے دفعات ۱۰۰–۱۶۲

پہلی فصل — **دفعات ۱۰۰–۱۱۹** — عزت شہرت اور زر کی تلاش میں ہندوستان کا دورہ۔

سوامی جی نے آگرہ۔ دھولپور۔ گوالیار۔ جے پور۔ پشکر۔ اجمیر ہردوار۔ میرٹھ۔ کانپور۔ بہار۔ کلکتہ۔ بنارس۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مہاراشٹر احمد آباد۔ راجکوٹ وغیرہ مقامات کے لمبے لمبے سفر کیے جن کی غرض ناموری

شہرت اور زر کی تلاش تھی۔ کہیں کامیابی ہوئی اور کہیں نہیں ہوئی۔

ان سفروں کی مختصر سی کیفیت حسب ذیل ہے۔

(۱) اُنہوں نے آگرہ میں ویدمت کی بجائے ویدانت مت [یعنی مسئلہ ہمہ اوست] کا پرچار کیا۔ دیوی بھاگوت پُران کی کتھا سنائی۔ ویدوں کو چھوڑ کر پُرانوں کی تعلیم دی۔ ڈھائی سال وہاں رہے مگر کچھ زیادہ روپیہ ہاتھ نہ لگا۔

(۲) دھولپور میں دو ہفتے ٹھہر کر گوالیار گئے۔ مہاراجہ صاحب گوالیار نے ایک پنڈت کی کتھا پر دو لاکھ اور دوسرے پنڈت کی کتھا پر پانچ ہزار روپے چڑھائے۔ سوامی جی کے پلے کچھ نہیں پڑا۔

(۳) جے پور میں ویدمت کی بجائے شیومت کا پرچار کیا۔ جس کی وجہ سے کامیابی ہوئی۔ مہاراجہ صاحب جے پور کو بھی ویدمت میں نہیں بلکہ شیومت میں داخل کیا۔ گیتا۔ اور اپنشدوں کی کتھائیں سنا کر بھی نذرانے حاصل کئے۔

(۴) چند مہینے پشکر میں رہ کر اجمیر گئے۔ پادریوں اور انگریز افسروں سے ملے اور اس مضمون کے سرٹیفکٹ حاصل کئے کہ سوامی جی ایک عالم آدمی ہیں۔ لوگوں کو ان کی عزت کرنی چاہئے۔ اُنہوں نے نہایت سادہ دلی سے انگریز عہدہ داروں سے یہ درخواست کی کہ "بادشاہ رعیت کا باپ ہے اس لئے سرکار انگریزی کو چاہئے کہ لوگوں کو جھوٹے عقائد کی پیروی سے بچائے۔" جس کا یہ معقول جواب ملا کہ سرکار کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتی !! اگر سوامی جی ویدوں کے بے مثل عالم تھے جیسا کہ مانا جاتا ہے تو تعجب ہے کہ وہ مذہبی آزادی اور رواداری کے اصول سے ایسے بے خبر کیوں تھے؟ اگر ویدوں میں مذہبی رواداری کا اصول موجود ہے۔ تو سوامی جی کی اس درخواست کے (اور وہ بھی عیسائیوں سے) کیا معنی ہیں؟

(۵) ۱۸۶۶ء میں آگرہ میں دربار ہوا جہاں بہت سے راجہ مہاراجہ جمع ہوئے تھے۔ وہاں پہنچ کر سوامی جی نے بھاگوت پران اور وشنو مت کے برخلاف ایک رسالہ لکھ کر کچھ ہل چل پیدا کی اور کچھ دان مل گیا۔

(۶) شیو مت کی تائید اور وشنو مت کی تردید میں رنگا چاریہ کے ساتھ مباحثہ کر کے معقول نذرانے کی امید میں دوبارہ جے پور گئے مگر کسی نے مہاراجہ صاحب کو یہ خبر پہنچا دی کہ سوامی جی شیو مت کو چھوڑ چکے ہیں اور صرف دان لینے کی خاطر اس مت کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب اس بات سے ایسے ناخوش ہوئے کہ انہوں نے سوامی جی سے ملاقات تک نہ کی۔

(۷) ۱۸۶۷ء میں کنبھ کے میلے پر ہردوار گئے۔ اس امید سے کہ راجاؤں مہاراجاؤں سے جو گنگا اشنان کے لئے آئیں گے بڑے بڑے نذرانے مل جائیں گے مگر کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اب سوامی جی نے ایک پرم ہنس سادھو کا بھیس بدلا۔ کپڑے برتن روپیہ جو کچھ پاس تھا سب بانٹ دیا صرف لنگوٹی باندھ لی۔ گنگا کی ریت اپنے بدن پر ملنے لگے اور صرف سنسکرت بولنے لگے۔ سب کچھ چھوڑا مگر تمباکو نہ چھوڑا جس کو کھاتے بھی تھے پیتے بھی تھے اور سونگھتے بھی تھے۔ کسی نے پوچھا "یہ سچ و دھج آپ نے کیوں بنائی؟" جواب ملا کہ "میں بالکل آزاد اور دنیا کے جھگڑوں سے الگ ہو کر پوری پوری سادہ زندگی بسر کر کے بے روک ٹوک تعلیم دینی چاہتا ہوں۔" مگر دیکھنا یہ ہے کہ اپنی زندگی کے آخری حصے میں جبکہ سوامی جی امیرانہ ٹھاٹھ رکھتے تھے لوگوں کو سچائی کی تعلیم کس طرح دیتے ہوں گے؟

(۸) ہردوار جاتے ہوئے چند روز کے لئے میرٹھ ٹھیرے۔ پنڈت گنگا رام صاحب سے ملاقات ہوئی اس وقت یہ بھید کھلا کہ سوامی جی خود بھی گشتے کھاتے ہیں اور لوگوں کو بھی دیتے ہیں۔

(۹) ۱۸۶۹ء میں کانپور پہنچ کر ایک اشتہار بزبان سنسکرت شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اکیس کتابیں [جن میں چاروں وید بھی شامل ہیں] ایشور کی بنائی ہوئی ہیں مگر بعد میں اُن کا عقیدہ بدل گیا اور چاروں ویدوں کے صرف منتروں ہی کو شرتی یعنی ایشور کا گیان ماننے لگے۔

(۱۰) اس کے بعد بہار۔ بھاگلپور۔ کلکتہ۔ پٹنہ اور آرہ کے دورے میں تھوڑا بہت دان مل گیا۔ سوامی جی نے برتن بھانڈے دوبارہ جمع کر لئے۔ نوکر چاکر بھی رکھ لئے۔ اور بھاگلپور میں برہمو سماج کے ممبروں سے ملاقات کی۔

(۱۱) ۱۸۷۲ء میں کلکتہ میں برہمو سماجی لیڈروں سے ملاقات ہوئی۔ اُن کے سالانہ جلسے میں شریک ہوئے اور ان ہی لوگوں کے اثر او مشورہ سے سوامی جی نے سنسکرت کی بجائے ہندی میں لیکچر دینے شروع کئے اور کلکتہ ہی میں کپڑے بھی پہننے شروع کر دے۔ اب انگریزی تعلیم یافتہ ہندو اُن کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہوئے اور ایک نئی سماج قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

(۱۲) کلکتہ سے بنارس اور الہ آباد گئے۔ ستیارتھ پرکاش کا مسودہ مرتب کر کے راجہ جیکرشن داس صاحب کے حوالے کیا جو ان ہی کے خرچ سے ۱۸۷۵ء میں چھپ کر شائع ہوا۔

(۱۳) ۱۸۷۵ء میں بمبئی اور مہاراشٹر کا سفر کیا اور ایک سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر ولبھ آچاری فرقے کے خلاف لیکچر دئے۔ ایک رسالہ بھی لکھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہندو ان کی طرف مائل ہونے لگے۔ آریہ سماج قائم کرنے کی کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔

(۱۴) رائے بہادر پنڈت گوپال راؤ ہری دیش مکھ کے بلانے پر احمد آباد گئے۔ وہاں ایک مہینے ٹھیر کر راجکوٹ گئے اور پھر احمد آباد واپس چلے گئے۔

(۱۵) جنوری ۱۸۷۵ء میں دوبارہ بمبئی گئے اور اپریل ۱۸۷۵ء میں سب سے پہلی آریہ سماج بمبئی میں قائم ہوگئی۔

دوسری فصل دفعات ۱۲۰-۱۲۸	کانپور والے اعلان میں ایک نمایاں تحریف۔ سوامی جی اول اول اکیس شاستروں کو الہامی مانتے تھے اور اس مضمون

کا ایک اعلان بھی کانپور میں چھپوا کر شائع کر چکے تھے۔ اس کے بعد اُن کا عقیدہ بدل گیا اور صرف چار ویدوں کو ایشور کا الہام بتانے لگے جس میں منتر بھاگ اور براہمن بھاگ یعنی ویدوں کا متن اور شرح دونوں شامل تھے۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں سوامی جی نے جابجا براہمن گرنتھوں کو شرتی یعنی الہامی کلام لکھا ہے۔ پھر یہ عقیدہ بھی بدل گیا اور ویدوں کے صرف منتر بھاگ یعنی متن ہی کو شرتی قرار دیا۔

اس اعلان کی نقل مطابق اصل اردو ترجمے کے ساتھ دیوسماجیوں نے ۱۹۰۵ء میں چھپوا کر شائع کردی تھی۔ جس کی وجہ سے آریہ سماجیوں کو بڑی مشکل پیش آئی۔ اور کامل سات سال تک غور و فکر کرنے کے بعد اُس کے ایک نقطہ میں تھوڑی سی تحریف کرکے اُنھوں نے مطلب کو بالکل پلٹ دینے کی کوشش تاکہ سوامی جی کے اوپر سے یہ اعتراض اُٹھ جائے کہ وہ پہلے پہل اکیس کتابوں کو الہامی مانتے تھے اور آخر میں صرف چاروں ویدوں کے متن ہی کو الہامی ماننے لگے۔ مگر اخبار جیون تتو نے ۱۹۱۰ء میں اس تحریف کی حقیقت کھول دی جس کی کوئی تردید آج تک نہیں کی گئی۔

تیسری فصل دفعات ۱۲۹-۱۵۳	ایک غلط کہانی کی تردید۔ اعلان مذکور کی تحریف کو چھپانے یا صحیح قرار دینے کے لئے ایک شخص پنڈت ہر بھوسے نارائن

کی زبانی سوامی جی کے جیون چرتر میں جس کو پنڈت لیکھرام اور لالہ آتما رام

نے مرتب کیا ہے۔ ایک کہانی درج کی گئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب وہ اعلان چھپ گیا تو اسمیں غلطیاں رہ گئی تھیں جن کو خود سوامی جی نے صحیح کر کے اعلان کو تقسیم کیا تھا مگر یہ کہانی مصنوعی ہے اور اعلان کی تحریف صاف ظاہر ہے۔

اس کہانی کا جعلی ہونا آٹھ لاجواب دلائل سے ثابت کیا گیا ہے [دیکھو دفعات ۱۳۱ لغایت ۱۴۵]

اس موقع پر سوامی جی اور آریوں کی پالیسی کی یہ چار مثالیں درج کی گئی ہیں۔

(۱) سوامی جی تھیاسوفیکل سوسائٹی کے ممبر تھے۔ ۱۸۸۲ء میں انہوں نے اس سوسائٹی سے اپنا تعلق قطع کر لیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں کبھی اس کا ممبر نہیں رہا مگر جب کرنل الکاٹ صاحب نے سوامی جی کی دستخطی تحریر کا فوٹو شائع کر دیا تو سوامی جی کو اس وقت خاموش ہونا پڑا۔ (۲) انہوں نے منوسمرتی کے نام سے ایک شلوک ستیارتھ پرکاش کے دوسرے اڈیشن میں درج کر دیا کہ سنیاسیوں کو مال و دولت اور جواہرات وغیرہ دینے چاہئیں مگر منوسمرتی میں اس شلوک کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ (۳) آریہ سماج لاہور کے ایک پریسیڈنٹ صاحب نے کہا تھا کہ میں آریہ سماج کی تائید میں نہ صرف جھوٹ بولنا بلکہ چوری کرنی بھی جائز سمجھتا ہوں۔

(۴) ضلع گجرات کے ایک آریہ وکیل نے کھلم کھلا بیان کیا تھا کہ جھوٹے الزامات کا گھڑ لینا آریہ سماج میں ایک ہنر ہو گیا ہے! جب آریہ سماج اور اس کے ممبروں کی یہ حالت ہے تو کانپور والے اعلان کی صریح تحریف اور جعل کو چھپانے کے لئے ایک کہانی کا بنا لینا کوئی نئی اور عجیب بات نہیں ہے۔

چوتھی فصل	سوامی جی کے متناقض عقائد اور ان کا معصوم قرار دیا جانا
دفعات ۱۵۴-۱۶۲	سوامی جی کی خصلت میں یہ دو باتیں صاف نظر آتی ہیں (۱) انہوں

نے اپنا مطلب نکالنے کے لئے بار بار اپنے مذہبی خیالات اور عقائد کو تبدیل کیا۔

(۲) باوجود اس کے ہمیشہ یہی ظاہر کیا کہ میرے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور جب ان کی متناقض تحریر دکھا کر یہ بات جتائی جاتی تھی کہ پہلے آپ کا عقیدہ یہ تھا پھر آپ نے اس کو چھوڑ کر فلاں عقیدہ اختیار کیا تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے تھے کہ کتاب کے چھاپنے والوں اور صحیح کرنے والوں کی غلطی سے ایسا ہوا۔ میرے خیالات اور عقائد تو وہی ہیں جو پہلے تھے۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ سوامی جی بالکل معصوم اور سہو و خطا سے پاک ہیں اور اُن کی رائے غلط نہیں ہو سکتی۔

فقط کانپور والا اعلان ہی سوامی جی کے تبدیل عقائد کی مثال نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی مثالیں ہیں :- **پہلی مثال** براہمن گرنتھوں کو الہامی کتابیں مان کر پھر اُن کو انسانی تصنیفات بتانا۔ **دوسری مثال** مردہ پتروں کے شرادھ اور ان کے پنڈ دینے کی تعلیم دینے کے بعد پھر اس کی تردید۔ **تیسری مثال**۔ مردہ پتروں کے لئے ترپن یعنی جل دینے کی تعلیم اور اس کا طریقہ اور فوائد بیان کرنے کے بعد پھر اس کی تردید۔ **چوتھی مثال**۔ پرمیشر کو دنیا کی ہر چیز کا خالق بتا کر اور یہ کہہ کر اس کے ساتھ کوئی شے موجود نہیں تھی پھر اس مسئلہ کی تردید اور مادہ اور روح کی قدامت کی تعلیم۔ **پانچویں مثال**۔ گومیدھ یعنی گائے بیل کی قربانی کی اجازت دے کر پھر اس کی تردید۔ **چھٹی مثال**۔ گوشت سے ہوم کرنے اور گوشت کھانے کی اجازت دے کر پھر اس کی تردید۔

ستیارتھ پرکاش کے پہلے اڈیشن میں جس کو سوامی جی نے بڑے اہتمام کے ساتھ خود چھپوایا تھا یہ سب باتیں مستند شاستروں کے حوالہ سے سوامی جی نے درج کی تھیں مگر دوسرے اڈیشن سے خارج کر دی گئیں۔ سوامی جی کی عادت تھی کہ پہلے بڑے زور سے یہ دعویٰ کرتے تھے کہ فلاں مسئلہ سچا ہے اور وید اس کی تعلیم دیتے ہیں اور عقلی دلائل سے بھی اس کی تائید کرتے تھے مگر جب اس مسئلہ پر اعتراضات ہوتے تو

اور اُن کو اس کی خرابی محسوس ہونے لگتی تو صاف انکار کر جاتے تھے کہ یہ مسئلہ جھوٹا ہے اور ویدوں کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ یہ سوامی جی کی بالکل اختیاری بات تھی کہ کسی بات کو جب چاہیں ویدوں کے حوالہ سے ثابت کر دکھائیں اور اسی بات کو جب چاہیں اُن ہی ویدوں کے حوالہ سے باطل کر دکھائیں۔ اس لئے سوامی جی کو معصوم اور سہو و خطا سے پاک ثابت کرنے کی کوشش کرنا بالکل بے سود ہے۔

سوامی جی کی اس طبیعت اور عادت کو دیکھکر مسٹر ہیوم سابق ممبر پارلیمنٹ و بانیٔ انڈین نیشنل کانگریس نے الہام وید کے متعلق اُن کو ایک لمبا خط لکھا تھا جو مارچ ۱۸۸۰ء کے رسالہ تھیا سوفسٹ میں بھی چھپا تھا۔ اس خط میں مسٹر ہیوم نے سوامی جی کو ایک زبردست چیلنج ان الفاظ میں دیا تھا۔

"میں بلا خوفِ تردید اُن کو چیلنج دیتا ہوں کہ یا تو اس خرابی پیدا کرنے والے عقیدہ کو کہ وید الہامی ہیں صحیح ثابت کریں یا خود اپنے صاحب الہام ہونے کا ثبوت پیش کریں۔"

مگر سوامی جی نے اس مطالبہ کو پورا نہیں کیا۔ نہ تو ویدوں ہی کو الہامی ثابت کر سکے اور نہ اپنے آپ کو صاحب الہام قرار دیکر اپنی تفسیر وید کو صحیح قرار دے سکے۔

ساتواں باب۔ سوامی جی کی سیاسی پالیسی اور اُن کے سیاسی مشن کی حقیقت
دفعات ۱۶۳-۲۴۳

پہلی فصل — دفعات ۱۶۳-۱۷۱

سوامی جی کی سیاسی حیثیت اور ان کا پوشیدہ مقصد۔

سوامی جی نے مسٹر رانا ڈے کے مشورہ سے پہلے آریہ سماج بمبئی

میں قائم کی اور بہت سے مرہٹہ لیڈروں سے مل جل کر اُن کے سیاسی خیالات کو جذب کیا اور "آریہ سردبھوم چکرورتی راج" [آریوں کی عالمگیر حکومت] کا منصوبہ کیا۔ جس کے حاصل کرنے کے لئے ویدوں کی آڑ لی اور ویدوں کے نام سے اپنے سیاسی خیالات کی اشاعت کرنے لگے۔ سو ید منتروں کے معنی بدل کر نئے معنی پہنائے۔ یہ پالیسی سوامی جی کے مشیر خاص اور سیاسی گرو مسٹر راناڈے کی بتائی ہوئی تھی جس پر سوامی جی ہمیشہ کاربند رہے۔

سوامی جی نے جو کچھ کیا سیاسی پالیسی کو پیش نظر رکھکر کیا۔ اُنھوں نے ویدوں کی نرالی تفسیر لکھی۔ مورتی پوجا کا کھنڈن یعنی رد کیا۔ برہمنوں کا زور توڑنے کے لئے بہت زور لگایا۔ ہندوؤں کو انگریزی تعلیم کا شوق دلایا۔ ہندوؤں کو بغیر اس خیال کے کہ اُن کے عقائد کیا ہیں آریہ سماج کا ممبر بنایا۔ غیر اقوام اور غیر مذاہب خصوصاً اسلام اور مسیحیت کے برخلاف ہندوؤں کو آمادہ کیا یہ سب کام اُسی سیاسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے کئے گئے تھے جس میں سوامی جی کو بظاہر اچھی کامیابی ہوئی۔ دولت ملی۔ عزت ملی۔ شہرت ہوئی اور ہزاروں ہندو چیلے بن گئے۔

دوسری فصل | **سوامی جی کے سیاسی مشن کی بابت آریوں کے متعلق**
دفعات ۲، ۱، ۱۹ | **بیانات** — آریہ سماجی اوّل اوّل بڑے زور سے اس بات کا دعوی کرتے تھے کہ "**آریہ سماج کا مشن پولیٹکل نہیں ہے**"۔ اس باب میں بعض آریہ لیڈروں کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) **سوامی شردھانند کا بیان**۔ ہم نہ باغی ہیں نہ انگریزی راج کے خلاف۔ جو شخص اس راج کے اندر جس میں وہ شانتی اور آرام پاتا ہے گڑبڑ پیدا کرنا چاہتا ہے وہ آریہ سماجی ہی نہ ہوگا۔

(۲) **پروفیسر بالکرشن کا بیان** (ا) آریہ سماج صرف مذہبی اور تمدنی کام میں مصروف رہی ہے۔ وہ آیندہ بھی اسی میں مصروف رہے گی اور سیاسیات کے دھوکا دینے والے جال میں پھنس کر اپنی طاقت کو ضائع نہیں کریگی (ب) آریہ سماج کو پالیٹکس سے واسطہ ہی کیا ہے؟........ آریہ سماج کا کوئی اسمبند یعنی تعلق پالیٹکس سے نہیں۔

(۳) **آریوں کے ایک وفد کا بیان**۔ ۱۹۰۷ء میں جب لالہ لاجپت رائے کو سیاسی وجوہ پر جلاوطن کیا گیا تو آریوں کے ایک وفد نے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ کوئی پولیٹیکل مشن آریہ سماج کے پیش نظر نہیں ہے۔

(۴) **پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور کا بیان**۔ دسمبر ۱۹۰۷ء میں آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ نے سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو ایک چھٹی لکھی جس میں یہ بیان کیا کہ آریہ سماج کے کوئی سیاسی اغراض نہیں ہیں۔

اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ آریہ کھلم کھلا کہنے لگے کہ "**آریہ سماج کا مشن پولیٹیکل ہے**" اس کے متعلق بعض آریہ لیڈروں کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) **سوامی شردھانند کی ایک تقریر صدارت**۔ "دھرم یعنی مذہب سے سیاسیات کو جدا کرنے کی ویدا جازت نہیں دیتے...... کسی آریہ سماجی کو اس وقت تک آریہ سماجی نہیں کہہ سکتے جب تک کہ وہ سوراجی نہو...... سارے سنسار میں آریوں کا راج ہوگا......!!

(۲) **لالہ لاجپت رائے کا بیان**۔ "آریہ سماجیوں نے سودیشی اور نان کوآپریشن کے اصول سوامی جی سے سیکھے تھے...... آریہ سماج کا مذہب یہی تھا کہ ہندوؤں میں اعلیٰ درجہ کی قومیت کا احساس پیدا کرا دیا جائے...... جن

باتوں کے تذکرے دروازے بند کر کے ہوا کرتے تھے اب سڑکوں اور شاہراہوں پر کھلم کھلا اُن کا ذکر ہوتا ہے۔"

(۳) **پروفیسر رام دیو کا بیان** - "ان کو اپریشن کے مختلف مدارج سوامی دیانند کی پولیٹیکل فلاسفی سے لئے گئے ہیں...... ہندوستان کی سیاسی بیداری کے جنم داتا دیانند آچاریہ ہیں۔

(۴) **ڈاکٹر ستیہ پال کا بیان** - "ویدک تہذیب کے قیام اور اشاعت کی غرض سے سوراج حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ غیروں کا راج خواہ کیسا ہی مفید ہو پھر بھی ہمیشہ کے لئے ایک لعنت ہی ہے۔ رشی دیانند نے ایک مفصل اور مکمل پروگرام بھی پیش کر دیا ہے۔

(۵) **ڈاکٹر جواہر لال کانپوری کا بیان** - "سوامی دیانند کو سوراج کا نہایت ہی شوق تھا۔"

(۶) **مسٹر شیام کرشن ورما کا بیان** - "جو پولیٹیکل پروپیگنڈا ہم اب کر رہے ہیں وہ بہت کچھ اُن ابتدائی نصیحتوں کا نتیجہ ہے جو سوامی دیانند کی عنایت سے ہم کو حاصل ہوئی تھیں۔

ان بیانات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آریہ سماجی پہلے جن باتوں سے کانوں پر ہاتھ دھرتے تھے اب اُن کو کھلم کھلا تسلیم کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ سوامی جی کا مشن پولیٹیکل ہے اور جو سیاسی خیالات آج کل پھیلے ہوئے ہیں اُن کے بانی سوامی جی تھے۔

تیسری فصل دفعات ۱۹۱ - ۲۱۲	**سوامی جی کی آٹھ تجویزیں** - سوامی جی نے اپنے سیاسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ آٹھ تجویزیں اختیار کی تھیں۔

(۱) چکرورتی راج حاصل کرنے کی دعائیں ویدوں میں داخل کر دیں۔

(۲) سامان جنگ توپ بندوق وغیرہ حاصل کرنے کی دعائیں ویدوں میں داخل کردیں۔

(۳) مورتی پوجا کی سخت مذمت اور تردید کی تاکہ تعلیم یافتہ ہندو مائل ہوں اور ملک کی آزادی میں رکاوٹ باقی نہ رہے۔

(۴) بعض سوشل رسموں مثلاً بچپن کی شادی اور چوکا وغیرہ لگانے کے برخلاف آواز اٹھائی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے سیاسی طاقت کو نقصان پہنچتا ہے۔

(۵) مختلف مذاہب پر سخت حملے کرکے ہندوؤں کو ایک مت یعنی نام نہاد "ویدک دھرم" میں داخل کرنے کی کوشش کی۔

(۶) غیر ملکوں اور خصوصاً عیسائیوں کی مخالفت کی۔ ان کو بندر۔ دسیو اور ملیچھ وغیرہ ناموں سے یاد کیا اور ان کو گوشت خوار اور شرابی کہہ کر ان سے نفرت دلائی۔

(۷) ایک خطرناک مسئلہ کی تعلیم دی کہ "بداعمال آدمی کو مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا۔ خواہ علانیہ قتل کرے یا پوشیدہ۔ اگر مفسد لوگوں کو موقع مل جائے تو وہ اس مسئلہ کی آڑ لیکر غیر مذہب والوں یا پردیسیوں کے قتل کے لئے ضرور آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ جو لوگ ویدک دھرمی نہیں ہیں۔ "وہی بداعمال" سمجھے جاتے ہیں۔

(۸) سرکار انگریزی کے متعلق یہ خیالات پھیلائے کہ اس راج میں کوئی خوبی نہیں خرابیاں ہی خرابیاں ہیں۔ اور اس سے دکھ اور تکلیف کی ترقی کے سوا کچھ حاصل نہیں اس لئے تمام جہان میں ویدک سوراج یعنی آریوں کا راج ہونا چاہئے۔

چوتھی فصل دفعات ۲۱۳-۲۴۴	آریہ چکرورتی راج کا خطرناک منصوبہ۔ اس فصل میں چار عنوان ہیں جن کا خلاصہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔

پہلا عنوان دفعات ۲۱۳-۲۱۴	اس عنوان میں سوامی جی کے سیاسی منصوبے یعنی مجوزہ راج دھرم کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور دیوانی فوجداری مالگزاری اور فنون

جنگ وغیرہ کے قوانین کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ مضمون سوامی جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے چھٹے باب کا خلاصہ ہے۔ دروہ باب اس مقدس دعا پر ختم ہوتا ہے کہ "ایشور از راہ شفقت ہم کو اپنی مخلوق میں حکمرانی کے لائق کرے۔

دوسرا عنوان دفعات ۲۱۵-۲۳۵	اس عنوان میں سوامی جی کے سیاسی خیالات سے بحث کی گئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) قدیم زمانہ میں تمام دنیا پر آریوں

کی حکومت تھی۔ (۲) وہی حکومت اب بھی آریہ سماجیوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ (۳) سلطنت کے تمام اعلیٰ عہدے آریہ سماجیوں ہی کو ملنے چاہئیں۔ (۴) غیر آریہ سماجی خواہ ہندوستان کے رہنے والے ہوں یا کسی دوسرے ملک کے۔ سناتنی ہندو ہوں یا برہمو یا سکھ یا جینی یا بدھ یا مسلمان یا عیسائی کچھ بھی ہوں ان کو سلطنت کا کوئی عہدہ نہ دیا جائے بلکہ اختلاف عقائد کی وجہ سے اُن کو دکھ اور تکلیفیں دی جائیں۔ جلا وطن کیا جائے۔ خشک لکڑی کی طرح آگ میں جلا دیا جائے۔

اس عنوان میں ان خیالات کی مفصل تنقید کی گئی ہے۔

تیسرا عنوان دفعات ۲۳۶-۲۴۱	اس عنوان میں اخبارات وغیرہ کے حوالے دیکر یہ بیان کیا گیا ہے کہ سوامی جی نے غیر مذاہب کے ساتھ جس سلوک کا حکم دیا ہے

آریہ سماجی حتی الامکان آج کل اُس کی تعمیل کر رہے ہیں چنانچہ سوامی جی کی صد سالہ برسی کے موقع پر جو ۱۹۲۵ء میں بمقام متھرا منائی گئی تھی آریوں نے سناتن دھرمیوں پر بہت تشدد اور سختی کی۔ اور اُن کے مذہب کی توہین کی۔ ایک تصویر چھپواکر شائع کی جس میں سوامی جی کو بُت پرستوں کا ستیاناس اور اُن کو تباہ اور برباد کرنے والا دکھایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے واقعات اخباروں کے حوالے سے درج

کرتے ہیں مثلاً بگل بجا کر لوگوں کو جمع کرنا - لاٹھیاں لے لے کر ایک مندر پر حملہ کرنا مندر کی دیواروں پر دیانند کی جے وغیرہ عبارتوں کا لکھنا - مورتی پوجا کرنے والوں کو بہت بُرے بُرے ناموں سے یاد کرنا - کرشن جی کی مورتی کے تاج کو لاٹھی سے گرا دینا وغیرہ وغیرہ -

یہ ہے تھوڑا سا نمونہ اُس "ویش اَنتی" اور "ویدک سوراج" اور "آریہ چکرورتی راج" کا جو آریہ سماجیوں کے پیش نظر ہے -

چوتھا عنوان
دفعات ۲۴۲ - ۲۴۳

سوامی جی کے "ویدک چکرورتی راج" اور "مجوزہ سوراج" میں کسی غیر آریہ سماجی ہندو مسلمان وغیرہ کا کوئی دخل نہ ہوگا صرف آریہ سماجیوں کا راج ہوگا اور ان ہی کو سلطنت کے عہدے جائیں گے سلطنت کا روپیہ ویدوں کی اشاعت میں خرچ کیا جائے اور "وید مت" یعنی "آریہ دھرم" کے طالب علموں اور اُپدیشکوں کو دیا جائیگا -

آٹھواں باب - سوامی جی کی خاص پالیسی کا انکشاف - دفعات ۲۴۴ - ۳۶۳

تمہیدی بیان
دفعات ۲۴۴ - ۲۴۵

اہل دنیا کے نزدیک سیاسی پالیسی کا کمال یہی ہے کہ اپنی نام نمائی قومی یا ملکی ترقی کے لئے جن وسائل سے کام بنتا نظر آئے اُن سے کام لیا جائے - خواہ وہ وسائل مذہبی نقطہ نظر سے کیسے ہی قابل اعتراض ہوں سوامی جی نے بھی ویدپرچار کی آڑ میں اسی قسم کی پالیسی سے کام لیا ہے اُنکے پبلک کام اور اُنکی تصنیفات اس بات کی گواہ ہیں - اسکے علاوہ اپنے مشن کو جاری رکھنے کے لئے انہوں نے ایسے ٹرسٹی اور

عہدہ دار مقرر کئے تھے جو ویدوں کو الہامی نہیں مانتے تھے اور بعض تو خدا کے وجود کے بھی منکر تھے۔

پہلی فصل سوامی جی کی پالیسی کی دس مثالیں۔ اس فصل میں سوامی جی
دفعات ۲۴۶-۲۵۹ کی زندگی کے واقعات کی دس مثالیں درج کی گئی ہیں جن سے اُن
کی مخصوص پالیسی کا پتہ چلتا ہے۔ (۱) اپنے نام و نسب کو چھپانے اور پوجا پاٹ کو چھوڑنے کی بابت بے بنیاد عذرات (۲) شادی سے بچنے کے لئے حیلے بہانے (۳) گھر سے نکلنے کی بے اصل وجوہات اور متناقض بیانات (۴) سنیاس لینے کی ایک فرضی وجہ (۵) سنیاس لینے کے بعد بھی نشیلی چیزوں کا استعمال اور مورتی پوجا کی عملی حمایت۔ (۶) ویدانت مت یعنی مسئلہ ہمہ اوست کا پرچار کر کے دان لینا۔ (۷) چالیس سال کی عمر تک شیومت کی تعلیم دینا۔ (۸) شیومت کو چھوڑ دینے کے بعد پھر اُس کی حمایت کے لئے آمادہ ہونا۔ (۹) اکیس[۲] شاستروں کو کلام الٰہی ماننے کے بعد پھر اُس عقیدے کو چھوڑ دینا (۱۰) تھیاسوفیکل سوسائٹی کی کونسل کی ممبری کو قبول کرنے کے بعد یہ کہ دنیا میں کبھی اُس کا ممبر نہیں ہوا۔

دوسری فصل[۱] سوامی جی کی پالیسی کا ثبوت اُن کی تحریرات سے۔
دفعات ۲۶۰-۲۸۱ (سوامی جی اس بات کو جائز سمجھتے اور پسند کرتے تھے کہ مذہبی بحث و مباحثے میں جس طرح بھی ممکن ہو مخالف کو نیچا دکھایا جائے خواہ اپنے مذہبی اصول و عقائد کے برخلاف تحریر یا تقریر کرنی پڑے۔ سوامی جی ویدانت مت یعنی مسئلہ ہمہ اوست کو آخر عمر میں جھوٹا اور غلط سمجھنے لگے تھے اور اُن کا گمان تھا کہ شنکر آچاریہ بھی اُس مسئلہ کو نہیں مانتے تھے بلکہ انہوں نے صرف جینیوں کی تردید کی وجہ سے اپنے دھرم اور ایمان کے برخلاف اس غلط مسئلہ کو اختیار کر لیا تھا اور وہ شنکر آچاریہ کی اس کارروائی کو اچھا سمجھتے تھے [دیکھو ستیارتھ پرکاش بلب ۱۱

(۲) سوامی جی نے ویدوں کی جو تفسیر لکھی ہے اُس میں وید منتروں کا مطلب بالکل پلٹ دیا ہے چنانچہ میکس مُولر۔ ڈاکٹر فارکوہار۔ ڈاکٹر گرسوولڈ۔ پنڈت نوین چندر رائے۔ پنڈت گُرو پرشاد۔ پنڈت مہیش چندر۔ پنڈت شنکر پانڈورنگ جیسے مشہور معروف عالمانِ سنسکرت کی تفصیلی رائیں سوامی جی کی تفسیر وید کے متعلق اس فصل میں نقل کی گئی ہیں۔ یہ تمام عالم متفق اللفظ یہی کہتے ہیں کہ "سوامی جی کی تاویلات کی بنیاد ہی غلط ہے اور وہ بالکل ناقابلِ اعتماد ہیں۔ اور اُن کی تفسیر سے وید کا مطلب تو نہیں نکلتا بلکہ وہی مطلب نکلتا ہے جس کو وہ ویدوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔"

دوسری فصل (ب) سوامی جی کے معیار کے بموجب وید الہامی نہیں ہو سکتے

دفعات ۲۰۲ – ۲۱۵ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں جہاں قرآن مجید پر اعتراضات کئے ہیں وہاں سچے الہام کے لئے چار معیار مقرر کئے ہیں یعنی جس کتاب میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ اُن کے نزدیک الہامی نہیں ہو سکتی۔

(۱) قتل حیوانات کے احکام۔ (۲) تعصب کے احکام یعنی اپنے مذہب والوں کی طرف داری اور دوسرے مذہب والوں کو تکلیف دینے اور قتل و غارت کرنے کی تعلیم۔ (۳) دشمنی اور بدولی پیدا کرنے والے احکام جن کا نتیجہ خونریزی اور جنگ و جدل ہو۔ (۴) فضول تکرار یعنی ایک ہی بات کو بار بار بیان کرنا۔

اب ہم ویدوں کو دیکھتے ہیں تو اُن میں سوامی جی کے ترجمہ کے بموجب یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) وید۔ قربانی یعنی قتل حیوانات اور گوشت خواری کی اجازت دیتے ہیں۔

(۲) وید حکم دیتے ہیں کہ جو لوگ ویدک دھرمی نہیں ہیں اُن کو دُکھ اور تکلیفیں دی جائیں۔ اُن کو قتل کیا جائے تباہ و برباد کیا جائے۔ سوکھی لکڑی کی طرح آگ

میں جلادیا جائے یا غلام بنالیا جائے۔

(۳) وید دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ بیرحمی کی تعلیم دیتے ہیں اور اُن کو شیروں چیتوں وغیرہ شکاری جانوروں سے پھڑوانے اور اُن کے شہروں کو اُجاڑنے کا حکم دیتے ہیں۔

(۴) ویدوں میں بیشمار غیر ضروری مکررات ہیں۔

پہلی تین باتیں خود سوامی جی کی تصنیفات [یعنی ستیارتھ پرکاش۔ سنسکار بدھی۔ آریہ بھوے۔ یجر وید بھاشیہ وغیرہ] کی بہت سی عبارتیں نقل کر کے ثابت کی گئی ہیں۔ غیر ضروری مکررات کا ثبوت یہ ہے کہ چاروں ویدوں میں رگوید اصل ہے اور باقی تینوں وید اُسی کا انتخاب ہیں۔ یجروید کے مضامین کا بڑا حصّہ رگوید سے لیا گیا ہے۔ تقریباً تمام سام وید۔ رگوید سے انتخاب کیا گیا ہے۔ سام وید میں ایک ہزار پانچ سو انچاس منتر ہیں جن میں سے صرف اٹھتر منتر ایسے ہیں جن کا پتہ رگوید میں نہیں ملتا۔ اتھروید جو سب سے پیچھے بنا ہے۔ اس کا چھٹا حصّہ نثر اور باقی نظم یعنی منتر ہیں۔ ان منتروں کا چھٹا حصّہ بھی رگوید میں پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک وید میں بھی جابجا غیر ضروری مکررات بکثرت پائے جاتے ہیں۔

تیسری فصل دفعات ۳۱۶-۳۲۷	سوامی جی کے تجویز کردہ عہدہ دارانِ سماج۔ سوامی جی نے آریہ سماج کے لئے ویدوں کا الہامی ماننا ضروری قرار دیا ہے

مگر اُنہوں نے خود ہی اس اصول کو اس طرح توڑا کہ آریہ سماج کے بڑے بڑے ذمہ داری کے عہدے ایسے ایسے لوگوں کو عنایت کئے جن کی بابت یقین تھا کہ وہ ویدوں پر ایمان اور اعتقاد نہیں رکھتے مثلاً رائے بہادر لالہ مولراج صاحب جن کو سوامی جی نے آریہ سماج لاہور کا پریسیڈنٹ بنایا تھا۔ انہوں نے آریہ سماج میں شامل ہونے سے کچھ عرصہ پہلے لاہور کی ایک کلب کے جلسے میں ناستک مت یعنی دہریت کی تائید

ہیں ایک مضمون پڑھا تھا اور آریہ سماج میں داخل ہونے کے بعد بھی اُنہوں نے کبھی ویدوں کو ایشور کا الہام تسلیم نہیں کیا بلکہ وہ خود سوامی جی پر زور دیتے تھے کہ آپ الہام وید کے عقیدے کو آریہ سماج کے اصول سے خارج کر دیں۔ رائے بہادر صاحب موصوف ہمیشہ ویدک الہام کے منکر رہے جیسا کہ پروفیسر رام دیو صاحب [پرنسپل گروکل کانگڑی] کی شہادت سے ثابت ہے۔ سوامی جی نے رائے بہادر صاحب موصوف کو آریہ سماج لاہور کا سب سے پہلا پریسیڈنٹ بنایا۔ اور اپنے آخری وصیت نامہ کے بموجب اُن کو پروپکارنی سبھا کا وائس پریسیڈنٹ بھی مقرر کر دیا اور اپنی تمام جائداد ان کے حوالے کرکے وید پرچار کا کام اُن کے سپرد کر دیا۔

رائے بہادر لالہ مولراج صاحب کے علاوہ اور بھی اس قسم کے کئی آدمیوں کو سوامی جی نے آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدے عنایت کئے تھے [تفصیل کے لئے اصل کتاب دیکھو] چونکہ سوامی جی کا مشن مذہبی نہیں بلکہ سیاسی تھا اس لئے اُن کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور وہ بلا لحاظ اصول وعقائد ہر شخص کو اپنی نام نہاد مذہبی سوسائٹی میں داخل کر لیتے تھے۔ اگر کوئی شخص قصابوں کو [جن کا پیشہ گاؤکشی ہو] گورکھشنی سبھا کا اور شراب خواروں کو "ٹمپرنس سوسائٹی" کا ممبر بنا دے تو یہ کارروائی سراسر ناجائز ہوگی اور اسی طرح منکرین وید اور منکرین خدا کو آریہ سماج کے بڑے بڑے عہدے دئے جانا کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

چوتھی فصل (۱) ویدوں کی بابت سوامی جی کے اصلی خیالات۔ راؤ بہادر دفعات ۳۳۸-۳۴۳ بھولا ناتھ صاحب پریسیڈنٹ پرارتھنا سبھا احمد آباد اور راؤ بہادر مہی پت رام روپ رام صاحب سی آئی ای پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج احمد آباد کے ساتھ ویدوں کے الہام کے متعلق سوامی جی کی بہت لمبی چوڑی گفتگو ہوئی تھی جس کو راؤ بہادر بھولا ناتھ صاحب کی سوانح عمری میں اُن کے بیٹے کرشن راؤ بھولا ناتھ

صاحب نے درج کیا ہے جس کی عبارت ذیل قابل غور ہے۔

"ایک دفعہ بھولا ناتھ جی نے سوامی دیانند سے کہا' سوامی جی آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ وید ایشور کا کلام ہے سو عقلمند لوگوں کے سامنے تو یہ بات بے معنی ہے۔ اس پر سوامی جی نے جواب دیا۔ یہ سب بات تو سچ ہے لیکن بھولا ناتھ جی ایسا سمجھائے بغیر سب لوگ ہمارے ساتھ کیسے شامل ہونگے اور اپنی گاڑی چلے کیسے؟"

اس گفتگو کی تصدیق راؤ بہادر ہی بیت رام کی تحریر سے بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کی شہادت سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سوامی جی پالیسی کی وجہ سے ویدوں کو الہامی مانتے تھے۔

چوتھی فصل (ب) دفعات ۳۴۴-۳۶۳ سوامی جی کا تھیاسوفیکل سوسائٹی سے تعلق۔ سوامی جی نے کرنیل الکاٹ کے ساتھ خط و کتابت کر کے اچھی طرح معلوم کر لیا تھا کہ تھوسوفیکل سوسائٹی کے خیالات دہریانہ ہیں مگر باوجود اس علم کے وہ اس سوسائٹی کی کونسل کے ممبر ہو گئے اور اس کو آریہ سماج کے ساتھ ملحق کر دیا۔ ایک مدت کے بعد جب سوامی جی کو اس سوسائٹی سے قطع تعلق کرنا پڑا تو انھوں نے یہ ظاہر کیا کہ میرا تعلق اس سوسائٹی سے کبھی نہیں تھا اور نہ میں اس کا ممبر ہوا تھا۔ مگر کرنیل صاحب موصوف نے سوامی جی کی دستخطی تحریر کا فوٹو شائع کر کے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور سوامی جی کو خاموش ہونا پڑا!

نواں باب۔ سوامی جی کا مرض الموت اور انتقال۔ دفعات ۳۶۴-۳۹۱

سوامی جی کی موت کا باعث یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کو زہر دیا گیا اور اس

کی بابت دو کہانیاں ہیں - ایک یہ کہ مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب کی ایک مُنہ چڑھی طوائف مسماۃ ننھی جان نے سوامی جی کو اُن کے رسوئیے سے زہر دلوایا۔ مگر ایک آریہ پروفیسر مسٹر بالکرشن ایم اے نے اس کہانی کی تردید کرکے یہ بیان کیا ہے کہ سوامی جی مہاراجہ صاحب کے گرو تھے اگر ننھی جان اُن کو زہر دلواتی تو مہاراجہ صاحب ضرور اُس کو سزا دلواتے مگر وہ تو سوامی جی کے انتقال کے بعد تک مہاراجہ صاحب کے ساتھ رہی -

دوسری کہانی راؤ تیج سنگھ صاحب کی زبانی بیان کی جاتی ہے کہ سوامی جی کے رسوئیے نے اُن کے بیگ کو کاٹ کر شال اور اشرفیاں چرائی تھیں۔ سوامی جی نے اُس کو ڈانٹا اور سزا دلوانے کی دھمکی دی تو اُس نے رات کو دودھ میں زہر گھول کر اُن کو پلا دیا اور نیپال بھاگ گیا۔

پہلی کہانی کی طرح یہ کہانی بھی قابل اعتبار نہیں۔ جس کے مصنوعی ہونے کی آٹھ مضبوط دلیلیں بیان کی گئی ہیں اور پنڈت لیکھرام صاحب اور راؤ تیج سنگھ صاحب کے بیانات میں جو اختلافات دکھائے گئے ہیں اُن سے بھی اس کہانی کا غیر معتبر ہونا صاف ظاہر ہے۔

یہ کہانیاں بظاہر سوامی جی کو شہید بنانے کی غرض سے بنائی گئی ہیں مگر سوامی جی کو شہید نہیں کہہ سکتے - شہید وہ ہے جو کسی سچے عقیدہ یا شریف مقصد کی حمایت میں اپنی جان کو قربان کردے۔ مگر یہاں ان میں سے کوئی بات بھی نہ تھی اس کے علاوہ سوامی جی نے کبھی اپنی زبان سے نہیں کہا کہ مجھے زہر دیا گیا ہے یہ دوسرے لوگوں کا غلط قیاس ہے۔ چونکہ وہ کشتہ ابرق وغیرہ تیار اور استعمال کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی موت کا سب سے زیادہ قرین قیاس سبب یہی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کچا یا مقدار سے زیادہ کشتہ کھا لیا

جس کی وجہ سے بیمار پڑ گئے اور اسی بیماری نے اُن کا کام تمام کر دیا۔ ایک مہینے تک سخت بیماری کا سلسلہ جاری رہا۔ ڈاکٹری علاج بھی موافق نہ آیا آخر کار ۳۰ ر اکتوبر ۱۸۸۳ء کو اُن کی نہایت اندوہ ناک اور قبل از وقت موت واقع ہوئی جبکہ اُن کی عمر صرف اُنسٹھ [59] سال کی تھی۔

دسواں باب۔ عام ریویو
دفعات ۳۹۲-۴۳۶

۱۔ سوامی جی کی صورت و سیرت

سوامی جی کا قد لمبا۔ ڈیل ڈول اچھا اور بدن مضبوط تھا۔ اور وہ سنسکرت کے اچھے عالم اور ہندی اور سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ آریہ سماج قائم کرنے کے بعد مورتی پوجا وغیرہ کی تردید برہمچریہ وغیرہ کی حمایت بہت زور کے ساتھ کرنے لگے تھے۔ یہ سب باتیں قابل تعریف تھیں مگر وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے اخلاقی اصول کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دیگر مذاہب اور اُن کے پیشواؤں پر اعتراضات کرنے میں اکثر عامیانہ الفاظ استعمال کرتے تھے [ستیارتھ پرکاش کے پچھلے نصف حصے میں اس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں] وہ بحث و مباحثے میں انصاف سے کام نہیں لیتے تھے اُنہوں نے بار بار اپنے مذہبی عقائد کو بدلا۔ آج ایک عقیدہ کی

تعریف کر کے اُس کو ویدوں کے مطابق لکھا اور کل اُسی عقیدہ کی مذمت کر کے اس کو ویدوں کے خلاف بتانے لگے اور جب چاروں طرف سے اُس پر اعتراضات ہونے لگے تو کہدیا کہ یہ چھاپنے والوں اور صحیح کرنے والوں کی غلطی تھی۔ اُنہوں نے اپنی سنسکرت ودیا کا غلط استعمال کیا اور ویدمنتروں کے ارتھ کو بدل کر کچھ کا کچھ کر دیا۔ کبھی اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسی پُرانے شاستر کے نام سے کوئی مصنوعی شلوک اپنی کتاب میں درج کر دیا۔

۲۔ سوامی جی کا مقصد اور اُنکی پالیسی

سوامی جی کا مقصد سیاسی تھا۔ وہ آریہ چکرورتی راج قائم کرنا چاہتے تھے۔ آریہ سماج میں قائم کرتے وقت انہوں نے بہت سے ایسے لوگوں کو اپنا شریک کار بنایا جو ویدوں کو الہامی نہیں مانتے تھے۔ اُنہوں نے مورتی پوجا وغیرہ کی تردید اور ہندو دھرم کی سوشل خرابیوں کی اصلاح میں بھی وہی سیاسی مقصد پیش نظر رکھا۔ وہ اس بات کو جائز سمجھتے تھے کہ مذہبی مباحثہ میں مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے دھرم اور ایمان کے بخلاف کسی غلط عقیدہ کو مان لیا جائے اور شاستراتھ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے اگر شاستر کے مطلب کو بدل دینے کی ضرورت ہو تو بدل دیا جائے۔ اس میں کوئی کلام نہیں اور ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ سوامی جی نے جو کچھ کیا اپنے وطن کی محبت کے خیال سے کیا مگر اس

محبت نے اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے ملک کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچایا۔

۳۔ خاتمہ

سوامی جی نے مذہب کے نام سے جس پالیسی کی تعلیم دی ہے۔ اس سے لوگوں کے اخلاق پست ہوگئے۔ اور اگر ایسے ہی خیالات پھیلتے چلے گئے تو ملک کی اخلاقی حالت اور بھی پست ہوتی چلی جائے گی۔ لہذا ہر شخص کو راستی اور صداقت کی حمایت میں کھڑا ہو جانا چاہئے اور لوگوں کے دل میں یہ بات بٹھا دینی چاہئے کہ راستی ہی قوم کی حقیقی ترقی کا باعث ہوتی ہے۔

۸۷۰۲

اِنڈکس[1]

مکمل فہرستِ مضامین بترتیب حروفِ تہجّی

ا

---

[1] اس انڈکس میں حوالجات کے بعد جو ہندسے خطوطِ وحدانی میں لکھے گئے ہیں وہ اصل کتاب کی دفعات کے نمبر ہیں اور جو مقدمہ وغیرہ کے حوالے ہیں انکے ساتھ لفظِ مقدمہ وغیرہ بھی لکھ دیا گیا ہے (مؤلف)

ب

پ

ت

ج

چ

ح

خ

د

س

ش

گ

ل

م

ن

مجموعہ جس میں علمی فلسفی اور منطقی دلائل اور نیز جدید تحقیقات کی بنا پر مادہ عالم کا حادث ہونا ثابت کر کے یورپ
کے مادیین و دہریین اور آریہ سماج وغیرہ کے کل اعتراضات کا نہایت مکمل اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے
رسائل اب سے ۲۵ سال پیشتر بعض اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے تھے جنکو جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب نے
بعد تصحیح و ترمیم و نظر ثانی از سر نو مرتب کر کے چھپوایا ہے علمی مذاق رکھنے والوں کیلئے ایک نادر مجموعہ ہے قیمت ۸ر
سوامی دیانند اور انکی تعلیم کا مکمل اور مسلسل خلاصہ جو اصل کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا
ہے اور جداگانہ بھی چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

۔ اخلاق کی پہلی کتاب نظم و نثر۔ اخلاق اور توحید کے متعلق پندرہ نہایت آسان اور دلچسپ
سبقوں کا مجموعہ جنکی فہرست یہ ہے۔ بڑھیا کا چرخہ۔ قدم کا نشان۔ کشتی کا سفر۔ باغ کی سیر۔ شہد کی مکھی۔ چھوٹی
سی بوٹی۔ خدا کے کام۔ جانداروں کی خوراک۔ جانداروں کے اعضا۔ نیکی اور بدی کی پہچان۔ ہمارے ارادے۔ پرندے
انڈا۔ پرندے کا پر۔ ہماری آوازیں اور بولیاں۔ دل کی گواہی۔ ان اسباق کی زبان اس قدر صاف اور
سلیس اور عام فہم ہے کہ چھ سال کا بچہ بھی جس نے صرف اردو کا قاعدہ پڑھا ہو اس کتاب کو بہت اچھی طرح سمجھ
سکتا ہے ہر ایک سبق کے آخر میں ایک آسان اور دلچسپ نظم بھی دیگئی ہے جو چند بار پڑھنے سے بچوں کو بڑی
آسانی سے حفظ ہو جاتی ہے۔ ہر نئے لفظ کے معنی حاشیہ پر لکھدئے گئے ہیں۔ اور بچوں کی لیاقت اور قوت بیانیہ
کو ترقی دینے کے لئے ہر سبق کے آخر میں سوالات بھی لکھ دئے گئے ہیں شمس العلماء مولانا حالی کے فرزند ارجمند
و تجربہ کار ماہر تعلیم جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے انسپکٹر تعلیمات (پنشنر) اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں
"لوگ مدارس میں غیر فرقہ وارانہ اخلاقی تعلیم کے خواہاں اور موید ہیں وہ مصنف کے اس کام
کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اسکی داد دینگے" اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر مذہب و
ملت کے چھوٹے بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت صرف دو آنہ (۲ر)

ملنے کا پتہ۔ سکریٹری اورینٹل پبلک لائبریری پانی پت

سوامی دیانند اور ان کی تعلیم

کی

مجمل فہرست مضامین